

تحفۃ الملوک

# دعوتِ الامیر

(فارسی)

یعنی

امیر امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان را دعوتِ حق

منیائے

سیدنا حضرت صاحبزادہ نورا بشیر الدین محمود احمد رضا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعی

ایضاً اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ قادیان

دہ ۱۹۲۷ء

سرورِ حق شائع کردہ: عبدالمعین پریس، لاہور  
الاعظم پریس، لاہور  
بکراچہ پریس، کراچی  
قادیان، قادیان

ہدیہ ۲ روپے سچاس نئے پیسے

جلد تین روپے

# فہرست مضامین

۲۶ - دلیل ہشتم مسجدہ لانگہ صفحہ ۲۴۶ تا ۲۸۹	۱ - تعارف صفحہ ۱ تا ۱۴
۲۷ - دلیل نہم - نکشات علوم سماویہ صفحہ ۲۴۸ تا ۲۸۹	۲ - اختلافات نابادیر مردان صفحہ ۱ تا ۷۲
۲۸ - دلیل دہم - اخبار علوم غیبیہ صفحہ ۳۱۵ تا ۳۹۴	۳ - دعویٰ حضرت مسیح موعود " ۷۲ تا ۷۴
۲۹ - پیش خبری اول صفحہ ۳۱۶ تا ۳۲۹	۴ - دلائل حقیقت دعویٰ " ۷۴ تا ۷۵
۳۰ - پیش خبری دوم - نسبت انقلاب سلطنت ایران صفحہ ۳۲۹ تا ۳۳۸	۵ - دلیل اول ضرورت زمانہ " ۷۵ تا ۹۶
۳۱ - پیش خبری سوم " ۳۳۸ تا ۳۴۵	۶ - دلیل دوم شہادت سیدان نبیہ معلوم " ۹۶ تا ۱۰۲
۳۲ - پیش خبری چہارم " ۳۴۵ تا ۳۵۳	۷ - حالات دینی زمانہ حال " ۱۰۲ تا ۱۱۳
۳۳ - پیش خبری پنجم " ۳۵۳ تا ۳۵۵	۸ - حالت مذہبی گذشتہ در زمان سلطنت ایران " ۱۱۳ تا ۱۲۶
۳۴ - پیش خبری ششم " ۳۵۵ تا ۳۶۰	۹ - حالت اخلاقیہ اقوام عالم " ۱۲۶ تا ۱۳۲
۳۵ - پیش خبری ہفتم " ۳۶۰ تا ۳۶۴	۱۰ - حالت علمیہ این زمانہ " ۱۳۲ تا ۱۳۷
۳۶ - پیش خبری ہشتم " ۳۶۴ تا ۳۸۳	۱۱ - حالت تمدنی زمانہ مسیح موعود " ۱۳۷ تا ۱۴۳
۳۷ - پیش خبری نہم " ۳۸۳ تا ۳۸۸	۱۲ - حالت جسمانی این زمانہ " ۱۴۳ تا ۱۴۷
۳۸ - پیش خبری دہم نشان ترقی قادیان صفحہ ۳۸۸ تا ۳۸۸	۱۳ - تناسب نسلی " ۱۴۷ تا ۱۵۳
۳۹ - پیش خبری یازدہم برائے قدرت مالی صفحہ ۳۸۸ تا ۳۹۴	۱۴ - تعلقات بین اقوام " ۱۵۳ تا ۱۵۴
۴۰ - پیش خبری دوازدہم " ۳۹۴ تا ۴۰۱	۱۵ - حالت مالی زمانہ مسیح موعود " ۱۵۴ تا ۱۵۸
۴۱ - دلیل یازدہم - عشق مسیح موعود با خدا در رسول صلعم صفحہ ۴۰۱ تا ۴۱۹	۱۶ - حالت سیاسیہ " ۱۵۸ تا ۱۶۲
۴۲ - دلیل دوازدہم - قوت اسرار صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۹	۱۷ - تفرقات ارضیہ " ۱۶۲ تا ۱۶۹
۴۳ - تتمہ " ۴۲۹ تا ۴۵۵	۱۸ - علامات سماویہ " ۱۶۹ تا ۱۷۹
	۱۹ - دلیل سوم نفس ناطقہ " ۱۷۹ تا ۱۸۰
	۲۰ - دلیل چہارم - غلبہ اسلام بر ادیان " ۱۸۰ تا ۱۸۷
	۲۱ - حملہ حضرت اقدس بر مذہب کیسا " ۱۸۷ تا ۱۹۸
	۲۲ - یک حربہ بر حمد مذہب باطلہ " ۱۹۸ تا ۲۰۸
	۲۳ - دلیل پنجم تجرید دین " ۲۰۸ تا ۲۱۹
	۲۴ - دلیل ششم - نعمت الہی " ۲۱۹ تا ۲۲۹
	۲۵ - دلیل ہفتم - تباہی دشمنان " ۲۲۹ تا ۲۵۵

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 هُدًى وَنُصَيْدًا عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## بفضل خدا و رحم او تعالی

هوال اصغر

از جانب عبد اللہ تعالی الضعیف میرزا بشیر الدین محمد احمد خلیفہ تیسرا اشانی و امام جماعت  
 بخدمت اعلیٰ حضرت امیران لندن فرزند و اکثر افغانستان و ممالک محروسہ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

حضرت والا ایس چند سطور کہ بنظر ترفع جاہ جناب الا و بہ نیت افادہ عام مطبع  
 نمودہ پیش میکنم! امید دارم کہ آن والا جاہ با وجود قلت فرصت بطلان آن کیف گزارا  
 فرمودہ بر این بندہ منت نہند و پیش حضرت حق تعالی با سر خروئی کونین عزت دارین  
 حاصل کنند۔

تحریر این مکتوب معنی بر دو عرض است :-

اول ایس کہ این عاجز آن ندانے را کہ بجهت فراہم آوردن کافہ الناس بر کلمہ  
 اسلام از جانب حق تعالی درین زمان بلند شدہ بحضرت والا برساند۔  
 دوم اینکه چند افراد جماعت احمدیہ کہ زیر سایہ مملکت حضرت والا سکونت میدارند

معتقدات حالات ایشان را بر جناب والا شکار کند تا اگر سخنی دربارهٔ آن گروه در آن  
 بارگاه گفته آید۔ بحسب وقوف ذاتی علی وجه البصیرة نسبت آن فیصله صادر گردد۔  
 قبل ازین کہ سخنی دیگر عرض شود۔ انظار این مدعا لازم می شناسم کہ جماعت  
 احمدیہ قطعاً پیغمبر دین جدید را عامل نیست۔ بلکه دین او دین اسلام است۔ و  
 یکتہ مزل آن احراف و زین احرام قطعی و موجب شقاوت ابدی میداند۔ و نام  
 جدید او هرگز بر گذر بر جدت دین دلالت ندارد۔ بلکه غرض ازین صرف همین است کہ  
 تا این جماعت از دیگر طوائف مردم کہ بمجوعه خوشترن را به دین اسلام نسبت  
 می دهند۔ به حیثیت ممتاز در نظر کافران ظاهر شود۔

اسلام محبوب ترین نامی است۔ کہ خود او سبحانه و تعالی بر امت محمدیہ کریمه  
 و آثار جناب عزت و عظمت از زانی فرموده کہ دربارهٔ آن بوسیله حضرت انبیاء سابقین  
 علیهم الصلوٰۃ والسلام قرن بعد قرن پیشخبرها بیان کرده است۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

هو یشتمکم المسلمین من قبل و فی هذا۔ (ج۔ ۱۰ ع۔ ۱)

یعنی حضرت حق سبحانه شمارا ہم در صحف اولین و ہم درین کتاب بنام مسلمین نامیده است  
 چنانچہ در کتاب اشعیاہ نبی این پیشخبری تا این زمان ہم موجود است کہ  
 ”باسم جدیدی کہ در آن خداوند بر تو می گذارد۔ مسمی خواهی شد“  
 (کتاب اشعیاہ نبی۔ فصل شصت و دوم۔ آیت دوم)

پس ازین نام پاک تر نامی دیگر چه تواند بود۔ کہ خود حضرت حق تعالی آنرا بجهت  
 بندگان خود گزیده و آن قدر عظمت بخشیده کہ بر زبان انبیائے سابقین علیهم السلام  
 پیشخبرها جاری فرموده۔ و آن کدام اہل ہوش است کہ این نام مہمیت فرجام را

برائے خود نہ ہندو۔ مابین نام راز جان عزیز تر سے داریم دین میں پاک اسوجب حیات  
حقیقی خود سے انکاریم ۛ

آتا از آنجا کہ دریں زمان دیگر طوائف مردم بنظر خیالات مختلفہ خود نشان  
نامہائے مختلف برائے خویش وضع کرده اند۔ ازیں جہت اقتضائے حالات مجبور  
ساخت کہ جماعت احمدیہ نیز بجهت امتیاز خود نامے گویند۔ پس بہترین نامے کہ  
بنظر حالات این نامہ انسانی باشد ہی نام احمدی بود۔ زیرا کہ این نامہ زمانہ اذاعت نام  
کہ رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدا آورده بود۔ و وقت وقت  
اشاعت حمد الہی۔ پس ازاں جا کہ این ایام ایام ظهور صفت احمدیت آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است پیغمبر نامے بہتر ازیں نام نامی داسم گرامی صورت امکان  
مذارد ۛ

الغرض از جان و دل پیرو اسلام ہستیم۔ و بہر عقیدہ و ہر امرے کہ ایمان  
بدان یک مرد مسلمان صادق الایمان را واجب است۔ سے گویم۔ و ہر چہ  
ردآن بر ہر مسلمان راسخ الایقان ضروری است۔ اور ار تو سے کہنیم۔ و شخصے کہ با جو  
تصدیق کردن ما تمام معتقد است اسلامیتہ را۔ و تسلیم کردن ما ہمگی احکام خدائے  
عز و جل را بر ما ہمت کفر سے ہند۔ و ما را پیرو دین جدید قرار سے دہد۔ و ہر ما  
خیلے ظلم میکند۔ در روز جزا پیش خداوند تعالیٰ زیر باز پرس در آید ۛ

مواخذہ شخصے بہ گفتہ او کردہ میشود۔ نہ بہ خیالات اندرون سینہ او۔ کسے  
چہ میداند کہ در دل دیگرے ہست۔ و شخصے کہ کسے را بہ این چنین حرف الزام میدہد  
کہ آنچه او زبان خود میگوید۔ در دل او نیست۔ بیگمان دعوائے خدائی میکند۔ زیرا کہ

دانا کے سر اور قلوبِ عظیم بذات الصدور صرف ذاتِ پاک اور سجادہ و تعالیٰ است و سبح  
 کس جزا و تعالیٰ دم نہ تو اندر زد کہ من بر خیالات اندرون سینہ ہائے مردم آگاہی میرا دم  
 از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ رام کس عارف تراست۔ آل سرور عالم ۳  
 سے فرماید :-

انکم قنصمون الی - و انما انا بشر مثلکم - و لعل بعضکم ان یکون  
 المحن یحجتہ من بعض فان قضیت لاحد منکم بشئ من حق اخیه فانما  
 اقطع له قطعۃ من الناک - فلا یأخذ منه شیئاً -

(صحیح بخاری - کتاب الاحکام - باب عظمتہ الامام للخصوم)

یعنی بعضے از شمارزاعے یا خصوصتے بغرض انفضال پیش من آرد و من نیز مثل شما ہستم  
 و باشد کہ یکے از شما بہ نسبت دیگرے در حجت آوردن قابل تر بود - پس اگر من کسے  
 از حق برادر او چیزے بدہم - پس جزا این نیست کہ من اورا یک پارہ آتش میدہم -  
 اورا باید کہ ازو چیزے نگیرد

و همچنین در حدیث آمدہ است از اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہ گفت :-  
 بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریتہ - فصبحنا الحرات من  
 حمینۃ - فاد رکت رجلاً - فقال لا الہ الا اللہ - فطعنت فوقع فی  
 نفسی من ذلک - فذکرته للنبی صلی اللہ علیہ وسلم - فقال رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم اقال لا الہ الا اللہ وقتلتہ؟ قال قلت یا رسول  
 انما قالها خوفاً من السلاح - قال افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم  
 اقالها ام لا - (صحیح مسلم - کتاب الايمان - باب من مات لا یشرک باللہ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مارا در سر یہ فرستاد۔ مابا بد او ان بر قبیلہ حرقات کہ از نبی جہینہ است رسیدیم۔ پس یک نفر از ایشان گم کرد او کلمہ توحید بر زبان راند۔ من بدان اعتنائے نہ کردہ اور اکثتم۔ اما ازین کار در دل من خلجانے پیدا شد پس ایں واقعہ را پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کردم۔ فرمودند۔ آیا با آنکہ اول اللہ الا اللہ گفتے بود اور اکشتی؟ گفتم یا رسول اللہ! آں کس محض از خوف سلاح کلمہ توحید بر زبان رانده بود۔ فرمودند۔ اخلا شققنت عن قلبہ۔ آیا دل اور اشکاف نہیدی۔ تا تر معلوم شدے کہ او ایں کلمہ از دل گفتے بود یا نہ؟

الغرض فتویٰ بر بیان زبان مے باشد نہ بر خیالات اندرون سینہ۔ چرا کہ بر خیالات دل بجز خدا تعالیٰ دیگرے را اصلاً اطلاع نیست۔ وہر کہ بر خیالات دل مردم فتویٰ میدہد۔ اولاً ریب کاذب است۔ و بدر گاہ و خداوندی قابل مواخذہ ❖

پس ہر گاہ ما مردم کہ افراد جماعت احمدیہ ہستیم۔ خود را مسلمان دانستیم بیچ کس رانہ رسد کہ در بارہ ما اینچنین فتویٰ دہد کہ اسلام ما صرف نمودنی و دعوائے اسلام ما محض بفرض نمائش است۔ و از دل منکر اسلام ہستیم یا ایمان بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نداریم۔ و کلمہ دیگر غیر کلمہ اسلام بر زبان مے رانیم۔ یا قبیلہ دیگر احداث نمودہ ایم ❖

و اگر ایں گونہ اتہامات و الزامات کاذبہ نسبت ما جائز است۔ دین صورت ما نیز متعلق اینچنین مردم افترا پرداز تو انیم گفت کہ ایشان مظاہر دعوائے اسلام دارند۔ اما چون بہ خانہ ہائے خود مے روند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دشنام

مے دہند۔ و بروین اسلام طعنہ مے کنند۔ لیکن با مردم بنا بر مخالفت کسے ہرگز حق را  
از دست مذہبیم یا نسبت بیچ کس بریں بنا بیچ فتویٰ مذہبیم کہ او ہر چہ ظاہر میکند۔ در  
باطش خلاف اوست۔ بلکہ با زیر حکم شریعت متعلق بہاں سخن بحث کنیم کہ او خود میگوید  
بعد ازین من عقائد جماعت خود را پیش آل شاہ والا جاہ می آرم تا جناب والا  
غور فرمایند کہ ازین عقائد کہ ام عقیدہ خلافین متین است :

۱۔ بالیقین میداریم کہ خدا تعالیٰ موجود است۔ و برستی او ایمان آوردن اقرار  
بزرگ ترین امور راست حق است۔ نہ اتباع دہم و گمان۔

۲۔ بالیقین میداریم کہ اللہ تعالیٰ یگانہ است بیچ کس شریک او نیست نہ در آسمان  
و نہ در زمین۔ و ہر چہ با سوا سائے حق تعالیٰ ہست ہمہ مخلوق است۔ و در ہر حال  
ہر آن مخلوق بہ اعانت و شپشی او بجانہ و تعالیٰ۔ او نہ پسرے دارد۔ نہ دختر۔ نہ پدر۔ نہ ماؤ  
نہ زن۔ نہ برادر۔ و در توحید و تفرید خود یگانہ است۔

۳۔ بالیقین میداریم کہ ذات او تعالیٰ پاک است۔ و منزہ از جملہ محبوبات تعالیٰ۔ و  
جام جمیع محامد و محاسن بیچ عیب نیست کہ در ویافتہ شود۔ و بیچ حسن و جملہ نیست  
کہ در وی موجود نباشد۔ قدرتش را حدی نیست۔ و علمش را پایلانی۔  
او محیط کل استیبار است۔ و بیچ چیزے نیست کہ احاطہ او تعالیٰ تواند کرد۔ او  
اول و آخر و ظاہر و باطن است۔ خالق جمیع کائنات و مالک جملہ مخلوقات۔ تصرف  
او نہ گاہے پیش ازین باطل شدہ۔ و نہ اکنون عاقل است۔ و نہ بعد ازین اول شود۔  
او زندہ است۔ و موت و فوٹ را بدورہ نیست و پایندہ است۔ فنا و زوال  
بر وی روان نیست۔ جملہ کاروائے او بہ ارادہ او تعالیٰ مے باشد۔ نہ بر وی صغیراً



اگر نیز ہنچناں بر عالمین حکومت و فرمان روائی میکند چنان کہ در سابق میگرد و تخطل بر گاہ  
بصفاش راہ نیاید۔ بلکہ او در ہر آن و ہر زمان قدرت خود را واسع نماید۔

۴۔ یاقین میداریم کہ ملائکہ مخلوقے است مر خدا تعالی را کہ مصداق یفعلون ما  
یومرون حکمت بالغہ او تعالی ایشاں را برائے نظام امور  
مختلفہ آفریدہ است۔ و ایشاں فی الواقع موجود اند نہ اینکہ وجود ایشاں فرضی و  
خیالی باشد و حق تعالی ذکر ایشاں محض بطور استعارہ فرمودہ باشد و بذات او تعالی  
ہمانساں احتیاج و افتقار دارند۔ چنان کہ نوع انسان یا دیگر مخلوق احتیاج و  
افتقار است۔ و او تعالی در انہما قدرت خود محتاج بر ایشاں نیست۔ اگر بخواست۔  
بغیر آفریدن این نوع مخلوق شئیّت خود را ہوید اے ساخت۔ مگر حکمت کاملہ اش  
اقتضائے آفرینش زمرہ ملائکہ کرد۔ و ایشاں را از کتم عدم بہ وجود آورد۔ و بہ نیچے  
کہ بواسیلہ روشنی آفتاب بینای چشم را قوت بخشیدہ و بذریعہ قرص تان آتش جوہ را  
فرو نشانده احتیاج او بہ آفتاب و تان لازم نمے آید۔ ہم بریں نسق از انہما محض  
ارادت خود بواسطہ ملائکہ محتاج بملائکہ نیگردد۔

۵۔ یاقین میداریم کہ او سبحانہ و تعالی بایندگان خود کلام مے کند۔ و رضائے خود را  
بر ایشاں ظاہر بیسازد۔ و این کلام در الفاظ خاص نازل میشود۔ و در نزول  
بندہ را بیچگونہ دخل نباشد نہ معیش اندیشدہ آن بندہ مے باشد۔ و نہ الفاظ  
آن تجویز کردہ آنکس۔ بلکہ فحوائش ہم از جانب حق تعالی مے باشد و الفاظش ہم از  
سبحانہ و تعالی۔ و ہماں کلام برائے انسان غذائے حقیقی و ملاک مدار زندگی  
است۔ و بذریعہ ہماں کلام او را با حضرت حق تعالی تعلق پیدا میشود و این کلام

در قوت و شوکت خود ہمیشہ باشد۔ و یہ عکس نظیر میں نتواند آورد۔ او خزانہ لاتقدیر  
 لاصحیٰ با خود می آورد۔ و بچو معدنی باشد کہ چند آنکہ بگاندش جواہر زواہر از آن بر می آید  
 بلکہ از مساعدون ہم افزوں تر۔ زیرا کہ خزانہ ہر معدن را انہایتی وحدے باشد و حقائق  
 و معارف این کلام را حد سے وعدے نیست۔ این کلام ہمچو یک بجر زخا زنا پیداکنار  
 کہ بر سطح آں عنبر سارا طافی در قعر آں لؤلؤئے لالا خانی باشد۔ ہر کہ بر ظاہر میں نگاہ بر گمارد  
 از بؤئے خوشش دماغ خود را معطر سے یابد۔ و ہر کہ در قعر آں غوطہ زند از دولت علم و  
 عرفان دامن آمال را مالامال می نماید۔

و این کلام بر چند نوع سے باشد۔ گاہے متضمن بر احکام و شرائع باشد۔ و گاہے  
 مشتمل بر مواظب و نصح۔ گاہے بذریعہ آں حق تعالیٰ ابواب علم غیب می کشاید۔ و  
 گاہے بوسیله آں خزانہ علم روحانی و انامید۔ و گاہے بواسطہ نزولش بر بندہ  
 انظار از خوشنودی خود میسر یابد۔ و گاہے از نارضا مندی آگاہی سے بخشد۔ و گاہے  
 بہ سخنان محبت آمیز مسرت می افزاید۔ و گاہے بہ زجر و توبیخ اورا برادائے نفس او  
 متنبہ سے سازد۔ و گاہے پردہ از اسرار سر بہ مہر اخلاق فاصلہ براندازد۔ و گاہے  
 بر عیوب پنهانی نفس اطلاع میدہد :

الغرض ایمان میداریم کہ حضرت حق تعالیٰ بایندگان خود مکالمہ و مخاطبہ میکند  
 و آں کلام نظریہ حالات مختلفہ مردم مدارج متفرقہ میدارد۔ و بہ صورت تنوع نزول می یابد  
 و از ہر کلاسیکہ او بجانہ و تعالیٰ بایندگان خود کردہ است۔ قرآن مجید اعلیٰ و افضل اولیٰ و  
 اعلیٰ است شریعتی کہ در آں نزول یافتہ است۔ و ہدایتی کہ بذریعہ آں دادہ شدہ است  
 زمان آں الی ابد الابدین ممتداست و بیچ کلام حق اورا منسوخ نتواند کرد :

۴۔ وچھین یقین میداریم کہ ہر گاہ دنیا از تاریکی مملو گشت۔ و مردم مبتلائے فسق و فجور  
 شدند و بغیر مدد آسمانی خلاص مردم از پنجہ شیطان دشوار شد۔ در انجین سنگام  
 ہموارہ اللہ تعالیٰ بہ شفقت کاملہ و رحمت شاملہ خود بعضے را از میان بندگان پاک  
 و نیک و مخلص خود برگزیدہ برائے ہدایت بنی آدم مامور کردہ است چنانچہ فرمائی  
 فرماید۔ وان من اُمَّةٍ الا خلا فیہا نذیر (فاطر ۳۶) یعنی پہنچ تو مے نیست کہ  
 دروے پیغمبر کے از جانب نیا مدہ باشد ۛ

وایں برگزیدگان بارگاہ حق تعالیٰ بہ عملہائے ستودہ و سیرتہائے زکیہ و مرضیہ  
 خود برائے جہانیاں رہنمائے صراط مستقیم مے بودہ اند۔ و حق تعالیٰ بوسیلہ ایشاں  
 بنی آدم را از مرضیات خود آگاہی مے بخشید۔ و ہر کہ از ایشاں سو پیچید رُوئے  
 ہلاکت دید۔ و ہر کہ با ایشاں محبت و رزیدہ محبوب خدا گردید۔ و ابواب برکات آہی  
 بر رویش مفتوح شد و رحمتہائے نامتناہی بروے نازل گشت۔ و بچہت پس  
 آیندگان سیادت و قیادتش مسلم شد۔ و صلح دارین و بہبودی کونین نصیب او  
 گردید ۛ

و نیز یقین میداریم کہ ایں فرستادگان خدا کہ مردمان را از ظلمت بدکرداری  
 طلاع بسوئے نور بخوکاری و صلح مے کشیدند۔ بہدایح متفاوتہ و مقامات مختلفہ  
 فائز بودند۔ و سردار ایں جملہ برگزیدگان و قافلہ سالار ایشاں حضرت محمد مصطفیٰ  
 بودہ است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ذات و الاصفاتش را خدا تعالیٰ سید ولد آدم  
 قرار دادہ۔ و کافئہ للناس مبعوث فرمودہ۔ آنکہ حق تعالیٰ جملہ علوم کاملہ بروے  
 ارزانی داشت۔ آنکہ خدائے عز و جل اورا بہ آن رُعب شوکت مؤید کرد۔ کہ شاہان

جابر بن شہیدین نام مبارک کش بر خود لرزاں بودند۔ انکہ ایزد تعالیٰ روستے زمین را از  
برائے او مسجد ساخت۔ حتیٰ کہ آست مرجماش از روستے زمین بقدر یک شہر ہم  
نگذاشته کہ اورا بسجده آں و صدہا لاشریک لہ زمینت نہ داده باشد۔ و وجود  
شرفش سطح غیر اربعہ ازاں کہ از ظلم و جور مضمور بود۔ بعد از انصاف معور شدہ  
و یقین میداریم کہ اگر انبیائے پیشین عہد فرخ ہمد آں رسول اکمل صلی اللہ  
علیہ وسلم را یافتندے۔ جز اتباعش چارہ نہ دیدندے۔ چنانچہ ایزد تبارک  
تعالیٰ میفرماید :- وَاذْخُلْنَا فِي مِيثَاقِ الْبَنِي إِسْرَائِيلَ مَا لَا تِلْكَ مِنْ كِتَابِ  
وَحِكْمَةٍ نُّنَزِّلُ عَلَىٰ رُسُلِنا مِمَّا مَعَكُمْ لَتَتَذَكَّرُنَّ بِهِ ۗ وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ  
(آن عمران ع ۹) و چنانکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ لو کان موسیٰ  
و عیسیٰ حیین لما وسعما الا اتباعی (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶) یعنی اگر موسیٰ  
و عیسیٰ زندہ بودندے۔ ناگزیر ہر دو اتباع من نمودندے :-

۷۔ و نیز یقین میداریم کہ حق تعالیٰ و عاٹے بندگان خودے شنود و حل مشکلات  
ایشان میفرماید۔ و او زندہ خداست کہ انسان در ہر زمانہ و در ہر حال زندگی  
اور محسوس میکند۔ و او تعالیٰ بشل آں نرد بائے نیست کہ چاہ کن بچہت کنذید  
چاہ بیسازد۔ و ہر گاہ کہ چاہ مکمل میشود۔ آزا بے صرف پنداشتہ بلکہ مغل مقصد  
انگاشتہ نخر دشکتہ دور می اندازد۔ بلکہ او بچہ نزیست کہ بغیر او ظلمات محض  
است۔ و بچہ جان است کہ بدون آں در چار سوٹے عالم جز موت چیزے  
نیست۔ نہ اینکہ او در وقتے کائنات را آفریدہ بود۔ و حال ناموش و معطل در  
گوشہ فرخزیدہ است۔ او در ہر آن و در ہر زمان با بندگان خود تعلق در

دارد۔ و بجز و انحصار ایشان دیدہ روئے توجہ بدیشان می آرد۔ و اگر ایشان او را فراموش کنند او تعالیٰ خود وجود خویش را فریاد ایشان میدهد۔ و نیز یوم بیدار  
 خاص خویش ایشان را آگاه می بخشد۔ کہ اتی قریب اٰجیب دعوة اللعاب  
 اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا لی لعلمهم یوشد من۔ یعنی ہر آئندہ من  
 نزویا کہستم۔ قبول میکنم دعائے دعا کنندہ را و فتنیکہ بخواند مرا۔ پس باید کہ فرمانبردار  
 کنند برائے من و باید کہ یگر و نذ من تا باشد کہ راہ یابند ۴

۸۔ و نیز یاقین میداریم کہ قادر مطلق تقدیر خاص خود را در کائنات جاری میدارد  
 و محض بر این قانون قدرت خود را حصر نفرمودہ است کہ آنرا قانون طبعی میگویند  
 بلکہ از ذات او تقدیر سے خاص ہم جاری است کہ بہ آن انہما قوت و شوکت خود  
 می نماید۔ و از قدرت خود نشان میدهد۔ و این ہماں قدرت است کہ بعضی از  
 بیخردان انبے بصیرتی انکار آن میکنند۔ و بغیر قانون طبعی با قانونی دیگر اعتقاد  
 ندارند۔ و این قانون طبعی را قانون قدرت می نامند۔ و حالانکہ آن را بس قانون  
 طبعی نواں گفت۔ نہ قانون قدرت۔ زیرا کہ سوائے این قانون او تعالیٰ قانون ہنگام  
 دیگر ہم میدارد۔ کہ بواسطہ آن معاہدت دوستاں خود میبفرماید۔ و دشمنان ایشان  
 را ہلاک می نماید۔ اگر انجمنین قوانین خاص نبودے۔ چگونہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 با وجود ضعف و ناتوانی بر باد شلہے جایر و قاہر فرعون غالب آمدے و آل  
 با وجود طاقت و قوت در ورطہ ہلاکت افتادے۔ و اگر بجز قانون طبعی قانونی  
 دیگر نیست۔ پس چگونہ صورت امکان میداشت کہ با آنکہ قوم عرب سرنامہ در  
 ہلاک سید المرسلین بود۔ اور سخنانہ آل سرور را در ہر میدان مظفر و منصور فرمود

دائرہ حملہ دشمنان مضمون و مامون داشتے۔ و بلا خجام کار برہاں سرزمین کہ  
ازاں بایک تین جان نثار و یار غار بحالت اضطراب حیرت کردہ بود۔ باز مادہ ہزار  
قدوسیان تسلط یافتے۔ آیا ہجو و واقعات را با قانون طبعی منسوب توان کرد؟ حاشا  
و کلا۔ زیر کہ آن قانون طبعی بما بس ہمین میگوید کہ ہر ناواں بمقابل توانا نہایت  
می یابد۔ و ہر زیر دست بر دست زبردست پست شدہ شکست میخورد ؟

۹۔ و نیز یقین میداریم کہ بخت بعد الموت شدنی است۔ و در یوم الحساب از مردم  
پرسش اعمال ضرور باشد۔ پس ہر کہ عمل نیک کند جزائے نیک یابد۔ و ہر کہ از احکام  
آہی سرانفتہ باشد۔ مورد عذاب آہی گردد۔ و سپح حیلہ یا تدبیرے نیست کہ بذریعہ آن  
مردم را از لعنت و نشر مقرر دست دہد۔ خواہ امتحان انسان را بسوزند و خواہ حبش را  
پرندگان ہو یا درندگان صحرا بخورند و یا حشرات الارض ہر ذرہ اعضائے اورا  
از ہم جدا سازند۔ و صورت ذمیہ اورا بگردانند و بصورت دیگر درآرند۔ باز ہم در  
روز قیامت مبعوث گردد۔ و در پیش گاہ داد و داری برائے حساب دادن جواب  
گفتن ایستادہ کردہ آید۔ چر کہ قدرت کاملہ آفریدگار احتیاج بر این ندارد کہ جسم  
نخستین انسان با ہیئت کذائی خود موجود باشد۔ تا اورا مبعوث تواند کرد۔ بلکہ اصل  
حقیقت این است کہ او جانہ و تعالی برین ہم قادر است کہ انسان را از بار یک  
ذرہ او از لطیف ترین حصہ روح او بر پانماید۔ و لاریت ہمچنین خواهد بود۔ و صورت ذمیہ  
اجسام فنا پذیر است۔ مگر ذرات صغیر اجسام را فنا نیست۔ الا ماشاء اللہ۔ و ہم  
برین نفس روحیکہ در قالب انسانی است۔ بغیر اذن آہی فانی نگرود ؟

۱۰۔ و یاقین سیداریم کہ منکران وجود باری تعالی و مخالفانین حق را اگر او بجا بآجرت کاملہ

خود عقوبت فرماید البتہ در مقامے جاوہد کہ نامش جہنم است کہ در آن عذاب گمی آتش  
 و عقاب سردی یخ ہر دو شدید باشد در غرض ازل محض ایذا و تکلیف نباشد۔ بلکہ اصلاح  
 حال آئندہ ایشاں منظور نظر رفت اثر او سجاہد باشد۔ و جہنم جائے ست کہ در آن  
 اسیران بد نصیب را بجز لب گردن و دندان غویہ بچہ کردن و بغیر شیون و بکارتیج کار  
 نباشد۔ حتی کہ آن روز جنایت سوز فرارسد کہ رحمت خداوندی کہ بر ہمہ صفات  
 غالب است۔ جوش زودہ ایشاں را بخود در کشد۔ و وعدہ یاتی علی جہنم زمان  
 لیس فیما احد و نسیم الصبا ہترک ابواہما بہ انجاز رسد ۰

۱۱۔ و یقین میداریم کہ ہر کس کہ بر خدا تعالیٰ و انبیائے او و ملائکہ او و کتب او ایمان سید  
 و با جان و دل احکام آہی را عمل می آرد۔ و قدم در راہ عجز و انحراف می سپارد و با وجود  
 بزرگی بودن خود را حقیر می پندارد۔ و با توانگری و توانائی مثل یکسانا تو اس بسر  
 می برد۔ و خدمت خلق خدا میکند و راحت دیگران را بر راحت جان خود مقدم  
 میدارد۔ و رُو بنظم و خیانت و قدری نمی آرد۔ و حاصل اخلاق حسنہ و فاضلہ  
 و مجتنب از عادات رذیلہ و ذمیرہ می باشد۔ بمقامے رسد کہ بیشت نام او ست  
 و در آنجا بغیر روح و ریحان و جزت النعیم نشانے دیگر از رنج و آلام و اسقام  
 نیست۔ و رضائے حق اورا حاصل شود۔ و دیدار خدا نصیب گردد۔ و از نزدیک  
 فضل خداوندی آئندہ آن قدر قرب حاصل کند کہ آئینہ جمال آہی گردد۔ و صفات  
 الہیہ برو سے بوجہ اتم و اکمل جلوہ گر شود۔ و از جلو خواہشات دنیہ پاک گردد۔ و  
 رضائے اورضائے خدا برد و حیات جاودانی یافتہ منظر صفات ایزدی شود  
 این است عقاید جامعیت ما۔ و نمیداریم کہ سوائے این معتقدات دیگر کہ نام

تفسیر معالم التوسل زیر آیتہ فاما الذین مشقوا فی الہام و سرورہ بود ۹

اعتقادات است۔ کہ گوید بدای در دین اسلام داخل میکنند جمیع ائمہ دین قرناً  
بعد قرن ہمیں عقائد را عقائد اسلام قرار داده اند۔ و مادرین عقائد با ایشان ہم زمان  
دہم فوہستیم و بقدر سہولت ہم مخالفت نہ داریم ۛ

## اختلاف با دیگر مردمان

ممکن است کہ جناب الامام حیرت رود کہ چون احمدیان قائل بہ اعتقادات اسلام  
ہستند۔ باز وہ اختلاف با دیگر مردم حیت ۛ و بعض علماء را بر خلاف اس جماعت اینقت  
چشم و تعصب از چہ سبب است و از برائے چہ فتویٰ کفر بر ایشان نگاشته اند۔

پس اسے بادشاہ ذی جاہ اللہ تعالیٰ ترا از شر دنیا در پناہ خود دارد و دروازہ  
افضل از آل خود بر روی تو کشاید۔ اکثر من جواب آل اعتراضات را بیان  
میکنم کہ بہ ہمانہ آل مردوم را خارج از دائرہ اسلام قرار میدہند ۛ

(۱) اعتراض اولین کہ مخالفین بر ما میکنند۔ اس است کہ ما بروفات حضرت مسیح ابن  
مریم علیہ السلام اعتقاد میداریم و میگویند کہ ما بدین عقیدہ خود ہتک حرمت عیسی  
علیہ السلام و تکذیب قرآن شریف می کنیم۔ و فیصلہ جناب سید المرسلین رو حنا فاف  
رارد می سازیم۔

اگرچہ ازین محصلہ اینقدر صحیح است کہ ما حضرت عیسی علیہ السلام را وفات یافته  
میدانیم۔ مگر اس سخن درست نیست کہ ما بدین طور از کتاب ہتک حرمت عیسی علیہ السلام  
و تکذیب قرآن کہیم مے کنیم و فیصلہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را در می تائیم زیرا کہ  
چندان کہ غور بکار بریم ہمیں مے بینیم کہ اس الزامات از قائل بودن ما بروفات مسیح علیہ



براعاید نمی شود۔ بلکہ برخلاف آن اگر ماحضرت محمدی علیہ السلام رازندہ پنداریم۔ البتہ  
 این الزامات بر او وار و گروند ۶

ما مسلمان، مستقیم و بحیثیت مسلمان بودن اول خیالے کہ در دل پیدا میشود۔ آن  
 خیال عظمت و جلال خداوندی است جل جلالہ۔ و عزت رسول اکرم است صلی اللہ  
 علیہ وسلم۔ و اگر چه ما بر ہمہ رسولان ایمان میداریم۔ ولیکن بالطبع رنگ نغیرت و حمیت ما  
 بیشتر برائے آنکس (فداہ ابی و امی) در حرکت می آید کہ او از جهت باسان شیخ جان  
 خود را بنعم داند و گداخت۔ و از بہر سبکساری ما بر ذات شریف خودش بار بارے گراں  
 انداخت۔ و ما را بر بستر مرگ و در حالت نزع دیدہ آنقدر رنج و تیمار ما برداشت  
 نموده کہ گویا مردن را بر خود گوارا فرمودہ۔ و بحیثت آسایش ما هر گونه راحت و آرام  
 خود را ترک کرده۔ از برائے برداشتن و بلند کردن ما خود را خم نموده روز بایش  
 در فکر بهبود ما گذشت و شبهایش از بہر ما بہ بیداری بسر شد۔ حتی کہ ایستادہ ایستادہ  
 پائے سبارکش را ورم میگرفت۔ و با وجودیکہ از جمله معاصی و کبائر معصوم بود۔ اما  
 برائے نظہیر ما از معاصی و برائے نجات ما از عذاب الہی آنقدر گریہ و زاری کرد کہ  
 زمین سجد گاہش از سر شک روان تر شد۔ و رافت و رحمتش از بہر ما چنداں افزود  
 کہ در کجاوش سیندانش از دیگر تشنہ ہم خیلے بلند صد اگر دیدر رحم ایزدی را سجا  
 ناکشید۔ و رضائے حق را بر ما جذب نمود۔ و درائے (افضال الہی) را بر ما فائق و لبا دہ  
 رحمت ناقتنا ہی را بردوش ما انداخت۔ و راه نائے وصال محبوب انزل بر ما جستجو  
 فرمود۔ و از بہر ماطرق و مہول تا بمقام اتحاد با آن ذات سبحان نفسش نمود۔ و از جهت ما  
 آن آسانہا ہم رسانید کہ پیش از آن هیچ پنہیرے از بہر امت خود ہم نہ رسانیدہ بود

خطابات تکفیر مارا پسندیدہ تراست ازین کہ باخلاق و مہربانی و محبتی و رازق و  
 ملہم علوم و حافظ و ہدایت دہندہ خود تعالیٰ شانہ مسیح ابن مریم را ساوی دہم پایہ  
 شماریم۔ و اعتقاد کنیم کہ همچنان کہ ذات او تعالیٰ حی و قیوم است و بخوردن و نوشیدن  
 احتیاج ندارد و حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز بالاسم آسمان زنده و پایندہ است۔  
 و از حج ضروریہ و لوازم بشریہ آزاد است۔ ماسیح علیہ السلام را نبی محترم و رسول  
 مکرم میدانیم۔ اما نہ بنظر ہمچو سخنہا بلکہ محض ازین جہت کہ او فرستادہ خدا و پیغمبر است  
 و باوے محبت میداریم۔ اما بنایش محض برین است کہ او با خدا تعالیٰ محبت میداشت  
 و خدا تعالیٰ باوے۔ الغرض ہمہ تعلقات با حضرت مسیح طفیلی است۔ پس چگونہ صورت  
 مے بند و کہ براسے او از کتاب قرین رب العزت کنیم۔ و احسانات او تعالیٰ را فراموش  
 سازیم۔ و قیسان کیش عیسویہ را کہ معاندان دین اسلام و مخالفان ملت خیر الانام  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہستند۔ معاونت نائیم۔ و آن دشمنان دین را موعظ دہیم۔ تا  
 بگویند کہ آنکہ بر آسمان زنده است آیا خدا نیست؟ اگر بشر مے بود۔ چرا چو سائر نبی آدم  
 و قات نمی یافت۔ ما زبان خود چگونہ بر توحید و تفسیر آں وعدہ لا شریک لہ حملہ آوریم  
 و چہاں بدست خود تبر بر رخ دین اسلام بنہیم۔ ملایان و علمای این زمانہ در حق ما ہرچہ  
 خواہند فتویٰ دہند۔ و بہہ پنجے کہ از دست شاں بر آید رسلوک نمایند۔ خواہ ما را  
 بردار کشند یا ز بردوار نہند۔ سنگ ساز کنند یا گرفتار۔ ہر چہ دل شاں بخواہد کردہ باشند  
 لیکن ما از ہر مسیح علیہ السلام خدا مے خود را ترک نمی تو انیم کرد۔ و ما از ان ساعت کہ بر  
 زبان ما این کلمہ کفر جاری شود۔ کہ مسیح ابن مریم (کہ اورا سیجیان ابن اللہ قرار دادہ) متکسبا  
 حرمت خدا مے قیوم میکنند) با خدا مے نازندہ و پایندہ بر آسمان نشستہ است

مرگ خود را ہزار گونہ تزیین میدہیم۔ اگر ما را علم نبودے دریں صورت البتہ ممکن بود کہ  
 ما این عقیدہ را تسلیم میکردیم۔ مگر از آنجا کہ فرستادہ بارگاہ الہی چشمان ما را بر کشتاد و مقام  
 توحید و جلال و عظمت و قدرتش را برابر ما ہویدا ساخت۔ دریں صورت ہر چہ  
 یاد اباد۔ ما توحید و تفرید خدا سے خود را گذاشتیم چہ بندہ را اختیار نمی توانیم کرد۔ و اگر  
 خدا سخاوتہ بخشنید کلمہ الحاد را بر زبان برانیم۔ نمیدانیم کہ از غضب خدا پناہ ما کہ  
 باشد۔ و کار ما بکجا برسد۔ زیرا کہ ہمگی عزت و حرمت و ہمہ مدارج بلند و جملہ مراتب  
 از جہت از جانب اوست سبحانہ تعالی شانہ چون آشکار سے سینیم کہ در اعتقاد سچا  
 مسیح توہین حضرت باری تعالی است پس این عقیدہ را چگونہ صحیح پنداریم۔ و در فہم نامی  
 آید کہ از اعتقاد بوقاسم مسیح چگونہ ہتک مسیح علیہ السلام لازم می آید۔ زیرا کہ چون  
 آن رسولان عظام کہ بر مسیح علیہ السلام خیلہ فضیلت میدارند و وفات یافتند۔ و ازین امر  
 ہتک حرمت ایشان لازم نیاید۔ پس چگونہ عقیدہ وفات عیسی علیہ السلام متلام  
 ہتک او باشد۔ اما اگر گاہے ناگزیر آئند کہ ما یا ہتک توہین خدا سے تعالی کنیم و یا  
 ہتک حرمت عیسی علیہ السلام۔ دریں صورت ما بطیب خاطر با آن عقیدہ تن دہیم کہ  
 در آن ہتک حرمت عیسی علیہ السلام باشد۔ و ہرگز ہرگز بہ توہین باری تعالی شانہ  
 نہ گراییم۔ و ما یقین میداریم کہ مسیح علیہ السلام را نیز کہ از عاشقان خدا بود۔ ہرگز گوارا  
 نتواند بود کہ عرضش بر قرار داشتہ توہین الہی کردہ آید۔ لکن یستکف المسیح ان یکون  
 عبداً لله ولا الملئکة المقربون (سارخ ۶۴)۔

کلام خدا سے بے ہمتا را کجا بریم و چگونہ آیہ وافی ہدایہ و کنت علیہم شہیداً  
 ما دمنا فہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم و انت علی کل شیء شہیداً

را که در آن حق تعالی از زبان خود عیسی علیه السلام بیان فرموده که نصاری بعد از وفات عیسی  
 علیه السلام دین حق را گذاشته اند. و از زبان حیاسته او بر زمین حق قائم بودند، بر زبان خود  
 خوانده باز به همان زبان بگوئیم که عیسی علیه السلام زنده بر آسمان است، و نیز از یسعی  
 اتی متوقیك و راضعك اتی و مظهرك من الذین كفروا و جعل علی الذین اتبعوك  
 غرق الذین كفروا الی یوم القیامه (آل عمران ۶) را که بر ما ظاهر می کنند  
 که در حق عیسی بعد از وفاتش بوده است، چنان از نظر بعینه ازیم. آری آنانی که  
 دعوی سیدارند که ما از خدا تعالی فصیح تر نکلستیم و تمیز کردیم و میگویند که اگر چه او تعالی متوقیك  
 را که از وفات عیسی خبر میدهد. قبل از راضعك او کرده انانی بحقیقت راضعك پیشتر  
 از متوقیك می باید. مگر ما کلام خدا را از جمله کلامها افصح و ابرخه میدانیم. و از هر  
 نقص و عجیب متبر و منزله یقین می کنیم. ما مخلوق او هستیم. بگدام علم و فضل این  
 حرف از زبان براریم که کلام خدا غلط است. و با وجود باطن بودن بر چه جرات و جسارت  
 آن علیم و خیر را تعلیم و مهیم  
 ما را گفته می شود. که این چنین بگوئید که درین آیه از خدا تعالی خطا در سخن واقع  
 شده است. مگر این سخن هرگز گوئید که علماء را در فهم معنی کلام الله خطا واقع شده  
 است. لیکن ما این چند علماء را چگونه گردانیم. چون میدانیم که در پذیرفتن این عفتی  
 سراسر طاقت و تباہی است. ما که چشم بینا میداریم. چگونه دانسته در معانی کلام  
 و دست و بازو داشته چنان پیاله زهر ملامت را از زبان خود رد ننماییم  
 بعد از خدا ما را بجا تمام الانبیاء مصطفی صلی الله علیه و سلم صحبت است. و چه ازین  
 جهت که حق تعالی ذات و الاصفات او را در جمله فضائل بر همه انبیاء فوقیت بخشیدیم

دادہ است۔ دچہ ازین رو کہ ہرچہ از انعامات باری عزہ اسمہ بجا رسیدہ است۔ محض طفیل  
 اور سیدہ است۔ و آنچه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر اس کے بہبودی ما مضمناً کشف است  
 عشرت حسین آن ہم از کہ ام دیگہ انبیاء و غیر انبیاء بطور زبیرہ است۔ ماہر گن تکلیف با  
 ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عزت فزول تر نتوانیم داشت۔ فہم ماہر گن قبول  
 کردن این سخن ہرگز آادہ نیست۔ کہ ماہر گن علیہ السلام را بر آسمان زندہ و سید الکونین  
 را از زمین مدفون پنداریم۔ و با وجود این عقیدہ باز ہم این یقین داریم کہ سید المرسلین  
 از سبب افضل است۔ عقل انسان چہاں باور کند۔ کہ آنکے اورا برائے اندک ناچیز  
 صلیب کہ پیش آد۔ خدا تعالیٰ بر آسمان برداشت۔ اور در وجہ ادنیٰ باشد۔ و آل کج  
 اورا تا راہ دور دست دشمنان تقاضا کہ دند خدا اورا تا لکہ سحاب ہم برداشت  
 اور در تہ اعلیٰ و برتر باشد۔ اگر فی الواقع سبب بالائے آسمان زندہ و سید و مولائے  
 ماہر زمین مدفون است۔ پس برائے ماہر گن ہر گز نیست فی اعدائے  
 را روئے خود نمی توانیم نمود۔ مگر عاشاد کجا حقیقت امر ہر گز جہنم نیست۔ و ممکن نبود  
 کہ خدا تعالیٰ با محبوب خویش این سلوک روا داشتے۔ او حکم الحاکمین است۔ شایان  
 شان او کے تو اند بود۔ کہ محبوب خود را سید ولد آدم قرار دادہ باز بہ سبب زیادہ تر  
 محبت و زہد سے۔ و اعلیٰ برفع کمالیت سے بیشتر ازاں سرور عالم فرمودے  
 چون آن خدا سے بخیر برائے حضرت و قیام عزت رسول مقبول یک عالم را تہ دبا  
 کرد۔ و ہر کہ اندک ہمسایہ حضرت آل سرور را ارادہ نمودہ اورا ذلیل و رسوا ساخت  
 است۔ پس چگونہ باور توان کرد۔ کہ ہر دست خودشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را  
 ہست ساختہ و دشمنان برین حقین را ہستہ و عجزاں و سوتج شایان سید اور

من کہ ہر گاہ میں خیال ہم سے گنم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداۃ ابی داری زیر زمین مدفون و مسح بالائے آسمان زندہ است۔ مومنے بردن من راست میشود و جلن من در تن من می کاہد۔ ذنی الفور دل من از اندرون سینہ فریادی کند کہ ہرگز چہنیں نیست و حاشا کہ خدا تعالیٰ چہنیں کردہ باشد :

او تعالیٰ شانہ بجناب رسالتا ب را از جملہ نام زیادہ تر دوست میداشت نبوت  
چہ طور پسند میتواند کرد کہ فخر رسول وفات یافتہ زیر زمین مدفون باشد۔ مسح بالائے چرخ  
بریں زندہ بود۔ اگر کسی استحقاق زندہ بودن و بر آسمان قیام نمودن میداشت۔ ہمانا  
آں رسول است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و اگر آں سرور عالم وفات یافتہ است۔ دریں  
صورت ہمہ انبیاء وفات یافتہ اند :

ما مردم شان رفیع و قدرین محبیب العالمین را دیدہ و مقام بلند و رتبہ از مجتہد  
اور اہمیدہ چہاں باور کنیم کہ در حالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت ہجرت  
بر فرزند جہیل نور و گذر گاہ سنگلخان بردوش ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما مبارک خود را می  
نہاد۔ تا بالائے کوہ بر آید۔ خدا تعالیٰ ایک فرشتہ را ہم نفرستاد تا بردوش برداشتہ بالا  
کوشش رساند۔ اما چون یہوداں قصد گرفتن مسیح کردند بے ہیج درنگ سوئے آسمان  
برداشتہ بر چرخ چہارم آہ امگاہش ساخت۔ و چہنیں چگونہ تسلیم کنیم کہ چون در غزوہ  
احد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دشمنان با چند نفر از اصحاب فرادیدہ محصور یافتند۔ در آن  
وقت خطر ناک خدا تعالیٰ توجہ نفرمود۔ کہ انہ برائے چہندے محبوب خود را بالائے آسمان  
بہ برد۔ و دشمنی را شبیبہ او ساختہ بر جائے دندانن دندان آن شخص را بدست اعدا بشکند  
بلکہ بر عکس ایں رو داداشت کہ دشمنان از ہر جانب بر او حملہ آرنند۔ و آں رسول مقبول

کالمقتول بر زمین مدہوش و سپہوش بیفتد۔ و دشمنان نعرہ ہائے خوشی بلند کنند کہ معاذ اللہ  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را قتل کر دیم۔ ابابرائے ابن مریم گوارا نکرد کہ سیرج تکلیف  
 بجسم او برسد۔ وہیں کہ پہچان بر دے حملہ کردن خواستند۔ اور اسوئے آسمان برداشت  
 و بجائے او یک دشمن اور اشبہ او ساختہ بر صلیب اونجیت۔

ماجرانیم کہ مردم را چہ شد کہ از یک طرف دعوی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 می کنند۔ و از جانب دیگر حکم بر عزت آن سرور عالم می نمایند۔ و صرف بر همین کفایت  
 نمی کنند۔ بلکہ کھسانے را کہ در محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجبور گشتہ بیچکس را  
 بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت دادن رد انہمیدارند۔ اذیت می رسانند و این  
 فعل ایشال را کفر قرار میدہند۔ آیا کفر نام قائم کردن عزت آن سرور عالم است۔  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ و آیا بے دینی نام اقرار در جہ تحقیقی آن سرور و جہان است۔  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ و آیا با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت داشتن را ارتداد میگویند۔  
 اگر کفر بعین است۔ و اگر بے دینی بعین است و اگر ارتداد بعین است۔ پس قسم سجدہ کہ ما این  
 کفر را از ایمان مردم و این بیدینی را از دینداری مردم و این ارتداد را از ثبات  
 مردم ہنر و رہبر بہتر میدانیم۔ و با آقا سرور خود حضرت میرزا غلام احمد مسیح  
 موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم فراموشہ بیخوف تلامت آشکاری گوئیم کہ  
 بعد از خدا بے شق محمد محترم  $\text{ﷺ}$  اگر کفر این بود بخدا سخت گافرم  
 آخر ہمہ را یک روز مردن و در حضور پروردگار پیش شدن است۔ و باو سے معاملہ  
 افتادنی است۔ پس از مردم چہا بترسیم۔ مردم چہ ضرر یا ہمتوانند رسانند۔ با صرف از  
 خدای ترسیم و صرف باو سے محبت میکنیم۔ و بعد از او سے از ہمہ زیادہ تر در دل با محبت و با

آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر ہمہ عزت ہائے دنیا و ہر تعلقات آرام دہے برائے  
 او مارا ترک کر دے۔ آفتہ برائے ماہی و آسان است۔ مگر ہر ایک فحاشات او از برداشت  
 بیرون است۔ ماہر تکب انبیائے دیگر نمی کنیم۔ مگر ثروت قدسیہ و علم و عرفان و تلقین باشد  
 آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را ویدہ ہرگز این سخن را تسلیم نمی کنیم۔ کہ خدا تعالیٰ را با این  
 نبی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر صحبت بود۔ و اگر ما بخشنیم۔ انرا زیادہ  
 تر قابل سزا و دیگر کسے نخواہد بود۔ ما با وصف بینا بودن این سخن را چگونہ باور کنیم کہ  
 وقتیکہ مردم عرب با محمد رسول اللہ بگویند کہ او ترقی فی السماء و من لامن لوقبک  
 حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤہ ط (بنی اسرائیل ع ۱۰) یعنی ما بر تو ایمان نیاوریم تا وقتیکہ  
 تو بر آسمان بالا زوی۔ و ما بر آسمان رفتن تو یقین نکنیم۔ تا وقتیکہ تو کلام کتابی ہم از آسمان  
 نیاری کہ ما آنرا بخوانیم۔ خدا تعالیٰ بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بگوید کہ قتل سبحان  
 ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی بایمان بگو کہ ریتان از کمزوری پاک است۔  
 من صرفت یک انسانم۔ لیکن حضرت مسیح را برداشته بر آسمان بہرود۔ و وقتیکہ سوالی محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش بیاید انسانیست را مخالفت بر آسمان رفتن گفته شود  
 لیکن چوں سوال مسیح علیہ السلام در میان آید۔ بلا ضرورت آنجا بہر آسمان برودہ شود  
 آیا ازین این نتیجہ نخواہد آمد کہ مسیح علیہ السلام آدم زاد بود۔ بلکہ خدا بود۔ انور ذی اللہ  
 من ذلک۔ و یا آیا باز این نتیجہ بر نخواہد آمد کہ مسیح از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل بود  
 و زیادہ تر محبوب خدا بود۔ لیکن ہر گاہ این امر از من انہش است۔ کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم از ہمہ رسول و انبیاء افضل است۔ پس عقل چگونہ باور تواند کرد کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم بر آسمان نرود۔ بلکہ ہر زمین فوت شوند۔ ہرگز زمین در فتن



لیکن مسیح علیہ السلام بر آسمان برود۔ و ہزار سال زندہ بماند ۔  
 و باز این سوال صورت متعلق غیرت نیست۔ بلکہ متعلق صدق آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نیز هست۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ احیان  
 لما و سجاہ الا اتی اعی (البیاقیت و الجاہر فی بیان عقاید الاکابر مصنف امام عبد الوہاب شمرانی قدس)  
 یعنی اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ می بودند۔ ایشان را از اطاعت من پنج چارہ بخوشی پس اگر  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اند۔ درین صورت این قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 باطل قرار مییابد۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لو کان فرموده و با حضرت موسیٰ  
 حضرت عیسیٰ را شامل نموده از وفات هر دو نبی خیر میدهد۔ پس بعد از شهادت نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کسی کہ خود را اوستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میگوید چگونہ یقین می تواند کرد کہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام زندہ است۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ است۔ درین صورت ر علم و  
 صدق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیل واقع می شود۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را  
 وفات یافته قرار مده و میند ۔

از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم این نیز مروی است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 در آن مرض کہ وفات آن سرور عالم در آن واقع شد۔ فرمودند کہ ان جبریل کان یحضر  
 القرآن فی کل عام مرۃ و انہ عارضنی بالقرآن العام ہر یکین و اخبارنی انہ لکن  
 نبی الہاشم نضت الذی قبیلہ و اخبارنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین و  
 مائة سنة و لا اذی الا ذاہباً علی راس السنۃ یمن (مواہب اللدنیہ مصنف قطانی جلد ۱)  
 یعنی جبریل ہر سال یک نمرہ مرا قرآن می شنو انید۔ مگر این بار دہ نوبت شنو انیدہ۔ و ما  
 جبریل خبر داده است کہ پنج نبی نگذشتہ کہ عمرش از منی تمام نمیشودہ باشد۔ و این نیز

خبر داده که عیسی بن مریم یک صد و بیست سال زندگی یافته پس من خیال می کنم که عمر من قریب شصت سال خواهد بود. مضمون این روایت الهامی است. زیرا که در روایت رسول کریم صلی الله علیه و سلم از طرف خود هیچ سخن بیان نمی فرماید. بلکه گفته جبریل را پیش نموده است و آن این است که عمر عیسی علیه السلام یک صد و بیست سال بود پس خیال مردم که عیسی علیه السلام بعمر سی و دو یا سی و سه سال بر آسمان برداشته شده غلط بر آمد. زیرا که اگر سیع علیه السلام درین عمر بر آسمان برداشته شده عرش بجائے یک صد و بیست سال تا عهد رسول خدا صلی الله علیه و سلم قریباً شصت سال می شود. و درین صورت بایسته که رسول خدا صلی الله علیه و سلم نه صد سال عمر می یافت مگر بعمر شصت و سه سالگی فوت شدن آنحضرت صلی الله علیه و سلم و الهاماً خبر داده شدن آن سرور عالم که حضرت عیسی علیه السلام در عمر یک صد و بیست سالگی فوت شده ثابت می کند. که زندگی عیسی علیه السلام و نشست او بر آسمان سر امر خلافت تعلیم رسول خدا است صلی الله علیه و سلم الهامات نبوی تردید آن میکنند. و هر گاه امر واقع این است. پس باگفته کسی چگونه قائل حیات عیسی علیه السلام می توانیم شد. و چگونه آنحضرت صلی الله علیه و سلم را از دست میتوانیم داد.

ما را گفته می شود. که آیا این مسئله اکنون بعد از سیزده صد سال بر شما منکشف شده و بزرگان پیشین ازین آگاه نبودند. مگر آنسوس که مقرر ضمیم نظر خود را بر یک گروهی که از جمله اقوال مختلفه بیک قوسه گراشیده بودند گماشته آن قول را بنام اجماع می نامند و نمی بینند که علمائے اولین اسلام خود صحابه رضی الله عنهم بوده اند. و بجز انقضای زمانه ایشان سلسله علماء و سعادت گرفته در اکتاف عالم انتشار یافته است. و چون نظر

پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم می اندازیم۔ ہمہ ادریں مسئلہ با خود ہم تو اجماعی باہمہ و ایں گوئہ  
 ممکن ہم گئے بود کہ آں گروہ عشاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یک عقیدہ مزیل شان  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را قبول میگردند۔ و لولہ نظر فی عیان حقیقت امر ایں است کہ  
 جملہ صحابہ کرام درین عقیدہ با مانہ صرف اتفاق دارند۔ بلکہ روز وفات آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم۔ اول اجماعیکہ در میان ایشان واقع شد۔ برہمین مسئلہ وفات حضرت صلی اللہ  
 علیہ السلام بود۔ چنانچہ در کتب احادیث و سیر و تواریخ موجود است کہ جمیع صحابہ از  
 وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنقدر متاثر گشتند۔ کہ سرسگی بر ایشان مستولی شد۔  
 و بعضی از ایشان یارائے تکلم ہم نداشتند۔ و بعضی نتوانستند کہ پائے را از جا بکنند  
 و بر رخے را ہوش و حواس گم شد۔ و بر رخے ازین صدمہ جانگاہ تا بر حدی رسیدند کہ  
 بگدازش رفتہ در چند روز بہر گئے عالم آخرت شدند۔ و ایں فرقت نبوی بر حضرت فاروق  
 چنداں اثر کردہ بود۔ کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را باور نہ کرد۔ و تیغ اہمیختہ  
 می گفت۔ اگر کسی میگوید کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافته است۔ سر او را  
 از تن جدا میسازم۔ و گفت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات نیافتہ است بلکہ  
 مثل حضرت موسیٰ بفرمان داور می پیش داور رفتہ است۔ چنانکہ موسیٰ از چہل روز بائیں  
 آمدہ بود۔ سید و سرور ما نیز بعد از چہل روز مراجعت میفرماید۔ و آل مردم را کہ نسبت کذب  
 بدان مخبر صادق میدہند بقتل رساند و بردار کشد۔ و بدان جنش خروش برین دعویٰ اصرار میداشت  
 کہ از جامعیت صحابہ کہسے را یارائے آل نبود۔ کہ سخن او را رد نماید۔ و بعض مردم را از  
 دیدن جوش عمر رضی اللہ عنہ یقین پیوست۔ کہ حقیقت الامر ہین است۔ کہ سرور عالم رحلت  
 فرمودہ است۔ بر روئے ایشان بشاشت ہویداشدن گرفت۔ و قبل ازین ایشان

کہ از فرط غم داندوہ سرنگون کردہ ہووند۔ ہمیں کہ اس سخن حضرت عمر راشعیند رشادمان  
 شدند۔ و سہارا بر داشتند یا بعضہ از صحابہ دور اندیش این حالت را دیدہ یکے را  
 از میان خود پیش حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (کہ ازین سبب کہ بارے طبع شریف آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم را افاتہ رؤد نمانشدہ بود۔ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت  
 گرفتہ بجانب یک قریہ کہ متصل مدینہ منورہ بود۔ تشریف برودہ بود) فرستادند تا ایشان  
 را ازین حادثہ آگاہ نمودہ بہ مدینہ طیبہ باز آرد۔ ہمیں کہ او رد براہ آورده بود۔ در را  
 با حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوچار شد۔ چون ایشانرا دیدہ از دیدہ اش اشک  
 روان شد و گریہ را ضبط نتوانست کرد و حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دانست کہ سائخ صیت  
 پُرسید آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت۔ گفت کہ عمر رضی اللہ عنہ  
 تیغ کشیدہ است کہ ہر کہ حرف وفات حضرت بر زبان راند۔ گردش مے زخم حضرت  
 ابوبکر رضی اللہ عنہ در حجرہ أم المؤمنین عائشہ رسیدہ گوشہ چادر از چہرہ مبارک برداشت  
 و دانست کہ فی الواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرمودہ است۔ از صدر  
 مسافرت اشک از چشم او روان شد۔ بزجین بین بوسہ دادہ گفت رسو گند  
 بخدا کہ حق تعالی ہرگز دو موت بر تو وارد نکند۔ از وفات تو عالم را آن قدر نقصان  
 عظیم پیش آمد است۔ کہ از موت پیچ یک از انبیائے کرام روئے نمودہ بود۔ ذات  
 تو از مدح و ثنائے ما بالاتر است۔ و چنان شانے میداری۔ کہ پیچ ماتم صدرہ چالی  
 ترا کم نتواند کرد و گویا ز داشتن موت از تو دور چیز اسکان مامی بود۔ جان خود را فدائے  
 تو کردہ موت را از تو باز مے داشتیم۔ این بگفت۔ و باز گوشہ بردائے مبارک بر  
 چہرہ اقدس کشیدہ ہداں جانب کہ حضرت عمر در حلقہ صحابہ نشسته بہانگ بلند میگفت

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز وفات نیافتے بلکہ زندہ است رسید حضرت ابو بکر رضی عنہ  
 ابن الخطاب خطاب کرو۔ ایھا الریح ادیح بنفسک یعنی اے شخص خود را ازین سخن  
 بازدار و جوش کم کن۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے ہوش بود کہ بہ سخن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم گوش نہاد  
 ہچنانچہ بر سخن خود بماند۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم زیادہ بد و ملتفت نہ گردید۔ وہ بہ یک جانب  
 مسجد رفتہ با مردم گفت۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع فوت شدہ صحابہ  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہم را گداشته گردید صدیق اکبر حلقہ زدند۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہم نیز ناچاہ  
 گوش خود بسوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہاد۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم  
 این آیات تلاوت فرمود۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان  
 مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اللہ اعلم انک میت و انہم میتون یعنی مجبور  
 نیست کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول است۔ وہمہ رسولان پیش از و در گذشتہ اند  
 پس اگر وفات یابد۔ یا کشتہ شود۔ آیا شما بر پاشتہائے خود باز گردید (آل عمران) <sup>۱۵۴</sup>  
 پر تحقیق تو وفات خواہی یافت۔ و ایناں ہم فوت خواہن شد (زمع ۳۷) و گفت  
 یا ایہا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً اقد مات و من کان یعبد <sup>اللہ</sup>  
 فان اللہ حی لا یموت یعنی اے مردمان بدانید کہ آنکس کہ از شما پرستش محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم میکرد۔ او بداند۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت است۔ و کسی کہ خدا  
 عزوجل را می پرستید۔ او را معلوم شود کہ خدا تعالی زندہ است۔ ہرگز نمیرد۔  
 (صحیح بخاری باب مناقب ابی بکر رضی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کہ اس آئینہ کریمہ را بر خواند و صحابہ کرام را از وفات نبوی آگاہ  
 ساخت۔ ہمہ از حقیقت حال آگاہی یافتہ بے اختیار بگریہ در افتادند۔ خود حضرت عمر رضی

گفتہ است۔ کہ چوں ابو بکرؓ بہ اس آیات وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نمود من  
 دران حالت آنچنان پنداشتم کہ گویا این آیات امروز نزول یافته اند۔ و از شنیدن  
 این آیات زانوهای من بلرزید۔ و پاسے من برجانامند۔ و بدشت صدہ ہرزمن  
 افتادم ۵

ازین روایت سد امور بہ پایہ ثبوت میرسد۔ اول اینکه بروقت وفات آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اولین اجماع صحابہ کرام بہمیں امر بودہ کہ تمام انبیائے پیشین وفات  
 یافتہ اند۔ زیرا کہ اگر دین امریک صحابی را ہم شکے می بود کہ بعض انبیاء ہمنوز بقید  
 حیات ہستند۔ لابد فی الفور درہاں مجلس برخاستہ میگفت کہ ایہا الصدیق اینست لال  
 کہ بروفات جمیع انبیاء پیش کردہ۔ درست نیست۔ چرا کہ حضرت علی علیہ السلام از  
 شدش صدسال بر آسمان زندہ موجود است۔ پس این سخن غلط است کہ جملہ انبیائے  
 پیشین قبل از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت شدہ اند۔ چون بعضے از ان انبیاء  
 حالاً ہم زندہ اند۔ پس چگونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نتواند ماند ۵

دوم اینکه بروفات جملہ انبیاء یقین صحابہ بعض برخیاں خود شاہ بنود۔ بلکہ این یقین  
 را ثابت از قرآن کریم می دانستند۔ اگر اینچنین نمی بودہ احد سے از میان صحابہ علی القویہ  
 ایستادہ شدہ میگفت۔ کہ اگرچہ این سخن راست است کہ ہمہ انبیائے گذشتہ وفات یافتہ  
 اند۔ لیکن این آیت کہ تلاوت کردہ۔ بروفات جمیع انبیاء دلالت ندارد۔ پس استدلال  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ از آیت قد خلت من قبلہ الرسل بروفات جمیع انبیاء و قبول  
 کردن صحابہ کرام این استدلال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ را در نہ محض خاموش ماندن  
 ایشان بر سے بلکہ از ولادت و سرور یافتن و خواندن گرفتار ایشان این آیات را در

هر که چه بازار دلیل بن این امر است که جمیع صحابه برین استدلال متفق بودند :

سوم. این که خواه صحابه را یقین وفات کدام نبی دیگر از انبیاء حاصل بود یا نبود  
مگر این قدر ضرور به ثبوت می رسد که حیات عیسی علیه السلام در دهم دگمان آن گروه  
هم نبود. چنانچه این اقد (که از احادیث صحیح و روایات معتبره ثابت است) شاهد  
این معنی است که چون حضرت عمر رض در جوش خود صحابه را تهدید می نمود. که بر آنکس که  
این سخن بر زبان خود آورد. که رسول اکرم صلی الله علیه و سلم وفات یافته است. من  
سراور از تن جدا میکنم. درین حال بجهت ثبوت دعوی خویش دایقه مراجعت حضرت  
موسی علیه السلام پس از چهل روز از طور بیاد مردم داد. لیکن متعلق حیات عیسی  
علیه السلام یکوقت هم از زبان خود بر آورد. احاصل اگر صحابه بر این عقیده میداشتند  
که حضرت عیسی علیه السلام بر آسمان زنده است. حضرت عمر رض با دیگر همخیاان خود  
در تائید عقیده خود چه این خیال ظاهر نکوند. پس ذکر حیات حضرت عیسی را ترک  
نموده با دایقه مراجعت حضرت موسی استدلال نمودن همچو روز روشن ثابت میکند که  
در ذمین هیچ صحابی عقیده حیات عیسی علیه السلام نبود :

علاوه برین مامی بنیمیم. که اهل بیت نبوی نیز بروفات مسیح علیه السلام اتفاق  
میداشتند. ابن سعد در جلد ثالث کتاب طبقات در تحت ذکر وفات حضرت علی  
کرم الله وجهه از حضرت امام حسن مجتبی رضی الله عنهما روایت کرده است که بروز وفات  
حضرت علی رض حضرت حسن خطبه خوانند. و در آن خطبه فرمود. ایها الناس قد  
قبض اللیلة رجل لم یسبقه الا ولون دلائل که الاخرین قد کان رسول الله  
صلی الله علیه و سلم بیعت البعث فی کتفه جبریل من یمینه و میکائیل من شماله

فلا یبیشی حتی یفتح الله له وما ترک الا سبعاۃ در ہم اراد ان یشتری بها  
 خادما ولقد تبص فی اللیلة التي خرج فیها بروح عیسیٰ ابن مریم لیلۃ سبع  
 وعشرین من رمضان - یعنی لے مردمان امروز شخصے جان خود بچن تسلیم کرده است  
 کہ بعض صفات اور اولین ہم نیافتہ اند۔ و آخرین نیز نیابند۔ ہر گاہ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور ابر غر وہ میفرستاد۔ جبریل در دست راست و میکائیل در دست چپ  
 حفاظت می کردند۔ و بغیر از ظفر یافتن مراجعت نمیکرد۔ حضرت ہنفسد درم در ترکہ  
 گذاشت است کہ بہ آن ارادہ خریدن خادم میداشت۔ و در میان آن شب قضا  
 کرد است کہ در آن روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بر آسمان برداشته شدہ است و  
 آن تاریخ نسبت و ہفتم ماہ رمضان است ۛ

ازیں روایت ثابت میشود کہ حضرت اہل بیت اہلما نیز ہمین اعتقاد میداشتند کہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است۔ اگر وفات عیسیٰ پیش حضرت امام حسن رضی اللہ  
 عنہ ثابت نبود پس چگونه پیش روئے مردم در خطبہ بیان فرمود۔ کہ در شبے کہ روح  
 عیسیٰ بشوئے آسمان برداشته شدہ است۔ در ہماں شب حضرت علی نیز وفات یافتہ است  
 و اگر چه از ہر یکے اذا کا بر اللہ دین کہ بعد زمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بودہ  
 اند۔ فردا فردا بالتفصیل مروی و منقول نیست کہ ایشان تنصیص بعقیدہ و وفات حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کردہ اند۔ اما قرین قیاس ہمین است۔ بلکہ بر یقین می پیوندد کہ ایشان ہم  
 مثل صحابہ کرام رضہ ہمین اعتقاد می داشتند۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل سایر انبیاء  
 وفات یافتہ اند۔ زیرا کہ ایں بزرگان دین عاشق و شیدائے قرآن کریم و کلمات طیبات  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال صحابہ کرام و مساکس اہل بیت عظام بودند پس



با درخی تو اهل کرد که ایشان را بسے دیگر خلفات راه رسول کریم صلی الله علیه وسلم وصفا  
 کرامت و صفه هدایت قرآن کریم و زبیده باشند را چون نظر بر حالات زمانه خود ایں  
 مسئله را آنقدر اہم ندانستند کہ در پٹے تصحیح و تنصیح او می شدند چنان می نماید کہ  
 ازین سبب مردم نسبت ایں مسئله اقوال ایشان را محفوظ ندانسته اند و با ایں تمہید  
 سرانجام ہم می رسد ثابت میشود کہ مذہب ایشان ہمین بوده است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 وفات یافته است و خلفات آل از ایشان ثابت نمی شود و لیکن چون اکثر متاخرین  
 معتقد بر حیات عیسیٰ علیہ السلام شدند و اقوال متقدمین درین باره بسبب مذکور کمتر  
 یافتند زمانه ایشان را بر زمانه خود قیاس کرده نظر بر کثرت قائلین بحیات عیسیٰ علیہ السلام  
 در زمانه خود گمان بر وند کہ اکثر متقدمین ہم قائل بحیات عیسیٰ علیہ السلام بوده باشند  
 اما حق ایں است کہ اگر چه متاخرین قائل بحیات بوده اند و لیکن ہر چه از متقدمین بہ ثبوت  
 می پیوندد خلفات ایں عقیدہ متاخرین است چنانچہ در مجمع بحار الانوار محمد طاہری نویسنده  
 قال مالک مات یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ گفته است کہ حضرت عیسیٰ وفات ینہ است  
 الغرض علاوہ از قرآن کریم و احادیث نبوی از اجماع صحابہ و اراستے اہل بیت  
 و اقوال ائمہ تصدیق عقیدہ ما میشود و ایں امر بہ پایہ ثبوت می رسد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 داعی اجل را لبیک اجابت گفته است پس بر ایں تمہید نہادن کہ ما بعقیدہ وفات مسیح  
 ارتحاب توہین حضرت مسیح می کنیم و از قرآن مجید و احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 انکاری داریم ہرگز درست نیست یا ہرگز توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نمی کنیم آئیے  
 بہ ابطال عقیدہ و اہمیہ حیات مسیح توحید و تفرید حضرت باری عز اسمہ را و عزت عظمت  
 جناب رسول مقبول را قائم و ثابت می نمایم و با ایں طور خدمت حضرت مسیح را ہم انجام

میدیم۔ بالفرض اگر حضرت مسیح خود درین زمانه موجود بودے۔ ہرگز گوارا نیکم کہ اور ارادہ  
مقامے استادہ کردہ آید کہ سنائی توحید و تفرید الہی و باعث توہین و کسر شان حضرت  
رسالت پناہی باشد۔ خود جناب والا درین بارہ غور فرمایند کہ آیا سخنان ما درین عرض  
بر حق ہستند یا حق بجانب است۔ و آیا ایشان استحقاق دارند کہ بر ما خفا شوند۔ یا  
ما حق میدانیم کہ بر ایشان خفا باشیم۔ زیرا کہ این مردم برائے خداے ما شریکے قرار  
دادہ اند توہین رسول اکرم ما کردہ اند۔ و دوست و یگانہ بودہ ہجو دشمنان و بیگانگان  
حمله کردہ اند :

(۲) اعتراض دوم کہ بر ما کردہ می شود این است کہ ما بر خلاف عقیدہ اُمت محمدیہ  
رایس موعود و مہدی مسعود پنداشتمہ یہ دے گزیدہ ایم۔ و این امر خلاف احادیث  
نبوی است۔ زیرا کہ ازاں واضح می شود کہ مسیح علیہ السلام از آسمان نازل گردد۔ آری  
این سخن راست است کہ ما مردم باقی سلسلہ عالمیہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد  
ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب ملک ہندوستان رایس موعود و مہدی مسود  
میدانیم۔ ہر گاہ کہ از قرآن کریم و احادیث و عقل سلیم ثابت است کہ حضرت مسیح وفات پذیر  
است۔ پس ہرگز بفہم مانمی رسد۔ کہ بکدام دلیل این عقیدہ ما بر خلاف قرآن حدیث  
می افتد۔ و چون وفات مسیح از قرآن و حدیث ثابت است۔ و نیز از احادیث نبویہ  
این ہم ثابت است کہ یک موعود و نام مسیح ابن مریم می آید۔ پس ازین تہا متر صفائی و  
وضاحت ثابت میشود کہ آن موعود فرسے از خدا و ایراست باشد۔ نہ خود حضرت مسیح نام  
کہ شربت حیات چشیدہ است :

گفتہ می شود کہ اگر چه از قرآن و حدیث و وفات مسیح ثابت ہم گردد۔ باز ہم از انجا

اعتراض دوم

جواب

در حدیث شریف پیشخبری آمدن حضرت مسیح علیہ السلام وارد شده است۔ ازیں جہت  
بر آمدن خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام یقین باید داشت۔ زیرا کہ او سبحانہ تعالیٰ نشانی  
قادر است۔ بر اینکه باز او را برائے اصلاح حال مسلمانان در دنیا فرستد۔ و بر این روش  
بر اعتراض میکنند کہ گویا ما بزعم این مردم از قدرت خدا تعالیٰ انکار میداریم لیکن ما  
بہر بنائے انکار بقدرت بل بر بنائے ایمان قدرت و تعالیٰ قائل ہستیم کہ حضرت مسیح ناصری را ہرگز  
بایدیگر در دنیا نفرستد۔ بلکہ فرسے را از افسوس و اُمت محمدیہ بقدرت کاملہ خود مسیح  
موعود ساختہ فرستادہ است ۛ

ما فہم این سخن نمی توانیم کرد۔ و نہ امید می کنیم کہ هیچ کسے بعد از آنکہ درین امر خود کامل  
کرده باشد تسلیم تواند کرد کہ دوبارہ آمدن مسیح در دنیا علامت قدرت خدا است  
زیرا کہ مامی سینیم۔ و ہر ذی ہوش روز مرہ مشاہدہ می کند کہ یکس مرد دولت مند رخت  
کہنہ را بچھو مردم فرومایہ قطع و برید کرده از جیبہ قمیص دان قمیص صدرہ نمی سازد۔ بلکہ بجا  
آن رخت نو میسازد۔ اما یک گدلے بینوائے کہ بر ساعتین کالائے نو دسترس ندارد  
ژندہ پارینہ را پینہ دوزی در فوکاری کرده برائے زمستان سال آیندہ در لچچہ بچیدہ  
بجفاظت تمام و احتیاط مالاکلام نگاہ می دارد۔ و لیکن یکس بختیار کامگار مناسب  
فصل و ہر موسم رخت جدید و کالائے نو بپاراید۔

دُنیا  
آن قادر مطلق را بجہت رہنمائی بندگان خود بر باز ژندہ ساختن و دوبارہ در  
فرستادن یکے از انبیائے وفات یافته پیشتر ازیں کے ضرورت رونمود است۔  
داو تعالیٰ مدام برائے ہدایت بندگان خود یکے را از مردم بہاں زمانہ بر منصب  
رسالت قائم ساخت است۔ ظاہر است کہ از زمان آدم علیہ السلام تا عہد فرخندگی محمد

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ گاہ انجمنین نہ کردہ است کہ پیغمبر وفات یافتہ را باز  
زندگی بخشیدہ بجهت رہنمائی عالمیان فرستادہ باشد۔ آری براہ کتاب جنین فعل در آن  
صورت مجبور شود کہ تزکیہ نفوس مردم کدام زمانہ از قدرت او بیرون باشد و حکومت  
او تعالی از سر بنی آدم نازل شود۔ اما چون انجمنین بودن برپسح صورت ممکن نیست پس  
این ہم امکان ندارد کہ او تعالی ہیچ نبی را از انبیائے ذوات یافتہ برائے اصلاح دنیا از بہشت  
بیرون آرد۔ و برائے اصلاح دنیا بفرستد۔ نے نے او تعالی قادر مطلق است چون صحت از ذوات  
مسیح علیہ السلام یک انسان عظیم الشان یعنی رسول کریم را بیا فرید پس از قدرت او بیعت کہ شخصے را  
العرض مانگا را از دوبارہ آمدن مسیح بر ایں وجہ نمی کنیم کہ ما بر قدرت باری تعالی اعظما  
نداریم۔ بلکہ بایں وجہ کہ ما خدا تعالی را قادر میداریم کہ ہر گاہ کہ خواهد برائے اصلاح مردم  
یکے را از بندگان خاص مبعوث گرداند۔ و بوسیله وے کم گشتگان بادیہ ضلالت را بجا  
صراط مستقیم گام نون ہدایت فرماید۔ و آنا کہ می پندارند کہ او تعالی انجمنین نتواند کرد  
بلکہ بوقت ضرورت از انبیائے گذشتہ یکے را باز پنداری فرستد۔ خیلہ غلط اندیشیداند  
وراء کج گزیدہ - ما قدر و اللہ حق قدرہ۔

علامہ ہرین کہ در دوبارہ فرستادن مسیح بر قدرت خدا حرف می آید۔ بر عزت آل کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نیز صدمہ واقع میشود۔ زیرا کہ از باز پس آمدن مسیح ایں نتیجہ برمی آید کہ  
چون اُمت ہائے انبیائے گذشتہ گمراہ می شدند۔ حق تعالی از میان خود ایشان پیغمبرے را  
برائے اصلاح ایشان مبعوث میساختہ اما ہر گاہ در اُمت پیغمبر ما کہ جان جہان ایشان  
یاد نسا و پیدا اگر دو پیغمبرے را از پیغمبران گذشتہ بجهت اصلاح حال ایں اُمت از  
دارا بجان باز گرداند۔ گویا در میان اُمت محمدیہ آں وقت ہیچکس را صلاحیت آن نداشت

تفسیر مسیح سازد یا از برتے را پیدا کند

کہ اصلاح امت اور کھنڈہ اگر ایں عقیدہ را تسلیم کنیم۔ لاجرم مابین در توہین و عداوت  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از یہود و نصاریٰ کم نتوانیم بود۔ زیرا کہ آں ہر دو گروہ بر قوت  
قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اعتراض می کنند۔ و مابین بذریعہ ایں عقیدہ انکار قوت  
قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مے کنیم۔ ہر گاہ کہ چرانے فرزوان باشد۔ بالیقین  
از دے چرانہائے دیگر تو اں افزودخت۔ و چرانے کہ نوز او مردہ بود۔ چرانے دیگر  
از بر افزودختن ممکن نباشد۔ پس اگر خدا نخواستہ در امت محمدیہ آنچنین زمانہ آمدنی است  
و ایں قدر حالت او خراب شدنی است کہ بچکس از ایں امت برائے اصلاح او نتواند  
برخاست۔ پس معاً ایں امر نیز تسلیم نمودن خیلے ضروری گردد۔ کہ در آں زمانہ فیضان  
قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدود گردد۔ نحو ذی اللہ من ذلک ۛ

آں کہ ام مسلمانے است۔ کہ نمیداند۔ کہ تا آں زمان کہ خدا تعالیٰ میخواست کہ سلسلہ  
موسویہ را جاری دارد۔ از اتباع موسیٰ علیہ السلام آنچنان مردان کامل العرفان پیدا  
می شدند کہ اصلاح امت موسیٰ میکردند۔ لیکن چون مشیت ایزدی خواست کہ سلسلہ  
موسویہ منقطع گردد۔ باب نبوت بروئے قوم موسیٰ سدود فرمود۔ و در اوزہ رسالت بر  
روئے بنی اسرائیل کشود۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحاً فداہ را مبعوث نمود۔ پس اگر بعد  
از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باز رسولے از سلسلہ موسویہ بیاید۔ لاجرم معنی ش غیر  
از ایں نباشد کہ او سبحانہ تعالیٰ شانہ سلسلہ محمدیہ را ہم قطع سازد۔ و نحو ذی اللہ  
در آں حین قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضعف پذیرد۔ زیرا کہ فیضان او کسے را  
از امت او بہ ایں رتبہ تواند رسانید۔ کہ از نوز محمدی پر توے یافتنہ اصلاح امت کند۔  
انوس کہ مردم ہلے ذات خود زیادہ از ضرورت نیرت می کنند۔ پسند نمی نمایند کہ بیچ

عربی بجانب ذات ایشیاں منسوب گردد۔ و اما پر ذات اقدس نبی معصوم صلی اللہ علیہ  
 علی آلہ وسلم ہر عرب کہ میخواہند بہ جرأت تمام و جبارت مالا کلام منسوب میکنند ولیکن  
 ما آن محبت را چو کنیم کہ محض بہ زبان باشد۔ و بادل تعلق ندارد۔ و آن دعویٰ محض چپ کا یا  
 می آید کہ با خود لیسے و بر مانے ندارد :

اگر مردم بہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فی الواقع محبت میداشتند۔  
 برائے یک دقیقه ہم گوارا نمیکردند کہ یک پیغمبرے از بنی اسرائیل آیدہ اصلاح امت محمدیہ  
 نماید۔ یا کسی غیر تمندے کہ در خانہ خود سامان ہر قسم مہتیا و موجود وارد برائے چیزے  
 پیش دیگرے دست درازی کند۔ و با وجود توانائی برائے یاوری خود دیگرے را بخاند  
 ہماں لایان زمانہ کہ میگویند کہ نعوذ باللہ برائے اصلاح امت محمدیہ و بجهت  
 مخلصی ایشیاں از مصائب صعبہ سیح ناصری می آید۔ برائے خود اینقدر را ظہار غیرت  
 کنند کہ اگر چه در بحث حالت شان بہ مغلوبیت ہم رسیدہ باشد۔ باز ہم اعتراف بر مغلوب  
 بودن خود نمی کنند۔ و از دیگر کسی یاری جستن و مدد خواستن پسند نمی نمایند۔ و بالفرض اگر  
 احدے بر سعادت ایشیاں از خود آئادہ گردد۔ بجائے ممنون احسان او بودن بر او ظہار  
 ناخوشنودی مے نمایند۔ کہ آیا من جاہل و نادان ہستم۔ کہ تو در دین من نغمہ میدہی۔ لیکن  
 نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بچہ قدر گستاخی و بیے پروائی میگویند  
 کہ بلے بجهت اصلاح امت محمدیہ از سلسلہ بنی اسرائیل یک پیغمبرے بالضروری آید۔  
 گو یا قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر ہم ایشیاں خود کار اصلاح امت خود نتواند کرد  
 واحدے بجهت سرانجام این مہام از امت خود برپا نتواند نمود۔ بلکہ برائے انصرام  
 این کار دست استعانت و استمداد پیش یک نبی سلسلہ بنی اسرائیل بکشاید۔ آہ یا ہفتا

نئی دالم کہ دلہائے این مردم مرد است یا خود عقل ایشان را دزد برد است۔ آیا  
 تمام غیرت و حیثیت شاں برائے منہائے خودشان است۔ و بر خدا و رسول در  
 دل ایشان یاسیح غیرت باقی نماند است۔ و یکی خشم شان بر مخالفان جان شاں ختم  
 شدہ است۔ از بہرِ خفگی بر آنانکہ بر خدا و رسول حملہ میکنند۔ و دلہائے شاں جائے نماندہ است  
 مارا گفتہ می شود کہ چہ از آمدن پیغمبر اسرائیلی انکار می کنید۔ مگر ما دلہائے خود  
 را کجا بریم۔ و نقش محبت رسول پاک را از لوح دل چگونہ بشوئیم۔ کہ ما را برتر از عزت  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزت کسے بنظر نمی آید۔ و ما برائے یک لحظہ ہم تحمل نمی توئیم  
 کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم روحاً فداہ منت کش و احسانند غیر کردہ۔  
 غیرت ما برائے یک چشم زدن برداشت تصور این سخن ہم نتواند کردہ۔ کہ چون ہم مخلوق  
 از ابتلائے آفرینش تا انتہائے دور زمان بروز قیامت جمع آیند۔ و کار نامہائے ہر  
 نبی مرسل علی رؤس الاشہاد بیان کردہ شود۔ اللہ اندراں وقت گردن نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ علیہ وسلم زیر بار احسان یسح اسرائیلی ختم شود۔ و فرشتگان پیش روئے  
 اولاد آدم و اتوام عالم صدا بلند کنند۔ کہ چون در وقت قدسیہ خاتم النبیین ضعف پدید  
 آمد۔ اندراں وقت یسح اسرائیلی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منت داشته از جنت  
 بیرون آمدن برائے خود پسندیدہ۔ و بہ دنیا باز آمدہ اصلاح امتش کردہ۔ و او را از تباہی  
 مخلصی داد ❖

ما مردم این امر را برائے خود خیلے پسند داریم کہ زبانہائے ما با کار دہائے تیز ریز  
 شود۔ از نیکہ چنین سخنانے اہانت آمیز در بارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم زبان انیم  
 و دستہائے ما مثل شرہ بہتر است۔ از نیکہ چنین کلمات را نسبت بذاتِ بابرکات

فخرِ رسولِ تحریخِ نایمِ رسولِ الثقلینِ محبوبِ خداست۔ زینہار قوتِ قدسیہٴ آنِ محشوقِ الہی  
 در ہیچ گاہ معطل و مہمل شدن امکان ندارد۔ او خاتم النبیین است فیض او الی ابدال پدین  
 جاری بماند۔ و گردن مبارک او زیر بار منت، مچکس خم نگرود۔ بلکه احسان آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم بزجیع انبیاء ثابت و محقق است ہیچ پیغمبرے نیست کہ از اقوام مختلفہ، عالم  
 رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کنائیدہ باشد۔ لیکن آیا لکو کہا بلکہ لکو کہ در لکو  
 انسان نیستند۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ایشان تصدیق سائر انبیاء علیہم السلام کنائیدہ  
 است در ہندوستان مطابق آنکہ بیان کردہ میشود ہشتاد و بیون اہل اسلام سکونت میدادند  
 کہ اکثرے از ایشان از دین ہنود توبہ کردہ مسلمان گشتہ اند۔ و پیروان دیگر مذاہب از  
 مسلمانان در تعداد کمتر اند۔ و باقی تمام بہت پرستان ہنود ہستند۔ کہ قبل از مسلمان شدن  
 نام ہیچ پیغمبرے را نمیدانستند۔ مگر برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورده بر  
 موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء نیز ایمان آورده اند۔ اگر اسلام در خانہ ہائے ایشان داخل  
 نمی شد۔ امروز ہمہ شال این انبیاء کرام را دشنام میدادند و ناسزا می گفتند۔ ایشان  
 را از دعیان کاذب می شمردند۔ چنانچہ اکنون نیز برادران شال کہ مشرت بہ اسلام گشتہ  
 اند۔ کلمات ناشائستہ نسبت انبیاء مئے گذشتہ بر زبان می رانند ۛ

و ہم بریں نخط ظاہر است کہ مردم افغانستان و چین و ایران قبل از مسلمان شدن  
 کے برسوسی و عیسیٰ و دیگر انبیاء ایمان میداشتند۔ این جوہ خاص و جوہ ذی جوہ آنحضرت است  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ ایشانرا مقرر رسالت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء ساخت است۔ ابتدا  
 احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزجیع انبیاء ثابت و محقق است۔ زیرا کہ صداقت شال  
 از نظر خلاق مخفی و محجب بود۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پیش روی خلاق ہویدا و آشکارا



نمود۔ وبرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسانِ پیچہ پیغیر نیست۔ خدا تعالیٰ ہرگز صبح آن روز را در روستے دنیا آشکار ننماید۔ کہ در آن روز فیضانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقطع گردد۔ و پیغیرے دیگر اصلاح است کند۔ بلکہ در ہر زمان کہ ضرورت اصلاح این امت پیش آید۔ اللہ تعالیٰ از پیرانِ او و تنائاً و تنائاً بعض فرمهندان را کہ از علم انبیا یافتہ باشند مبعوث نماید۔ کہ اصلاحِ کم کردگان راہ ہدایت نمایند۔ و ہمہ کارنامہ شان کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ چہر کہ شاگرد از استاد و امتی از نبی خود جدا قرار دادہ نمی شود۔ و گردن ہائے شان زیر بار احسان او خم شدہ باشند۔ و دہائے شان از یادہ بخت او لبریز دس ہائے شان از نشہ عشق و شہر انقض در باز آمدن یک سال از رسولان گذشتہ برائے اصلاح امت محمدیہ خیلے توین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نیز دوبارہ آمدن یک نبی از انبیائے بنی اسرائیل در جبرہ بلند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حتی تم باذات بابرکات او کہ امت فرمودہ بسیار ساقط سے شود۔ حق تعالیٰ میفرماید:-

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم۔ یعنی خداوند کریم کسے را نعمتے کہ بخشیدہ است۔ تا آنکس در جان خود تغییر ندہد آن نعمت از ذرائع نمی سازد۔

حالا بعد از تسلیم کردن این عقیدہ ضروری است کہ یا آئین امر قبول کردہ شود کہ نفوذ باللہ و ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تعینے واقع گشتہ است۔ یا خدا تعالیٰ عہد خود را بشکست یا آئین سخن را باور باید کرد۔ کہ بادیگر ہمہ بنی نوع انسان عادت خداوندی ہمین است کہ نعمت بخشیدہ خود باز پس نمی ستاند۔ مگر معاذ اللہ بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف عادت خود سلوک فرمودہ۔ و این ہر دو عقیدہ مستلزم کفر است۔ چہر کہ در یکے انکار خدا تعالیٰ است۔ و در دیگر انکار رسول او تعالیٰ۔ پس باید پس وجوہ از ہر چہ

عقاید سخیفہ اظہار بیزاری سے نمایم۔ و عقیدہ ما این است کہ آل مسیح کہ مارا وعدہ دادہ  
 شدہ است۔ لامحالہ از میان ہمین امت است۔ و این در قبضہ قدرت اوست کہ ہر کہ را  
 بخواہد بر مقامیکہ ارادہ کند۔ ایستادہ نماید۔ و بر تیرہ کہ خواہد۔ مستکن سازد۔ و از احادیث  
 ثبوتیہ ثابت می شود کہ مسیح موعود از امت محمدیہ باشد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ  
 است کہ لا المہدی الا عیسیٰ۔ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان) یعنی بغیر عیسیٰ دیگر هیچ مہدی  
 نیست۔ و نیز فرمود کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما ما کم منکم (بخاری  
 کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی در آن وقت حال شما چگونه باشد کہ در میان شما  
 ابن مریم نازل شود۔ کہ امام شما و از شما باشد۔ اگر اندرین ہر دو ارشاد بنوی بنظر غائر  
 دیدہ شود۔ صاف ظاہر میشود۔ کہ در عہد فرخندگی مہدی مسیح موعود مہدی دیگر نباشد  
 و ذات او امام امت و ازین امت باشد۔ و یکس غیر این امت و بیرون ازین امت  
 نیاید۔ پس این خیال کہ مسیح موعود وجودے علیحدہ از مہدی و مہدی وجودے دیگر  
 از مسیح موعود است۔ سراسر خیال باطل و خلاف حدیث لا المہدی الا عیسیٰ است  
 و کار یک مؤمن دیندار این است کہ برگفتہ آقائے خود اعتماد کردہ غور کند۔ و اگر او را  
 در دو ارشاد و آقا تضاد بنظر آید۔ آل را بتدبیر و تفکر خود رفع نماید۔ اگر رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم بیک بار فرمودہ است۔ کہ اول مہدی ظاہر گردد۔ و بعد از آن  
 عیسیٰ نازل شود۔ و او در امتیاع و اقتدائے مہدی نماز ادا کند۔ و بار دیگر ارشاد  
 کرد است۔ کہ بجز مسیح مہدی کسی نیست۔ پس آیا لازم است کہ ما زین ہر دو قول  
 یکے را رد کنیم یا اینکه بر ہر دو قول غور نمایم۔ و اگر در ہر دو قول صورت وفاقیہ بہر  
 آل طریق توفیق بین القولین را با جان و دل قبول نمایم۔ و اگر کسی بتدبیر قلیل عمل آورد

برو آشکارا گردود که دریں هر دو قول صورت وفاق همین است که حدیث لا المهدی الا  
 عیسیٰ حدیث ثانی را مفسر است یعنی اول پیشگوی نزول مسیح که آنحضرت صلی الله علیه  
 و سلم به آن الفاظ بیان فرموده است که ازاں در فهم انسان تباوری شود که وجود مسیح  
 از وجود مهدی جدا باشد - باز آنرا بحدیث لا المهدی الا عیسیٰ واضح گردانید که کلام  
 نخستین بطریق مجاز و استعاره بود که ازاں محض این مراد بود - که اولاً از اُمت مجتبه  
 یک انسان کامل بر اصلاح اُمت محمدیه مأمور شود - در هر حال او را در مقام هیچ  
 یک از رسولان خاص استاده کرده نشود - پس پیشگوی نزول ابن مریم در حق او  
 به اتمام برسد - داود عوی مسیح موعود بودن نماید همانا بهمین پنج اظهار و منصب عیسیٰ  
 او فرموده است - یعنی اولاً دعوی عام اصلاح مردم نماید - بعد ازاں دعوی خاص  
 یعنی دعوی مسیح موعود بودن کند در پیش خبریهائے انبیاء این گونه کلام بسیار واقع  
 شده است - بلکه اگر بمخبر استعارات را از پیش خبریهادور کرده شود - فهم معانی آن  
 پیش خبری مالدشوار گردد - اگر از احادیث مذکوره این معانی را مراد نگرفته شود باز ازین  
 دو امر یک امر را که هر یک از آن خبیثه خطرناک است - تسلیم کردن ناگزیر باشد - یا این  
 سخن را مسلم داشتن ضروری باشد - که حدیث لا المهدی الا عیسیٰ دروغ است - و یا  
 این امر تسلیم کردن لابدی باشد - که درین حدیث نفی وجود مهدی دیگر که علاوه بر مسیح باشد  
 نه کرده شده است - بلکه درین حدیث مقابله درجاست مسیح و مهدی کرده و فرموده که  
 اصل مهدی خود مسیح موعود باشد - که بمقابله او مهدی موعود مرتبته و حقیقتی نداشته باشد  
 چنانکه گفته میشود - لا عالم الا فلان و ازین قول هرگز این مراد نباشد که بغیر از خود  
 کسی در دنیا عالم نیست - بلکه معنی این سخن سوائے ازین نمی باشد - که او در علم خود

فاضل تر است که علم دیگران در مقابل او سیخ است ۵  
 پس ازین هر دو معنی نشانج خطرناک حاصل میگردد - زیرا که یک حدیث را بلا وجه  
 موجه باطل قرار دادن خطر عظیم دارد - علی الخصوص آن حدیث که با خود شواهد نیز دارد  
 و این سخن که مهدی بمقابل مسیح سیخ است - این نیز خلاف مضامین آن احادیث است  
 که در آن مهدی را امام مسیح را مقتدی او قرار داده شده است - الغرض ما سوائی  
 این معنی که امت محمدیه را خیر داده شده است - از وجودیکه اولاً دعوی مطلق مصلح بود  
 کند - و بعد از آن دعوی مسیح موعود بودن و بجز این معنی هیچ معنی اصح ازین حدیث نمی  
 حقیقت امر این است که مردم را تمام تر مخالف ازین جهت افتاده است که  
 در حدیث نسبت مسیح الفظ نزول آمده است - و ازین لفظ فهمیده اند که همان مسیح  
 اول و دوباره بدینا باز آید - حالانکه لفظ نزول در آن احادیث بدان معنی نیامده است  
 که این مردم فهمیده اند - بلکه هر گاه ذکر آفرینش چیس که کرده می شود که مفید و یا  
 باشد - یا ذکر تفسیر کرده آید که بابرکت کثیر بود و یا ظاهر گشته جلال ایزد متعال باشد  
 پس بزبان عربی ظهور و وقوع آنرا بلفظ نزول تعبیر کنند - چنانچه حق جل و علا در قرآن مجید  
 فرموده است **نُزِّلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ (توبه)** و نیز فرموده **نُزِّلَ**  
**عَلَيْكُمْ مِنَ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنَةٌ نَعَسًا (آل عمران)** و همچنین ارشاد کرده - **وَأَنْزَلْنَا لَكُمْ**  
**مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَنْعَامٍ (زمر)** و هم برین نقل است - **قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ**  
**لِبَاسًا يَوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا (انعام رکوع ۳)** و نیز فرموده **وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ**  
**الْمِنَ وَالسَّلْجُو (بقره)** و **أَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ**  
**وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ بَيْنِكُمْ ورسوله بالغیب ان الله قوی عزیر (حدید ع ۳) و لو**

بسط الله الرزق لعباده لبغواتي الارض ولكن ينزل بقدر ما يشاء ان الله بعبادته  
خبير بصير (شورئی رکوع ۴)

وظاہر است کہ سگینہ در دل انسان پیدا میشود۔ و نفاس یعنی خواب نام یک فعل مجزئ  
و مانع است۔ و انعام یعنی بہائم و لباس و سمار و رخ و بودنہ و آہن و رزق و سائر  
اشیائے دنیاوی برہین زمین پیدا میشوند۔ نزول این چیزہا از آسمان کسے نید است  
و نہ از آسمان فرود آمدن این اشیا و از قرآن و حدیث ثابت میشود۔ بلکہ حق تعالی در  
قرآن مجید بصراحت فرمودہ است۔ و جعل فیہما رواسی من فوقہا و بارک  
فیہا و قد رزقنا اقواتہا فی اربعۃ ایام سوائہ للسانکین (حم سجودہ) یعنی در  
زمین و بر سطح آل کہہ را پیدا کرد و در زمین بکثرت سامان خلق فرمود۔ و ہر نوع  
غذا در آن بیا فرید۔ این ہمہ کارہا یعنی پیدایش زمین آفرین کل اشیا و جانوران  
در چہار ایام بہ اختتام رسید۔ و این امر ہائے جمیع اصناف پرستندگان یکسان است  
یعنی این مضمون ہر چند متضمن علوم عالیہ و فائق حکمیہ است کہ چندے ازاں درین ایام  
حاضرہ ظاہر شدہ است و جیسے ازاں علوم در از سنہ آتیبہ ہوید اگر دود۔ و سوالات  
جدیدہ و مسائل عدیدہ درین بارہ پیدا شود۔ مگر ما این مضمون را بطورے ادا کردہ ایم  
کہ مردم ہر طبقہ و اقوام ہر زمانہ مطابق علوم و موافق عقول و ترقیات زمانہ خود از  
بیان جواب ہائے صحیح حاصل نمایند۔ کہ برای طبائع شان موجب اطمینان باشند۔

الغرض از قرآن مجید ثابت است کہ این ہمہ اشیا کہ ذکر آہنا درین آیات بینات  
بلفظ نزول وارد شدہ است از آسمان فرود نیامدہ است۔ بلکہ خالق الارض و السموات  
این چیزہا را از زمین برانگیخت است۔ لہذا برائے مسیح موعود نیز لفظ نزول بجا از تعظیم

منزلت جلالت مقام او مستقل شدہ است۔ و ہرگز اس مرویثت کہ او در نفس الامرازا  
 آسمان فرود آید چنانچہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ لفظ نزول در شان سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہم استعمال فرمودہ۔ و جلا مفسرین ازین لفظ نزول شرف و عظمت و رفعت و درجہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم مراد گرفته اند۔ و بر نہیںین این عا و مراد و مقصد مجبور گشته اند کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحاً فداہ در مکہ معظمہ در دو مال فیض الشان قریش تولد  
 فرمودہ است۔ و اسم پدر مبارکش عبد اللہ و نام مادرش آمنہ خاتون بودہ است۔  
 و آیتہ کہ در ان کر نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان شدہ این است کہ قد  
 انزل اللہ الیک ذکراً کوا رسولا میتلو علیکم آیات اللہ مبینات لیخیر من اللہ  
 امنوا و عملوا الصالحات من الظالمات الی النور (سورہ طلاق ع ۲) یعنی حق تعالیٰ  
 بر شما ذکر یعنی رسول ما نازل فرمودہ کہ بر شما آیات بنیات الہی را میخواند تا مومنان و  
 نیکوکاران را از تاریکی با بسوسے نور برآرد۔ چہ قدر مقام تعجب است کہ جہاں یک لفظ  
 نزول است کہ بجهت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر اسکے مسیح علیہ السلام مستقل شدہ  
 است۔ مگر علمائے زمانہ معنی آزاد حق حضرت رسالت پناہ و یگرمی گیرند۔ و بر اسکے  
 حضرت مسیح معنی و یگرمی کنندہ۔

راو

ہر گاہ کہ رسول کہیم صلی اللہ علیہ وسلم درین دنیا پیدا شدہ است۔ و در شان اسکے  
 لفظ نزول وارد شدہ است۔ اگر ہمیں لفظ نزول در حق مسیح موعود استعمال گردد۔ و  
 مراد از ان پیدایش مسیح و نبوت او گرفته شود۔ کدام جائے صیرت مقام تعجب است  
 شبہ دوم این ارد کردہ میشود کہ مسیح موعود در احادیث بلفظ ابن مریم ذکر یافته است  
 و ازین نام ہمین ثابت میشود۔ کہ ہماں مسیح ماضی با زائند۔ و خیال ندارد نہ کہ چون در شمار

مسیح

ایشان لفظ عیسیٰ بکثرت در حق دیگران مستعمل شده است۔ و گاہے ایشان بر مجموعاً اطلاق  
 اعتراف نموده اند۔ پس اگر خدا تعالیٰ شخصی را بنام عیسیٰ یاد فرماید کہ نام جائے تعجب  
 باشد۔ و همچنین ایشان در محاورات خود اسخیا را حاتم و شیدا میاں فلسفہ را محقق طوسی۔ و ارباب  
 ملکہ استخراج مسائل را فخر رازی میگویند۔ مگر لفظ ابن مریم در دل ایشان شہادت پیدا  
 می کند۔ اگر لفظ ابن مریم افادہ تعیین و تشخص ذات خاص میکند۔ چہ الفاظ طائی  
 و طوسی و رازی وغیر ذلک افادہ تعیین و تشخص ذوات معلومہ نمی کنند۔ پس اگر با وجود  
 استعمال نمودن ایشان این الفاظ را مراد ایشان این امر نمی باشد کہ آن شخص از قبیلہ  
 طے یا از شہر طوس یا رسے است۔ باز چرا از لفظ ابن مریم این نتیجہ می بر آید کہ آن موعود  
 ہماں عیسیٰ بنی اللہ است کہ پور مریم صدیقہ بود۔ و پیشتر ازین بہ فزودہ صد سال گذشتہ  
 است۔ حالانکہ الفاظ طے و طوس و رسے چنان نیستند۔ کہ مجازاً در معنی دیگر استعمال  
 یافتہ باشند۔ اما لفظ ابن مریم اک اسم است کہ در قرآن کریم بچہت انہما رعالتے خاص  
 استعمال شدہ است۔ بحما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ و ضرب اللہ مثلا للذین امنوا  
 امرأۃ فرعون اذا قالت رب ابنی عندک بیتاً فی الجنة و یخنی من فرعون  
 و عملہ و یخنی من القوم الظالمین۔ و من یسا بنت عمران اللتی احصنت فرجہا  
 فنحننا فیہ من روحنا و صدقنا بکلمات ربہا و کلمتہ و کانت من القانتین  
 (سورہ تحریم) یعنی حق تعالیٰ مومنان را بازن فرعون مثال داده است۔ بہر گاہ کہ آن  
 زن دغا کرد کہ لے پرودگار من برائے من نزدیک فرج و در پریشت یک خانہ بنا فرما و مرا از  
 فرعون و کار و کردار او نجات بده۔ و مرا از بیخہ نظاماں را ہی عطا کن و مثال دیگر با مریم  
 بنت عمران داده کہ او فرج خود (یعنی سوراخ ہائے بدن خود) را حفاظت کرد و است

پس بار دل او کلام خود نازل کر دیم۔ و او تصدیق کلام ما و تصدیق کتابہائے ما را کرد  
 و از فرما بر داران ما شد۔ ہر گاہ کہ حضرت حق نام یک حالتے را کہ در حینے از احیان مرد  
 مؤمن را پیش می آید۔ بحالت مریمی یا دمی فرماید۔ و آن مومن را مریم نام می بھند پس اگر  
 خدا تعالی در حق موعودے لفظ ابن مریم استعمال فرماید۔ آیا دریں صورت معنی آن ہیں  
 نباشد کہ او از حالت مریمی بتدریج ترقی نموده تا حالت ابن مریمی یعنی حالت عیسوی برسد  
 کہ روزگار حیات او در بدو حال پاکسا دے لوث مثل مریم باشد۔ و در آخر ایام حیات  
 مثل عیسی بن مریم سوید بروح القدس گردد۔ و روزائے آخر عمر خود در اصلاح عالم  
 و قائم کردن راستی بسر کند۔

در معانی کلام آہی تدبیر و تفکر کردن و در بجز زخار بیانش غوطہ خوردن و آبی  
 بیضائے حقان و معارف بدست آوردن شاید کہ نزد علمائے این زمانہ حرام است۔  
 اگر ایشان ہیں میگردند کہ در علوے کہ علمائے روحانی در قرآن کریم تدبیر کرده و بر حیات  
 انبیاء علیہم السلام تامل نموده و براقوال ایشان فکر و اندیشہ استنباط کرده اند۔ و در  
 کتب خود نوشتہ اند۔ نحو سیکرند پیش پائی نمی خوردند۔

شیخ شہاب الدین سہروردی در کتاب عوارف المعارف می نگارد کہ علاوہ از ولادت  
 صوری جسمانی برائے انسان یک ولادت دیگر است کہ آنرا ولادت معنوی گویند۔ و  
 در تائید این مقدمہ نہ از دیگر کسے بلکہ خود از حضرت عیسیٰ قوسے نقل میکند کہ (یصیر  
 المرید جزء الشیخ کما ان الولد جزء الوالد فی الولادة الطبیعیۃ و تصیر  
 هذه الولادة انفاً و ولادۃ معنویۃ کما ورد عن عیسیٰ صلوات اللہ علیہ لیس  
 ملکوت السماء من المرید مرتین فی الولادة الاولى یصیر لہ ارتباط بعالم  
 الملک



و بهذا الولادۃ یصبر لہ ارتسباط بالملکوت۔ قال اللہ تعالیٰ و کذلک نری ابن ہشیم  
 ملکوت السموات و الارض و لیکون من الموقنین (یعنی مُرید جزو پر خود  
 میگردد۔ چنانچہ در ولادتِ طبعی پس جرد و پد پر خود می باشد۔ و این ولادت بجهت او  
 در آن حال ولادت معنوی می باشد۔ چنانچہ از عیسیٰ علیہ السلام مروی است کہ در  
 سلطنت آسمان ہرگز کسی داخل نگردد۔ تا دوبارہ ولادت نیاید۔ باز شیخ از جناب خود  
 میگوید کہ از ولادت اولی او را بر عالم ملک یعنی بعالم طبعی تعلق پیدا می شود۔ و ولادت  
 ثانیہ او را بعالم ملکوت تعلق دست دہد۔ چنانچہ حضرت افریدگار تعالیٰ شائد میفرماید  
 کہ ماہمین طور ابراہیم را آن اقتدار خود کہ ما را بر آسمان و زمین حاصل است و انمودیم  
 تا از یقین یافتگان گردد۔ انتہی کلام شیخ۔

از عبارت مذکورہ ظاہر است کہ نزد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ  
 برائے ہر مومن ولادت معنوی ضروری است۔ و در تأیید این مقدمہ یک آیتے  
 از آیات کلام اللہ و قولے از اقوال حضرت عیسیٰ و شتہ است۔ پس چوں ولادت معنوی  
 برائے ہر مومن از بس ضروری است۔ و حضرت عیسیٰ او را بجهت ترقیات روحانی  
 شرط قرار دادہ اند۔ باز آیا تحقق این ولادت معنویہ صرف برائے مثیل مسیح محال و  
 ناممکن است ؟

خلاصہ اینکہ دوبارہ زندہ شدن یا باز آمدن مسیح علیہ السلام مخالف شان الہی  
 و خلاف فرمان او و منافی عظمت رسول کریم و ضد فرمودہ ہائے اوست علی اللہ علیہ السلام  
 و امورے کہ بر او بنا ہے این عقیدہ بنیادہ شدہ است۔ ناشی از قلت تدبر است۔  
 حقیقت امر این است کہ بعثت شخصی از ہمیں اُمت مرحومہ کہ در رنگ مسیح ابن مریم

اعتراف سوم

رنگین باشد۔ یکس امر ضروری بود که بوقوع رسیده و او بروقت خود نمایان گردید و خیلی کسان از طفیل او راه منزل مقصود دیدند۔ دگر وہ کثیر از مکرانان بر رہنمائی او بگذردہ رشد و ہدایت رسیدند ۛ

اعتراف سوم۔ بر جماعت این میکنند کہ ما مردم بعد از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ وحی الہی و نبوت را منقطع نمیدانیم۔ این اعتراف نیز نتیجہ نقلت تدبیر ماثرہ عدالت و دشمنی است۔ حقیقت الامر این است کہ ما بر الفاظ انحصار ندر ایم۔ تعبیر بدعا بہر کہ باشد بودہ باشد پند ماہمان است کہ در آن عزت و عظمت خدا تعالی و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ ماہر گز برائے محمد صم قائل این عقیدہ نمیگردیم کہ چنین کسی بعد از خاتم النبیین آید کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بند نموده کلمہ جدید و قبلہ نو تجویز کند۔ و احداث شریعت جدیدہ نماید۔ یا حکمے را از احکام شریعت منسوخ گرداند۔ یا مسلمانان را از اطاعت آل سر تاج رسل بر آورده بر اطاعت خود مائل سازد۔ یا خود از جادۂ اتباع آن سرور قدم بیرون بندد۔ یا او را از جناب ایزدی بیواسطہ و بیوسیلہ و بی ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فیض حاصل شدہ باشد بالفرض اگر ہر شخص در دنیا پیدا شود۔ البتہ دین اسلام منسوخ و باطل گردد۔ و وعدہ ہائیکہ حق تعالی با محبوب خود فرمودہ است۔ ہمہ در روع میفرودند بر آید۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ولکن ما این امر را نیز گاہے پسند نمی توانیم کرد کہ وجود ذی جود رحمتہ للعالمین سید المرسلین را آتیمان قرار دادہ شود کہ اتمام فیوض الہی را از مردم دریغ داشتہ ابواب رحمت الہی را بر رویے پس آیندگان مسدود فرمودہ است۔ و بجائے اینکہ آمدن آن سرور عالم در ترقیات عالمیان صد و معاون باشد۔ سزاوار ترقیات ایشان

گشتہ است۔ گویا بجائے اینکه بنی نوع انسان را بجا دیر سازد۔ از اعلیٰ مقامات اصول  
الی اللہ ایشان را محروم ساختہ است ۰

چنانکہ خیال اولی یعنی بعثت پیغمبر تشریحی بر باد کندندہ اسلام است۔ همچنان  
این خیال نیز یعنی مبعوث نشدن پیغمبر غیر تشریحی بر ذات رسول اگر مصلحیم یک جملہ  
خطرناک است۔ و ما مردم جماعت احمدیہ نہ آنرا قبول تو انیم کرد۔ نہ این را۔ زیرا کہ  
ما یقین میداریم۔ بر اینکه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان یکساں رحمتے بود  
بس عظیم۔ و بر یقین ما چه حصرا! این امر را هر سینه بندہ بچشمان خود می بیند۔ آن فخر اولاد آدم  
بقدم میمنت لزوم خود اہل عالم را از فیوض سماوی محروم نگردانیدہ بلکہ از بعثت  
شریفہ خود دریائے فیوضات الہیہ بیشتر از پیشتر جاری فرمودہ۔ اگر قبل از بعثت  
مبارکہ فیض آبی مثل یک رودے یا نہرے بود۔ بزمین تشریف آوری او بجهت  
نشہ کامان معرفت مثل بحر زخار موجزن گردیدہ است۔ زیرا کہ پیش از ظہور آن ذات  
مقدسہ جوہر علم بحال خود زسیرہ بود۔ و ظاہر است کہ بغیر علم کامل عرفان کامل دست  
نمی دہد۔ در مصحف مجید آل حقایق و معارف بیان شدہ است کہ در مصحف اولی مذکور  
نیست۔ پس اہل ایمان را از کفش برداری آن خلاصہ اکوان در ایقان و عرفان  
ترقیات بے پایان حاصل آمدہ است۔ و افراد این امت مرحومہ بہ آن مقامات  
علیاد مدارج تصویبی می توانند رسید کہ اہم سابقہ را بہ آن را ہے نبود۔ و اگر این  
چنین ایمان نداشته آید۔ باز برائے رسول کریم صلعم کدام فضیلت بر سایر انبیاء  
تواند بود۔ لاریباً میجوئوتے کہ بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل آید  
مانند آن ہستیم۔ و ہمیں سبب ما آمدن تانی یسح ناصری را بعد از پیغمبر خدا انکار نمی

مگر بتو تے را کہ از دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افزود ثابت شود نفی نمیتوانیم کرد۔  
 لے بادشاہ ذی جاہ ابحن تعالی ذات ترا مہبط انوار خود نماید۔ وسیئہ ترا بر آگ  
 قبول حق وسیع فرماید۔ ہماں نبوت سلسلہ نبی سابق را کہ نبوت تشریحی باشد۔ مسدود  
 می نماید۔ وہماں نبوت ناسخ شریعت نبی گذشتہ تواند بود۔ کہ بلا واسطہ حاصل آید۔  
 اما بتو تے کہ از فیض اتباع نبی سابق کسے را دست دہد۔ و غرض ازاں محض اشاعت  
 دین و اظہار علو شان آل نبی باشد۔ او ہرگز کاسہ شانش نبود۔ بلکہ مظهر عزت عظمت  
 آل باشد۔ و بقائے این قسم نبوت از قرآن کریم ثابت است۔ و عقل سلیم نیز دلالت  
 می کند۔ کہ وجود اینچنین نبوت در اُمت مرجمہ ممکن است۔ و اگر اینچنین نبوت این  
 اُمت را حاصل نشود۔ پس این اُمت مرجمہ را بر اُمم سابقہ تسبیح فضیلت و مزیتے مانند  
 رسول کریم فرمودہ است کہ در اُمت موسیٰ علیہ السلام محمد شان کثیر بودہ اند۔ اگر  
 قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ نسبتہ تا مقام محدثیت می تواند رسانید درین  
 صورت ذات بابرکات آل فخر رسل را ہر دیگر انبیا را کہ ام نصیبت و مزیت باشد۔ و  
 لقب سید ولد آدم و فخر رسل و سید المرسلین بر ذات شریف چگونہ صادق می آید۔ لاریب  
 صفت خیر الرسل بودن مقتضی است کہ در ذات قدسی صفات آنحضرت بعضی آنچنان  
 کمالات موجود باشد کہ در پیغمبران پیشین موجود متحقق نبودہ۔ و آل کمال محض آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نزد ما این است کہ اقبیان پیغمبران گذشتہ بقوت جذب و کشش انبیا  
 خود صرت تا بمقام محدثیت می رسیدند۔ اما امتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقبض  
 اطاعت و اتباع اک سرور عالم بمقام نبوت نیز فائز می گردد۔ و ہمیں کمال قوت قدسیہ  
 است کہ دل یک مؤمن را از محبت و عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہرگز و شکر بسیار

اگر دروازه این نبوت با واسطہ نیز باعث بعثت آنحضرت صلعم سدود شدہ است  
 پس تشریف آوری آنجناب موجب محرومی قسمت بنی نوع انسان ثابت گردد۔ و  
 وجود قرآن کریم ہم بے سود ثابت شود۔ زیرا کہ ازین عقیدہ لازم می آید کہ قبل از  
 بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردم نائل درجات اعلیٰ شدند۔ ولیکن بعد از  
 بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردم ازالہ مدارج علیا باز داشتہ شدہ اند۔ و نیز  
 یک عاقل حجبو میگردد۔ تسلیم این سخن کہ کتب سابقہ سماویہ در حصول مرتبہ نبوت محمد  
 معاون اہم خود بودہ است۔ و بذریعہ عمل پیرا بودن انسان بر تعلیم آن کتب بران  
 کمال میرسد کہ حق تعالیٰ اورا بچہت رتبہ نبوت پسندی فرمود۔ اما بر تعلیم قرآن عمل نمودن  
 بر آن درجہ رفیع نتواند رسید۔ بفرض محال اگر این سخن صحیح است۔ پس باید کہ دیہانتی  
 پرستانان در گاہ خداوندی اندرون سینہ با خون شود۔ و کم ہمت شان بشکند۔ زیرا  
 ایشان اسید با بستہ بودند۔ کہ طفیل بعثت مبارک رسید۔ و در آوم برائے ترقیات مدارج  
 روحانیہ ابواب جدیدہ بر روی ما مفتوح گردد۔ و بواسلہ حضرت رحمۃ اللعالمین با محبوب  
 خود کہ رب العالمین است۔ نزدیکتر گردیم۔ لیکن نمودن باشد نتیجہ برعکس برآمد کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آورده آن دروازه را کہ تا زمان تشریف آوری او مفتوح بود  
 بر روی طالبان قربا ہی سدود نمود :

آیا یک مؤمن برائے یک چشم زدن این خیال غلط را نسبت ذات رؤف درحیم  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاطر خود راہ تواند داد؟ و آیا یک عاشق فضائل مصطفویہ برائے یک  
 طرفہ العین بر این عقیدہ خبیثہ قائم تواند ماند۔ حاشا و کلا۔ قسم بذات ذوالجلال کہ وجود  
 ذی جود سرور عالم یک بجز بے بود۔ از فیوضات ربانی و برکات روحانی کہ دستکش را هیچ

فرد بشر اور اک ننوا نڈ کرؤ۔ رابواب رحمت آہی و فیوض ناقنابہی رابند نساخۃ بلکہ  
 دا کر داسٲ۔ و در میان رتبہ پیغمبر ماصلی اللہ علیہ وسلم و مراتب انبیائے دیگر فرقے است بین  
 کہ پیروان انبیائے پیشین از مقام محدثیت فراتر قدم نتوانستند نہاد۔ و از برک  
 نائل شدن رتبہ نبوت بسوئے تربیت علیحدہ ہم محتاج می بودند۔ مگر از پیروی آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم یک انسان بمقام نبوت ہم فائز میشود۔ و معذکاک از دائرہ اُمت  
 بؤدن آن سرورِ عالم بیرون ہم نمی رود۔ و ہر قدر کہ درجہ او بلند شود۔ از غلامی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آزاد نتواند شد۔ ارتفاع مقامش اور از اُمتی بؤدن  
 بیرون نیارد۔ بلکہ حسب بلندی و برتری مرتبہ خود کمر او زیر بار احسان آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم خم تر میشود۔ زیرا کہ پیغمبر باآن نقطہ قرب آہی رسیدہ است کہ تاباں دیگر کسے  
 ہرگز سائی نیست۔ و ذات شرفش چنداں معارج رفعت را طے فرمودہ است کہ  
 دست دیگران ازاں کوتاہ است۔ و ترقیات آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بہ آن درجہ  
 سرحت جاری است۔ کہ وہمہ انسان از اندازہ کہ دن آن قاصر است و از سبقت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این اُمت مرحومہ را نیز دیگر ہم سبقت فی المدارج دست داد  
 است۔ این مقام رفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مذکور شد۔ عقول و انہام ما را مجبؤ  
 می کند کہ بعد از وئے سلسلہ نبوت غیر تشریحی را در میان اُمت مرحومہ اولی یوم القیامہ  
 جاری و ساری اعتقاد کنیم۔ زیرا کہ این امر باعثِ عزت و افتخار آن فخر رسل است۔  
 و در سرد و پنداشتن آن خیلے زمین است صلی اللہ علیہ وسلم و علامت شاہنشاہ بؤدن غیر از  
 نیست۔ کہ شاہان گرون بلند در تحت حکم او باشند۔ اگر شاگردان اُستاد سے در حالت  
 ادنی اہمانند۔ لاریب اینچنین اُستاد را اُستاد کامل تسلیم کردہ نشود۔ و ہمچنین اگر تحت

حکومت یک بادشاہ ہے بجز احاد الناس در عایائے فرومایہ نباشند۔ ویسے فرمازدائے  
 ربقہ اطاعت او در گردن ندارد۔ بیگان آں بادشاہ قابلیت آں ندارد۔ کہ او را شهنشاه  
 گفتہ آید لقب شهنشاه در دنیا لقب عزت است۔ نہ موجب ذلت۔ ہم بریں نسق  
 ہمال پیغمبر از پیغمبران دیگر در رتبہ افزوں تر باشد کہ خادمان در گاہش بر تہ پیغمبری  
 برسند۔ و با ایہنہمہ خدام او دانتیان او باشند پس خطاب مستطاب و خوشوران و خوشور  
 مثبت رفعت شان آنحضرت است نہ موجب کسر شان۔

در حقیقت این غلط فہمی کہ علمائے این زمانہ در اں افتادہ اند رقبہ "این زمانہ"  
 اذال حیت می افزائیم۔ کہ کتب بزرگان پیشین از ابطال این عقیدہ فاسدہ ملوئیم  
 مثل کتب شیخ محی الدین ابن عربی و تصانیف حافظ ابن قیم و مشنوی مولانا روم و  
 مکتوبات شیخ احمد مجدد سمرندی (ازین پیدا شدہ است کہ در فہمیدن معنی نبوت خطا  
 کردہ اند و گمان بردہ اند کہ نبی ہمال می باشد۔ کہ شریعت و یا خود بیارو یا بعض احکام  
 شریعت سابقہ را خط نسخ در کشد۔ و یا از اطاعت نبی سابق بیرون باشد۔ اما این  
 سخن ہرگز مطابق واقعہ نیست۔ زیرا کہ امور مذکورہ برائے نبی لازم نیست۔ بلکہ ممکن  
 است۔ کہ او در قسمہ ازین اقسام ثلاثہ مذکورہ داخل باشد۔ و ممکن است کہ در آں  
 هیچ ازین سہ امور نباشد۔ نہ کتابے جدید آورد، باشد۔ نہ حکمے را از احکام شریعت  
 سابقہ منسوخ کند۔ و نہ او را نبوت بلا واسطہ حاصل شدہ باشد۔ و با ایہنہمہ نبی ہم باشد  
 چرا کہ نبوت یک مقام خاص است از مقامات قرب آہی و ہر کس کہ بہ آں مقام فائز

لے و خوشور پیغمبر و خوشوران و خوشور بہ اضافت مکتوبہ را اصطلاح و سائیر اسمانی آیتا فارسی  
 پیغمبر اعظم کہ دیگر پیغمبران تابع شریعت او باشند۔ مترجم

گردد۔ کار و محض اینقدر راست کہ اصلاح حال اعمال و مقصدات بنی آدم کند۔ و مردم را بسوسے حق جل و علا بکشد۔ و دہائے مرده را زندگی بخشد۔ و زمین خشک ابقا و را باز سیراب سازد۔ و کلامیکہ بملٹے ہدایت مردم برونازل شود۔ بہ ایشاں برساند و اینچنان جماعتے فراہم آورد۔ کہ ہمہ زندگی خود را در راہ اشاعت دین حق صرفت سازند۔ و اعمال خود را درست نمایند۔ و اسوہ حسنہ اور دستور العمل کار و کردار خود کنند۔ الغرض این علماء نفی نبوت از نہ ہمیدین معنی نبوت کرده اند۔ و رینہ بعض اقسام نبوت بجائے اینکہ باعث کشتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد موجب لغت نشان آن افضل الرسل است ۶:

سلسلہ  
اکثر علماء این حجّت را پیش می کنند کہ قرآن کریم بعد از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت را منقطع نمود است۔ چرکہ میفرماید ما کان محمد ابا احدی من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پدر کسی نیست از مردان خدا و لیکن رسول خدا و خاتم النبیین است۔ پس صورت امکان ندارد کہ اکنون کسی خاتم رتبہ نبوت شود۔

لیکن بیچ کسے از میان قرآن کریم را و کرده نمی بیند کہ اللہ تعالی درین آیتہ وانی ہدایت خاتم النبیین را بفتح تائے ارشاد فرمودہ است۔ نہ کبر تار و خاتم بفتح تائے قوتانیدہ بمعنی مہر است نہ بمعنی بند کنندہ۔ و فہریت خاتم یعنی مہر برائے تصدیق می باشد پس معنی این است کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مہر انبیاء است۔ چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ و صحیح خود معنی خاتم النبیین اینچنین کردہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ انبیاء علیہم السلام نبی صاحب مہر است۔ و در تفسیر این آیتہ حدیثے آورده کہ اذال



معلوم می شود۔ کہ برکت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہر نبوت بود۔ کاش مردم در الفاظ  
 قرآن کریم تامل کردند۔ تا در مغالطہ نیفتادند۔ اگر ایشان می دیدند کہ سوق  
 کلام درین آیت برائے کدام مقصود است۔ و مضمونش چیست؟ برایشان واضح می شد  
 کہ خدا تعالی در ابتدا برائے این آیت بیان فرموده است کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پدر کسی  
 از مردان شام نیست۔ و بعد ازاں کلمہ است در اک یعنی و لکن آورده در عقب او الفاظ  
 رسول اللہ و خاتم النبیین ارشاد فرموده است۔ و این خود ظاہر است کہ کلمہ لکن  
 برائے ازالہ شبہت می آید۔ و این سخن نیز ہر کسی میداند کہ از فقرہ اول یعنی ماکان  
 محققاً ابا احدی من رجالکم این شبہ ناشی میشود۔ کہ در سورہ کہ در خدا فرموده است  
 ان شاکک ہواکالابر۔ یعنی دشمن تو ابرو پیے اولاد نیزینہ است۔ یعنی تو ابرو پیے  
 بلکہ بہ تحقیق دشمن تو ابرو است۔ و درین آیت خود تسلیم میکند کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 را اولاد نیزینہ نیست۔ پس بجهت ازالہ این شبہ صرف لکن استعمال کرده ظاہر ساخت کہ  
 ازین بیان کہ در دل مردم شبہ پیدا میشود تا آن شبہ را دوری نمایم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چند  
 بطور جسمانی پدر کسی نیست۔ و لکن ابرو ہم نیست۔ زیرا کہ او رسول خدا است  
 پس سلسلہ اولاد روحانی او خیلی وسیع باشد۔ زیرا کہ ہر رسول پدر روحانی امت خود  
 است۔ بعد ازاں خاتم النبیین آورده بر مضمون اول مزید ترقی کردہ فرمود کہ نہ  
 صرف بیایسے از مؤمنان اولاد او باشند۔ بلکہ او مہر پیغمبران ہم است کہ بہ مہر  
 انسان تا بمقام نبوت تو از نرسید۔ پس او نہ صرف پدر عامہ مؤمنان خواهد بود۔ بلکہ  
 پدر انبیاء ہم خواهد بود۔ الغرض درین آیت باب این قسم نبوت کہ مذکور شد و اگر وہ  
 شدہ است نہ مسدود۔ آرسے این آیت باب اکل نبوة را بکلی بند کرده است۔ کہ

حاصل شریعت تو باشد۔ یا بغیر واسطہ آنحضرت حاصل شود۔ زیرا کہ اگر انجمن نبوت  
باقی باشد۔ البتہ باب ابوت روحانی آن سرور بند گردد۔ داوت روحانی آن نبی  
جدید جاری نشود۔ در این آیه کریمہ نفی انجمن نبوت در رسالت کرده شدہ است۔  
و همچنین علمای گویند کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ انا آخر الانبیاء  
و نیز ارشاد کرده است لا نبی بعدی۔ پس از روئے این احادیث بعد از  
سرور کائنات هیچ کس نبی نتواند شد۔ مگر حیث کہ این علماء فقہاء انا آخر الانبیاء  
رامی بینند۔ و فقرہ دیگر کہ مسجدی هذا آخر المساجد است کہ در حدیث مسلم یا فقرہ  
مذکورہ بالا موجود است۔ بسوئے آل مطلق التفات نمی کنند۔ اگر فقرہ انا آخر الانبیاء  
این معنی دارد کہ بعد از من نبی هیچ قسم نمی آید۔ پس درین صورت معنی فقرہ دوم نیز این  
باشد کہ هیچ مسجد کے بر روئے زمین بعد از مسجد من تعمیر نشود۔ لیکن ہاں گوہ علماء کہ  
از انا آخر الانبیاء استدلال بر نفی نبوت ہر قسم بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کنند  
با وجود موجود بودن الفاظ مسجدی ہذا آخر المساجد نہ صرف مساجد دیگر تعمیر می کنند  
بلکہ چنداں مساجد بکثرت بنامی نمایند کہ در بعض شہر یا بوجہ کثرت مساجد فیصلے مساجد  
ویران اقتادہ است۔ و در بعض مقامات باین مساجد فاصلہ چہل ذراع ہمہ شکل  
یافتہ میشود۔ اگر باعث بعثت آخر الانبیاء هیچ انسان نبی نتواند شد پس با وجود  
لفظ آخر المساجد دیگر مساجد چہ بنا کردہ میشود۔

در جواب این سخن گفتہ می شود کہ این مساجد ہم مساجد نبی کریم است صلی اللہ علیہ وسلم زیرا  
این مساجد برائے ہماں طریق عبادت بنا کردہ میشود کہ آنحضرت ہر برائے آل مسجد نبوی  
را تعمیر کردہ بود۔ پس بسبب غلیظت این مساجد از مسجد نبوی جدا نیتند پس سبب مساجد حضرت

تصحیح مسلم باب فضیلت صلوة بین مسجدی کہ در مدینہ

مسجد نبوی رفتنی نمیکند :

پسے این جواب با صوابیاست . مگر یا میگوئیم . که چنانکه مساجد رو زمین ظل مسجد نبوی  
 است . ہم بریں نسق با وجود انا فر الانبیاء بعثت ایتیان نیز جائز است . کہ نبی  
 مار ابرجائے ظل و بروز باشند . و برجائے شریعت جدیدہ آوردن پیروی شریعت محمدیہ  
 نمایند . و محض برائے اشاعت تعلیم محمدی مبعوث گردند . و ہرچہ یافتہ باشند از فیض  
 و احسان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ باشند پس از بعثت جنین انبیاء و افر الانبیاء  
 بودند پیدا آدم ہماں طور فتور نمی آفتد چنانکہ از مساجد نو کہ بر ہونہ مسجد نبوی بنا کنند  
 ہیچ ظل در آفرودن مسجد نبوی پیدا نمیگردد

ہم بریں لفظ معنی لائنبی بعدی ہرگز این نیست . کہ بعد بعثت سید الکونین اصلاً  
 ہیچ نبی بعثت نہ پذیرد . بلکہ معنی آن ہم چنین است کہ آن نبی پیدا نگردد کہ شرع محمدی را  
 منسوخ سازد پس ہر آن نبی کہ برائے تائید نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ باشد  
 اورا " بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم " نتوان گفت . زیرا کہ او درون دائرہ نبوت آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم است . " بعد آنحضرت " در آن صورت ہی بود کہ حکمہ را از احکام  
 شریعتش منسوخ میکرد . کار خردمند آن می باشد کہ بر ہر ہنرمون خود را تمام فرماید . و درنگ  
 ہر لفظ فرارسد . غالباً آنحضرت صدیقہ بخوف اینکه میباد از جنین کوتاہ اندیشیان در مخالطہ  
 بیفتند . فرمودہ است : **تقولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا الانبیاء بعدہ**  
**(کلمہ جمع البحار ص ۵۷)** یعنی خاتم النبیین بگوئید . ولیکن اینطور بگوئید کہ بعد از وسیع ہیچ نبی  
 نیاید . اگر بقیقہ حضرت عائشہ صدیقہ بعد بعثت سرور عالم بعثت نبی ہیچ قسم نامکن  
 بود . چرا مردم را از گفتن لائنبی بعدہ منع فرمود . و اگر عقیدہ صدیقہ درست نبود .

صحابہ کرام چو اترید قول صدیقہ نکرند پس منع کردن حضرت عائشہ از گفتن لاینبی بعدہ تا  
 میکند کہ بعقیدہ صدیقہ بعد از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت نبی دیگر ممکن است  
 مگر بعثت نبی صاحب شریعت یا بعثت آن نبی کہ از قید اطاعت و اتباع سرور انبیاء  
 آزاد باشد ممکن نیست۔ و خاموشی اصحاب کیار و اعتراض نا کردن بر قول صدیقہ داعی نماید  
 کہ ہم صحابہ مثل صدیقہ داراے مسی ہیں عقیدہ یورہ اند ۛ

افسوس بر مردم کہ در معانی کلام آہی پیچ غور نمی کنند و خود ہم خطا می کنند و  
 دیگران را ہم در در طہ خطا می اندازند۔ و باز افسوس بر آن مردم کہ ایشان بر کسانیکہ  
 مثل نشان راہ غلط زرنہ اند۔ چیلے اظہار غیظ و غضب می کنند۔ و بہ لقب بیدین کافر  
 یاد می نمایند۔ مگر مرد مؤمن اذین سخنال درشت نمی ترسد۔ بلکہ او از غضب نارضا مندی  
 فدای می ترسد۔ انسان را چہ ضرر تو اندر رسانید۔ و غیر از نیکہ اورا بر قتل رساند دیگر  
 چہ تواند کرد۔ اما مرد مؤمن از موت نمی ترسد۔ موت برائے شے ذریعہ لقائے محبوب  
 باشد۔ اے کاش ای مردم در معانی قرآن کریم تدبر میکردند تا بر ایشان واضح و لائح  
 می شد کہ قرآن خواندہ اہمیت بس وسیع۔ و ذخیرہ اہمیت غیر نافدہ۔ ہمہ ما یحتاج انسانی را کفایت  
 میکند۔ و در شے آنقدر حقایق و معارف بیان شدہ است۔ کہ در کتب سابقہ عشرہ عشر  
 آل ہم مذکور نیست ۛ

اگر ایشان را این حال معلوم می شد۔ ہموچو شوک چاہ بہ حال تنگ خود شاد نبودند  
 بلکہ در طلب راہ لائے قرب آہی گام زدند۔ اگر ایشان بجائے تمناعت نمودن بر الفاظ  
 قدر اصلاح و لہامی شناسند۔ بقلقہ علوم ظاہری تمناعت نمیکردند۔ بلکہ می کوشیدند تا ایشان  
 را تعلقہ سخن انعالی بیتر آید و اگر ایشان را این اہمیت پیدا شد۔ البتہ در ایشان این توہم پیدا شد کہ

قرآن کریم تا بحدام حدی برائے انسان راہ ہائے ترقیات کشودہ است و آنگاہ برایش  
 واضح شدی کہ ایشان مغز را گذاشته بر قشر قناعت و وزیدہ اندر و پیالہ تہی را پیش لب  
 آوردہ آرزوئی مستی داشتند ۛ

آخر سبب حسیت کہ با آنکہ سورہ فاتحہ را میخوانند و در دلہا شائ این آرزو گاہے  
 پیدا نمی شود کہ آن انعامات کہ حق تعالی درین سورہ بیان کردہ ایشانرا نیز از انانی گرد  
 ہر روز پنجاہ بار اهدانا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم لا تعاد  
 می کنند۔ لیکن در خاطر ایشان این خیال پیدا نمیگردد کہ آخر آں کہ ام انعام است کہ  
 مامی طلبیم۔ اگر یک نوبت ہم فہمیدہ نماز میگذاردند۔ دلہائے شائ درین فکر می  
 افتادند کہ از "الصراط المستقیم" و صراط الذین انعمت علیہم" مراد حسیت و آنگاہ عنان  
 توجہ ایشان بجانب این آیات سورہ ناس منقطع می گشت۔ ولوانہم فعلوا ما  
 یوعظون بہ لکان خیارا لہم وانہم تنشیئا واذ الا تینہم من لدنا اجر  
 عظیماً و لہدینہم صراطاً مستقیماً و من یطع اللہ والرسول فاولئک مع  
 الذین انعم اللہ علیہم من البیین والصدیقین والشہداء والصالحین و  
 حسن اولئک رفیقاً ذلک الفضل من اللہ و کفی باللہ علیماً (سورہ ناس ۹)  
 یعنی اگر میکردند آنچه کہ آں پنہ دادہ میشوند بہر آئند بہتر بودے ایشان را و محکم تر  
 در استوار می دین و آنکہ البتہ میدادیم ایشان را از نزد خود مزدی بزرگ و دولت  
 میکردیم ایشانرا بہ راہ راست دہر کہ فرمان برد خدا و رسول را پس انجمن جماعت انان  
 مردمان اند کہ انعام کردہ است خدا بر ایشان از پیغمبران و صدیقان و شہیدان و  
 صالحان و چہ نیکوتر اند آں گردہ ہم نشینان این سخنشائ است از خدا و بندہ است

خدا کے عبادت

انہی آیات ہویدا پیشو کہ مراد انہ ہدایت او گروہ منعم علیہم داخل کردن است  
 در زمرہ انبیاء و صدیقان و شہیدان و صالحان۔ ہر گاہ خدا تعالیٰ بواسطہ رسول خود ارشاد  
 فرمودہ است کہ ما ہر روز قریباً چھل بار پیش خدا ایستادہ از برائے خود صراط مستقیم  
 بطلبیم۔ و تفسیر ہدایت صراط مستقیم کہ خود خدا فرمودہ است این است کہ در گروہ انبیاء  
 و صدیقان و شہیدان و صالحان داخل کردہ شود۔ پس چگونہ امکان دارد کہ من کل الوجوہ  
 بر روستے ایں اُمت باب نبوت مسدود باشد۔ آیا ایں ہزل نیکو کردہ ووشان حق تعالیٰ  
 از تسخر بالآتر است۔ آیا ممکن است کہ او تعالیٰ از یک طرف با مردم تاکید کند۔ کہ از من  
 ہمال انعامات را طلب کنئید کہ بر انبیاء و صدیقان و شہداء و صاحبین کردہ ام  
 و باز از جانب دیگر بگوید کہ من ایں انعامات را برائے دوام بر شو ایں اُمت بند کردام  
 حاشا و کلا! ذات او سبحانہ تعالیٰ از حلقہ ناقص مبرا است۔ و از ہمہ عیوب سترہ اگر  
 او تعالیٰ ایں انعامات را بر روستے خلافت مسدود میکرد۔ در سورہ فاتحہ ما را ہرگز تلقین  
 طلب ہدایت بسوسے راہ گروہ منعم علیہم نمی فرمود۔ و نیز در تفسیر صراط مستقیم ہرگز نفرمود  
 کہ انسان بدریغہ ابتداء و اطاعت ایں رسول در زمرہ انبیاء ہم داخل میشود۔  
 گفتہ می شود۔ کہ در سورہ نسا مع الذین انعم اللہ علیہم وارد شدہ است  
 نہ من الذین انعم اللہ علیہم۔ لہذا مراد ایں آیت شریفہ ایں است کہ خاصان ایں اُمت  
 ہمراہ انبیاء باشند نہ داخل زمرہ انبیاء۔ لیکن ایں معترضان نمی اندیشند کہ در آئہ کریمہ  
 خدا تعالیٰ محض بر ذکر انبیاء کفایت فرمودہ است۔ بلکہ با ذکر انبیاء صدیقین و شہداء و  
 صاحبین را نیز یاد فرمودہ است۔ اگر سبب لفظ مع معنی ایں آئہ آن است کہ ایں

می گویند درین صورت این هم واجب التسلیم خواهد بود که درین اُمتت بیچ کدام صدیقی  
 هم نخواهد بود. بلکه محض اینقدر است که چند افراد این اُمتت با صدیقان باشند نه دخل  
 زمره صدیقان. و نیز یکس شهید هم درین اُمتت نباشد آری این قدر باشد که بعض مردم  
 در رکاب شهید ایستند نه داخل زمره شهیدا. و نیز صالح هم یکس ننماید بود بلکه چند  
 از ایشان محض در محبت صلحاً باشند یا بلفظ دیگر اینکله جمیع افراد این اُمتت از همگی  
 مدارج تقوی محدود باشند. و نصیب ایشان صرفت این قدر باشد که ایشان در انعام  
 یافتن همراه کامل افراد اُمم سابقه که با تعالی مدارج تقوی رسیده اند شامل کرده  
 خواهند شد و بس. آیا بیچ مسلمانی اینچنین خیال در اول می تواند گذرانید؟ زیاده  
 ازین توین قرآن کریم دایمانت نبی رؤف رحیم و تحقیر و تذلیل دین اسلام و یکچیز توان  
 شد. که در اُمتت محمدیة مردم نیکو هم نباشند صرف اینقدر باشد که چند نفر ازین اُمتت  
 با نیکوان اُمم سابقه شامل کرده شوند. ❖

الغرض اگر بلفظ "مع" زور داده سلسله نبوت را بند کرده آید. لا محاله نتیج  
 خیر ازین نمی برآید که بر روی مسلمانان دروازه صدیقیت و شهادت و صلاح نیز  
 سد و ریاشد. ❖

اما حقیقت سخن این است که معنی لفظ "مع" محض همین نمی باشد که در چیز یا دو کس  
 در یک جائے یا در یک زمان با هم شریک باشند. بلکه این لفظ گاهی برائے اشتراک  
 مناصبت مدارج هم استعمال کرده می شود. چنانچه حق تعالی فرموده است. ان النّائین  
 فی الذّکرک الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیراً الا اللّٰذین تابوا واصلحوا  
 واعتصموا باللّٰه واخلصوا دینهم للّٰه فاولئک مع المؤمنین. و سوف یتوقی اللّٰه  
 المؤمنون اجراً عظیماً (سوره نساء ۲۱۴)

یعنی ہر آئینہ منافقان در طبقہ زیر ترین انداز آتش۔ دنیا بی ایشان را هیچ یاری ہند  
مگر آنا کہ تو بہ کردند و صلاح پیش گرفتند و چنگ زدند با خدا و خالص کردند دین خود را  
برائے خدا پس آل گروہ مع المؤمنین باشند و زود باشد کہ خدا بد مومنان را مزد  
بزرگ ۵

درین آیت برایے تابان و نیکو کاران و فرمانبرداران خالص لفظ "مع المؤمنین"  
مستعمل شدہ است۔ پس اگر معنی "مع" صرف "بمراہ" کردہ شود مفہومش تعمیر ازین نباشد  
کہ با وجود این ہمہ نیکو شیہا کہ ایشان کنند باز ہم مومنان خالص نگردند۔ بلکہ محض با مومنان  
بمراہ کردہ شوند۔ و این امر بالبداہت باطل است لہذا معنی "مع" گاہے برائے  
اشترک فی المنصب و الدرجہ ہم باشد۔ و درین آیت کریمہ اولئک مع الذین انعم اللہ  
علیہم نیز لفظ "مع" افادہ معنی اشترک فی الدرجہ و فی المرتبہ می دہد ۵

محض ہیں آیت تصدیق مدعاے ما نمیکند بلکہ از خیلہ آیات کلام اللہ استفاد  
می شود کہ باب آل نبوت یریں امت مفتوح است کہ ظل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
باشد و بجزت اشاعت نبوتش عطا کردہ شود و بہ اطاعت و غلامی آنحضرت حاصل آید  
چنانچہ خدا تعالی در آئینائے ذکر آل سرور صلی اللہ علیہ وسلم ذکر امتت او در سورہ اعراف  
میفرماید:۔ قل اما حرم ربی الفواحش ما ظہر منها و ما بطن و الاثم و لبغی  
بغیر الحق و ان تشرکوا باللہ ما لم یمنزل بہ سلطاناً و ان تقولوا علی اللہ  
ما لا تعلمون ۵ و لکل امت اجل فاذا اجاء اجلہم لا یستأخرون ساعة و لا  
یستقدمون ۵ یا بنی آدم اما یا تئبکم رسول منکم ۵ فیصنون علیکم ایاتی ۵  
فمن اتقی و اصح فلاخون علیہم و لا ہم یخونون ۵ یعنی جو جز این نیست کہ حرام



کہ پروردگار من کار ہائے ناشائستہ را آنچه پیدا است ازاں آنچه بنظر دقیق بر بدئی  
 آہنا پے توان برد و گناہ را و تعدی ناسخ را۔ و آنکہ شریک سازید بجز اچیزے را کہ  
 خدا بسچ دلیل براں نازل نکرده است۔ و اینکہ بگوئید بر خدا آنچه نمی دانید۔ و  
 مرہرگروہے را ایجاد نیست پس چوں بیاید مدت آہنا۔ پس ماندن نتوانند یک  
 ساعتے و نہ پیش توانند شد۔ لے فرزندان آدم اگر بیایند بہ شمار سؤالاں از میان شما  
 کہ بخوانند بر شما آیتہائے مرا پس ہر کہ پر سیزگاری کند و کار خود را بہ صلاح آورد پس  
 نیست بیچ تر سے بر آہنا و نہ ایشان اندوگین شوند :

ازیں آیت پُربشارت روشن است کہ دریں اُمت نیز سؤالاں خدا مبعوث گردند  
 زیرا کہ حق جل و علا در انشاءے ذکر اُمت محمدیہ فرمودہ است کہ اگر نزد شمار سؤالاں  
 بیایند باید کہ ایشان را قبول کنید۔ ورنہ در عذاب گرفتار شوید :

ایں نتوال گفت کہ دریں آیت لفظ اَما وارد شدہ است کہ دلالت بر شرط  
 می کند۔ چر کہ بعد از ذائقہ خروج آدم علیہ السلام نیز ہیں لفظ اَما را ارشاد فرمودہ  
 است۔ علاوہ بریں اگر لفظ اَما را برائے شرط ہم قرار دادہ شود باز ہم ظاہر میشود  
 کہ سلسلہ نبوت را خدا تعالیٰ بند فرمودہ است زیرا کہ ایں امر خلاف شان اوست  
 کہ ہر امرے را کہ قطعاً مسدود و مقطوع ساختہ باشد باز آں را بطور شرط بیان نماید۔

و همچنین خبیلے شواہد و نظائر از قرآن کریم و احادیث رسول رؤف رحیم ثبت این  
 مدعا است کہ باب نبوت مطلقاً مسدود نیست۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار  
 میس موعود را بہ لقب نبی اللہ یا فرمودہ است۔ اگر بعد از حضرت محمد مصطفیٰ ص نبی  
 بیس قسم قابلیتِ نبوت نہ داشت چہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موعود را بہ لفظ نبی یاد

سے فرمود :

واعتراف چہارم کہ بر ماحی کنند این است کہ ما انکار جہاد نہیں کرتے۔ ہر جہاد ہر  
امر تعجب ہی آید کہ مردم ہر قدر کذب چگونہ جسارت تو اندک کرد۔ زیرا کہ اس سخن کہ ما  
منکر جہاد نہیں کرتے۔ کذب محض است۔ در عقیدہ ما ایمان ہرگز بغیر از جہاد کامل نمی شود۔

این ہمہ ضعیف کہ در اسلام و مسلمانان پیدا شدہ است و اس کمزوری ایمان بلکہ فقدان  
کہ در ایشان ہنظری آید نزد ما بسبب کتب ہی رزیدن و مست شدن ایشان در امر جہاد

پس در بلکہ ما این قول ایشان کہ ما منکر جہاد نہیں کرتے سراسر افترا است۔ چون در  
صد مقامات قرآن کریم ما را تعلیم جہاد دادہ شدہ است باز ما کہ بجل اللہ و قوت  
مسلمان نہیں کرتے و بتعلیم قرآن بادل و جان قربانیم۔ از جہاد چگونہ انکار تو نہیں کرد۔ البتہ

ما خیلے مخالفت ہے اس امر میں کہ بہ بہانہ جہاد غداری و خونریزی در ہر تہی و نساد  
کردہ آید زیرا کہ از ارتکاب چنین افعال بر چہرہ زیبائے اسلام یک داغ بد نما حاش

میگردد ما یاد راستے برداشتہ این امر نداریم کہ از راہ حرص و ہوا و طمع حرام دنیا  
برائے فوائد نفس آمارہ احکام مقدسہ اسلام را تغیر دادہ آید :

فی الجملہ ما ہرگز منکر جہاد نہیں کرتے۔ بلکہ مخالف این امر نہیں کرتے کہ بر ظلم و تعدی و جور و  
فساد نام جہاد گذاشتہ آید :

اے شاہ ذی جاہ ! جناب و الاغوب میدانند کہ اگر شخصہ بر مجوس کسب خوردہ گیرد

محبت اورا اس امر چہ قدر از سیت می رساند۔ و بر محرک این فعل اورا چہ قدر طیش می آید

ہمچنین ما ہم از اس مردم کہ اسلام ما پر اعمال و افعال و کار و کردار خود بد نام می کنند

شکوہ ب عظیم است کہ خود را مسلمان و نامورہ باز با اسلام خیلے دشمنی می نمایند :

القرآن چہارم

امروز مردم دیگر مذاہب میں اسلام را ایک مذہب غیر مہذب نبی اسلام را علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام یک بادشاہ ہے جا برمی انگارند۔ آیا این خیال ایشان را ازین وجه پیدا شدہ  
 است کہ ایشان در حیات طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنینیدہ اند کہ خلاف تقویٰ و دینت  
 باشد حاشا و کلا۔ بلکہ باعث آن غیر ازین نیست کہ مسلمانان با اعمال خود در دماغ  
 مخالفان مذہب اسلام بعض چنان امور را تمسّم و منتقش کرده اند کہ ایشان بہنہار از برا  
 یک لمحہ ہم فراموش نمی توانند کردہ :

بہ نزدیک من از جمیع آن مظالم خطرناک کہ بر عودت آن رسول ثقلین امام <sup>فقہین</sup> <sup>انجمن</sup>  
 کردہ شدہ است۔ یک ظلم عظیم کہ بس فحیم است این است کہ مسلمانان ناوان صورت  
 زیبائی دلربائی آن نبی روف و رحیم را کہ از ستر پارحمت مجسم بود و یک مورنا توان  
 را ہم ایذا رسانیدن گوارا نمی فرمود۔ پیش دشمنان اسلام در پینتے ظاہر کردہ اند کہ  
 دلہائے آن مردم از آنحضرت ۳ متوحش گشتہ و دماغہائے شان از خیالات مخالفان  
 پُر شدہ است :

من درین اوان از چہار سوئے جہان صد آجہاد و اجداد می شنوم و مگر حقیقت  
 آن جہاد را کہ بجانب او خدا و رسول خدا دعوت می فرمود ایشان ہرگز نمیدانند  
 کہ آن چہ چیز است۔ جہاد سے کہ خدا تعالیٰ بچاہی و میخواند این است۔ فلا  
 تطع الکافرین و جاہد ہم بہ جہاد اکبیراً (سورہ فکان ع ۵) یعنی فرمان بہر  
 کافران را و جہاد کن با آہنہا بہ قرآن پاک جہاد کردنی بزرگ۔ مگر آیا امروز مسلمانان  
 بسوئے ہمیں جہاد بالقرآن مردم را میخوانند۔ چہ قدر مردم ہستند کہ قرآن کریم را  
 در دست گرفتہ برائے جہاد کردن با کافران بیرون آمدہ اند۔ آیا در قرآن دین اسلام

ہمجو جوہرے نیست۔ کہ بہ آں دلہائے مردم را بسوئے خود جذب کنند؟ معاذ اللہ  
 اگر در قرآن کریم این گوئی کشش جذب نیست۔ پس بر راست بودن اسلام و بر نجات  
 بودن او چہ دلیل و برهان است۔ چون سخن مردم آنقدر تاثیر دارد کہ دل اکثر کساں  
 بسوئے آن منجذب میگردد پس آیا صرف کلام الہی استخوان بے اثر مانده است کہ باو  
 بردلہائے مردم فتح نتوان یافت و تا وقتیکہ تیغ خون آشام از نیام بر نیاید دل  
 کافر دعوت حق را بیک اجابت نگوید۔ لیکن تا این زمان بمشاهدہ نیامده است  
 کہ دلہا بذریعہ مشیر منفر کردہ شدہ باشند۔ و قرآن کریم بر خنچین مسلمانان کہ مبنی بر نفاق  
 باشد و بجهت طمع یا خوفی اختیار کردہ شود مستثنی فرستند۔ کما قال اللہ تعالیٰ  
 اذ اجابك المنافقون قالوا نشهد انک لرسول اللہ و اللہ یعلم انک لرسولہ  
 و اللہ یشہد انک المنافقین لکاذبون (سورہ منافقون) <sup>نقل</sup> یعنی چون بہ نزد تو منما  
 می آیند۔ میگویند۔ گواہی میدہیم۔ کہ ہر آئمہ تو رسول خداستی۔ و خدا میداند۔ کہ  
 ہرستی تو پیغمبر اوئی۔ و خدا گواہی میدہد کہ بہ تحقیق منافقان در دین گویانند۔  
 اگر شاعت اسلام بذریعہ جہاد بالسیف جائز می بود۔ آیا قرآن مجید ذکر آں  
 کساں کہ بظاہر اسلام آورده بودند و در دل نفاق می داشتند۔ بہ آں الفاظ  
 کہ بالا ذکر یافت میگردد؟ چرا کہ اندرین صورت ایمان شاں نتیجہ تعلیم قرآنی بودے۔  
 در دنیا آں کیست کہ این امید تواند داشت کہ من با حسام خون آشام جماعت  
 مخلصان را تو انم فراہم آورد پس این خیال باطل است کہ اسلام حکم واداست کہ  
 دیگر اہل مذاہب را با تیغ و سنان جانتان مقهور و بر قبول اسلام مجبور باید کرد۔  
 اسلام در دنیا آں اولین مذہب است کہ بہانگ یلند میگردد کہ در امر مذہب مردم را

آزاد باید اشته چنانچه فرموده - لا اکرافی الذین قد تبینوا الهدی من الضی (بقره ۳۴)  
یعنی در امر دین هیچگونه جبر و اکراه جائز نیست - هر آینه هدایت از گمراهی جدا شده  
است و امتیازے نمایاں پیدا کرده است - پس هر یکے را می رسد که حق را از روی  
دلائل قبول کند یا رد کند \*

و در آیتے دیگر فرموده است - قاتلوا فی سبیل اللّٰه الذین یقاتلونکم و لا  
تعتدوا ان اللّٰه لا یحب المعتدین (بقره ۲۴۴) یعنی جنگ کنید در راه خدا  
با کسانی که با شما جنگ می کنند و زیادتی نکنید - هر آینه خدا دوست نمیدارد از حد  
گذرندگان را - پس هر گاه اسلام محض با آنکس فتوی جنگ یعنی میدهد که با مسلمانان  
در باره دین جنگ می کند و مسلمانان را جبراً از اسلام برگردانیدن اراده  
میدارند و با این همه بر آنها حکم زیادتی نمیدهد - بلکه میفرماید - که اگر آنها از جنگ  
بازمانندند شما هم از جنگ ایشان بازمانید - پس چگونه توان گفت که دین اسلام  
حکم میدهد که با اهل دیگر مذاهب از بهر اشاعت اسلام جنگ بکنید لغرض حق تعالی  
بغرض انسانی مذاهب مختلفه هرگز حکم جنگ داده است - بلکه برای حفاظت آنها حکم جنگ داده  
است چنانچه فرموده اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان اللّٰه علیٰ نصرهم لکفیر  
الذین اخرجوا من ديارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللّٰه و لو لا دفع  
اللّٰه الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد  
بذلک لکن فیما اسم اللّٰه کثیراً و لکن نصرت اللّٰه من ینصره ان اللّٰه لقوی عزیز  
(حج ۶۴) یعنی دستوری داده شد آنها را که کارزار می کنند مردم با ایشان بسبب  
ستم رسیده اند - و بدستی خدا بر یاری کردن ایشان هر آینه توانا است - انانکه بیرون

کردہ شدہ اند۔ ازخانہائے خود بہ ناحق۔ مگر آنکہ میگویند پروردگار ما خدا است  
 و اگر نبودی فرغ کردن خدا مردان را بر نخی ازینہا را بنیخے ہر آئندہ ویران کردہ می  
 صومعہا و کلیسیا ہا و کشتیا و مسجد ہا کہ یاد کردہ می شود در ان نام خدا را بسیار و البتہ  
 یاری میدہد خدا کسے را کہ دین اورا یاری میدہد۔ و ہر آئندہ خدا توانا و غالب است  
 این آیات کہ یہی چہ قدر بہ توضیح و تصریح آشکارا می نماید۔ کہ کارزار دینی در ہاں  
 صورت جائز است۔ کہ کفار از رینا اللہ گفتن مانع آیند۔ یعنی کافران در سجا آوردن  
 امور دین دست اندازی کنند۔ و غرض از جہاد ہر گز این نیست کہ بہ آل معابد دیگر  
 مذاہب را خراب نمودہ آید۔ و ایشان را بر ترک نمودن مذاہب قدیمہ ایشان مجبور  
 ساختہ شود۔ و در صورت انکار از ترک مذاہب آباءئی بے دریغ تہ تیغ کشیدہ شود  
 بلکہ غرض از جہاد ان است کہ حفاظت تمام اویان و مذاہب کردہ آید۔ و معابد و کنائس  
 ایشان را محفوظ داشته شود۔ الغرض ہمیں غرض و مقصد جہاد مطابق مفسر تعلیم اسلام  
 است۔ زیرا کہ اسلام را در دنیا خدا تعالی از آسمان بطور شاہد و محافظ نازل فرمود است  
 نہ بطور جابر و ظالم۔

احاصل جہاد ہے کہ اسلام ہر ان اجازت داد است۔ و حکم ہر ان فرمودہ ہمیں است کہ  
 یا انہماں جنگا باید کرد۔ کہ مردم را جبراً از اسلام برگردانند۔ و یا از اسلام آوردن  
 منع کنند۔ و کسانے را کہ داخل اسلام شونند بجرم قبول اسلام قتل نمایند۔ بغیر ہر کس  
 کہ ذکر شان بالا گذشت۔ با دیگر ان کہ سداہ قبول اسلام نمی شونند۔ اصلاً جنگا  
 جدال جائز نیست و اگر واقع شود ان جنگا جنگا سیاسی و ملکی باشد کہ احیاناً ما بین  
 دو فریق مسلمانان نیز واقع میگردد۔

این جنگ ظالمانه که بعضی اوقات زیادہ از خوزیری و غارتگری بیج صفتہ در خود ندارد  
 در مسلمانان بشومی اعمال الزام مذہب دیگر پیدا شدہ است۔ والد در اسلام انہیں  
 جنگ اے سفاکانہ بیج نشانے پیدا ہوا۔ زیادہ تر الزام اشاعت این عقیدہ بر  
 اقوام مذہب عیسوی است۔ کہ دریں زمان بہ نسبت دیگر جمیع اہل مذہب بذریعہ این  
 اعتراض بر اسلام حملہ می آوردند در قرون وسطی در میان عیسائیان انہیں نوع جنگہا  
 آن قدر غوغا و شور شہا بود تا طاقبتہ کل دنیائے فرنگ مصروف جنگ و پیکار و مشغول  
 کارزار بود۔ و همچنان کہ دریں اوقات قبائل نیم آزاد و سرحدی بر حدود ہندوستان  
 وقتاً فوقتاً حملہ ہا می کنند۔ اقوام عیسویہ در آل زمانہ از یک جانب حدود و تغیر بلاد  
 ممالک اسلامیہ را تاخت و تاراج می نمودند و از جانب دیگر بر آل اقوام یورپ کہ  
 ہنوز در دین سحی داخل نشدہ بودند۔ یورش ہا بروہ خانان آن نادانان روم  
 مذہبیہ را ویران می کردند و اینچنین سفاکی و غارتگری را باعث خوشنودی خداوند  
 میدانستند۔ چنان می نماید کہ همچنان کہ قاعدہ جاری و عادت مستمرہ است کہ بحالت  
 غیظ و غضب ہوش و حواس انسان فتور می پذیرد۔ و پروہ بر عقل انسانی می افتد مسلمانان  
 از چنین حرکات ناشائستہ روزمرہ آل مسیحیان تنگ آمدہ و متاثر شدہ در مقابلہ  
 آن حرکات ناباستہ کہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ بر یورش ایشان غارتگری  
 آغاز کردند۔ و رفتہ رفتہ خوئے آن درندگان گرفتند و ہماں تیرے کہ از ایشان آموختہ  
 بودند بر روئے ایشان انداختند و انجام کار تعلیم دین خود را بکلی فراموش نمودند  
 حتی کہ آن وقت دال زمانہ فرار سید کہ ہماں مسیحیان کہ دریں شیبوہ کشت و خون استاد  
 مسلمانان بودند۔ بر شاگردان خود نسبت بہیں شیبوہ خوزیری و سفاکی اعتراض نمودند

آغاز کردند ۴

آنها را حیف کہ با وجود این اعتراضات باز ہم چشم مسلمانان انشدہ و از طعنہ ہائے  
دخراش ایشان مستقبہ نگشتند۔ احوال مسیحیان در کل دنیا این اعتراض را بر خلاف اسلام  
استعمال می نمایند مگر مسلمانان چنان بخواب غفلت غنودہ اند کہ چشم ایشان نمیگردد  
و ہوارہ بدست خود شمشیر در دست و شمشاں میدہند و بزبان حال ایشانرا فہمائش میکنند  
کہ این حربہ را بگیرید و با دوسے بر مسلمانان حملہ کنید ۵

ولیکن مسلمانان غور نمی کنند کہ این جنگہائے سفاکانہ کہ پیش ایشان بنام جہاد شہرت  
دارد۔ بجائے نفع رسانیدن دین اسلام را خیلے ضرر میرساند۔ آخر آن کہ ام مملکت یا کلام  
قوم است کہ بہ این حربہ مفتوح یا مشرف بہ اسلام شدہ است۔ کثرت مردم و جنگا  
بکار نمی آید بلکہ ہنر و واقفیت از آداب حربہ ترتیب آلات و ادوات طعن و ضرب تربیت  
و سامان و حسن انتظام و ہمدردی دیگر اقوام بکاری آید۔ بعض اقوام کم پایہ و کم پایہ  
بواسطہ خوبی انتظام عساکر و دول عظیمہ و افواج کثیرہ را ہزیمت دادہ اند۔ و اگر این  
نباشند افواج کالجہ المواج نیز میچکارہ ثابت میشود۔ چہ خوش بوسے۔ اگر مسلمانان بجائے  
اینکہ جہاد را در معنی غلط و فاسد گرفتہ اسلام را بدنام میکنند۔ و اسلام را نقصان میرسانند  
و یومانیو ما خوشتر را در تعزیر مذلت می اندازند برائے صیانت جان و مال و آبروئے خود  
و حفاظت بلاد اسلامیہ در تحصیل امور مذکورہ سعی وافر بکار برند۔ چرا کہ ہر گاہ بر مردم  
این امر آشکارا گردد کہ فلاں قوم بہ بہانہ مذہب خود اقدام بر جنگ می نماید ہمہ اقوام  
در مخالفت آن قوم باہم دگر جمع میشوند۔ زیرا کہ آن ہمہ از ان قوم داہمہ خوردہ چنان  
خطر عظیم محسوس میکنند کہ عادل ترین حکومتی نیز از ان خطر محفوظ نمی ماند و ہر دولت



یا حکومت کہ مخالف مذہب او باشد۔ از ترسکاری بر گفتار و کردار او اعتماد نداشته و پس  
 از پیشہ می افتد۔ کہ اگر من باو سے سلوک نیک ہم کجتم۔ باز ہم من ازو امین نیم۔ زیرا کہ بنا  
 جنگ مخصوصت او یعنی بظلم و فساد نیست۔ بلکہ بنا بر اختلاف مذہب و ملت است۔  
 الغرض ما منکر جہاد نیستیم۔ بلکہ یہ آل معنی غلط مخالف ہستیم۔ کہ از و درین آیام  
 دین اسلام را خیلے صدمہ و آسیبہ سخت رسیده است۔ را از ترقی مسلمانان بہ نزدیک  
 در فہیدن این مسئلہ مضمہر است اگر ایشان منشہر این مسئلہ را بوجہ احسن بفہمند کہ جہاد کبیر  
 محض بوسیلہ قرآن کریم تواند شد نہ بذریعہ تیغ و سنان۔ و اگر بدانند کہ اختلاف مذہب  
 قطعاً مال و جان و عرض و ناموس کسی را بر مسلمانان حلال نمیکند۔ در کردار ایشان  
 آن گونه تغیرات رونماید کہ خود بخود بر صراط مستقیم گامزن گردند۔ و بر فرمان اجب اللذمان  
 لیس الابرار تا تو البیوت من ظہورہا و لکن المبر من اتقی و اتوا البیوت من ابوابہا  
 و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون <sup>(بقوہ ۲۴)</sup> عمل پیراشدہ اصول صحیحہ ترقیات را کار بند شوند

لہ فلا تطع الکافرین و جاہدہم بہ جہاد کبیراً۔  
 کہہ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فان اعز لوانکم فلم یقاتلواکم و القوا الیکم السلم فما جعل  
 لکم علیہم سبیللاً (سورہ نساء ۱۲) یعنی اگر از شما کتارہ گیرند و جنگ نہ کنند و بجانب شما  
 القائے صلح کنند۔ پس خدا سے تعالیٰ شمارا بر ایشان راہ نداده است۔ و کقولہ تعالیٰ  
 و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلواکم و لا تعمدوا ان اللہ لا یحب المعتدین  
 (بقوہ ۲۴) یعنی و جنگ کنید در راہ خدا با کسانی کہ با شما جنگ میکنند و از حد گذرید  
 بہ درستی کہ اللہ دوست نمیدارد و از حد گذرندگان را۔ و همچنین فرمودہ است۔  
 لا یفتلکم اللہ عن الدین لم یقاتلواکم فی الدین و لم یہزجواکم من دینارکم  
 ان تبتوا ہم و قہنسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین (ممتحنہ) یعنی خدا تعالیٰ  
 شمارا منع نمیکند۔ از کسانی کہ با شما جنگ نہ کردہ اند در بارہ دین و شمارا از خانہ کائے شما بد  
 نہ کردہ اند۔ از اینکه با ایشان نیکی کنید و با ایشان افسان کنید۔ بدینتی کہ خدا استغالی انصاف کند

... را دوست شمارا

اسے پادشاہ والا جاہ ! بہ نیچیکہ در نام نامی و اسم سامی اشارتے است بہ آمان  
 خدا کتہ کہ پذیریتہ آن والا جاہ در سرزمین افغانستان وحدود و شعور ان قیام اس روح ان  
 نمایاں گردد۔ من اصول معتقدات جماعت احمدیہ را و امہات اعتراضات را کہ مردم  
 بر ایشان میکنند و جوابات ہنار بیان کردہ ام۔ اکنون یہ خواہم کہ دعویٰ بانی سلسلہ حقہ  
 احمدیہ یعنی حضرت میرزا غلام احمد صاحب رابع دلائل آن بطور ایجاز و اختصار واضح  
 و آشکار ساختہ فرض خود را ادا نمائیم۔ تا در بارگاہ رب جلیل سرخرو با شتم کہ پیغام  
 آن فرستادہ حضرت احدیت را بجناب والا رسانیدم و تا جناب الابرینشا حکم خداوندیکم  
 آگاہی یافتہ در تعمیل فرمان الہی کوشاں باشند۔ و وارث افضال الہی و جاذب محبت  
 نامتناہی اوشوند۔

## دعویٰ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام را دعویٰ بود کہ حق تعالیٰ مرا محض از  
 بلائے ہدایت در نہنہائی عباد مبعوث فرمودہ است۔ و من ہماں مسیح موعود ہستم کہ ذکر او  
 در احادیث نبوی است۔ و من ہماں ہمدی معبود ہستم کہ آقائے من و محمد مصطفیٰ نام النبیا  
 صلی اللہ علیہ وسلم بہ آن وعدہ فرمودہ است۔ و من مصداق و صدق آل ہمد  
 پیش خبری ہا ہستم کہ در کتب مذاہب مختلفہ در بارہٴ مصلح آخر زمان مذکور و مندرج  
 است۔ و حق تعالیٰ مرا بجهت نصرت و تائید دین اسلام مبعوث فرمودہ است۔ و کمال  
 فہم غوامض قرآن و حقائق و معارف فرقان عطا نمودہ است۔ و بڑا ہائے باریک  
 تقویٰ آگاہی دادہ است۔ و خدمت سترگ اظہار عظمت شان سید المرسلین

بمن سپرده است۔ و فرض غالب نمودن اسلام بر دیگر جمیع ادیان بزمست من فرمود  
 است۔ تا خدمت لیظہر علیہ السلام کلاہ بہ انجام رسانم۔ و دین مستین را بر جمیع ادیان  
 غالب گردانم۔ و خدا تعالیٰ مرا بر این فرض برین منصب علیل جاودہ است تا بر چشم  
 دوست دشمن آشکارا گردد۔ کہ او تعالیٰ باین اسلام تعلق خاص و بارشول مقبول  
 صلی اللہ علیہ وسلم محبت بالاختصاص میدارد و از متابعت رسول اکرم غفلت درزیدن  
 بنی آدم هرگز نمی پسندد ۵

دین ہم دعوی بود۔ کہ ہر گاہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ جہت کافرانام  
 بود و ارادہ آہی از روز ازل بران متوجہ شدہ بود کہ در آخر دور زمان جمیع ملل و  
 نحل را تحت لوائے محمدی جمع کند۔ بناء علیہ بر زبان پیغمبران پیشین و بزرگان اہم  
 مذہبہ از مذاہب عالم پیش خبری استضمن بر دوبارہ بعثت یکے از انبیائے سلف  
 خود ہماں مذہب جاری ساخت۔ تا اقوام مختلفہ عالم را در ایمان آوردن بنا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم منافرت قومی نفع و مزاحم نگردد۔ و در حقیقت ما بین اینچنین پیش خبری ہا  
 یک خبریکہ مضموم بود است۔ از مہوش گشتن مامور سے از امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 تا بوسیلہ او تصدیق جناب رسالت ہا شود۔ و مردم جملہ مذاہب تحت علم مصطفوی  
 جمع آیند۔ چنانچہ آن ہمہ پیش خبری ہائے مذاہب شتی را از او تعالیٰ بواسطہ وجود  
 آل موعود بمنصہ ظہور آورد است۔ پس آل مرسل موعود برائے ملت یہود و نصاریٰ  
 مثیل مسیح و برائے پیروان کیش زردشت مثیل مسیود رہمی۔ و بجهت ہنود  
 مثیل کرشن گشتہ نازل شدہ است۔ تا بر جمیع ملل و نحل صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 روحانداہ از کتب خودشان ثابت گردد۔ و بذریعہ آل موعود مسعود صدق اسلام

را در آنکس نموده در ریفقه غلامی رسول اکرم صلی الله علیه و سلم در آیند \*

## دلائل حقیقت دعوی حضرت مسیح علیه الصلوٰة و السلام

بعد از آن که دعوی حضرت اقدس مسیح موعود و مهدی مسعود علیه الصلوٰة و السلام بطریق اختصار مرقوم شد - اکنون بطور کلیت نوشته می شود - که دلائل حقیقت دعوی آن مأمور از مأموران الهی بر چه نوع می باشد - و باز اینکه بر آن دلائل حقه بر دعوی حضرت مسیح موعود چه قدر پر وثبوت می افتد - زیرا که اگر ثبوت برسد - که شخصی در نفس الامر از جانب خدا تعالی مأمور است و فرستاده او است در این صورت اجمالاً بر جمیع عادی او ایمان آوردن واجب می شود - زیرا که عقل سلیم هرگز تسلیم نمیکند که شخصی با وجود مأمور من الله بودن و با وصف مبعوث شدن بر هدایت خلق الله مرسوم را در راه غلط انداخته از طریق مستقیم منحرف سازد - و بقرض محال اگر این امر راست باشد پس این یکساعت عظیم است بر علم حق تعالی - زیرا که صاحب این عقیده بخمال خود ثابت میکند که حق تعالی در انتخاب نبی (عیاذاً بالله) غلط کرده است - و چنان شخصی را از جانب خود مأمور فرموده است که دلش خبیله ناپاک است - و بر جائز اقامت حق و حقیقت و اشاعت راستی طالب عزت جاه خود بوده هوای نفس را بر احکام الهی مقدم میدارد - اینچنین خیال نه محض خلاف عقل سلیم است - بلکه کلام ذوالجلال بهم الباطال آن میکند - چنانچه فرماید - ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله ولكن کونوا ربانیتین بما کنتم تعملون الکتاب و بما کنتم تدرسون و لایامرکم ان تتخذوا المملکة و النیین ارباباً

ایام کربہ بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (اکن عمرنا) یعنی اس امر کے ممکن تواند بود کہ  
 شخصے را کہ ایزد تبارک و تعالیٰ کتاب و حکم و نبوت عطا کرده بجانب مردم بفرستد آنکس  
 مردم را حکم دہد کہ خدا تعالیٰ را گذاشته بندہ من بشوید۔ بلکہ او ہمین خواهد گفت۔ باید کہ  
 شمارتانی بشوید۔ چہر کہ شما کتاب خدا را ب مردم می آموزید و خود ہم بیخو انید۔ او حکم نمید  
 شمارا کہ فرشتگان و انبیاء را پروردگار ان خود بسازید۔ زیرا کہ ممکن نیست کہ اوستی کرد  
 شمارا بعد سلمان ساختن باز فرمان بکفر دہد :

الفرض بنیاد مسئلہ برین است کہ مدعی ناموریت در نقض الامر صادق است یا نہ ؟  
 پس اگر صدق او بدرجہ نبوت برسد۔ ہر دعویٰ او ثابت است۔ و اگر راستی او  
 ثابت نشد۔ باز در تفصیلات او مشغول گشتن لا حاصل بلکہ ہر اسر باعث تضییع اوقات  
 است۔ پس بناءً علیٰ ہذا الاصل بر دعویٰ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر  
 کردن خیلے ضروری است تا بر آن دلائل کہ حضرت مسیح موعود بنائے دعویٰ خود را باہنہا  
 استوار کردہ در پیش عالمیان جلوہ گزودا است۔ و تا این زمان لکو کہا مردم  
 بر آن نظر کردہ بر حضرت موعود ایمان آوردہ اند جناب الارا علی سبیل الاجال آگاہی  
 بہم رسد :

## دلیل اول

### ضرورت زمانہ

اول دلیلہ کہ بر حقیقت دعویٰ موعود قائم میشود۔ آن اقتضائے حالات زمانہ است۔  
 و تا دانا است و شناسا شناسا کہ سنت مستمرہ حضرت حکیم علی الاطلاق بر آن جاری

شده است کہ پیرچ کارے خلاف مخرج دے محل ظاہر نمی سازد۔ و تا ضرورت پیدا نگردد۔  
 پیرچ امرے لاہویدا نہیں کند۔ و چون ضرورتے حقیقی متعلق امرے حادث گردد۔ اکل امر را  
 بفعل ہی آورد۔ و در زحمات آں دینغ روانمیدارد۔ پیرچ چیزے از ضروریات جسمانی ذریع  
 انسانی نیست۔ کہ حق تعالیٰ اورا بہ جہت بنی آدم جہتاً نہ کرده باشد۔ چنانچہ ہر کو چاہے کہ  
 ضرورتے کہ باآں انسان متعلق است۔ از فضل خود آں را ہم برائے انسان فراہم ساخته  
 است ۛ

ہر گاہ آں ذات منہام قدرت الآۃ برآمادہ و مہتیا ساختن ضروریات دنیویہ  
 این قدر اہتمام بکار بردہ است۔ بہا نشان زہدیت و خیلے منافات میدارد کہ ضرورتہا  
 رُو حانیہ انسان را از نظر اندازد۔ دہر اسے مہتیا فرمودن آں پیرچ اہتہا سے بروئے کار  
 نیارد۔ جسم انسانی در معرض فنا و زوال است۔ و ہمہ تکالیف و عوارض او عارضی است  
 و سائر ترقیات او محدود است۔ اما در مقابل آں رُو ح انسانی را حیات جاودانی  
 است۔ و تکلیفات او تا زمان ناقابل شمار متدعیوں شد۔ و راہ ہائے ترقیات  
 انسانی از حدود ادراک عقل بیرون است ۛ

ہر کہ بر صفات ذات و اہرب البرکات او تعالیٰ پذیریم آں نوریکہ از لمعات آں  
 درخشان است چشم بصیرت بکشاید۔ ہرگز باور نہ کند۔ کہ حالت رُو حانی انسان  
 محتاج بہ مصلحے باشد۔ و لیکن از جانب پروردگار پیرچ سامانے برائے رفع احتیاج  
 او پیدا نگردد۔ اگر موافق اقتضائے حالت رُو حانی انسان سامانے بہ جہت رفع  
 احتیاج انسان پیدا نگردد۔ لامحالہ غرض آفرینش انسان سراسر عبث ثابت شود۔  
 و این امر منافی نحوائے افسختم انا خلقناکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون  
 (سورہ بقرہ ۲۱)

و یقیناً مضمون و ما خلقنا السموات و الارض و ما بینھما لاعبین (انبیاء ۲۲)  
 مفہوم ما خلقنہما الا بالحق و لکن اکثرھن لا یعلمون است۔ یعنی آیا پس شہادت  
 می برید۔ کہ ما شمارا عبث آفریدہ ایم و تحقیق شما بجا نبیا واپس کردہ نشوید۔ و  
 ما آسمان و زمین را آنچه در میان این ہر دو موجود است بہرہ و لوب یعنی بہ نفع  
 نیا فریدہ ایم۔ و ناال ہر دو را نیا فریدہ ایم مگر بخت۔ و مکن اکثر کسان نمیدانند۔  
 پس حقیقت اسرغیر ازین نیست کہ چون حالت روحانی بنی ذریع انسان بدتر  
 شدہ محتاج مصلحے گردد آن ارحم الراحمین برائے اصلاح حال مردم شخصے مزکی یا  
 مہوش می سازد۔ تا مردم را بسوئے صراط مستقیم ہدایت فرماید۔ و نا تو انہائے  
 اندرونی ایشاں را داد انما ید ❖

اگرچہ صفات باری تعالیٰ را پیش نظر داشتہ بہ نزدیک عقل سلیم نیز مستبعد  
 می نماید۔ کہ بوقت ضرورت خداوند کریم بندگان خود را بغیر ذریت ولی خلیع العذار و  
 مطلق العنان و گذارد۔ مگر اللہ تعالیٰ این مضمون صدق مشون را در قرآن کریم و  
 فرقان حکیم بالصرحت بیان فرمودہ است۔ چنانچہ میفرماید: و ان من شیء الا  
 عندنا خزائنه و ما ننزله الا بقدر معلوم (الحج ۲۲) یعنی خزانہ ہائے ہر چیز پیش  
 موجود است۔ و ما نازل نمی کنیم چیزے را مگر بہ اندازہ خاص۔ یعنی خداے تعالیٰ ہر  
 چیز را حسب ضرورت و نیاز نازل میکند۔ کار ہائے آل حکیم علی الاطلاق بر خلاف  
 حکمت بالغہ نیست کہ چیزے را بلا اقتضائے وقت و ضرورت حالت پیدا نماید و  
 دست او کوتاہ ہم نیست کہ باوجود اقتضائے حالت چیزے را پیدا کند۔ و تواند۔  
 چنانچہ فرمودہ است: و انکم من عندنا اقترابہ وان تمسکوا بحبلہ (الحج ۲۲)

(مخصوصاً سورہ ابراہیم ۴) یعنی ہرچہ شکار مجیب الدعوات خواستید شمار اعطا فرمود

است۔ و اگر بخوابید کہ نعمتہائے اور اب شمار پید۔ نتوانید کہ در شمار آورید :

دریں آیہ وانی ہدایہ مراد از خواستن ضرورت حقیقی است۔ زیرا کہ ظاہر است

کہ انسان ہرچہ می خواهد اور آگاہے میسر میشود و گاہے نمیشود۔ آنا ہر آں چیز کہ

فطرت انسانی را بدان احتیاج است و بسوئے آن اور ضرورت حقیقی است

یا چیزے کہ اثر آن بر حیات جادوانی انسانی باشد۔ ایزد تعالیٰ آنرا برائے انسان

البتہ فراہم میسازد :

این قانون کہ در صدر بیان شد۔ یک قانونے است عام متعلق جمیع ضرورتہائے

حقیقی بنی نوع انسان۔ آنا در بارہ امر ہدایت آل ہادی و ملہم سبیل رشاد و خصوصیت

ارشاد فرمودہ است۔ کہ ہر گاہ کہ نوع انسان ضعیف البیان را ضرورت ہدایت پیش

آید۔ لا بد خدا تعالیٰ سامان ہدایت آمادہ سازد و سررشتہ این کار را بدست

خود میدارد و کسے را درین کار سببے نساختم است۔ واحدے را درین امر دخلے

نہ بخشیدہ است۔ کما قال تعالیٰ شانہ، ان علینا اللہدی (اللیل) یعنی سلسلہ

ہدایت و ارشاد عباد را بر نفس خود واجب کردہ ایم۔ و تنظیم این کار بذات خود متعلق

داشتہ ایم :

قرآن کریم حسب تقاضائے زمانہ برائے مردم سامان ہدایت بہم رسانیدن را

بر ذات خدا محض واجب قرار نمیدہد۔ بلکہ از مصحف مجید ثابتمیشود۔ کہ اگر از جانب

خدا اینچنین انتظام سامان ہدایت برائے مردم نمی ہود۔ مردم با حق حاصل می شد

کہ در روز جزا پیش روئے خدا اعتراض کنند۔ کہ چون در زمانہ ضرورت ہدایت



یا صبح ہادی را پیش نافر ستادی۔ اکنون چرا از کار و کردار ما باز پرس می نمائی۔ و  
 دروازه عذاب از برائے چه بر ما میکشائی۔ چنانچه حق تعالی میفرماید: **لَا آتَاكَ هٰكُنَا هُمْ**  
**بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا إِنَّمَا الْوَلَاةُ لِلَّهِ فَارْسَلْتِ الْبِنَارَ سَوًّا فَتَنِّعِ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ**  
**أَنْ تَنْزِلَ وَغَضَبِي (طرح ۸) یعنی اگر پیش از بعثت رسولے بر مردم عذاب نازل**  
**میکردیم کفار بر ما اعتراض می آوردند۔ کہ چون ما مردم گمراه و محتاج ہدایت بودیم**  
**چرا رسولے را نزد ما نفر ستادی۔ تا قبل از فریب و رسوا شدن خود تا باریع احکام تو**  
**میکردیم۔ حق تعالی این اعتراض ایشان را تسلیم می نماید۔ زیرا کہ رؤسای نفرمودہ است۔**  
**و ازین ہم زیادہ اینکہ بغیر سبوح کردن رسولے حق تعالی عذاب دادن را ظلم**  
**قرار میدہد۔ چنانچہ فرمودہ یلعشش الحنن والانس المر یا لکم رسول منکم یقصون**  
**علیکم ایاتی وینذروکم لقاء یومکم هذا قالوا شهدنا علی انفسنا و غیر ہم**  
**الحيوة الدنيا و شهدوا علی انفسهم انهم كانوا کافرين ط ذالک ان لم یکن**  
**رَبِّكَ مَمْلَکَ الْقُرْمٰی بظلمة و اهلها غافلون (نام ۱۱) یعنی ای گروه جن و انس آیا نزد**  
**نیایدہ بودند رسولان گز میان کہ بر شما احکام ما را میخواندند۔ و ازین روز کہ بر شما آمدنی بود**  
**می ترسانیدند ایشان بر جواب عرض کنند کہ ما برخلاف خود گواہی بر خود می دہیم۔**  
**و حیوة دنیا ایشان را مغالطہ داد۔ و خود برخلاف خود ہا شہادت داد کنند کہ ایشان**  
**کافر بودند۔ و این امر (یعنی ارسال رسول و اقامت حجت بر کفار) بجهت آن بود**  
**کہ ہرگز ممکن نیست کہ خدا تعالی ظالمانہ شہرہا را ہلاک کند در آن حال کہ مردم**  
**غافل باشند**

ازین آیات ہویا میشود کہ بغیر تنبیہ و بیدار ساختن قومے اقامت حجت بر ایشان

حکم بر ہلاک آہن فرمودن ظلم است۔ یا لفظ دیگر اگر تو سے محتاج ہدایت ہے باشد۔ و  
 خدا تعالیٰ برائے ایشان ہادی فرستد۔ و در روز قیامت آہن را بسبب کار و کردار  
 شان بسزایر ساند۔ کہ چو ابراہیم حکام آہی عمل نکو دید۔ البتہ این امر ظلم باشد۔ و  
 او تعالیٰ ظالم نیست پس محال است۔ کہ مردم محتاج ہدایت باشند۔ و آن خانہ لاشیاء  
 سالکین ہدایت برائے ایشان مہیا سازد :

از مضمون سابق مثل روز روشن ثابت است کہ از روزی تعلیم اسلام در  
 ہر نقطہ نے کہ مردم محتاج بجانب ہدایت میگرددند۔ حق تعالیٰ از فضل خود سالکین  
 ہدایت پیدای نماید۔ اما از کلام پاک آہی این ہم بر ما واضح و لائح میگردد  
 کہ علاوہ ازین قانون مستمرہ عامہ او سبحانہ و تعالیٰ را با ائمت محمدیہ یک عدہ خاص  
 نیز هست۔ و آن این است۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (عج ۱۶)

یعنی این تعلیم قرآن را کہ ما نازل کردہ ایم ما خود نگہداشت آن می کنیم :  
 حفاظت چیزے بر دو نوع می باشد۔ یکے حفاظت ظاہری۔ دوم حفاظت معنوی  
 و مادامیکہ حفاظت ہر دو نوع مستحق نشود۔ چیزے را محفوظ نتوان گفت۔ مثلاً  
 اگر طاشے را با پوست و منقار و سر و پا محفوظ داشته در روشہ او را بجاہ پُر کنند۔

پس کس نسبت آن طائر این حرف بر زبان آوردن نتواند کہ او از فرانسہ دوراں  
 و مصائب زمان محفوظ است و اگر پرو بالش را بر کند و پا و منقارش را شکستہ  
 سازد باز ہم او را از حوادث ہر محفوظ نتوان شمرد۔ همچنین کتابے کہ در وسے  
 مردم از جانب خود عبارتہا بیفزایند یا بعض عبارتہا حذف نمودہ باشد۔ یا  
 زبان سے از استعمال مردم بیفتد و کسے باں محکم نکند۔ و نیز کسے قابلیت فہم آن

نداشته باشد یا آن کتاب رخص خود قاصر باشد از افادۀ مدعاے که برائے آن  
 نازل شده است آنرا نیز بالقیب محفوظ نتوان یاد کرد۔ زیرا کہ ہر چند الفاظ و عبارات  
 او محفوظ باشند اما معانی آن ضائع رفتہ و اصل مقصود از آن منقود گشتہ است ہ  
 پس مراد از حفاظتِ قرآن کریم ہم حفاظتِ الفاظ است و ہم حفاظتِ معانی۔  
 اما برائے اتمام وعدہ حفاظتِ ظاہریہ قرآن کریم سامانے کہ حضرت حافظِ حقیقی  
 بہم رسانیدہ است مطالعہٴ آن انسان را محو حیرت می سازد۔ قبل از نزول  
 مصحفِ مجید نہ تدوین لغتِ عرب بعمل آندہ بود۔ و نہ ترتیب قواعد صرفی و نحوی۔ و  
 نہ لغات و محاوراتش در حیطہٴ ضبط آندہ بود۔ و نہ استخراج قواعد علمِ معانی و بیان  
 و بدیع شدہ بود۔ و نہ تہمید علم رسم الخط الغرض بعد از نزول قرآن کریم رب دود  
 در دل علمائے فحول القار فرمود۔ تا این ہمہ علوم و فنون را صورت تدوین دادند  
 و محض بغرضِ حفاظتِ قرآن کریم صرفت و نحو و تجوید و معانی و بیان و بدیع و لغت  
 و محاورات زبان و علم تاریخ و علم قواعد تدوین تاریخ و فقہ و اصول و تفسیر  
 و غیرہ علوم را بنیاد نہادند۔ و این ہمہ علوم بقدر آن حقائق کہ تعلق آہنابہ قرآن حکیم  
 است۔ صورت اتقا قبول کرد۔ چنانچہ علم صرف و نحو و لغتِ عرب را بحفاظتِ قرآن مجید  
 از دیگر ہمہ علوم ظاہری تعلق زیادہ تر است۔ و این علوم آنقدر ترقی یافتہ کہ درین  
 جزو زمان دانایان فرنگ نیز صرف و نحو و لغتِ عرب را از صرف و نحو و لغتِ ہر  
 زبان و ہر لسان بدرجہٴ نایتِ اعلیٰ و افضل و تدوین آہنابہ را تم و اکل می پندارند  
 و علاوہ بر ترقیاتِ علوم موصوفہ در دل خلق کثیر خداے تعالیٰ خواہش حفظِ قرآن  
 پدید آردہ است۔ و عبارات و آیات را بسببجہ بیان فرمود است کہ نہ نشراست

و نہ نظم۔ تا از بر کردن آں بر طبق آسان باشد و گران نگذرد و آنکس کم اور حفظ  
 کردن عبارات متنوعه اتفاق افتاده باشد بوجه احسن میدانند کہ حفظ نمودن آیات  
 کتاب اللہ العزیز از حفظ کردن عبارات دیگر چه قدر سهل و آسان است۔ الغرض  
 از یک جانب فرقان حمید را بعبارتے نازل کرده کہ حفظ آں بر دلها آسان باشد۔  
 و از جانب دیگر بکثرت و در دل مردم خواهش حفظ آں القا نمود و در نمازها تلاوت  
 فرض قرار داده بذمہ ہر مسلمانی حفاظت کدام نہ کدام حصہ از او لازم فرمودہ  
 بفرض مجال اگر دشمنی ہمہ نخواستے این کتاب پاک را لغو زبانہ من ذلک از میان جہان  
 بردارد باز ہم از دست مسلمانان بیرون نرود ❖

این چند مسئلہ کہ ایراد یافت۔ برائے اثبات این امر کافی است کہ بچہت  
 حفاظت ظاہریہ قرآن حکیم خداوند تعالی فراتح بسیار پیدا کردہ کہ بوجوگی آں  
 ضائع شدن قرآن ہرگز صورت امکان ندارد ❖

انکوں یک سوال پیدا نیشود۔ کہ ہر گاہ کہ آں حافظ تحقیقی برائے حفاظت  
 و عبارات مصحف مجید کہ مقصود بالذات نبودہ این قدر اہتمام بکار بردہ سامان  
 مہیا نمودہ چگونه ممکن تواند بود۔ کہ معانی اور از دست دالگذازد و ضابطش نفرماید  
 ہر کس کہ نحوگیر بہ استعمال آوردن عقل و دانش است بز گفتن این سخن مجبور گردد کہ  
 نے نے۔ انچنین ممکن نیست۔ ہر گاہ حضرت باری عز اسمہ برائے حفاظت ظاہریہ  
 کلام خود این قدر سامان مہیا داشتہ است۔ بیگمان از بہر حفاظت معنویہ زیادہ از  
 مہیا و آمادہ فرمودہ باشد و ہمین سخن درست است۔ پس در آیہ کریمہ انا نحن نزلنا  
 الذکر و انالہ لخاصون۔ ذکر ہر دو حفاظت است ہم لفظی و ہم معنوی ❖

و حفاظتِ ممنوی این است که چون مردم از ہدایتِ قرآنی دوری ورزند و تفرُّق  
 فغان حمید در حجاب الفاظ ستواری شود و دلبہائے مردم از پر تو اثر و تصرف او  
 عاری بود۔ پس خدا نے رحیم و کریم از جانب خود سامانے نمایاں کند کہ بذریعہ او باز  
 اثر و تصرف قرآن را در دل مردم مرکوز سازد۔ و بار دیگر معانی او را ہوید کند۔  
 و از صورتِ مرده و داستانِ پاستان بر آوردہ زندگی و تازگی یک نسخہ کا سیایش  
 عطا فرماید۔ فیلے احادیث صحیحہ مصداق این مدعا است۔ چنانچہ از حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ مروی است۔ کہ محبوب الب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است ان اللہ یبعث  
 لہذہ الامۃ علی راس کل مائتۃ سنة من یجد دلہا دیتمہا۔ اخرج ابو داؤد  
 یعنی پروردگار عالم ضرور برائے این امت بر سر ہر صد سال شخصے را بعثت بخشد کہ  
 برائے قائدہ و دفع این امت تجدید دین نماید :

(حجرت ۱۴)

این حدیث در حقیقت تفسیر آیہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحاظون است۔  
 و پارہ مضمون این آیت را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعبارت عام فہم بیان فرمودہ است  
 تا ظاہر پرستان کم فہم مضمون این آیہ را بر ظاہر معنی محمول نہ پندارند۔ تا نشود کہ ذریعہ  
 قویہ دین اسلام را از نظر انداختہ برائے خود و برائے دیگران موجب پیش پائی گردند  
 دہم ازین حدیث شریف ظاہر می شود۔ کہ زمان بعثت کسانیکہ برائے اصلاح آل مفسدہ  
 کہ بسبب نا فہمیدن مقاصد و مطالب قرآن و بوجہ دوری و زریں از کلام الہی  
 پیدامی شود۔ سر ہر صد سال است۔ گویا بر این منظر برائے صیانت و حفاظت معانی  
 قرآن کریم یک سلسلہ قلاع مذبحہ و حصون رفیعہ بنا کردہ شدہ است کہ چینے از احیان  
 دین اسلام از وجود آن مجددان و الا نشان از تربیت یا ننگان نشان یا از صحبت یا ننگان

لہ و قد اتفق الحفاظ علی الصحیح ہذا الحدیث سہم الحاکم فی التدرک و السیرقی فی المدخل (صحیح الکرامہ ص ۱۳۴) است

اصحابِ آلِ مجددانِ خالی نماند۔ بدیں سببِ مذہبِ اسلام از ان مَادۃٔ فاسدۃ کہ برہمہ  
 ادیانِ غلبہ یافتہ اکثر مطالبِ ملِ مختلفہ و مقاصدِ کھل متفرقہ را متغیر ساختہ است (از  
 بدوامرتا ان ترمان محفوظ است۔ و آئندہ ہم در تحت این قاعدہ صادقہ محفوظ ماند۔  
 خلاصہٴ مقالِ بیکہ اولاً از فرقانِ کیم ثابت میشود کہ حضرتِ خداوندِ کریم با محتاج  
 انسانی را خواہ طبعی باشد یا روحانی۔ ضرور مہیا میکند۔ علیٰ اخصوص چون ضرورتاً  
 روحانیہ بوجہ اثر و وسیع و اہمیت شدیدہ بر ضروریاتِ طبعی مقدم است۔ اگر  
 خدا تعالیٰ ضروریاتِ روحانیہ را بہ انجام نہ رساند۔ ہمہ غرض و غایتِ فعل  
 آفرینش لغو گردد۔

دوم۔ اینکہ حق تعالیٰ وعدہ دادہ است۔ کہ ہر گاہ بندگانِ محتاج ہدایت  
 لا بد بر روی ایشان دروازہٴ ہدایت کشودہ گردد۔  
 سوم۔ اینکہ اگر حق تعالیٰ انجمنینِ مذموم را بجهت اعتراض وارد کردنِ بر فعل  
 الہی استحقاق فرارسد۔

چہارم۔ اینکہ اگر خدا تعالیٰ بر وقتِ ضرورت ہدایتیہ نفرستد۔ و مع ذلک  
 گمراہان را بپاداشِ کردارشان برساند این ظلم باشد و خدا تعالیٰ ظالم نیست۔  
 پنجم اینکہ برائے اصلاحِ مسلمانان در بارہٴ بعثتِ آلِ نفوس کہ محافظِ مقاصد  
 قرآن باشند۔ وعدہٴ خاص است۔

ششم۔ از احادیث ثابت است کہ انجمنینِ مردانِ خدا در امتِ محمد  
 بر سر ہر صد سال ضرور ظہور پذیر گردند۔  
 اکہوں لے بادشاہ افغانستان! خدا تعالیٰ برائے قبول کردنِ فرمودنی

خود سیدئہ ترا بکشاید۔ دریں بارہ تامل بفرما۔ کہ این زمانہ ما محتاج مصلح ربانی  
ہست یا نہ؟ احادیث نبویہ انجینس ظاہری کنند کہ بالعموم بر سر ہر صد سال  
این گونه ضرورت ہوا رہ پیش می آید۔ کہ شخصے از جانب خدا بعثت یافتہ ابواب مطالب  
قرآنی و مقاصد فرقانی را باز بر روی مسلمانان بکشاید۔ و حقیقت دین اسلام  
را بر مردمان آشکارا نماید۔ و دریں زمانہ کہ ما، سیتیم از قرن چہار دہم قریب  
نصف گذشت است۔ ما از این احادیث قطع نظر کردہ بر حوادث این زمانہ نظر  
می کنیم۔ آیا دریں زمان ضرورت مصلح ربانی هست یا نہ؟ اگر دریں ایام حالت  
اہل اسلام و دیگر اقوام انچنان بہتر است۔ کہ احتیاج بجانب مسیح مصلحے ندارد  
پس ما را بر شنیدن دعویٰ یک مدعی اصلاح گوش نہادون حاجتے نیست۔ اما اگر بر عکس  
این سخن حالت مسلمانان بمانگ بند میگردد۔ کہ اگر بالفرض دریں جنس ایام ضرورت  
مصلحے نیست۔ پس در ہر چگاہ دنیا را ضرورت مصلحے پیش نیامدہ است۔ ولیکن چون  
عداوت اعدائے اسلام وسی شال در محو کردن نقش اسلام بہ نسبت از سنہ  
سابقہ دریں زمانہ بیشتر است۔ بلکہ از حد وہم و گمان در گذشتہ است۔ پس ناچار  
تسلیم باید کرد۔ کہ اندرین زمانہ احدے از جانب خدا تعالیٰ برائے اصلاح حال مردم  
ضرور مبعوث شدہ است۔ کہ دین اسلام را باز در صورت اولین و شکل پیشین او  
پیش چشم خلایق آشکارا کردہ صولت اعدائے دین متین را بشکند و نقش اسلام  
حقیقی را در دلہائے مسلمانان منقش کردہ محبت دین متین را در سیدئہ ایشان  
مرکز نماید۔ و قوت احمیائے اسلام را باز ظاہر و باہر کند۔ و در جواب این سوالات  
کہ دریں زمان حالت مسلمانان عالم چگونه است؟ و چیرہ دست دستان اسلام

تا بجا ترقی کرده است؟ نزد من دوئی و اختلاف راه تو اند یافت۔ کیسکے غرضے  
 خاص را نظر داشتہ پوشیدن حقیقت حال مطمح نظر او نیست۔ یا از انسانیت آن قدر  
 دور نہ رفت است۔ کہ در ذات خود جو ہر تمیز نیک و بد ندارد۔ از اعتراض این امر  
 راہ مغفرت نیابد۔ کہ فی الواقع دریں اوقات مسلمانان عقیدہ و عملاً از مرکز اسلام  
 خیلے دور افتادہ اند۔ و اگر آیہ یارب ان قومى اتخذوا هذا القلن مہجوراً لفظاً  
 و معنیاً بر حالت تپسح قومے صادق می آید ہمانا آن حالت قوم مسلمانان زمانہ  
 ماست ۴

حال این سوال خیلے ناموزون است کہ مسلمانان از احکام اسلام کدام حکم  
 را از دست دادہ اند۔ بلکہ دریں زمان این سوال پیدا شدہ است۔ کہ در  
 مسلمانان کدام رسم اسلام باقی ماندہ است۔ بے سخن آن کیسکے گفت است۔  
 ”مسلمانان در گور و مسلمانى در کتاب این وقت خیلے راست می آید۔ نشان اسلام  
 محض در قرآن مجید و احادیث صحیحہ و کتب ائمہ بنظر می آید۔ ہرگز اثر آن در حیات  
 مردم این زمانہ یافتہ نہی شود ۵

حالت این مردم اولاً ہمین است کہ از تعلیم اسلام واقفیت ندارند۔ و اگر  
 بالفرض خواہش آگاہ شدن ہم کنند۔ پس این امر برائے ایشان قریب بہ محال و  
 ناممکن گشتہ است۔ زیرا کہ ہر نقش زیبائے اسلام را سخی کردہ شدہ است۔ نسبت  
 ذات پاک او سبحانہ این گونہ عقائد وضع کردہ اند۔ کہ در صورت تسلیم نمودن آن عقائد  
 یک انسان را است باز را کلمہ سبحان اللہ و سبحان اللہ العظیم بر زبان جاری  
 ساختن خیلے مشکل است۔ و نسبت ملائکہ انچنان عقاید و اہمیہ قرار دادہ اند۔ کہ



از شبنم آں مَور بر اندام انسان راست میشود۔ و آں ذوات مقدسہ کہ در شان  
ایشان یفعلون مایو مرون وارد است۔ گاہے ایشان را بر فضل حکیم علی الاطلاق  
جل جلالہ اعتراض کنندہ قرار میدهند۔ و گاہے ایشان را بصورت انسان از  
آسمان فرود آورده شدہ لے یک زن رفاصہ نامید چنگاکن بیان می کنند۔ و بجز  
انبیاء علیہم السلام نسبت کذب و گناہ کردہ رشتہ محبتے وارد تے کہ در دہائے  
مردم استوار و مضبوطی باید اورا یک جملہ بریدہ اند۔ و کلام آہی را شکار و بر  
شیطان ساختہ از پایہ اعتبار ساقط کردہ اند۔ و کیفیت حشر اجساد و بہشت و  
دوزخ را بہ رنگے بیان میکنند کہ نازک خیالی ہائے شاعرانہ ازاں پدید می آید  
و یا یک حکایت مضحکہ انگیز میگردد ۵

قطع نظر ازاں روایات نابالستہ کہ نسبت انبیائے کرام کہ زمانہ ایشان از  
زمانہ قدرے دورتر است۔ خود نسبت سید المرسلین کہ عہد مبارکش خیلے زمانہ  
حال قرب میدارد معاذ اللہ گاہے قصہ رتوش أم المؤمنین زینب و پتہا نجد  
گاہے خصیہ تعلق گرفتن آں ذات مقدس با کنیزے و دیگر ہجو قسم افسانہ ہائے دور  
از عقل و بعید از اخلاق را درج کتب نمودہ ذات مطہر و حامل اخلاق عظیمہ  
سرور کائنات را بد شکل و زشت وامی نمایند و شہادت محرم را از رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وسلم یعنی حضرت عائشہ صدیقہ فراموش است ان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک  
یعنی ہمہ خلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن بودہ است۔ بکلی نظر اندامی کنندہ  
و همچنین مشکہ نسخ آیات قرآن کریم را وضع کردہ در ہجو قرآن کریم کتابے کابل  
اختلافات کشیرہ ثابت کردہ بعض آیات را بغیر از حکم شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جانب خود منسوخ قرار میدهند۔ در این روش بیجا برائے یک صاحب فکر و طالب حق  
 بیس آیت قرآن کریم رالاق عمل و قابل اعتبار باقی نمیگذارند۔ و یک پیغمبر و قاتل نبوت  
 آنت موسویہ را باز مہوٹ پنداشتہ ناقابلیت آنت محمدیہ و بیچارگی رسول اکرم صلی  
 علیہ وسلم را ظاہر می نمایند ۛ

این است حال عقائد شال۔ اما حالت اعمال شال ہم ازین کمتر قابل انوس  
 نیست۔ در ہر صد نفر از مسلمانان بقدر ہفتاد و پنج نفر تارک نماز و روزہ اند۔ زکوٰۃ  
 اکثر نمی دہند و کسانیکہ می دہند۔ شاید کہ از ہر صد نفر دو کس باشند کہ بطور ع و غیبت  
 میدہند۔ حج بیت اللہ بر کسانیکہ فرض است یا مش بزرگان نمی آرند۔ و کسانیکہ بر شال  
 زہض اینکہ فرض نیست۔ بلکہ در بعض حالات ناجائز است۔ برائے رسوائی خود و  
 بزنامی اسلام کمربستہ حج می روند۔ و بعض کم و بیش مردم کہ این اعمال را بجای می آورند۔  
 بہ نتیجہ ادومی کنند۔ کہ بجائے آنکہ اصل غرض از این احکام حاصل شود۔ شاید کہ بجائے  
 شال آن احکام موجب لعنت میگردد و برائے دیگران نیز باعث تزیل میشوند  
 بغیر آن اشخاص کہ در ملک شال زبان عربی راجع است۔ کمتر کسانے باشند کہ ترجمہ نماز  
 را بدانند۔ باز ہم آن نماز بے معنی کہ معنی نماز نا فہمیدہ میخوانند۔ بطورے ادا میکنند کہ  
 در سجدہ و کبر و شال امتیاز کہ دن شکل است۔ و در میان نماز بزبان و الفاظ خود دعا  
 کردن را کفر مے پندارند۔ و سچنین حالت روزہ رمضان است کہ اکثر مسلمانان روزہ  
 نمی دارند۔ و آنانکہ دارند آن را بجائے باعث حصول ثواب بودن بکذب و غیبت  
 آلودہ کردہ موجب عذاب میگرددانند ۛ

احکام ترکہ و وراثت را پس پشت انداختہ اند۔ و با خواری را کہ مراد حق

جنگ کے دن باخدا و رسول قرار دادہ شدہ است۔ بہد و حیلہ ہائے علماء و بہانہ ہائے  
 فقہاء تعریف و حد آں را تغیر دادہ آں قدر شتر الطیبجا در آں ملحق ساختہ اند۔ کہ دریں  
 اوقات الا ماشاء اللہ شاہ ذونادر کسے از از تکاب آں خالی باشد و با وجود ربا خواری  
 نیز مسلمانان را عناد و تونگری حاصل نیست۔ چنان کہ دیگر اقوام را مبستر است۔  
 اخلاق حسنہ کہ در از منہ سابقہ ارش مسلمانان دانستہ می شد اکنون آں قدر  
 از مسلمانان دور است کہ کفر از اسلام۔ وقتے بود۔ کہ مردم صرف اقرار سانی و  
 پیمان زبانی یا مسلم را کا نقش فی الحجر خیال میکردند۔ و وعدہ ہائے ایشان را ایک  
 قانون غیر متغیری دانستند۔ مگر امروز از صرف مسلمانان زیادہ غیر معتبر قوے  
 با سخنے یا نقتہ نمی شود۔ و فابے نام و نشان است۔ و راستی گفتار و درستی کردار  
 ایشان کم و جرات حقیقی محوشده است۔ و غدا رسی و کذب و زور و خیانت و تہویر و بجا  
 جائے آں گرفته است۔ نتیجہ اینکہ دریں اوقات ہمہ اقوام عالم دشمن جان  
 ایشان شدہ اند۔ و رعیب ایشان مفقود شد۔ و تجارت ایشان تباہ۔ علم کہ  
 رفیق حال مسلمانان بود۔ و در سفر و حضر دست از رکاب ایشان بر نمیداشت۔ امروز  
 از ایشان ہر رنگ نامی گریزد۔ ❖

حالت صوفیہ آچنان بد شدہ است کہ بر جائے دین احکام و بر جائے شرع متین  
 اباحت اختیار کردہ اند۔ علمائے زمانہ علاوہ از سماعی و سرگرم بودن در توسیع  
 شقاق و نشر اختلافات۔ سخنان خودشان را حکم خدا و رسول گفتمہ مشغول در استیصال  
 اسلام و مسلمانان اند۔ دولت مند ان ایشان ہر چند کہ پیش دولت مند ان دیگر اقوام  
 پیش حیثیت ندارند۔ مگر باہم بر بیضاعت مزاجہ خود چندال غرور و افتخار و نازش

واستکبار میدارند که قطعاً آن گروه را با دین و مذہب سر و کار نمانده است و بجا آوری احکام الهی در کنار درود ایشاں احترام و ادب مذہب هیچ باقی نمانده است در طبقه معزین اہل یورپ و دولتمندان فرنگ و اعظان دین مسیحی و مبلغان کیش عیسوی بکثرت موجود اند مگر در گروہ ذی ثروت مسلمانان دانندگان مسائل ابتدائی دین ہم کمتر یافتہ می شوند

حالت حکام این است کہ ظلم و جور و رشوت ستانی شیوہ ایشاں شدہ است - ایشاں حکومت را یک ذریعہ خدمت مردم نمی انگارند - بلکہ آنرا جزو سزای از خدائی پنداشته اند

سلاطین مست عیش و کامکاری و وزراء مدہوش شراب خیانت و غداری - عوام ایشاں از وحوش بدتر شدہ اند - ملیون مسلمانان ہمیدین معنی کلمتہ التوحید بجائے خود مانده کلمتہ توحید در رسالت را بہ الفاظ درست خواندن ہم نمی توانند - آن دین متین کہ تپو از دوا دیان باطلہ را بدم در می کشید - اکنون مثل صبیغہ افتادہ طعمہ سگان و کرگسان است - ہر طائفہ مردم را برائے مصارف امور ضروریہ در اہم و دنانیر در دست می افتد - مگر کار اشاعت دین است - کہ برائے آن فلسفہ از جیب بر آوردن گویا استخوان از پہلو کشیدن است برائے تراش خائی و ہر ذہ دہائی و بذلہ نجی و ترتیب مجالس و آرایش محافل و وقت کافی میسر می آید - مگر برائے فہم معارف قرآن و اشاعت اسلام فرصت یکتہ قیقتہ بہت افتادن ہم مشکل است - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تارک کار را بلکہ تارک جماعت نہ پنج وقت بلکہ صرف آنکہ در جماعت عشا و صبح شامل نشود - منافق قرار داند

است۔ و باوجود درجہ مجسم بودن فرمود:- والذی نفسی بیدہ لقد همت  
 ان امر محط فی محط ثم امر بالصلاة فیوزن لها ثم امر رجلاً فیؤتم  
 الناس ثم اخلف الی رجال فاخرق علیہم بیوتہم یعنی دو قسم سجدائیکہ جان من  
 در قبضہ قدرت اوست۔ بیخوابم کہ حکم کنم بفرایم آوردن ہمیتہ تا آنکہ فرایم آوردہ شود  
 پس حکم دہم برائے اذان نماز۔ بعد ازاں کسے را بجائے خود امام نماز کنم۔ پس  
 ازاں در خانہائے کسانیکہ شریک جماعت نشدہ باشند بروم و خانہائے ایشان  
 را با ساکنان آہن آتش در زخم آتا دریں اوقات کہ ما ہستیم مردم را در مسجد قدم نہاد  
 دشوار است۔ لکوک در لکوک مسلمانان را سوائے عیدین فرصت نماز نیست نہی آید  
 و ازیشان ہم خیلے کسان آنچنان ہستند۔ کہ نماز را بلا شرط و آداب ادا کردہ محض برا  
 زیاد نایش خلق داخل جماعت میگرددند۔ و مسائل طہارت را نمیدانند  
 احوال اسلام دارثے ندارد۔ برائے ہر نفس انسانی دارثے ہست۔ مگر برائے  
 اسلام دارثے پیدا نیست کہ تولیت او نماید۔ چنانکہ حضرت امام زمان مسیح موعود  
 و مہدی مہمود علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت حال اسلام فرمود است :-

می سزد گر خون بیار و دیدہ ہر آن میں	بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک ہمگیں	سخت شورے فناد اندر جہاں از کفر و کین
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب	می تراشد عیب از ذرات خیر المسلمین
آنکہ در زندان ناپاکی است مجوس اسیر	ہست در شان امام پاکبازان نختہ چین
تیر بر محصوم می بارد خبیدش بد گھر	آسمان را می سزد گر سنگ بار و بر زمین
پیش چہان شما اسلام در خاک افتاد	چیت عزیزے پیش حق کسے جمع المنتعین

دین حق بیمار و بے کس ہجو زین العابدین  
 حترم و خدایا نشستہ با بتان نازنین  
 از اہدای خافل سرا سراز ضرورتا ہے دین  
 طرف دین خالی شد و ہر دشمنے جنت میں  
 از سفاہت میکند تخریب این بن ستین  
 صد ہزاراں جاہلان گشتند صید الماکرین  
 کہ چہ دین بہت شان نیست بانغیرت میں  
 از رو غیرت نمی جنبند ہم مثل جنین  
 مال ایشان غارت اندر راہ نسوان دین  
 ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشان نگین  
 نفرت از ارباب میں بے پرستان ہم نشین  
 کثرت عدلے ملت قلت انصار دین  
 یا مرا بردار یارب زین مقام اتشین  
 مگر ماں را چشم کن روشن ز آیات بسین  
 نیست امیدم کہ تا کامم بمیرانی درین

ہر طرف کفرست جوشاں ہجو افواج برید  
 مردم و بقدرت مشغول عشرتہائے خویش  
 عالماں را روز و شب با ہم فساد از جوش نفس  
 ہر کسے از بہر نفس دُون خود طرفے گرفت  
 این لمے آنچنان آمد کہ ہر این الجہول  
 صد ہزاراں انہماں از دین دُون و دندخت  
 بر مسلمانان ہمہ ادبار زین رہ ادوقتاو  
 گر بگرد عالمے از راہ دین مصطفیٰ  
 فکر ایشان غرق ہر دم در رُو نیلے دُون  
 ہر کجا در مجلسے فسق است ایشان صد شان  
 با خرابات آشنا بیگانہ از کونے ہڈی  
 این دو فکر دین احمد مغز جان با گدخت  
 لمے خدا زدو آویر ما آب نصرت ہمایا  
 لمے خدا نور ہڈی از مشرق جنت کبار  
 چوں مرا بخشیدہ صدق اندرین زوگہ اندر

کار و بار صادقان ہرگز نہماند تا تمام

صادقان را دست حق باشد نہماں استین

القرض حالت زمانہ با داز بلند ندای کتہ کہ بمانے اصلاح مردم یک مصلحے باید  
 کہ از جانب خدا بیاید و آن مصلحے باید کہ عظیم الشان باشد کہ دیوار اسلام از پانفادہ

باز ایستادہ نماید۔ و بدلائل قاطعہ در مقابلہ کفر بایستد۔

چون درین آیام بر سر این قرن چہار و ہم از جملہ اہل عالم محض ذات یکے کس یعنی  
باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ دعویٰ بعثت از حق تعالیٰ برائے حمایت اسلام کرد است  
و دعویٰ این امر خطیر غیر ادا در کل دنیا کسے نیست۔ بناءً علیہ بر ہر فرد و منذ حقیقت پسند  
فرض است۔ کہ بر دعویٰ آل مامور خدا غور نماید۔ و دعویٰ را بنگاہ سہر سہری و ذوق  
سطحی دیدہ روئے اذال بر نگرداند۔ ورنہ برائے وسے منکر قانون قدیم آہی شدن  
ناگزیر افتد۔ و بروز جزا بدر گاہ عزیز ذوالانقمام از وجہ غفلت و اعراض در معرض  
باز پرس در آید۔

اے امیر ایدک اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز! درین مقام بعض مردم ناہم این شبہ  
پیش میکنند۔ کہ چون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وجود سے ہو میں اکمل۔ لہذا بعد از بنیاد  
بجانب هیچ مصلحے ضرورت باقی نماند است۔ اکنون صرف قرآن کریم مصلحے کافی است  
و محض قوت قدرتیہ اور ایمنائے است دائمی۔

این خیال اگرچہ در بادی الرائے خبیلے دل خوش کن بنظر می آید مگر در نظر غائی  
این ہم یک و سوسہ شیطانی است کہ صریح مخالف قرآن کریم و حدیث شریف و عقل  
و مشاہدات است۔

مخالف قرآن کریم و حدیث بایں طور است کہ در اہر دو وضاحت خبر نسبت بعثت  
مجددین و مامورین دادہ شدہ است۔ اگر بعثت مجددے یا مامورے مخالف کمالا  
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم می بود۔ آل خدا دندے کہ سرور عالم روحنا فداء رام تبتہ  
سید المرسلین عطا فرمودہ و ذات ستودہ صفات اور اتاہایت کمال رسانیدن

مطرح نظر رفت او تعالیٰ بودہ۔ چہر خود او تعالیٰ برائے زمانہ آئندہ وعدہ بعثت محمدین  
 و مامورین میداد۔ آیا او تعالیٰ فعل خود را خود باطل میکرد؟ و قول خود را خود رد می نمود؟  
 و باز چگونه رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از آمدن مجددین و مامورین برائے زمان آئندہ  
 خبر میداد؟ آیا ما بکلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از خود آنحضرت زیادہ معرفت میداریم؟ کہ آن سرور  
 عالم خبر بعثت بسیارے از مجددین و بعضے از مامورین دہند۔ لیکن ما این امر را منافی شان  
 ایشان صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیم ۛ

و این دوسومہ خلافت عقل باین سبب است کہ اولاً عقل بار آگہی میدہد کہ اگر  
 بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت مجددین و مامورین جائز نمی بود۔ البتہ حالت  
 مسلمانان خراب نمی شد۔ و ایشان بر شاہراہ شریعت گامزن می ماندند۔ لیکن  
 شہادت و اذعان صریحاً خلافت این است عقل ہرگز جائز نمیدارد کہ خرابی ہاد  
 بر باد می داند و اہل اسلام پیدا گردد۔ و عالمت ایشان بدترین گردد۔ و لیکن از بارگاہ  
 خدا تعالیٰ برائے درستی حالت ایشان بیچ مصلحے مبعوث نگردد ۛ

اگر بادیین اسلام پنجین سلوک مرعی داشتن رضائے الہی است پس ہرگز  
 این علامت بر کمال رسول اکمل دلالت ندارد۔ بلکہ این علامت دال است بر اینکه  
 خدا تعالیٰ میخواہد کہ دین اسلام را تہاہ کردہ از میان مردم بردارد۔ اگر خدا میخواست  
 کہ سلسلہ مجددین و مامورین را برائے آئندہ موقوف کند۔ علامت ظاہرہ آن بائستہ کہ  
 بریں منطمی بود۔ کہ ما امروز ہم مسلمانان را بچھ صحابہ کرام رضی یا فقیہم۔ آنا چون در ایشان  
 تنزیل روحانی وقع شدہ است۔ لابد باید کہ سامان ترقیات روحانیہ ایشان را  
 ہم خدا مہتیا نماید ۛ



ثانیاً - اگر بوجه کامل بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانداہ اکنون مظاہر او  
 نتوانند آمد پس حق تعالیٰ کہ سرچشمہ جمیع کمالات وحی و قیوم است - چگونه مظاہر او  
 در عالم پیدامی شوند -

حقیقت الامر این است کہ ہرچہ از دیدہ ہا پنهان و مخفی باشد - برآید و مانی  
 و اثبات اثرش بر دلہائے مردم - ہموارہ حاجت بر مظاہرش می باشد بچنین بعد  
 از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم با وجود اکل بودنش بمظاہر و بروزات او حاجت است -  
 کہ بجهت مردم یاد کمالات و جود با جودش را تازه کنند - واسوہ حسنہ اش را با قائم نمایند  
 و خلاف مشاہدہ ازین جهت است - کہ ما را بعد از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 درین سیزده صد سال خیلے مردان خدا بنظری آیند - کہ از بارگاہ احدیت مشرف بکاملہ و  
 مخاطبہ گشتہ اند - و دعویٰ مجددیت کردہ اند - و ما این مردان خدا را اعلیٰ ترین نمونہ  
 اسلام می محکمیم - دور اشاعت اسلام و نشر دین متین ایشان را بدی طوئے حاصل  
 بود - چنان کہ حضرت جنید بغدادی - حضرت سید عبد القادر جیلانی - حضرت شیخ  
 شہاب الدین سہروردی - حضرت محی الدین ابن عربی - حضرت معین الدین چشتی  
 حضرت بہاؤ الدین نقشبند - حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی - حضرت  
 شاہ ولی اللہ دہلوی و غیر ہم رحیم اللہ جامعین - پس بزجود این نفوس قدسیہ نظر داشتہ  
 چگونه تسلیم کنیم - کہ بعد از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت را بجهت اصلاح  
 حال ضرورت بیچ مصلح نیست ❖

سخن راست بہین است کہ بعد از سررکانات صلی اللہ علیہ وسلم آمدن مصلحان  
 جائز است - و آمدہ ہم اند - و ہموارہ خواہند آمد - دوری وقت کہ ما ہستیم زمانہ

نسبت آمدن یک مصلح عظیم الشان خبر میدهد - و چون درین زمان مدعی این قسم مصلح بودن صرف حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام هستند - لهذا این امر بر صدق دعوی او دلیله است قاطع و بر آنست است ساطع ☞

## دلیل دوم

شهادت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ علی آله و صحبا وسلم

از دلیل اول همین ثابت میشود - که این زمانه خواستگار مصلح است - تا چون که درین روزگار دیگر هیچ کس مدعی اظهار شوکت اسلام نیست - لهذا بر دعوی حضرت اقدس امیر زما صاحب غور نمودن خیل ضروری است - و از آنجا که دعوی حضرت اقدس علی الاطلاق صرف بهین قدر نیست که من مصلح این زمانه هستم - بلکه دعوی ایشان این است - که مصلح موعود یعنی مسیح موعود مہدی معبود منم - لهذا برائے تأیید مزید این دعوی وسیله دیگر نگاشته می آید - و آن شهادت سرور کائنات است - که روح عالمیان فدائے خاک پایش باد - از منی نوع انسان شهادت که ام کس از شهادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ قابل پذیرائی تواند بود ☞

درین امر هیچ شک نیست که عقیده آمدنانی مسیح علیہ السلام از زمانہ اسلام آغاز نشده است - بلکه این عقیده از صد سال قبل از طلوع نیر اسلام در امت موسویہ راجع و خاطر نشین مردم بود - لیکن درین امر ہم شک نیست که اسلام درین عقیده بعضی آنگنجان امور را منضم ساخته است که به سبب آنها این عقیده در

اہم عقائد اسلام شامل گردیدہ است۔ واکں امور این است ۱۔

(۱) در زمان مسیح موعود نسبت بجهشت یک ہمدی خبر داده شدہ است۔ کہ اگرچہ در احادیث دیگر لا المہدی الا عیسیٰ فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد از نفس مسیح موعود قرار دادہ است۔ لہذا بسبب این پیشگیری مسلمانان را بوجود مسیح آنچنان دل بستگی پیدا شدہ است ہنچنان کہ با یک بزرگ ہدیت خود میدیاشد +

دوم ۱۔ آمد مسیح را نسبت ترقی اسلام یک دور جدید قرار دادہ شدہ است۔ حتی کہ غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ تا وقت آمدن مسیح ملتوی دانستہ شدہ است + ستوم ۱۔ مسیح دہدی را ایک وجود دامنودہ و آمد مسیح را بجهشت ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ و یاران اوراد و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشرار دادہ در دل عشاق رسالتاب یک اشتیاق و ولولہ انگیز بجا نسیب مسیح پیدا کردہ شدہ است + چہارم ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بارہ یک زمانہ پیر آشوبے کہ از اثرات ہیدیت ناک خود کاواک کن سیخ دین اسلام ثابت شدنی بودہ بالفاظ بس مشد زخیر دادہ منصب ازالہ آفات آن و کار حفاظت اسلام برائے دوام بہ مسیح موعود منصوص کردہ بود۔ ازین جہت مسلمانان ہمانساں در انتظار مسیح موعود بودند۔ چنانکہ انتظار یک فرشتہ رحمت کردن می شاید۔ این الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیف تخلك امة انانی اولہا والمسیح فی اخرها (سنن ابن ماجہ باب الہ مقام بالسنن) یعنی آن امت چگونہ ہلاک گردد۔ کہ من در اول او ہستم۔ و مسیح در آخر او است۔ ہی خواہان اسلام را خیلے در انتظار مسیح بے تاب میداشت۔ نہیرا کہ می دیدند کہ بعد آمدن او اسلام از چارسو در یک حصن حصین در آمدہ تا دمام از حملہ شیطان محفوظ بماند +

ایں چہار امور بہ اتفاق یکدیگر برائے مسلمانان بخت سیح موعود و ایک مسئلہ از اہم مسائل قرار داده بود۔ و ہرگز صورت امکان نمیداشت۔ کہ آن زمانہ مُسَمَّرت افزا را کہ در شے مقدر آں بود۔ کہ از یک جانب طالبان عہد رسالتاب و باز جو سندگان بزرگ صحابہ کرام بر بروئے محبوب خود نشینند۔ اگر چه در برہہ ظلیت و ممانیت باشد۔ و از جانب دیگر اسلام از ورطہ طوفانِ صدمات برآدہ بر ساحل اہل ایمان متکون شود۔ و بغیر نشانی کافی و علامات دانی گذاشتمعی شد :

ایں امر پنج گاہ وقوع نیامدہ و نہ گاہے واقع شود۔ کہ بسوئے ذات بابرکات مرسلمان و موران و نیز بجانب زمانہ ایشان با پنچان الفاظ اشارت یاد آید کہ  
شود کہ گو یادست مطلوب را گرفته در دست طالبان دادہ آید۔ زیرا کہ در صورت ایمان بے سود شود و تمیز کافر و مؤمن از میان بر خیزد و نسبت موران و مرسلمان ہمیشہ در انچنان الفاظ و اشارات خبر دادہ میشود۔ کہ اہل ایمان و اشتیاق دارندگان از ان ہر است می یابند۔ و شریان را بر انکار و بخت ضد و اصرار خود از ان یک بہانہ بدست می آید۔ ظاہر است کہ انکار آفتاب تابان کے صورت امکان ارد  
مگر ایمان آوردن برآں نیز پنج اجھے ندارد :

پس در پیش خبر بہا تا یک حد رہنمائی کردن و تا یک حد اخفا نمودن ناگزیر است  
آنکے ہمچنین می شاید و ہمچنین می باید۔ نسبت زمانہ سیح موعود در پیش خبر بہا پہل اصل با  
د نظر داشته شدہ است۔ و بجانب زمانہ اش با ہماں الفاظ اشارات رفتہ اند۔  
کہ بر آں با پیش خبری با دربارہ انبیائے گذشتہ کردہ شدہ است۔ مگر با وجود خفا بر آئے  
طالب حق و اہل بصیرت نشانیہائے یقین مثل بروز روشن رخشاں و نمایاں است :

آنکس کہ محض بر ایمان نسلی و تقلیدی کفایت ناکرده بریکے از انبیاءے پیشین  
 با دلائل و براین ایمان آورده باشد۔ اور ابدیں نشا نہا بمنزل مقصود پے پروان  
 بیخ شکل نیست۔ مگر کسانیکہ اگرچہ ہزار ہا انبیا بر ایمان آورده اند۔ ولکن بریک  
 رسول ہم بہ تحقیق خود ایمان نیاورده اند۔ بلکہ محض بر تقلید آبا و اجداد اطہار ایمان  
 می نمایند۔ برائے ایشان تسلیم نمودن دعویٰ یک راست از ہر چند کہ با خود نشانہا  
 در خندہ بی حساب داشته باشد۔ جیسے شکل است۔ در حقیقت ایمان ہمچو کسان جود  
 ندارد۔ و بذات خود قائم نمی باشد۔ بلکہ ایمان شاں بہاں می باشد کہ از علما و علمایان  
 خود شاں شنیدہ باشند۔ یا آنچه در روایات از آبا و اجداد گوش و ایشان شنیدہ باشند  
 ایشان بسچ رسولے یا مامورے را در سبیت و صورت اصلی خود او ندیدہ اند۔ از ان وقت  
 رسولے و مامورے بر ایشان بس متخذ می باشد۔ پس تا وقتیکہ اصلاح ضعف بہت  
 خود بکمال احوال بدایت آسمانی نہ کنند۔ و نشہ تقلید اقوال و رسوم از سر بد نشود  
 معرفت رسولے و مامورے برائے ایشان محال است ۛ

بعد ازین تمہید مختصر آن نشا نہا را کہ مخبر صادق برائے زمانہ مسیح موعود بیان  
 فرمودہ است و امی نمایم۔ در خیال من ہر کس کہ بریں نشا نہا از تعصب قطع  
 نظر کردہ تو جہ بکار برود۔ برائے و سے تعیین زمانہ مسیح موعود شکل نیا شد۔

مگر پیش ازین کہ بر آن نشا نہا غور و خوض نمودہ آید۔ ہمیدین این امر از بس  
 ضروری است۔ کہ از زمانہ کہ در ائمت محمدیہ تفرقہ و اختلاف پیدا شدہ بخیل  
 مردمان بجهت حصول مقاصد خود اما ویش موضوعات پیش خود ساخته شائع نمودہ  
 بدیں غرض کہ تا بہ جلدہ نامت شود کہ خیالات فرقی شاں سنی بر راستی است۔ مثلاً

خیله احادیث در کتب موجود است که در آن خبر از زمانه مهدی وارد است مگر خود  
 الفاظ آن حدیث واضح نمی نماید که مقصود از آن این می باشد که تا فیصله کدام اختلاف  
 زمانه ماضی بقی خود صادر نکند. اگر چه نسبت بعضی از آن احادیث گمان راستی بهم  
 پیدا میشود. مگر باز هم یک سلب تحقیق را باید که لابد کمال روش احتیاط را  
 در پیش گیرد. و کم از کم این قدر ضروری باید که بر تائید یا تردید آن حدیث بنیاد  
 دعوی خود ندارد. مثلاً بسیار احادیث متعلق زمانه بنی عباس است. که اگر چه  
 بظاهر در آنها علامات زمانه ظهور مهدی مذکور است مگر در حقیقت این آثار کار  
 کردن مقصود است که آن بنوادتها که در خراسان بتائید بنی عباس واقع شده بود  
 از جانب حق تعالی و مطابق رضائے او بود خود واقعات آن زمانه بطلان این  
 احادیث ثابت کرده است. چنانچه زائد از هزار سال بر آن منقضی شد است مگر  
 موافق آن نشانهای هیچ مهدی پیدا نگشت است. ❖

همچنین بسیار روایات موجود است که علامات ظهور مهدی با واقعات گذشته  
 آن قدر خلط ملط کرده بیان کرده اند که تا وقتیکه آن واقعات را که بطور علامات  
 ظهور مهدی بیان کرده اند. و فی الحقیقت تعلق آن با زمانه گذشته است. جدا نخواهد  
 آید. بر حقیقت حال آگاهی دست نمیدهد. کسانیکه از تاریخ اسلام واقفیت ندارند  
 از چنین احادیث در خیله غلط فهمی افتاده اند. و نسبت زمان آینده منتظر آن امور  
 بوده اند. که آن امور قبل از وضع آن احادیث واقع شده بود. و آن امور را در  
 علامات ظهور مهدی داخل نمودن محض بزهل اثبات صدق فرقه مائے خود بود  
 لهذا بوقت غور کردن در علامات ظهور مهدی برائے ما ناگزیر است که آن علامات

را جدا کرده باشیم۔ زیر کہ آں علامات بجانب بیخ واقعہ آئینہ اشارت میکنند تا از مریگان  
اندادن در آں مغاسکے کہ مردم چالاک بے حصول مطلب خود گنبدہ بودند محفوظ بمانند  
رحمت بے پایان بر روان رسول ایزد منان صلی اللہ علیہ وسلم باد کہ در میان علامات ظهور  
سیح موعود و مہدی معہود آں طریق تد نظر داشته کہ بملاحظہ آں یک انسان بہ آسانی از  
اغلوطنہ مردمان غلط انداز مصون و مامون می ماند۔ و آں این است کہ آں علامات  
کہ متعلق زمانہ سیح موعود و مہدی معہود بیان فرمودہ آں را بطور یک سلسلہ دانند و است  
کہ بوسیلہ آں بر آمیزش غلط ملط کنندگان دخل پیشہ اطلاق ہم میرسد۔ مثلاً اگر  
میفرمود۔ کہ ناش ایچنین و نام پدرش ایچنان باشد۔ خیلے کساں بر خود این نامہا  
نہادہ برائے دعویٰ ہمدیت آمادہ می شدند۔ پس از خبر دادن آں علامات کہ  
پیدا کردن آں در قبضہ قدرت انسانی باشد۔ قطع نظر کردہ آں علامات را کہ  
واقع شدن آہنہ آنحضرت اینکہ از تصرف و اختیار انسان بیرون باشد۔ بلکہ پیش از  
تجیرات صدہا سال صورت پذیرفتن آں نامکن بود۔ و بیخ نفس واحدہ بلکہ یک  
جماعت کثیرہ بمعاونت ہمہ گرنیز نسلاً بعد نسل سعی نمودہ بر وقوع آوردن آں علامات  
قدرت ندارد) بیان فرمود :

و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یک امر دیگر در بیان این علامات مرعی داشته  
کہ متجملہ علامات بعض را ایچنان بیان فرمودہ کہ بغیر از زمانہ مہدی در بیخ  
دقیقہ از اوقات ظاہر شدن آں علامات ممکن نیست :

پس این اصل را مطمح نظر داشته ہر گاہ ما را آں زمانہ معلوم گردد کہ متعلق کار و باب  
سیح موعود و مہدی مسود است۔ و نیز آں علامات کہ جناب رسالتیجبارہ آں

این ارشاد فرموده است که بغیر از زمانہ مہدی در کسبِ وقت ظاہر نہ گردد وقوع یا بد  
 و همچنین آن تغیراتِ باطنی و سماوی کہ آن را علاماتِ ظہور مہدی قرار داده شدہ است  
 نیز ہویدا شود۔ اندرین وقت سناصلتِ زمانہ مہدی وسیع بر آماج و شوار نیست۔  
 پس اگر در انجمنین وقت بعض چنان علامات یافتہ شوند کہ ہنوز وقوع نیاید  
 اندرین صحت ما را قبول کردن کے ازین دو امر ناگزیر باشد۔ یا اینکه ما بدانیم کہ  
 ہرگز اقل آہنہا بزمانہ مہدی نبودہ است۔ بلکہ بسبب دست اندازی بعض مردم بر ہم  
 آہنہا در علاماتِ مہدی مہجوشاں کردہ آمد۔ و یا اینکه آن علامات در نفس خود  
 تصبیہ طلب و قابل تاویل بود۔ مگر از جانبِ مادر ہمین معانی آن غلط واقع شد۔  
 بعد ازین نگارش گذارش این بیان ضروری میدانم کہ حضرت مخبرِ صادق  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام آن علامات را کہ برائے زمانہ مسیح موعود و مہدی مہود  
 مقرر فرمودہ است۔ اگر یکا نشنند روشن ضمیر بر آہنہا اندک تدبیر کند۔ بر دل او  
 ہویدا می شود۔ کہ این علامات فرداً متعلق زمانہ مسیح و مہدی نیست بلکہ  
 باہم مخلوط شدہ برائے زمانہ ظہور مسیح و مہدی یک علامتِ کامل و ذوالوجہ <sup>ہند</sup> می  
 مثل در یک حدیث دارداست۔ کہ یک علامتِ ظہور مہدی این است کہ در وقت او  
 جوہر امانت بر خیزد۔ و یا مثل ایں حدیث دیگر کہ حضور فرماید کہ در آن وقت  
 جہالت ترقی پذیرد۔ اگر ایں علامات را نشناہناسے مستقلہ قرار دادہ شود لازم  
 آید۔ کہ ہر گاہ امانت از دنیا بر خیزد۔ در آن وقت ہی باید کہ مہدی مہجوشاں گردد۔  
 و یا در حالتِ رفیع علم لاید است کہ مہدی بیاید۔ و حالانکہ درین سیزدہ صد سال  
 گذر ناگون مدہ جز بر حالتِ مسلمانان واقع شدہ است۔ گاہی از ایشان امانت



برداشتہ شدہ است و گاہے علم امامہدی ظاہر نشدہ است پس ثابت شد کہ این  
 علامات در ذات خود نشانہائے مستقلہ ہونہ است۔ بلکہ این ہمہ علامات کہ نبی کیم  
 از خدا تعالی الہام یافتہ بیان فرمودہ است۔ باہم جمع آمدہ براسے زمانہ مہدی ہونہ  
 یک علامت کامل است۔ نہ اینکہ بعض مردم از مشغول ساختن آہنار ابرہ سختت عملی شدہ  
 علیہ وسلم منسوب کردہ اند :

ہر علامت از علامات مہدی معہود جداگانہ کم و بیش در اکثر از منہ یافتہ میشود  
 مگر جمیع علامات باہم آمیختہ و یک جاشدہ در بیچ زمانہ سواسے زمانہ مہدی معہود  
 نتوان یافت۔ قاعدہ شناختن زمانہ ہمان است۔ کہ قاعدہ شناختن شخصے باشد  
 چوں ما را ضرورت افتد۔ کہ کسی را نشان شخصے بدہیم۔ کہ اورا گاہے ندیدہ باشد  
 بیچ گو نہ تعارف سابق بدو نہ داشتہ باشد۔ پس طریق فمائش غیر ازین نیست کہ ما از صورت  
 و سیرۃ و قدو قامت و عادت و خصالت او نشان بدہیم۔ و نشان خانہ او و دیگر  
 حالات متعلقہ او و انماہیم۔ مثلاً اینکہ بیان کنیم۔ کہ او نہ خیلے بلند بالا ست و نہ  
 کوتاہ پاچہ سفید رنگ۔ نہ فریبہ نہ لاغر۔ کشادہ پیشانی بلند بینی فراخ چشم و سطرلاب  
 و کلاں زرخ است۔ و نیز مثلاً اینکہ او عالم علوم عربیہ و از مسلمانان است و مردم  
 قوم او و ہر اختلاف مذہب با او دشمنی دارند۔ و اخلاقش بدرجہ غایت اعلیٰ است  
 و خانہ اش چین و چنان است۔ و خانہ مائے گرد و پیش او بر فلان فلان ہیئت  
 الغرض اگر این قدر علامات بیان کردہ آن شخص را بسوسے آں قریہ رواں کنیم پس  
 باوجود مخالفت دادن مردم اورا شناختن آں شخص خیلے آسان باشد۔ و او  
 پس ہمچنین اگر ضرورت باشد کہ زمانہ خاص را نشان بدہیم۔ بہر جهت گفتہ اند

ہمیں طریق باشد کہ مثلاً کیفیات و واقعات اجرام سماویہ و انقلابات کرہ ارض و حوادث کائنات الجود حالت تمدن و مذہب و علم و عمل و اخلاق و تعلقات بین القوام و تنگی و ترف و اختلاف بین الناس و ذرائع سفر و اسباب سیاحت مردم آل زمانہ را قائم تا آنکس کہ اورا قبل از وقوع این حالات خبر داده شد است۔ بروقت ظہور این امور بایقین تمام زمانہ نشان داده را بشناسد۔ و در شناخت آل اورا بیخ اشکالے رو نماید بلکہ این طریق شناخت چنان باشد کہ در آن شک و شبہ را بیچگونہ گنجایش نماند۔ از ہمین جا است کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برائے شناختن مسیح موعود و مہدی مرقع حالات آل زمانہ را دانوده است۔ تا در ہنگام اختلاف آراء فرقیائے اسلامیہ مردم مسیح روایت را از پیش خود وضع کردن نتوانند کہ بسبب آل معرفت مسیح و مہدی متعذر گردد۔

ہر چند بعضے از خیانت پیشگان علامات کا ذہب از جانب خود احدث نموده اند۔ مگر چون برآں مرقع کہ مخبر صادق علیہ السلام پیش ماہنماہ است۔ بیخ تصرف کردن نتوانستند۔ لہذا ہمہ سعی ہائے شان بکلی رایگان رفت است۔ اگر اکنون ہم کسے بر مرقع بیان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حدیث مجموعی نظر اندازد۔ این حرف بے اختیار از زبان ادعی برآید۔ کہ ہمین زمانہ زمانہ مسیح و مہدی است ۵

### حالات دینی زمانہ مسیح موعود

حالا ہر سلسلہ علامت را جدا گانہ بیان کرده میشود۔ کہ ازاں مثل روز روشن بوضوح می پیوندد۔ کہ بغیر این زمانہ در زمانہ دیگر نزول مسیح و مہدی ممکن نیست

و پیش از ہمسلسلہ مانہ بیان حالات مذہبیہ زمانہ مسیح موعود می پردازم ۴  
 اولاً حالت مذہبیہ ۱- دایں بر دو نوع است۔ یکے بیان اعداد و شمار ظاہر  
 مذہب کہ در آن زمانہ باشد۔ دیگر ہر چہ بر مردم آن زمانہ اثر سے از مذہب باشد  
 آن را شرح دادہ آید۔ در رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو حالت مانہ مسیح موعود را  
 بیان فرمودہ است۔ و ما ازین ہر دو حالت اول تعداد ظاہر یہ مذہب تناسب  
 ایشان را بیان میکنیم۔ زیرا کہ این حالت ظاہر تراست ۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت این زمانہ را بدین پنج بیان فرمودہ است  
 عن المستور و القرشی انه قال عند عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سمعت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقوم الساعة و الروم اکثر الناس فقال  
 عمر ابصر ما تقول قال اقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 (صحیح مسلم کتاب الفتن) یعنی مستور و قرشی رو بروئے عمر و ابن العاص گفتہ است کہ  
 جناب مخبر صادق فرمودہ قیامت آن زمان بر پا گردد۔ کہ اہل روم یعنی نصاریٰ  
 در آن وقت بکثرت باشند۔ عمر و ابن العاص از روئے تعجب گفت۔ نگاہ کن چہ میگوئی  
 مستور جواب داد۔ من ہماں میگویم کہ از حضرت مخبر صادق شنیدہ ام۔ قاطبہ  
 علمائے اسلام را اتفاق است کہ درین حدیث مراد از روم نصاریٰ است۔

زیرا کہ در عہد فرخی ہمد رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم اہل روم حامل لوائے نصرانیت  
 و علامت بین ترقی آن مذہب بودند۔ و چون دیدہ شود کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم این ہم فرمودہ است۔ اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك <sup>قصر</sup>

فلا قيصر بعده و الذي نفسي بيده لتنفقن كنوزها في سبيل الله۔ (ترمذی باب الفتن)  
 (بخاری باب علامات النبوة في الاسلام)

یعنی چوں کسری (شاہ ایران) ہلاک گردے۔ پیچ کد ام کسری بعد از دے نخواہد بود  
 و چون قیصر (شاہ روم) ہلاک شود۔ دیگر کد ام قیصر بر پا نخواہد شد۔ و سو گندہاں  
 ذات پاک کہ جان من در دست اوست۔ شما خزائن اموال اک ہر دو را صرف  
 خواہید کرد۔ در راہ خدا۔ پس نظر بریں فرمودہ نبوی پیش خبری مذکورہ بالا یعنی  
 والروم اکثر الناس بس عظیم الشان می نماید۔ زیرا کہ بعد استیصال حکومت روم  
 سجدیکہ نام و نشان قیصر ہم محو شود۔ بازاں قدر علیہ نصاریٰ خبرے بود بس حیرت انگیز  
 آما فرمودہائے خداوندی ضرور بوقوع می پیوند و بے کم و کاست راست می برآید  
 حکومت قیصران روم یعنی شاہنشایان رومیہ مطابق پیش خبری نبوی محو شد و  
 تا یک عرصہ این خطاب محض از راہ قدامت خاندان برائے شایان قسطنطنیہ  
 باقی ماند۔ آما بعد از فتح قسطنطنیہ آن خطاب نیز از ایشان زائل شد و اسلام  
 در چہار دانگ عالم علیہ حاصل کرد :

آما از سن یک ہزار ہجری زمانہ فیج العوج باز آغاز نمود۔ بار دیگر یو مانو ما  
 نصرانیت را بندرتج در ان ممالک (کہ بوقت پیش خبری فرمودن بخرصادق صلعم نسبت  
 ترقیات ملت عیسویہ نام و نشان عیسائیاں ہم در ان ممالک نبود) ترقی روئے  
 داد۔ و از عرصہ یک صد سال بر کورہ ارض حکومتہائے مذہب عیسویہ را چندان  
 استیلا و غلبہ حاصل شد است۔ کہ در صدق مفہوم الروم اکثر الناس گنجایش  
 شکے و شہتہ باقی نہاںد است۔ این پیش خبری کتاب صلی علیہ وسلم را آنچنان اہمیت حاصل  
 است۔ کہ بعض علماء نسبت آں نوشته اند۔ کہ این پیش خبری یعنی الروم اکثر الناس  
 بعد واقع شدن جملہ غلامات ظاہر گردد۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان در کتاب

حج الکرامه بجا در رساله حشر پیر می نویسد - که چون جمله علامات بموضع ظهور رسد قوم نصاری غلبه کنند - در بسیار ممالک متصرف شود (حج الکرامه صفحه ۳۲۲) پس علاوه برین که این علامت با دیگر علامات یکجا شده به طرف زمانه یسوع موعود علیه الصلوٰۃ والسلام اشاره کرده تعیین آن میکند - تنها بذات خود هم خیلے موجب راهنمایی است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضعف تا توانی اسلام این زمانه را بمقابلہ ترقیات ملت عیسویہ بدین پنج بیان فرموده است - بدء الاسلام غرباً و یسعود غرباً فظوبی للغرباء (ابن ماجه باب بدء الاسلام غرباً) یعنی اسلام در زمانه آخر از بس بے کس گردد در حدیث دجال فرموده که بسیار سے از مسلمانان پیرو دجال گردند (جامع ترمذی - باب ماجاء فی فتنه الدجال) چنانچه اکنون همین حالت است - مسلمانان بعد از شان و شوکتی که ایشان را مالک ارضے زمین ساخته بود - بحال چون بیکسے و یکہ میتیے گشته اند - ایشان را بے مدد طاقتهاے دول مسیحیہ هستی خود را قائم داشتن دشوار است - و بیشتر مسلمانان درین وقت در حلقه نصرانیت در آمده اند و هر روزہ دین عیسوی را قبول می کنند

### حالت مذہبی اندرونی مسلمانان

علاوه طاقت ظاہریہ مذہب عیسایلم آنچه حالت باطنیہ مسلمانان در زمانه یسوع موعود بر قوع آمدن بود - آن را نیز آں صادق مصدوق بدین سوال دانوده است - که اکثر مردم در آن وقت منکر عقیدہ قدر بشوند - چنانچه از حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مروی است۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ از علامات قیامت یکے این است کہ مردم از عقیدہ قدر انکار نمایند۔ و بالیقین مراد از انکار انکار مسلمانان است۔ و در کفار بیشتر ہم برین مسئلہ ایمان نمیدارند :

حالت این انکار در مسلمانان بہ آل قوت ظاہر شدہ است کہ حاجت بیان ندارد۔ مسلمانان تو تعلیم یافته کہ شیفتہ علوم جدیدہ یورپ گنشتہ اند از خوف اعتراضات مصنفان یورپ کہ از امور دین جاہل اند۔ علی الاعلان انکار مسئلہ قضا و قدر می نمایند و از عظمت و صداقت و فوائد این مسئلہ کجائی لاعلم و ناواقف گنشتہ اند :

دربارہ تغیر سے دیگر کہ در مسلمانان پدیدار شدنی بود۔ فرمودہ کہ آل وقت کم زکوٰۃ را نادان پندارند۔ این تغیر را نیز بزار از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرد است زنج الحکامہ صفحہ ۱۴۸) چنانچہ دریں اوایل کہ از ہر جانب بر مسلمانان آفت نازل شدہ است۔ ہر قدر کہ خیرات و صدقات علاوہ از زکوٰۃ مفروضہ بدہند۔ کم است۔ مگر اکثر مسلمانان از دادن زکوٰۃ ہم پہلوہتی میکنند۔ و در آل مالک کہ بذریعہ احکام اسلامی زکوٰۃ از جانب حکام گرفتہ می شود۔ آنجا نیز بعض مردم بادل خواستہ زکوٰۃ ادا می کنند۔ مگر در ہر ملکات این انتظام جاری نیست۔ بدیں وجہ گویا زکوٰۃ دادن شعار مسلمانان نیست۔ الا ما اشار اللہ۔ و آنجا کہ میدان آنان نیز زکوٰۃ دادن را ذریعہ فخر و منور ساختہ اند۔ و بطور سے می دہند کہ آنرا زکوٰۃ گفتن شکل است۔ بلکہ برائے مصارف قوم چیسکے ماہانہ یا سالیانہ می دہند کہ آن را زکوٰۃ تعبیر میکنند :

و در بارہ یک تغیر عظیمی کہ در مسلمانان پیدا شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اینچنین فرموده است - که مسلمانان که هر چه عزیز را بفرمان خدا و رسول قربان می نمودند -  
 و دنیا و مافیها در چشم ایشان بیش از حیفه قدر و قیمت نمیداشتند - آن وقت برای  
 دنیا و دین را بفرود شدند - و این تغییر درین زمان در قوم مسلمانان به این کثرت و وفرت  
 رونما شده است - که دل مغان اسلام به نظاره ای کیفیت درون سینه می گذارد -  
 علماء و صوفیاء و نوکران و عوام اهل اسلام همه دنیا را بر دین مقدم میدارند - و  
 به جهت ادنی فائده دنیا دین را و هر چه در آن فائده اسلام باشد - فدای می سازند -  
 و یک تغییر این مردود بر ادیت ابن عباس رضی الله عنه از رسول کریم صلی الله علیه و سلم  
 این بیان نموده است که در آن وقت نماز متروک گردید (صحیح الکبریٰ صفره ۷۷ ص ۲۹) و این  
 تغییر هم بوقوع آمده - بنظر تعداد و شمار مسلمانان از هر یک صد یک نفر هم بشکل  
 پابند صلوة خمس به نظر می آید - حال آنکه نماز از جمیع ارکان اسلام رکن اولین است  
 و نزد بعضی علماء تارک صلوة به حد کفر می رسد - درین روزگار مساجد بسیار است  
 مگر نماز گذاران خیلی کم به نظر می آید - بلکه بیارے از مساجد را چنانکه از آن مسکن خود  
 ساخته اند - و بجز سستی آنها می کنند -

و تغییر دیگر که آنحضرت صلعم روح فداه بیان فرموده است - این است که  
 مردم در آن وقت ارکان نماز را بجماعت تام ادا نمائید - چنانکه ابوالشیح از حضرت  
 ابن مسعود رضی الله عنه در اشاعت نقل کرده که رسول کریم صلی الله علیه و سلم خبر  
 داده است - که پنجاه مردم نماز نکنند - مگر اذان جمله یک نماز یک کس هم قبول  
 نگردد - و مطلب این حدیث شریف این است که در ادای ارکان نماز خیلی عجلت  
 ورزند - و ظاهر است - که علامت قبول نیست نماز امر باطنی است - و بر امر باطنی

بغیر خدا متعالی کسے را اطلاع نیست۔ مگر علامت ظاہری عدم قبولیت نماز عجلت  
در نماز است۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شخصے را کہ نماز خود را بجلت ادا کرده بود  
فرمود۔ کہ نماز تو ادا نشده باز از سر نو ادا کن۔ پس این تغیر عظیم ہم درین وقت ہوتا  
است۔ مردمانے کہ نماز می کنند۔ بہ اکل سرعت و عجلت ارکان نماز را بجای آرند  
کہ گویا خود سے منقار خود بہر جہت چیدن دانہ بر زمین می زنند۔ و بعد از ادا سے  
نماز اور ا دو وظائف و ادعیہ طویلہ و احزاب کثیرہ میخوانند ۛ

و همچنین یک نشان دیگر این زمانہ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم این  
بیان فرمودہ کہ در آن آوان خدا سے تعالی قرآن را از میان مردم بردارد۔  
و محض نقوش الفاظ و حروف باقی ماند۔ پس این علامت نیز درین زمانہ نمایان است  
کہ قرآن کریم موجود است۔ مگر مردم در آیات قرآنیہ غور و تدبر نمی کنند۔ تعجب  
است۔ کہ بجز جماعت پیروان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام در تمام  
رؤسے زمین در پمچ جادرس قرآن مجید چنانکہ شاید و باید روزانہ جاری نیست۔  
و ملایان جید کہ ماہران فقہ و حدیث اند۔ از ترجمہ قرآن کریم ہم نابلد ہستند۔ و  
دروسے تدبر کردن و ترجمہ اش خواندن حرام می شمارند۔ و می چہند کہ آئینہ  
بعض علمائے گذشتہ معانی قرآن بیان نموده اند۔ غیر آں در قرآن کریم مسیح معنی  
نماندہ است۔ و ہرگز جانب این امر غور نمیکنند۔ کہ اگر باب تفسیر قرآن و فہم  
معارف آں بعد از عہد مبارک سر در عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش ازین متفوح  
ماندہ است۔ اکنون بچرام دلیل و چکہ سبب مسدود گردید است ۛ

ہمچنین یک علامت دیگر متعلق حالات زمانہ آفرین ابن مردویہ بروا



حضرت ابن عباس از جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرده است کہ در آن  
ہنگام از یک جانب مردم بسوئے قرآن توجہ نہ اندازند۔ و از جانب دیگر بر زینت  
زینت و آرایش و پیرایش قرآن انقدر مشغول شدند کہ برائے قرآن غلافہائے  
زرین و ریشمین بسازند۔ پس این علامت نیز دریں زمانہ موجود است۔ مسلمانان  
بالمعموم از خواندن قرآن کہیم سر پا در غفلت افتادہ اند۔ و قرآن را با زکودہ نگاہ  
تدبیر در آن بکار بردن حرام می پندارند۔ لیکن اوراق قرآن کریم را مطلقاً و مذہب  
ساختہ در غلافہائے زرین پیچیدہ بالائے طاق در خانہائے خود میدارند۔ و  
آنچنان آرایش مصحف مجیدی نمایند۔ کہ در قردن اولی اذان یکسج اثرے نبود است  
حالانکہ آل بزرگان قردن اولی چہ بلحاظ تقویٰ و چہ بلحاظ وجاہت دنیا بر مردم  
ابن زمانہ فریقت میداشتند ❖

و تفسیرے دیگر کہ نسبت حالت اندرونی مسلمانان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ  
این است۔ کہ در آن ایام مردم مساجد را خیلے بیار آیند۔ چنانچہ این تغیر نیز در  
وقت در مسلمانان موجود است کہ مسلمانان بہ اتباع اقوام دیگر مساجد را خیلے  
آراستہ میکنند۔ و بانقش و نگار زینت میدہند و قنادیل بلورین و پرواز رنگین  
در آن می آویزند۔ کہ بجائے اینکہ مساجد عبادت گاہ سادہ اسلامیہ باشد۔ حسب  
الفاظ حدیث با سادہ و بتکدام زیادہ تر مشابہ میگردد۔ راجع الکرامہ بروایت ابن دینار  
از حضرت ابن عباس رضی

و تفسیرے دیگر کہ متعلق این زمانہ بیان فرمودہ این است کہ در آن زمان مردم  
عرب از دین خیلے دور افتادہ باشند۔ و دینے کہ بر ذوات باہر کات شخصے از ایشان

نازل شدہ و در ملک ایشان نشوونما یافته و از ایشان شیوع پذیرفته و آخرین کتاب  
 آسمانی بزبان ایشان نازل گشته و تا حال و زبان ایشان مردم میخوانند۔ و بواسطہ آن  
 کتاب زبان ایشان زنده است۔ ولیکن ایشان آنرا از دست نخواهند داد و با وجودیکہ  
 زبان عربی دارند۔ از دین اسلام بے بہرہ باشند۔ و قرآن مجید ایشان را نفع نرشد  
 بلکہ دہائے شان از عرفان ہمانسان تہی باشند۔ ہچنانکہ کہ قلوب کسانیکہ قابلیت  
 و استعداد فہمیدن قرآن ندارند۔ دلیلی از حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کردہ  
 است۔ کہ در آن وقت زبان ایشان عربی ولیکن دہائے شان مثل اعاجم باشد  
 (حج الکرامہ) یعنی مردم عرب بزبان عربی تکلم کنند۔ مگر از دین عربی مثل اعاجم  
 نابلد باشند۔ دریں زمانہ کہ ما ایم۔ این تغیر ہم نمودار است۔ اہل عرب را از دین متین  
 آسپخان دوری و بعد لاحق شدہ۔ کہ جہالت ایشان از دین متین از جہالت اکناس  
 کہ ایشان بوجہ نابلد بودن از زبان عربی قرآن کہیم را نتوانند فہمید۔ و نہ از معلمان  
 اہل کتاب پاک ہیچ کس نزد ایشان رسیدہ است۔ کہ تغیرت  
 و دیگر تغیرتے کہ حضرت رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمود این است کہ  
 در آن اوان آزادی ادا امر اسم مذہب این قدر مفقود گرد۔ کہ در دیار عرب مردم نیکو  
 ظاہر سائق طریق خود دشوار گردد۔ چنانچہ دلیلی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کردہ  
 کہ صاحبین در میان شان مستور باشند۔ (حج الکرامہ فی آثار القیامہ)  
 این تغیر نیز در سرزمین عرب وقوع یافته کہ در آن مزدوم اجرائے شعائر  
 و رواداری ہیچ مذہب بکلی نماندہ است۔ اہل عرب برسوم و خیالات خود آسپخان  
 دلدادہ اند۔ کہ جان و مال و عرض و ناموس اہل اشخاص کہ بر دعوت خدا و رسول لبیک

میکویند۔ از دست برد ایشان هرگز محفوظ نیست۔ هر چند این آفت در دیگر ممالک اسلامی  
 نیز موجود است۔ مگر حالت عرب خیلے قابل تاسف است۔ زیرا که هر ذی استطاعت را  
 بحکم آہی بچیت ادائے فریضہ حج بدایں مقام پاک فتن ناگزیر است۔ اما بلاحظہ تفسیر  
 حالت ایشان راستی در معرض خطری آید۔ و صورت ادائے فریضہ حج محض درین بکرنگ  
 محدود است۔ کہ انسان تاواند فریضہ حج را بجاوشی ادا کرده مراجعت نماید۔ الا  
 ماشاء اللہ! اسے کاش باوی مطلق ساکنان آل خطہ پاک را ہدایت کرامت فرماید  
 و ایشان باز ہمانسان حامل علم اسلام باشند۔ همچنانکہ قبل ازیں بسیزده صد سال  
 بودند ۛ

## حالت اخلاقیہ اقوام عالم

بعد از بیان تغیرات مذہبیہ حال اسن آن علامات را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متعلق  
 حالت اخلاقیہ زمانہ مسیح موعود بیان فرمودہ و امی نامم۔ منجملہ آن علامات یکے این است  
 کہ در آن وقت فحش بکثرت شائع گردد۔ بلکہ فحش ہم۔ مردم آن زمانہ بر فحش خویش نازان  
 باشند چنانچہ روایت است از ابن ابی شیبہ کہ از علامات قرب قیامت ظهور فحش و  
 بی حیائی است (صحیح الکرامہ) و همچنین در صحیح مسلم از ابن مالک روایت است۔ کہ  
 یکے از اشراط ساعتہ کثرت زناست۔ و ابن مردویہ از ابو ہریرہ روایت کردہ است  
 کہ اولاد زنا در آن وقت بکثرت باشد۔ (صحیح الکرامہ) و ماورین زمانہ این ہمہ انواع فحش  
 را بکثرت می یابیم۔ و علاوہ از بدکار یہائے سخت می بینیم۔ کہ تہذیب تمدن فرسخت  
 رنگے عجیب اختیار کردہ کہ ہر چه در شریعت اسلام فحش قرار یافتہ آن ہمہ پیش اقوام

متممہ نہ یورپ جزو تہذیب شدہ است۔ مثلاً مردان درست در کمر زمان نامحرم کرده  
 می رقصند۔ دور میان مجلس تعریف حسن و جمال زمان بر زبان آوردن با زبان غیر سیر  
 تفریح بکاک نائے دور و راز رفتن این ہمد آں فعلہا است۔ کہ قبل ازین در خیال مردان  
 پیشین ہرگز موجود نبود۔ نہ در عرب این گونه فحش بود نہ در عجم۔ بلکہ در ہندوستان با وجود  
 آں قدر بت پرستی و اودھام پرستی این گونه فحش و بے حیائی نبود۔ و ایران نیز با وجود  
 کثرت روایات تعیش از ارتکاب چنین افعال قبیحہ و حرکات شنیعہ مامون بود۔ روم  
 با وجود تکیہ گاہ و پشت و پناہ بودن مسیحیت و با وجود پذیر مردگی اخلاق حسنہ از قید و  
 بندای ہوا و ہوس محفوظ بود۔ ہرچہ ازین قسم افعال شنیعہ درین جزو زمان شیوع  
 یافتہ است۔ اگر مرقع آں حالات را با تفصیل نگاشتنہ پیش روئے اسلان نہاد  
 می شد۔ ایشان ہرگز باور نمیکردند۔ کہ ہمہ افراد قومے از کہ تا مہربان لاف تہذیب  
 اینچنین افعال را بعمل آرند۔

این نیست کہ صرف از اول و ادغام دریں گونه حرکات شنیعہ ملوث ہستند۔ بلکہ  
 قاطبہ جمعہ افراد قوم ارتکاب چنین افعال را جزد تمدن و تہذیب و باعث فخر و مباهات  
 میدانند۔

در ازمنہ سابقہ ہم مجالس رقص و سرود منعقد می شد۔ لیکن بیچ کس ہیئت ارتکاب  
 این امر آمادہ و مستعد نبود۔ کہ دختران و زنان آں خانداہنا کہ خود را بیخ و بنیاد شمار  
 و تمدن میدانستند چنین افعال قبیحہ را مشغلہ کار و شیوہ و شعار خویش گردانند  
 و این حرکات موجب فخر و نازش و دشینہ گان و زنان شال شود۔ و قدر و منزلت  
 ایشانرا بیفزاید۔ و در شرافت شان ازین امور بیخ فتور پیدا نشود۔

علاوہ ازین بیجیائی کہ شائع و ذائع است۔ سر جملہ بیجیائی ہا کہ زناست۔  
 آں نیز بکثرت و وفرت رائج است۔ کہ در اکثر بلاد یکہ در ان عیسویت قدم خود را رائج  
 ساخته است۔ زنا را ایک فعل نابائستہ از قسم کمزوری نفسانی خیال میکنند۔ بلکہ ایک  
 فعل طبیعی و شغل روزمرہ میدانند۔ بیچ شک نیست کہ وجود لولیان رفاصہ و ضیاع لول  
 در زمان سابق ہم بودہ است۔ مگر کسے را این وہم و گمان نبود کہ روزے حکومت  
 وقت این طائفہ زنان را بچیت کامرانی و اجرائے مسافت سر بازار ان افواج  
 بر مشاہرہائے بیش قرار ملازم بگیرد۔ و بچیت ملازمت این طائفہ بد قانونے وضع  
 نماید۔ و در قشو تہائے خویش جائے دہد۔ تا بخردن نشان عساکر شاہی را برائے  
 حصول رو سیاہی دارین و رفع این ضرورت تکلیف بیرون رفتن از عسکر پیش  
 نیاید ❖

در از سئہ سابقہ کسے چہ میدانت۔ کہ وقتے تعلقات زناشوی بر این درجہ  
 وسیع گردد۔ و جوہر غیرت از میان مردم بر خیزد۔ کہ زن کسے را در خانہ مردم  
 تا محرم رفتن گناہ اخلاق ہم دانستہ نشود۔ بلکہ این فلا و ملا را جزو حریت قرار  
 دادہ آید۔ نکاح را برائے زنان یک علامت بندگی و بیچارگی ذہنی گمان کردہ  
 شود۔ چنانچہ امروز خیلہ از مردم فرسا و امریکہ جبالہ نکاح را ایک قید بے زنجیر  
 می نامند ❖

در خیال کہ ام کس بود۔ کہ آن وقت ہم می رسد۔ کہ مردم آنقدر خیرہ چشم گردند  
 کہ بے تمناشاد و مجالس و محافل با خیسے سنجیدگی و متانت بریں مسئلہ بحث نمایند۔ کہ  
 نکاح کہ دن یک خیالے است دقیانوسی۔ و ہر مرد باہر زنی کہ خواہد تعلق خود

پیدا کنند۔ وزن یک آلہ یا ایک ناشین است۔ کہ بذریعہ آن یک خواہش نفسانی را  
انجام داده مکاسد قوم را بجاں فائدہ می توان رسانید۔ و زیادہ ازین این صفت <sup>ضعیف</sup>  
پسح <sup>حیثیتے</sup> ندارد چنانچہ درین زمانہ فرقہ سوشلسٹ و بالٹویک این خیال میدانند  
چوں حالت بیجائی بریں درجہ رسیده است۔ خود خیال میتوان کرد۔ کہ کثرت  
اولاد زنا بچہ غایت باشد۔ ظاہر است۔ کہ مادامیکہ فعل زنا را در تلکے یا قومے عیب  
میدانند۔ مردم اولاد حرام را در عقب خود واگذاشتن پسند ندارند۔ تا طعمہ ولد الزنا  
بر آن عاید نگردد۔ اما در تلکے قومے کہ خود از وجود زنا انکار کرده آید۔ کجایک رایک  
بیجا دست اندازی مذہب تصور نموده شود لا بد دران سرزمین دوران قوم دیر  
یازد بغیر اینچنین اولاد اولاد سے دیگر یافتہ نہ گردد۔ چنانکہ در اقوام مذکورہ الصد  
این نوع اولاد بکثرت متولد می شود۔ و بیچ عیب نمیدانند۔ علاوہ بریں کسانیکہ  
کجایک رایک رسم قدیم دانستہ از دست نمیگذارند۔ در میان ایشان نیز در تائید  
اولاد الزنا یک جوشے پیدا شده است۔ بلکہ فلاسفران نامدار آن دیار اینچنین اولاد  
را براسے ملک و ترقی ملت یک نعمت عظمی قرار میدهند۔ و بجهت وراثت یافتن  
اولاد زنا از والدین بقوت تمام سحر یکہ می کنند۔ و بصورت دیگر حکومت وقت را  
مشورہ میدهند۔ کہ اینچنین بچہ ہا را فرزند این دولت تصور باید کرد۔ چوں حالت  
اینچنین است۔ بہ کثرت اولاد الزنا کہ دران ممالک است۔ در زمان گذشتہ بیچ  
مشالے نتوان یافت۔ بلکہ این ہم در قیاس نمی رسد۔ کہ در زمانہ پیشین مردمان  
اینچنین کار و کردار را در ذہن خود تصور ہم کرده باشند ؟  
در بارہ تغیر سے دیگر کہ در حالت اخلاقی این زمانہ پیدا گردیدہ است

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرموده است که در آن ایام شراب خوری  
 بکثرت باشد۔ چنانچه از حضرت انس رضی اللہ عنہ در صحیحین مروی است کہ آنحضرت صلعم  
 فرموده ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويكثر الجبل ويكثر الزنا ويكثر  
 شرب الخمر یعنی از اشرط ساعه این است کہ علم برداشته شود۔ و جهل کثرت پذیرد۔ و  
 زنا را کثرت یوئی دهد۔ و شراب بخوری عام باشد۔ و ابو نعیم در صلیه از حدیث ابن لیثان  
 رضی اللہ عنہ روایت کرده کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرموده است کہ در آن زمان  
 خمر بر سر راه ما نوشیده شود :

پس کثرت شراب نوشی کہ دریں زمان است محتاج بیان نیست۔ در ممالک  
 فرنگ آں قدر کثرت شراب خوری است۔ کہ مردم شراب را از آب زیادہ ترمی<sup>فشد</sup>  
 در زمان گذشته ہم مردم شراب میخوردند۔ مگر بنجیال عیش و کامرانی یا بنجیال علاج۔  
 اما حال در چار دانگ دنیا بطور غذا در جائے آب شراب را استعمال می کنند  
 علی الخصوص این علامت کہ حضرت در حدیث دیگر بیان کرده است کہ شراب را  
 در راه باد کو چها و گذر گاه ها بخوردند۔ و این علامت زمانه حال را از زمانه سابقه امتیاز  
 می بخشد۔ زیرا کہ در زمان گذشته شراب را از سامان عیش و عشرت می شمردند۔ و بنا بر  
 در ہتیا کر نش آسچنان اہتمام بجاری بردند۔ چنانکہ اکنون می گنسنند۔ بلکہ در مقامات  
 مخصوصہ دکا نہائے شراب بود۔ کہ ازان مردم می خریدند۔ اکنون کہ شراب بجائے  
 آب استعمال میکنند۔ بدین ضرورت در ہر شائع بلکہ در ہر کوچہ و در ہر برزن بقاصلہ  
 خیلے نزدیک دکا نہائے شراب خانہ خراب ناگزیر باز کرده اند۔ چنانچہ در ہر شہر  
 ملک فرنگ در ہر شاہراہ متصل یکدیگر دو کانات سامان این خرابی موجود است۔

تائب صادر و وارد از شاشه شیطان خشک نماند۔ بلکہ در ہر عرادہ کالسکہ بخار برائے  
 ہیں اسباب مدہوشی دوکانے آراستہ اند۔ برائے خوردنوش و مایختاج دیگر اگر سامان  
 دستیاب نشود۔ یا صبح مضائقہ نماند۔ مگر در ہر استاسیون بچمت مسافران دکان  
 باوہ فردشی باید کہ کشادہ دارند۔ ورنہ در ہر بقا صلاہ اندک اندک جامہائے بلورین  
 شراب آب بقیامت مسادی میفروشند۔ مگر آب بچمت دیگر حوائج بکار می آید۔ نہ  
 برائے نوشیدن۔ زیر کہ بر قدر شراب از خوردن آب قناعت میدارند۔

نمونہ کثرت شراب بخوری از واقفہ کہ بیان میشود۔ خوب ترین درجے ذہن نشین  
 میگردد۔ کہ واضع و مبلغ جاہلیت احمدیہ را پیش آمدہ کہ بفرض تبلیغ اسلام در انگلستان  
 رفتہ بود۔ مالک مکانے کہ آن مبلغ دروے سکونت میداشت۔ از راست روی  
 و خوش معاملگی او بحدے خوش بود۔ کہ یہ بچمت تمام روزے با او گفت۔ من شمارا  
 نصیحت میکنم۔ کہ تا صحت شما بدرجہ غایت نیکو باشد۔ تا تو انید دریں ملک آب  
 ہرگز نہ نوشید۔ پدرم در مدت العمر یکبار جرعہ آب خوردہ بود۔ ہمال روز دنیا را  
 گذاشت۔ من خود در ہمہ عمر یکبار ہم آب نوشیدہ ام۔ بدیں وجہ صحت من خراب  
 نشدہ است۔ مبلغ در جواب گفت۔ من ہمیشہ آب میخورم۔ و در تمامت عمر با یک قطرہ  
 این نجس العین و امن لب را تر نہ کردہ ام۔ آن مردک فرنگی در در طرہ حیرت فروفت  
 و سخن آن مبلغ اسلام را بغایت مستعد پذیر داشت۔

تغیرے دیگر کہ جب پیش خبری نبوی در میان مردم این زمانہ رو دادہ تغیر اخلاق  
 است کہ قمار بازی و لہو و لعب را رونق حاصل آمدہ است۔ ولی از حضرت علی کریم السلام  
 روایت دارد۔ کہ یکے از علامات قرب قیامت این است۔ کہ در آن زمانہ اسباب



قمار بازی بکثرت باشد پس اس تغیر نیز بحد سے رو تماشہ است۔ کہ حاجت بیان نیست  
 قمار بازی در اٹالی یورپ و امریکہ مشغلہ زندگی نیست۔ بلکہ ہجرت تہذیب تمدن جزو  
 لاینفک قرار دواہ شدہ است۔ داس بازی خانہ برانداز در ہر شعبہ زندگی بوجہ  
 من الوجہ دخل میدارد۔ معمولی قسم قمار بازی۔ بعد از مجالس طعام یک مشغلہ معمولی  
 است۔ علاوہ ازیں خیلے اقسام از لام کہ بنام لاٹری شہرت دارد۔ آنقدر کثرت  
 دارد۔ کہ احصائے آں شکل است۔ بلکہ بے سبالغہ چہارم حصہ تجارت دریں کا  
 صرف می شود۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کار قمار شغل روزگار خود میدارند۔ داس نیست۔ کہ  
 گاہے یا بعد ماہیہ باشد۔ بلکہ لاٹری عادت روزمرہ ایشان است۔ و مجالس قمار  
 از دیگر مجالس زیادہ تر سرمایہ ہا میدارد۔ مانتھی کار نو مجلس قمار در ملک اطالیہ  
 مخصوص برائے اہرار است۔ در آن مجلس در یک روز ہزار ہا ملیون زر نقد  
 از دستے بدستے منتقل میگردد۔ الغرض کثرت قمار بحد سے رسید است۔ کہ اس سخن  
 نادرست نیست۔ کہ اگر قمار بازی را از تہذیب تمدن جدیدہ یورپ دور کردہ شود  
 لاریب در آں خلائے عظیم واقع شود۔ کہ آترا بچیزے دیگر پر کردن صورت نہ بندد۔  
 بیخوف تردید و انکار میتوان گفت۔ کہ اگر قمار بازی کہ ام سالے از سالہائے  
 زمانہ گذشتہ را بر قمار بازی اس زمان قیاس کردہ شود۔ آں بازی یک سالہ از بازی  
 یک روزہ این زمان چندین ہزار حصہ کمتر بر آید۔ لائف انشورنس (شرکہ تجارتیہ ضمانت  
 زندگانی) و فائرنشورنس (کمپنی ہائے ضمانت آتشزدگی خانان) و کھف انشورنس  
 (کمپنی ہائے ضمانت زد دی) وغیر ذلک خیلے بسیار اقسام۔ خود ہمیں یک نوع قمار  
 یعنی بیمہ (ضمان) را ہست۔ کہ بقول شاں امروز بغیر ہنا کار و بار مردم رواج نتواند پذیرفت

و پیشینیان از نام چندین کسبنی با ہم بالمره آگاہ نبودند :  
 دیگر تغیر اخلاقی کہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمودہ این است کہ  
 نفس زکیہ کشتہ شود (نعیم بن حماد عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما) ہر چند مردم درین  
 حدیث شریف تاویلات مختلفہ کردہ اند لیکن سخن درست و دل نشین ہمین است کہ در  
 قرب قیامت نفس پاک انسان مردہ گردد۔ و یک انسان پاکیزہ نفس بدست آمدن  
 باشد۔ انکون لے شاہ والا جاہ ! اثر تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام را  
 یک سو داشتہ باز درین روزگار در اکناف عالم نظر بفرمائید۔ نفس زکیہ بیچ جایافتہ  
 نخواہد شد۔ یک وقت آل بود کہ در مسلمانان در ہر زمانے لکو کہا مردم با خدا می بودند  
 و انکون آسچنان وقت آمد کہ با وجود ضرورت شد و پیش آمدن مصائب بیشترین یک اہل دل  
 از قبیل محالات است۔ لاریب این زمانہ نیز از وجود سجاد و نشینان و علماء و مشائخ و  
 و عویداران تصوف مہمور است۔ کہ مریدان بے شمار میدارند۔ لیکن نفس زکیہ مفقود است  
 از اسجملہ یکے ہم با خدا تعالی علاقت حقیقی ندارد۔ از جانب خود ایجاد کردن و ظالمت و  
 اوراد علامت تصفیہ باطن و تزکیہ نفس نیست۔ بلکہ علامت طہارت نفس این است  
 کہ ایں مردم محبت آہی را در خود جذب کنند۔ و خداے تعالی با ایشان اظہار محبت و  
 رضائے خود بنماید۔ و غیرت خود را برائے ایشان در جوش آورد۔ و عزم و ارادہ شال  
 را بہ انجام برساند۔ و اسرار کلام اللہ را بر دل ایشان بچشاید۔ و در بایے حقائق  
 و معارف درون سیدہ نائے شال جاری سازد۔ تا وجود ایشان باعث رفع مصائب  
 اسلام و سبب شفاے امراض باطنیہ مسلمانان گردد۔ مگر ازان میاں کہ مردم ایشانرا  
 مشائخ و اقطاب و ابدال و او تاد میگویند۔ یک مرد ہم بر این صفات متصف

بنظر نمی آید پس مردمان زمانه حال گویند که نفس زکیه را کشته و نفس آماره را زنده کرده اند. و بواسطه نفس مطلوب و مقصودشان شده است. ❖

و علامتی دیگر که آنحضرت صلعم فرموده است این است که در آن وقت امانت مرتفع گردد. چنانچه دلیلی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت دارد که یکے از علامات قرب قیامت اضعاف امانت است (صحیح الکرامه) این علامت هم مستحق شده است. آن نظاره مانے که درین جزو زمان از مرتفع گشتن جوهر امانت و شل شدن و بانے خیانت دیده شود. قابل بیان نیست. مردمان هر خانه و هر محله و هر شهر بجز بندگان سخی می گردند.

و تغییرے دیگر که در اخلاق این زمانه پیدا شده این است که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باره آن چنین پیش خبری فرموده که مردم با مادر و پدر رفتار نیک نکنند. بلکه با دوستان خود بوجہ احسن سلوک مرغی دارند. ابو نعیم در حلیه از حدیث بن الیمان روایت کرده است. که در آن اوقات پسران با پدران بنا فرمائی و با دوستان به نیکویی رفتار نمایند. پس این تغییر شدت مالا کلام رونما شده است که دل یک مرد خدا ترس از نظاره آن همچو شمع در درون سینه می گدازد. دلدادگان تهذیب و تمدن جدید و تعلیم یافتگان علوم یورپ که بزعم خود خود را روشن ضمیر میدانند بزرگان خود را خرف و دیوانه می شمارند. و از صحبت شان استکراه و احتراز بهم میدارند. و اوقات خود را در مجالس حیا سوز جلیسان و بهنجیالان خود صرف نموده راحت دل خود می انگارند. و برائے مصارف و دعوتها در اہم و دنا تیر خود را تلف می سازند. مگر بسوائے ما بختناج والدین هیچ پروا ندارند. ❖

در ملک ہندوستان نجدے مشاہدے کے سچے قسم موجود است کہ والدین فرزند ان  
خود را با وجود گرسنه ماندن و قلاش بودن بہ محنت شبانہ روزی در مدارس انگلیسی تعلیم  
دادند۔ و چون نوز چشمان ایشان علم حاصل کردہ بر سر کار سے یا منصبے فائز شدند۔  
صحبت پدر و مادر را برائے خود ننگ و عار پنداشتند۔ و کہے را کہ آگہی از قرابت  
ایشان نباشد۔ پدر را غلام یا خادم پسر انگار د۔ و پسر را آقائے پدر داند۔  
دریں اوقات ازین قسم ہزار ہا امثال و نظائر ہر روزہ مشاہد و معاین میگردد۔  
ولیکن قبل ازین درازمنہ پیشین آنچنین واقعات حکم النادر کالمعہوم میباشند

### حالت علمیہ این زمانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان کہ حالت اخلاقیہ عہد سبیح آخر الزمان را بیان فرمودہ  
است۔ ہم بر آن نسق حالت علمیہ این زمانہ را نیز شرح داد است۔ چنانکہ ترمذی از انس  
ابن مالک آوردہ کہ مجز صادق نسبت اشراط الساعۃ فرمود است کہ بیرون بعلم  
و ینظر البھل۔ یعنی علم برداشته شود۔ و جہل آشکارا گردد۔ و امام بخاری نیز  
ایں حدیث را با فرقہ قلیلیے از انس فرمادیت کردہ۔ الغرض این تفسیر عظیم نیز درین  
عہد نمودار شدہ است۔ ز طے بو کہ زنان مسلمانان ہم در نقہ وہم در حدیث طوطی  
میداشتند۔ چنانکہ روایت است۔ از حضرت عمر کہ زنان انصار ہم از عمر مر قرآن  
را بہتر میدادند۔ مقصد فاروق رضی اللہ عنہ این بود۔ کہ در زمانہ من ہر طفل و نیر و  
زن خار نشین در فہمیدن مطالب قرآن کہیم آن قدر مہارتے ہم رسانیدہ است  
کہ بر فتاویٰ یک علامہ قرآن و حدیث جرح تواند کرد۔ و آن صحیح نہ بر بنائے جہالت بلکہ

بوجہ دلائل و براہین موجودہ۔ اُن کیست۔ کہ از علم و فضل حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا انکار تو اند کرد :

اما احوالِ علم میں بر اُن حالت رسیدہ کہ بغیر اُن کسانیکہ استعداد کسبِ علوم و فنون دیگر نداشتند۔ پیچ کد ام اُن مائل در اغیب نیگرود۔ و باز علم محض از برائے ایں غرض میخوانند کہ بر حصولِ اُن پیچ در ہم و دنیا رخص نمیشود۔ بلکہ پذیرایِ اُن محاش خوبے و باعزت میسر میگردد۔ پس بر اُن علم ثمرہ برکت چہ مترتب گردد۔ و حاصل کنندہ اُن را بدین نیت فاسدہ چہ نفع اخروی دست دہد :

مضمون این حدیث را خیلے احادیث دیگر تائید میکنند و مطلب ازین حدیث این نیت۔ کہ علوم و فنون ہر قسم از دنیا بر خیزد۔ بلکہ مراد از رفح علم مرتفع گردیدن علوم دینی است۔ ورنہ از احادیث صحیحہ ثابت است۔ کہ در قرب قیامت علوم و فنون دنیویہ را خیلے ترقی حاصل آید۔ چنانچہ ترمذی از ابو ہریرہ روایت کردہ است کہ در آخر زمان مردم علوم را بغیر از غرض دینی بچہت اغراض دیگر آموزند (باب اجاء فی حلول المسیح۔ ابواب الفتن) و ہمین حالت دریں وقت نمایان است کہ علوم و فنون دنیویہ چندان کثرت گرفتہ کہ یک جہاں بر ترقی اُن حیران است۔ و علوم مذہبیہ اُن قدر شکار بے توجہی و تغافل گشتہ است کہ جہاں را علما رگفتہ می آید :

## حالت تمدنی زمانہ مسیح موعود

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرقع حالت تمدنیہ زمانہ مسیح موعود کشیدہ است و بسیار چنین علامات بیان فرمودہ۔ کہ ازاں ہر نقش صورت تمدن ایں ایام بصغائی تام

بنظر می آید چنانچه فرموده که در آن آوانی <sup>الحد</sup> طریقی اسلام تغییر و تبدل پذیرد. امام احمد بن حنبل <sup>رحمته</sup>  
 علیه از مسافری انس روایت کرده که این نشان زمانه برآیدی و خرابی این امت  
 (که بهماں زمان بعثت مسیح موعود است) یکے این باشد که مردم چون باهم ملاقات  
 کنند. بر یکدیگر لعنت کنند. هر چند شرح حدیث در معنی این حدیث بیان نموده اند  
 که درین حدیث و شتام و ادین مردمان کمینہ طبع مریدگرا مراد است. مگر فی الحقیقت  
 درین حدیث یک اشاره لطیف است. بجانب تغیرے دیگر که خیلہ عظیم است. که  
 آن نہ حالت ارذال است. بلکه این بلیت در اکثر جا در طبقہ مشرقا مسلمانان نیز  
 موجود است. و آن رواج پذیرفتن لفظ بندگی و تسلیم است. که در طبقہ اکابر مسلمانان  
 ہندوستان یافتہ می شود. کہ بوقت ملاقات السلام علیکم گفتن را متکبر عزت خود  
 پسندارند. و برجائے آن الفاظ "آداب و تسلیمات" میگویند. بلکه بتقلید ہندوان  
 لفظ "بندگی" ہم کہ معنی اش این است کہ من "پیش جناب اطہار عبودیت می نیام" <sup>لفظ</sup>  
 و این چنین الفاظ را بجائے لفظ سلام (کہ معنی اش سلامتی و حفاظت آہی است)  
 از زبان و دہان خود بیرون آوردن فی الحقیقت یک قسم ملامتہ است. زیرا کہ ہر کس  
 کہ کلمات شرک بر زبان می راند. و اطہار فرمانبرداری و طاعتی کہ مخصوص بذات  
 خدا است. برائے غیر ذات خدا بکند. خود نیز مستحق لعنت می گردد. و بر دیگرے  
 ہم لعنت خدائے تعالی رومی اندازد. و لفظ (آداب) کہ رواج آن در مسلمانان  
 بکثرت است. در حقیقت مطلبش ہم ہمین است کہ ما بندگی تسلیم می کنیم. و این <sup>لفظ</sup>  
 را بجهت آن اختیار نموده اند. تا ملاستیکہ استعمال اینچنین الفاظ اندرون دل خود  
 می یابند. از اثر آن محفوظ بمانند.

و تفسیر سے دیگر نکتہ یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است کہ در آن وقت عزت مسلمانان از وجہ دین نباشد۔ بلکہ از وجہ مال و منال و ثروت و دولت و مشاغل سیاسی و امثال آن باشد۔ ابن مردودہ از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آوازہ است کہ سید ولد آدم ۳ فرمودہ است کہ یکے از اشراط ساعتہ این است کہ در آن وقت مردم تعظیم صاحب مال کنند۔ و این حالت نیز درین زمانہ پیدا است۔ آن رسم قدیم کہ وجاہت خاندانی را بر ہمہ اسباب عزت مقدم میداشتند۔ درین آیم برافساد است۔ و محوشده است و معیار عزت صرف یک چیز است کہ شخصے باید کہ مالدار باشد۔ تا پیش بہر کس عزت یابد۔ قبل ازین اغنیاء و ارباب مناصب در مجالس علماء حاضر می شدند۔ و اکنون علماء این امر را برائے خود باعث فخر میدانند۔ کہ در مجالس اہل ایشال را رسوخے حاصل آید۔ یا بہ الفاظ دیگر بر آستان امیرے جبہ سودن را باعث عزت و اتخار میدانند ❖

و همچنین حدیف بن الیمان را روایت است کہ بر سر مسلمانان وقتے قرارسد کہ شخصے را باین الفاظ ستائش کنند۔ ما اجللاً و ما اظرفہ و ما اعقلہ۔ یعنی گفته شود کہ چہ قدر بہادر شخص است۔ و چہ قدر خوش طبیعت میدارد۔ و خیلے نیکو اخلاق و بسیار عقلمند است۔ و ما فی قلبہ مشقال جبۃ من خردل من الایمان یعنی حال آنکہ در دل او بقدر یک جبۃ ایمان نباشد (ترمذی) و این حالت نیز در این وقت ظاہر شد است۔ کہ بہر کس کہ از دین بہرہ ندارد۔ اگر بنا ہم مطالبہ حقوق مسلمانان بر خیزد۔ لیدر یعنی پیشوائے مسلمانان شمرده می شود۔ و بیچ کس بر او حرف نمی گیرد۔ و کسے یارائے حرف زدن ہم نمیدارد۔ کہ بگوید۔ این کس کہ در راه اسلام یک قدم گاہے

نہ برداشته است۔ چگونہ پیشوائے قوم مسلمانان گردید است۔ بلکہ سہین کفایت میکنند  
 کہ این کس در انجمن با تقریر نیکومی کند۔ یا بدنامانی حریف خود را جواب خوب میدهد  
 یا برائے انجام مطالب سیاسی آماده است۔ کہ جان خود را در معرض خطرات انگند۔  
 و تفسیرے دیگر کہ رسول بارگاہ حق جل و علا بیان فرمودہ این است کہ در آن  
 وقت مؤمنان ذلیل باشند۔ بلکہ از خوف مردم پوشیدہ گردند۔ این مرد و یہ از حضرت  
 ابن عباس نقل نموده است۔ کہ سرور دنیا و دین سید المرسلین نسبت اشراط ساعۃ  
 فرمود۔ کہ یک مرد مؤمن از کینہ ہم زیادہ ذلیل دانستہ شود۔ مطلبش تعمیر نیست  
 کہ مردم با کینہ از خود ہم گاہے رشتہ محبت قائم کردہ می باشند۔ و با ایشان ہم جواب  
 میگردند۔ و مخرج ہم کنند۔ لیکن با یک مرد مؤمن تعلق دوستی پیدا کردن در آن  
 اوقات پسند ندارند۔ همچنین دلیلی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت دارد۔ کہ در آن  
 ایام نیکوکاران در زمین پوشیدہ رو بگذرند۔ پس این حالت نیز از بدتے پیدا است  
 کہ با یک صاحب ایمان تعلق داشتن ناجائز خیال کردہ میشود۔ ہر کس کہ با جان و دل  
 متبع قرآن و سنت رسول صلعم است۔ مسلمانان هیچ کس را از ان بدتر نمیدانند حتی کہ  
 بعد از بعثت حضرت مسیح موعود و این علامت قرب قیامت درین صورت آشکارا و  
 ہوید است۔ کہ با زنان فاحشہ و بیے نمازان و خائسان و دروغگویان و بد زبانان و  
 بدگویان خدا و رسول سلوک نیک کردن و با ایشان ملاقات داشتن و دوستی در زین  
 جائز دانستہ اند۔ مگر کسانیکہ بر ندائے آسمانی لبیک گفته اند۔ ایشان را رانده و با  
 ایشان دشمنی داشته می شود ۵

و علامتے دیگر کہ بہرہت این زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است



کہ درآں زمان مشغلہ زبان عربی در مسلمانان خیفہ کم باشند۔ چنانچہ ابن مردودہ از حضرت ابن عباس روایتی دارد کہ حضرت سالت پناہی فرمودہ کہ از علامات اشتراط اساعۃ یکے این است کہ درآں وقت صفہا بسیار دراز باشند۔ اما ز باہنائے شان مختلف باشد۔ پس این صورت در آیام حج بخوبی بنظری آید۔ از اغراض و فوائد عظیمہ حج یکے این است کہ بذریعہ آن اجتماع اسلامی قائم ماند۔ لیکن مردم درآں بقعہ مبارکہ و بلدہ طیبہ جمع شدہ بہ سبب نابلد بودن از زبان عربی بغیر اداسے فریضہ حج پیش فائدہ نمی و اجتماعی نمی کنند۔

اگر مسلمانان زبان عربی را در خانہ ان ہائے خود زنده میداشتند۔ مردان جمع اکثاف عالم در یک رشتہ اتحاد منسلک می بودند۔ کہ ہرگز حملہ سیچ دشمنی قوی آزار قطع کردن نمی توانست۔

و حالتی دیگر کہ متعلق تمدن این زمانہ قرار دادہ این است کہ زنان با وجود پوشیدن لباس مردوار و برہنہ باشند۔ (مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر) و این حالت نیز برد و جہر پیدا است۔ یکے اینکه جاہلہائے نفس و فاجر درین زمانہ آنقدر از زوال شدہ کہ مردم علی العموم بر پوشیدن آن مقدرت میدارند۔ کہ پیش ازین با امراء و دولتمدان مخصوص بود۔ و نیز جاہلہا در شنکی و بارکی بحدے رسید است کہ بہ پوشیدن آن شاید زینتہ موہوم سخیاں رسد۔ مگر بالیقین ستر بہ آن ممکن نیست۔ و اکثر حصہ عالم درین وقت بر چنین لباس شیدا است۔ دائرہ سببیت عالم نسیوان نیزت نگاشتاہند۔ و صورتے دیگرش این است کہ لباس زنان امریکہ و انگلستان و فرنگستان با انداز است۔ کہ بعض اعضائے قابل ستر ایشان برہنہ باشد۔ مثلاً علی العموم سر و سینہ خود را

و باز دوران آریخ برہنہ میدارند ❖

الغرض ظہور این علامت قیامت بر دو طریق وقوع پذیر است۔ یکے در مسلمانان  
 با استعمال لباس نازک و بار یک۔ و دوم در مسیحیان بر عریان داشتن سر و سینہ و بازو  
 و علامتے دیگر برائے وقت ظہور مسیح موعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار  
 داده این است۔ کہ در آن ایام زنان موناٹے سر را مثل کوبان شتر بلند دارند  
 (رواہ احمد فی مسندہ عن ابن عمر) و این علامت ہم دریں زمان متحقق شدہ است  
 زنان فرنگستان اندرین دوران ہمیں شیوہ میدارند۔ کہ ایشان موناٹے سر را  
 بافتن پسند دارند۔ بلکہ موٹہا را کشادہ میدارند۔ کہ گویا چیسے بر سر برداشته اند  
 و زنان اقوام دیگر کہ از تہذیب و تمدن شان متاثر گشته اند۔ تقلید شان می نمایند  
 بلکہ همچنان کہ سائر اقوال و افعال ایشان را از روحی آسمانی زیادہ تر قدر و منزلت  
 میدہند۔ ہمانسان دریں امر ہم اتباع ایشان را موجب ترقی تہذیب می انگارند۔  
 علامت دیگر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھرت این زمانہ دانمود است۔ آن را  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ چنین روایت کردہ کہ زنان آن زمان با مردان در تجارت شرکت  
 ورزند (صحیح الکرامہ بجا الد ابن مردویہ) پس این علامت نیز ہویداشتہ است۔ بلکہ  
 آن قدر قوت یافتہ است کہ در تجارتے کہ دست زن در آن شریک نباشد۔ صورت  
 ترقی نہ بیند۔ بلکہ این ہم زیادہ تر اینکہ اکنون این کیفیت پیدا شدہ است کہ در بعض  
 شہر ہائے اروپا محض ازین جہت زنان خوش رگ را در دوکان با ملازم داشتہ  
 می شود۔ کہ تا خریداران را ملاقی شدہ در دلبابی ایشان سعی کردہ باشند تا ایشان  
 ضرورتیں مطلوب از ہماں دوکان بخرند۔ و دست خالی بزرگوند ❖

و علامتے دیگر برائے تمدنِ این زمانہ این بیان فرمودہ کہ در اں اواں چندا  
 زمان خود سر و آزاو باشند۔ کہ لباس مردانہ پوشند۔ در اسپاں سوار شوند۔ بلکہ بر شوہر  
 حکمرانی کنند (نقلہ ابن مردویع عن ابن عباس) پس دریں جزو زمان این تعبیر نیز  
 در یورپ و امریکہ و دیگر ممالک عیسائیان رونماست۔ و بہ تقلید ایشان در  
 پیروان دیگر مذہب ہم در باب آزادی زنان یک مفہوم غلط رواج یافتہ است  
 کہ بہ مجرد استماع سخنان ایشان حیرتے عظیمہ دامنگیر دل می شود۔ و ماتحت اثر آنچو  
 خیالات و اہمیہ تمدن موجودہ از تمدن گذشتہ بکلی متبدل گشتہ۔ زنان کثیرہ ہمپائے  
 مردان بریگانہ دست در بغل کردہ در شکار و تگ و تاز و اسپ و دانی و سیر و تفریح  
 می روند۔ بلکہ در تماشاخانہائے سرکش کار ہائے عجیب و حرکت ہائے غریب میکنند  
 پوشیدن لباس مردانہ در ممالک عیسائیاں از برائے زنان عیبی ندارد۔ علی الخصوص  
 بعد از جنگ عظیم الشان جرمن زنان بے شمار لباس مردانہ زیب تن کردن شیوہ خود  
 ساختہ اند۔ بر حبس و خفتان کوچک در ایشان وضع خاص اختیار کردہ است۔  
 فرقہ نسوان کہ حکومت و سروری بر رجال حاصل شدہ است۔ آن نیز دو  
 نوعیت خود پراز غرابت است۔ فی الحقیقت دریں بارہ در تمدن اروپا۔ و نیز در  
 تمدن دیگر ممالک بسبب متاثر شدن آنها از اروپا آنچنان تغییر سے رودادہ  
 است۔ کہ اگر لطف آہنی نتایج بدآں را دور نہ کند۔ باز بیچ تدبیر انسانی آن رافض  
 نتوان کرد۔ بلکہ نتیجہ آن غیر از برپاشدن فساد عظیم مسیح نباشد۔ و رسم نخل از میان  
 زمان و مردان بکلی بر چیز دور و ترقی نسل انسانی را صدمہ عظیمہ و ناقابل برداشت برد۔  
 نشان دیگر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ نسبت تمدن این زمانہ آنکارا

ساخته است۔ این است کہ در آن وقت مردان خوشترن را بہ زمین ہائے زمان آراستہ  
 کنند و حکمہ ابو نعیم از حدیث بن ابیہان (پس این تغییر ہم صورت خود را آشکار ساختہ است  
 اکثر حصہ فرقہ رجال ریش را خیر باد گفتہ با فرقہ نسوان تشبہ پیدا کردہ است۔ وقتے  
 بود کہ ریش و بروت مرد باعث زمین خیال کردہ می شد۔ و برائے مسلمانان اتباع  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعرا را سلام بود۔ پس اکنون از چہ ہائے مردان غائب  
 است۔ بلکہ کسانیکہ ایشان را در مسلمانان وقتے حاصل است۔ در تراشیدن ریش  
 وداشتن بروت مثل اہل فرنگ زینت خود میدانند ❖

تغیر دیگر درین باب کثرت تیار ہا است۔ کہ در آن جا مردان لباس زنان  
 و زنان لباس مردان خود را آراستہ می رقصدند و می سراسند و همچنین رجال ویرپ  
 و امریکہ آن قدر آرایش و پیرایش موبہائے سر می کنند۔ کہ اگرچہ از فرقہ زنان  
 این زمانہ زیاد تے نداشتہ باشد۔ لیکن از آرایش زنان زمانہ گذشتہ خیلی افزونی  
 پیدا کردہ است ❖

### حالت جسمانی این زمانہ۔

مجتہد صادق رُوح عالم ندایش باو حالت جسمانی مردم این زمانہ را کہ زمانہ مسعود  
 است۔ ہدیں سال شرح دادہ است۔ کہ چون دجال ظاہر گردد۔ و بجانب مدینہ  
 منورہ متوجہ شود۔ در آن وقت طاعون پیدا شود۔ و عاقبت حقیقی جل سلطانہ آن  
 بلدہ طیبہ را از حملہ دجال و ذریت طاعون مامون وارد (ترمذی از حضرت ابن  
 روایت فرمودہ است) پس این حالت نیز ہر چند است۔ کہ از بیست پنج سال

طاعون طاعونی آوم را بساں دانہ ہائے گندم می ساید۔ بیشمار خانہا ویران و صدہا قریبا  
غیر آبادان شدہ است۔ مگر آن ذات دافع الامراض و البلیات مقامات مقدستہ  
را ازین ہر دو حملہ شدید محفوظ داشت است۔ و ذریعہ ظاہری آن از حکمت خود  
این ساخته کہ در جہات مختلفہ آن مقامات قرنطینہ بر پا کردہ شدہ است۔ ازین سبب  
ذہر آن وبائے جان گزار آب و ہوائے حجاز سرایت نہ کردہ است۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فدائہ امی دابی در بارہ طاعون بہ الفاظ مختلفہ خبر  
داد است۔ در مقامے آن را بلفظ دابہ تعبیر کردہ شدہ است۔ زیرا کہ حدود

این مرض از سبب کرے است۔ کہ از مواد ارضیہ در جسم انسان داخل گشتہ این  
مرض را پیرامی نماید۔ و در قرآن مجید ہم نامش بہ لفظ (دابہ) نشان دادہ شدہ است۔

وبائے طاعون وبائے معمولی نیست۔ کہ سہل انگاشتہ آید۔ بلکہ این دباور اکثر

حصص ربع سکون دام ہلاکت گسترده است۔ و با خصوص در ہندوستان از

بست و شش سال تا ایندم خمیہ زن است۔ در پیش خبری خروج این دبا محض

خبر انتشار مرض طاعون نیست۔ بلکہ ازاں این اشارہ نیز ہویدا است کہ چند

امراض بہ قسمے پیدا شوند۔ کہ اثر آہنا پذیرنیہ جو ایشیم باشد۔ کہ بغیر خورد و بلین دیدن

آن شکل است۔ و امی پیغمبر۔ کہ دریں زمانہ بکثرت ہجو امراض پیدا شدہ است

کہ سبب وجود آن کرہا است۔ کہ یا قبل ازین خود پیدا نہ شدہ بود۔ و یا بہ این طرز

پدید آمد است کہ در ازمنہ سابقہ گاہے صورت پذیر نگشتہ بود۔

دریں پیش خبری قرآنی داندار نبوی فی تحقیقت از ایجاد آلہ خورد و بلین

اثر صفاتش ہم ایسائے رفتہ است۔ زیرا کہ بغیر این آلہ بواسطے انسان چگونہ ممکن بود۔

کہ برین امر اطلاعے ہم رساند۔ کہ باعث این بیماری با کہ مہائے کوچک متحرک است  
 و پیش ازین جملہ اطباءے روزگار سلسلہ جمیع اکام و اسقام را بر اخلاط اربعہ  
 دم و صفراؤ بلغم و سودا مقصور میدانستند۔ اما طبیب روحانی فروع انسانی صلی  
 علیہ وسلم در بارہ صحت عامرینی آدم زمانہ مسح موعود علامتہائے دیگر ہم بیان فرمودہ  
 از انجملہ یکے این است۔ کہ در آن وقت مرگِ مفاجات بکثرت واقع گردود۔ (ابن  
 ابی شیبہ در مصنف خود از مجاہد روایت کردہ۔ حج الکرامہ) یعنی واقعات مرگ  
 مفاجات بکثرت و وفات وقوع یابد۔ ورنہ وقوع آن بہ ندرت و قلت خصوصیت  
 بزمانہ ندارد۔ بلکہ یکس دو بار آخستین واقعات در سالے علی العموم وقوع پذیر  
 می شود۔ چنانچہ بر طبق پیش خبری مرگ مفاجات ہم بکثرت یافتہ میشوند۔ کہ از  
 جملہ اسباب او یک کثرت شراب خوری است۔ و دیگر کثرت علوم۔ کہ از کثرت  
 شراب خوری در ول و دماغ ضعف پیدا می شود۔ و از کثرت مطالعہ کتب و  
 کثرت کار در اعصاب سخامی فتور واقع میگردد۔ و این ہر دو سبب درین زمانہ  
 بشدت دوزر متحقق است۔ و نتیجہ اش این است۔ کہ مرگ مفاجات در اقوام  
 شرابخوار کار خود زیادہ میکند۔ و ہر سال ہزار ہا نفوس از بیماری ہائے دل و دماغ استاد  
 استادہ یا نشستہ نشستہ یا خفتہ خفتہ جان خود دادہ است۔ الغرض در زمان گذشتہ نظیر  
 امراض این زمانہ موجود نبود ❖

نشانے دیگر متعلق صحت عامہ عوام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرح دادہ  
 است۔ کہ در آن وقت یک مرض پیدا شود کہ تعلق بدماغ و انف یعنی بینی مردم  
 داشتہ باشد۔ و پذیرنے آن بسیار مردم ہوسے ہلاکتا بینند۔ این مرض ہم در وقت

رؤسے بمردم آورده است۔ کہ آنرا در اصطلاح اطباء الفلوسوفین گویند۔ در سال ۱۹۱۸ء  
 دو صد لک مردم بہ این مرض مبتلا گمفتہ است۔ حالانکہ در جنگ پنج سالہ کہ خیلہ  
 عالمگیر بود۔ صرف شصت لک مردم ضائع شدہ بودند۔ گویا از تمام عمر انات عالم  
 در سر ہر صد یک فیم نفر بہ این مرض تلف شدہ است۔ و این مرض صعب عالمی  
 را از وجود قیامت تلقین بقین نمودہ است۔ زیرا کہ مردم پنداشتند۔ کہ اگر آن وقت  
 صحیحی دمیت خواہد کہ خاتمہ دنیا نماید۔ پیش وے خیلہ آسان است ۵

## تناسب نسلی

حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم مرتفع تناسب نسلی این زمانہ را  
 نیز پیش چشم اہل بصیرت گذاشتہ است۔ چنانچہ فرمودہ کہ در آن ایام فرقہ نسوان  
 از رجال در تعداد و زائد باشد۔ حتی کہ یک مرد نگرانی حال پنجاہ زن نماید پس  
 این پیش خبری نیز صورت وقوع پیدا کرد است۔ کہ دریں وقت شمارہ زمان از مردان  
 افزون تر است۔ و در اکثر ممالک فرنگستان بہ سبب قتل عظیم کہ در جنگ پنج سالہ  
 واقع شدہ فرقہ نسوان را کثرتی پیدا آمدہ است۔ کہ کسانیکہ بر اسلام بوجہ تعدد  
 ازواج اعتراض میکردند۔ بحال خود با خیلہ متانت بر این مسئلہ و فوائد آن غور میکنند  
 و میگویند۔ کہ علاج این خرابیہا و خانہ بربادیہا کہ از قلت رجال و کثرت نسوان  
 نمایان شدہ است۔ بغیر از جاری کردن رسم تعدد ازواج ناممکن است۔ و حکما و  
 فلاسفران و مدبران آن ممالک بریں موضوع اکنون مضامین می نگارند کہ در وقت  
 حاضرہ ملک را محفوظ و نظام تمدن را برقرار داشتن بجهت حکومتها دشوار است

الآدرین صورت کہ عوام را اجازت کثرت ازدواج داده آید۔ ورنہ باید کہ افضل  
 زناقتن برداشته شود لیکن طبائع اکثر مردم بدیں جانب مائل شدہ است کہ کسانے  
 را کہ زیادہ از یک زن بخارجی آرند۔ و رعایتہا نباید کشید۔ و بفضل شان نظر  
 نباید افگند۔ پس این ہمہ تغیر کہ در خیالات مردم یوژپ افتادہ است۔ و جہاں  
 کثرت فرقہ نسوان است۔ و رشہ ہنوز دیرنشہ است۔ کہ در نظر مردم آن نیاز  
 کثرت ازدواج یک فعل شینج و جرے قیج شمرده می شند۔ بیج نصرائی اشارۃ  
 یا کئی تیا در تائید این سکہ یار اسٹے حرف زون نمیداشت۔ بلکہ خیلے مسلمانان  
 تعلیم یافتہ علوم یورپ نیز نفرت قوم نصاری از تعدد ازدواج ویدہ از جانب  
 دین اسلام دریں بارہ معذرت کردند در گرفتند :

## تعلقات بین الاقوام

فخر اولین و آخرین خاتم النبیین کہ درود خدا بر روانش باد۔ نسبت زمانہ رخ  
 این نشان ہم قرار داده است۔ کہ در آن جزو زمان تعلقات اقوام عالم بریں  
 منظر باشد۔ کہ مردم مراکب قدیم را گذاشتہ بہ ہیبت سوار شدن چہ در بر و چہ در کمر  
 مراکب جدیدہ احداث نمایند۔ چنانچہ فرمودہ و لیتزکن القلاص فلا یسعی  
 علیہا۔ یعنی در آن وقت ناقہ را ہوار متروک گردو۔ و مردم پروا سئے اونتراند  
 چنانچہ این حالت دریں زمانہ نمایان شدہ است۔ کہ در اکثر ممالک بہ سبب اجرا  
 کالسکہ بخار و عراہائے آہنیں سواری شتران بیکار ثابت شدہ است اگر  
 صرف کالسکہ بخارجی بود۔ البتہ مردم لا بعد از آن کہ از کالسکہ بخار پائین شدہ



سجانب سواری اسپ و شتر یعنی سواری ناسے قدیم ضرورت می افتاد۔ تا چوں  
 موٹو و بائسکل وغیرہ خر کرہ ناسے دجال بکثرت پیدا شدہ است۔ ضرورت اسپے  
 خر و قیل و شتر نمانده است۔ و ہر قدر کہ مراکب جدیدہ کثرت پذیرد۔ ہمان قدر  
 ضرورت مراکب قدیمہ رو بچی نہند :

و همچنین در بارہ نشا ہائے این زمانہ غیر وادہ است۔ کہ علاوہ از ریل مراکب  
 و خانہ نیز بکثرت پیدا شود۔ چنانچہ فرمودہ کہ خر و دجال بر آب برود۔ و وقت فتن  
 ابرس و پیش او باشد۔ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہیں ریل و مراکب  
 و خانہ است۔ چرکہ ہمیں آن خر سے است کہ در نشکی او تری سے دو۔ و اقوام  
 کلیسیا آتقد رکار خود را ازین ناگرفته اند۔ کہ بیج قوم غیر از اقوام نصاریٰ بہ استعمال  
 نیاوردہ است۔ و بذریعہ ہمیں سواری ہا فرقہ پادریان اناجیل در دست گرفته  
 از یک کھنار بچ مسکون تا کھنار دیگر رسیدہ اند۔ و تمام عالم را در دام و جل خود  
 آوردہ اند۔ و ظاہر است کہ دُخان مثل ابر گاہے در پیش کالسکہ بنجار و مراکب  
 بکھری می باشد۔ و گاہے در پس ہوارہ ہمراہ او بود۔ و خوراک این ہر دو مراکب  
 سنگ است۔ یعنی زغال سنگی کہ در حدیث شریف خوراک خر دجال قرار دادہ شدہ  
 است۔ و این سواری ہا تعلقات اقوام عالم را از سر تا سر مبدل ساختہ است۔

## حالت مالی زمانہ بیج موعود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت مالیت مردم حال را نیز بیان فرمودہ است۔  
 ابو نعیم در صلیب از حدیث ابن ابی یمن رضی اللہ عنہ روایت دارد کہ سید الثقلین عالم فقیرین

علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ است۔ کہ از نشا ہنائے ظہور قیامت یکے این است  
کہ طلائے احمد و سیم امیض بکثرت مطلوب مروج باشد (حج الکرامہ) پس این نشان  
نیز نمایاں شدہ است کہ کثرت زر سرخ بحد سے رسیدہ کہ در زمانہ پیشین بقدر عشر  
عشیر این ہم نبود۔ صد ہا معاون ذہب و نضہ نو دستیاب شدہ است۔ و بر آبر آوردن  
ہر نوع فلذات خاصہ بجمت استخراج زر و سیم آلات و ذرائع جدیدہ پیدا شدہ است  
کہ بذریعہ آں مقدار آں ہر دو فروزی یافتہ است۔ اگر صرف زر انگلستان یکجا گروہ  
شود۔ و زر تمام عالم را نیز پیش آں انبار کنند۔ زر انگلستان بدرجہ افزون بر آید  
و اثر نمایان آں بدیں طور در زمین می آید۔ کہ فن تجارت دریں وقت بہ نہایت مزجہ  
ارتقا رسیدہ است۔ و واسطہ خرید و فروخت دریں روزگار بہ سیم و زر است۔ و  
در زمان گذشتہ ہمہ داد و ستد بیع و شراء با پول سیاہ و خر مہرہ ہا بود۔ اکنون خر مہرہ  
را قیمتے سماندہ است۔ و در بعض ممالک پول سیاہ را ہم بہ پیشینے نمی خریدند۔ بلکہ آں  
نیز نمی برند۔ چنانچہ در انگلستان کہ کوچک ترین سکہ مروجہ آنجا سکہ یک آنہ است بس  
فروزانیں برائے خرید و فروخت بیع سکہ نیست۔ اما در امریکہ سکہ کوچک ترین دو پیس  
است۔ و اکثر داد و ستد در آں ممالک محض بواسطہ سکہ ٹائے طلاست۔

دیگر حالت مالیہ این زمانہ را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است  
کہ وقت ظہور مسیح موعود رسم ربا خواری در نہایت ترقی باشد۔ و بی رار وایتی است  
از حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ از جملہ نشانہائے قرب قیامت یکے این است کہ در اوق  
ربا خواری بکثرت باشد۔ پس این ہم واقع شدہ است۔ کہ رسم ربا خواری آنقدر شیوع  
یافتہ است کہ بقدر ہزار م حصتہ آں بلکہ صد ہزار م حصتہ آں در ازمنہ سابقہ موجود

بنود۔ ہمہ انواع واقسام تجارت بوجود رہا جاری است۔ چنانچہ اکثر مردم را اعتقاد  
 است۔ کہ اگر بار بار از میان بردارند۔ اجرائے کار تجارت ناممکن گردد۔ بیک  
 بہ آن کثرت و وفرت برپا شدہ است کہ حد سے حسابے ندارد۔ سلاطین و زمین  
 و حکام و اُمراء و تجار و صنایع و حرفہ کاران و فلاحاں۔ الغرض قاطبۃ جمع طبقاً  
 الناس سو سود میدہند۔ وہی ستانند۔ سودائے ہر کار بر سود مبنی است۔ بلکہ بیسواں  
 گفت۔ کہ این زمانہ است کہ دریں وقت ہر یک عہد موثق کردہ است کہ از سرمایہ  
 دیگران کار خود را رودادہد۔ و سرمایہ خود را برائے روانے کار با دیگران حوالہ کند  
 اگر تجارت یک کردہ روپیہ باشد۔ اداں میں شاید کہ چند ہزار روپیہ از آلائش سود  
 پاک باشد۔ ورنہ ہمہ سرمایہ و رورطہ سود چرخ می زند۔ و بیج شرکت تجاری نیست  
 کہ قیام ادب بر سود نباشد ۛ

آن مسلمانان کہ ایشان را حکم محکم از جانب خدا آندہ بود۔ کہ اگر شما از باخوار  
 باز نیاید۔ فاذا نزلنا بحرب من اللہ ورسولہ۔ یعنی پس برائے جنگ کردن با خدا  
 و رسول او آماوہ باشید۔ بحال حال ایشان بریں سوال است۔ کہ اکثرے از  
 ایشان ربارا منافع نام بہادہ داد و تدمی گفتند۔ و بعضی اقرار بعبج و قصور خود  
 کردہ بواسطہ آن معاملہ می نمایند۔ و بعضی علمائے این زمانہ بہ توجیہات حیرت افزا  
 فتاویٰ جواز رہائے بنک انگاشتہ اند۔ و بہ این فتویٰ کہ در ممالک کفار ربارا گرفتن  
 جائز است۔ از جملہ اقسام ربارا رفع حرمت کردہ اند۔ و بعد از شریعت آخرین کتاب  
 احداث شریعت جدیدہ گشتہ اند۔

از حالات مذکورہ بالا واضح میگردد کہ جملہ طبقات بلائے ربانے میمنت زدائے

دربین زمانہ آل قدر صعب است۔ کہ بغیر از فضل خدا، بچکس را از ازل محفوظ ماندن ممکن نیست۔

و نشانے دیگر کہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات ارشاد فرمودہ این است۔ کہ در ازل اوقات صلیب پرستان ملت نصاریٰ افضلیا۔ و دیگران فقرا باشند۔ ترمذی از نو اس بن سمان روایت میکند۔ کہ مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام فرمودہ است۔ دجال با مردم صدا دهد۔ کہ بمن بگردید۔ پس ہر کہ انکار کند مال و منالش در تصرف دجال آید۔ و ہر کہ بسوے وے بگراید بالدار شود۔ دجال بر آن مردم از آسمان باران را فرود آورد و روئیدنی ہا را از زمین برویاند۔ پس این حالت اکنون مشہود است۔ کہ نصاریٰ روز و شب در مال و دولت ترقی میکنند۔ و مخالفان ایشان یوماً یوماً تنگ دست میگرددند۔ و از صد سال ہمیں صورت رونما است۔

## حالتِ سیاسیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صورتِ حالاتِ سیاسیہ زمانہ سیرح موعود را ہم ہویدار است۔ کہ بجز و دیدنِ آلِ حدیث شریف حالتِ سیاسیہ این روزگار خود بخود بے وقت نظر پیش چشم مرقم میگردد و تغیراتِ مختلفہ سیاسیہ کہ در زمان حضرت سیرح موعود پیدا گشتن ناگزیر است۔ بعضے از ازل ہا این است۔

اول۔ ابو نعیم در حلیہ از حدیث بن الیمان آورده است کہ سید ولد آدم رسول اگر مصلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ کہ از نشانہائے قیامت یکے این است۔ کہ در آن وقت چند اہل مصائب بر مسلمانان فرود آید کہ ایشان مثل قوم یہود گردند۔

مراد ازال این است - که در آن وقت حکومت از دست مسلمانان بدر رود - و  
 افتد از ایشان نماند - و مثل قوم یهود مدار زندگی ایشان بر رحم دیگران باشد پس این  
 علامت نیز واقع شده است - ذکری اسلامیه محو شده است - و نشانه قلیل  
 از حکومتشان باقی است - و قتی بود - که در اکناف عالم با هیچ علم اسلام در  
 روئے هوا بر آسمان می درخشید - و احوال عالمی است که مسلمانان بر آن میزد  
 بلجائے بیستربیت - و حکومتهایشان در قیام خود محتاج اعانت سلطنت  
 مسیحیه هستند - انانند و انالیه راجعون -

و تفسیر دیگر متعلق امور سیاسیة زمانه سیح موعود که دشوران و دشور فرخیش  
 سید المرسلین علیه الصلوة والسلام بیان فرموده این است که شام و عراق و مصر  
 از دست مسلمانان بدر رود - و حالت عرب بجانب حالت طوائف الملوکى باز رجوع  
 نماید چنانکه در مسلم از ابوهریره رضی عنده است - که آنحضرت صلی الله فرموده است  
 که عراق در هم دغله خود را درینغ و شام دینار و غله خود را و مصر غله خود را باز دارد  
 و شما همچنان در حالت خود باشید - که پیش ازین بوده اید - یعنی در سر زمین عرب مثل  
 ایام جاہلیت باز حالت طوائف الملوکى پیدا گردد - پس این نشان نیز همچو روز  
 روشن نظر بینندگان آشکارا شده است - که عراق و شام و مصر از قبضه سلاطین  
 عثمانیه بیرون رفته است - و از خراج عراق و شام و مصر به خزانه سلطنت عثمانی  
 نه در هم میرسد نه دینار و نه غله - و عرب باز در حالت طوائف الملوکى افتاده است  
 اگر چه اندرون سرزمین حجاز حکومت شریفیه که قائم شده است - مگر تا حال بوجه  
 کثرت اعدا و قلقت مال حکومت او محفوظ نیست - و دیگر هر حصه اطراف عربستان

یک خود سرانہ امارت جدا گانہ میدارد۔ و حکومت ہائے آنجا از جملہ حکومت ہائے  
مشتملہ نیست ❖

و تفسیرے دیگر متعلق سیاسیات آن زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از زبان  
معجز بیان خود اینچنین فرمودہ کہ یا جرج و ماجرج را آن قدر قوت و شوکت حاصل آید  
کہ اقوام دیگر را با ایشان اصلاً تاب مقابله و مقاتلہ نماند۔ چنانچہ مسلم دترمذی از  
نواس بن سحان آورده اند۔ کہ فدائے تعالیٰ مسیح موعود را وحی فرماید کہ حوزہ عبادت  
الی الطور خانی قد انزلت عباداً علی لایلان لا حد لقتالہم۔ قال ویبعث  
اللہ یا جرج و ماجرج۔ پس این نشان ہم واقع شدہ است۔ یا جرج و ماجرج پدید  
آندہ است۔ و ہیکس را طاقت مقاومت شان نیست۔ و یا جرج و ماجرج  
حکومت روس و انگلستان است۔ چنانچہ در عہد عتیق بائبل است۔ (لمسجج  
بادشاہان روس و ٹوباسک و ماجرج کہ در جزائر بہ امن حکم می رانند) این ہر دو  
قوم مع طیفان خود بہ عروج تمام رسیدہ اند۔ و عروج شان چنانکہ از حدیث ثابت  
است۔ بعد نزول مسیح موعود مقدر بود۔ پس عروج ایشان بذات خود ہم دلالت  
واضح می دارد۔ بر اینکہ مسیح موعود نازل شدہ است ❖

و تفسیرے دیگر کہ متعلق حالت سیاسیہ این زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان  
فرمودہ است۔ این است کہ طاقت مزدوران آن زمانہ بقوت ہرچہ تمامتر ظهور کند  
چنانکہ ابونعیم در حلیہ از حدیث ابن ابی عمیر نقل کرده است۔ کہ از نشانہائے اشراط  
الساعۃ یکے این است۔ کہ در آن وقت پابہرہنگان و عربانان بعبودہ سلطنت بر  
ومرا از برہنگان برہنگان نسبتی اند کہ غربا بر بنیبت اُمرا و بوجہ قلت طلابین ہنہ

خیال کرده میشوند پس این علامت نیز سمت وقوع یافت است۔ و حکومتِ غربان  
 بار تقاضای حکومتِ نیابتی دوش بدوش در تزلزل است۔ و طائفه غربان را امور مملکت  
 چندال دخل یافته اند که به پادشاهی رسیده اند۔ و پیش طاقت این طائفه اول پادشاهان  
 از ہیبت می لرزد۔ و هر قومی خواه بر چند مقدرت عظیم هم داشته باشد۔ باز هم  
 قیام خود را بغیر مصاحبت با مزدوران و معروضِ خطر می بیند۔ و در بعضی دیار آن ملک  
 کلیت حکومت در دست این طائفه است۔ چنانچه در روس و در سوئیس و لینڈ و  
 در بعضی حصص آسٹریلیا قوت و طاقت این طائفه روز بروز در افزونی است۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یک خصوصیت سیاسیہ زمانہ مسیح موعود را بدین طور  
 بیان فرموده است۔ کہ در آن هنگام حکام و ولایة بسیار شوند۔ چنانچه حدیثی از ابن  
 ابی عمیر روایت کرده است۔ کہ سرور دو جهان صلی اللہ علیہ وسلم فرموده است کہ  
 از علامات قیامت یکمی این است۔ کہ در آن ایام شرط بسیار باشد (صلیہ ابوعبید)  
 و شرط مدد گاران و نایبان حکام و ولایة را میگویند۔ چرا کہ پیشتر ازین نظام حکومت چنان  
 می بود کہ در همه دایمان محتاج باین قدر مدد گاران نمی بودند۔ بلکه در هر پرگنه یک دو  
 حاکم کافی دانسته می شدند تا درین زمانہ نظام سلطنت آسمانی تغییر پذیرفته است۔ و  
 شعبه ایست که دومی حکومت این قدر افزوده است کہ نسبت سابق صدرا چند  
 زیادہ احتیاج به افسران مدد گاری افتد۔ صیغه ایست پرتیس صحت عامہ۔ تسخیرات  
 تعمیر عامہ۔ بواسطہ۔ ریل۔ تلگراف۔ آہار۔ تجارتی مخدرات و مسکرات و معاینه و  
 نگرانی ذخیر ذلک چنداں صحت گرفته است۔ کہ پیش ازین به این وسعت و کثرت نبود  
 ازین جهت حکومت را ناگزیر است کہ با هر دایم عمده و فعله وسیع و کثیر معین نماید۔ تا او

اُمور سلطنت ہرج ومرج واقع نکر دو ۴

تغیر سے دیگر کہ در امور سیاسیہ زمانہ مسیح موعود واقع گردو۔ در بارہ آل آنحضرتہ  
صلی اللہ علیہ وسلم بدین گونہ ارشاد فرمودہ است کہ در آل عین حدود شرعیہ موقوف گردو  
چنانچہ ولیمی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ از نشانہائے زمانہ  
آخرین یکے ترک انفاذ حدود است (حج الکرامہ) پس این ہم واقع شدہ است۔  
الامام شام اللہ۔ در حکومت ترک و عرب و مصر و ایران و مراکش بلکہ خود در ممالک  
محدوسہ آل جم جاہ نیز ہجرت انبی ہر جم و برائے سارق حد قطعید جاری نیست۔  
بعض حکومتاے اسلام بذریعہ معاہدات بدیگر اہل دول از تعزیرات شرعیہ بازداشتہ  
شدہ اند۔ این علامت است آنچنان واضح و لائح است کہ در از منہ اقتدار اسلام ہر کس  
تصور این امر ہمہ گز نمی توانست کرد۔ کہ روزے احکام اسلام را آنچنین پس پشت  
انداختہ آید۔ و دول اسلامیہ اگر خواهند۔ باز ہم حدود اسلامیہ را نافذ نتوانند کرد۔

علاوہ از بیان این علامتا کہ با زندگی مذہبی یا اخلاقی یا علمی یا جسمانی یا سیاسی  
یا نسلی یا تمدنی بنی نوع انسان تعلق دارد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از علامات  
زمانہ مسیح موعود آل علامتا را نیز ظاہر ساختہ است۔ کہ با تغیرات مکانی تعلق پیدا  
مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات ارضیہ و سماویہ آں زمان را ہم بیان فرمودہ است  
بعضہ از اینا در اینجا نقل میکنم ۴

## تغیرات ارضیہ

حذیفہ بن الیمان نسبت حالت اندرونی زمین متعلق اشراط الساعت از آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرده است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیلے علامات قیامت را بیان فرموده گفت است کہ ہر گاہ این نشانیها بتوقع برسد پس منتظر ظهور بعضی بلاہا باید بود۔ یکے ازال خست است۔ و خست چنانکہ از علم طبعیات ثابت است بہ سبب زلزله شدیدہ پدید میگردد۔ پس مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از بیان خست بیان زلازل است۔ و ایں تغییر اندرونی طبقات ارضیہ نیز کہ بہ سبب آل زلازل بکثرت پیدامی شود۔ ظهور پذیر شدہ است۔ و در عرصہ بست سال گذشتہ آل قدر زمین لرزہا پدید آمدہ است۔ کہ در مدت سہ صد سال قبل ازیں ہم نموده است و آنقدر اموات دریں سنوات واقع شدہ کہ در چند صد سال ما قبل ہم واقع نشدہ بود۔

## علامات سماویہ،

علاوہ از تغییرات ارضیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعضی از تغییرات فلکیہ زمانہ مسیح موعود را ہم بیان فرمودہ۔ مثلاً اینکہ در آل اوان در ماہ رمضان آفتاب بزرگسوت و ماہتاب بزرگسوت بصورت خاص درآید۔ و نسبت ایں نشان آل قدر تاکید کردہ کہ ازال باز کہ آسمان و زمین پیدا شدہ ایں ہر دو علامت در تصدیق مسیح پیغمبر سے یا رسو سے ظاہر نگشتہ است۔ کما قال ان لمہدینا آیتین لمر تکونتا منذ خلق السموات والارض ینخسف القمر لا اول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ و لم تکونتا منذ خلق اللہ السموات والارض (دارقطنی صفحہ ۱۸۸) یعنی از حضرت امام باقر محمد بن علی بن زین العابدین رضی اللہ عنہ و عنہم روایت است کہ برائے

تصدیق مہدیؑ کا دو نشان است۔ و این ہر دو نشان از ابتدائے آفرینش زمین  
و آسمان پدید نیامده۔ یکے اینکہ ماہ را در شبِ اولِ ماہ رمضان خسوف واقع شود  
و دوم اینکہ آفتاب را در شبِ میانہ رمضان کسوف گیرد۔ و این ہر دو از ابتدائے  
آفرینش آسمان و زمین واقع نشدہ :

این نشان فی حد ذاتہ خصوصیات بسیار در خود میدارد۔ یکے این کہ این نشان  
بغیر مہدی از بدو خلق عالم الی یومنا ہذا برا سکتے بیچ مدعی ظاہر نشدہ۔ دوم۔ اینکہ  
بریں حدیث کتب اہل السنۃ و الجماعت و کتب مذہب امامیہ ہر دو اتفاق دارند  
پس این حدیث از شبہ تدلیس بالبدہ است مبراست۔ و خصوصیت سوم درین نشان  
این است کہ آن علامات خاص کہ دریں پیشگیری بیان شدہ است۔ و در کتب انبیاء و  
سابق نیز ہمین علمت نسبت آمدن مسیح مرقوم است۔ چنانچہ در انجیل متی است :-  
و لوقت بعد ضیق تلك الايام تظلم الشمس والقمر لا يعطى ضوءہ۔  
یعنی در ان وقت آفتاب تاریک خواهد گشت۔ و ماہ نور خود را نخواہد بخشید رستی  
باب ۲۴ آیت ۲۹) مطلبش بہ الفاظ دیگر این است۔ کہ در آن وقت آفتاب و  
ماہتاب را کسوف و خسوف پیش آید :

ہر چند ما آن پیش خبری ما را بقلم می آریم۔ کہ اکثر آن در احادیث است۔  
تا در اینجا ذکر این امر ہم بے موقع نیست۔ کہ در قرآن مجید نیز خداے تعالیٰ کسوف و  
خسوف را علامت عظیم برائے قرب قیامت قرار داده است۔ و سورہ قیامتہ  
میں فرماید۔ یسئل ایان یوم القیامہ۔ فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع  
الشمس والقمر یعنی منکر قیامت می پرسد کہ برائے قیامت کدام وقت مقرر است

ما علامت آن را شرح میدهم که قیامت وقتی برپا شود که چشم انسان خیره گردد -  
 (یعنی چنان قسم عبادت ظاهر شوند که مردم مستحیر مانند) و قرص قمر تیره گردد - و باز هر  
 ماه راجع کرده آید - یعنی چنانکه قمر را حالت خسوف پیش آید - آفتاب را نیز حالت کسوف  
 روی نماید - پس از آنجا که بعثت مسیح موعود از نشانات قرب قیامت است بنام  
 علی از مصحف مجید تا میث حدیث مذکور ظاهر است .

الغرض این پیش خبری چنان که در صدر مذکور شد - اهمیتت خاص دارد و  
 درین زمانه که ما ایم - در سال ۱۳۰۲ هجری مطابق ۱۸۹۲ م این نشان عظیم الشان با الفاظ  
 و مفهوم خود که در حدیث شریف وارد است - در ماه رمضان المبارک در اول  
 شب از شب ثانی مقرر خسوف یعنی در شب یازدهم قمر منخسف شد - و همچنین در روز  
 میان نهم و دهم مقرر خسوف یعنی روز بیست و هشتم جرم شمس منکسف گردید - و این نشان  
 در عهد آن شخص فرخ مہد واقع شد - که بحکم خدا تعالی مہدویت کرده بود - پس برائے  
 ہر یک از مسلمانان از دو طریق یک طریق راگزیدن ناگزیر است - یا بر پیش خبری  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورد - و آن بیان آنکه در دوسے ذکر یافته است  
 کہ این نشان کہ در روزگار بعثت او در شب یازدهم نواہ رمضان قمر را - در روز بیست  
 ہشتم از ہماہ رمضان شمس را خسوف و کسوف واقع شود برائے یکس بجز از  
 مہدی قرار داده نشدہ - و قرآن کریم و صحف انبیاء ہم شویہ آن است (تصدیق کند  
 و آن مدعی مہدویت را کہ خدا سے تعالیٰ این نشان را بورد و عوٹی مہدویت او ظاہر کرد  
 است - بدل دجان قبول کند - و یا خدا را در رسول او را بگذارد - و بگوید کہ اس  
 نشان کہ برائے مہدی بیان کرده شدہ است - در حقیقت مسیح نشانی نیست زیرا کہ

از اہل اثبات صداقت دعوی مدعی خلاف عقل است ❖

بعض مردم اعتراض میکنند کہ درین پیش خبری این خبر داده شدہ است کہ  
 قمر در شب اول خسوف واقع شود و شمس را در نیمہ ماہ کسوف گیرد۔ و اما آن خسوف  
 و کسوفی کہ اورا شما پیش میکنید۔ او در شب سیزدہم در روز بستی و ششم واقع شدہ۔  
 لیکن این اعتراض بہ اندک تدبیر غلط و خلاف مضمون حدیث ثابت می شود۔  
 این معتزین نمی بینند کہ آفتاب و ماہتاب را غیر از تاریخیہ لغت مقررہ خاص آہنا  
 کسوف و خسوف پیش نمی آید۔ درین قاعدہ مستمرہ تا وقتیکہ کائنات عالم زیور  
 زبر نگرود۔ و نظام دنیا تہ و بالا نشود۔ فرقی واقع شدن محال است۔ و اما اگر آن معنی  
 واضح تسلیم کردہ شود کہ این معتزین گمان کردہ اند۔ آل علامت قیام قیامت میتوان  
 شد۔ نہ علامت قرب قیامت و زمانہ مہدی ❖

علاوہ ازین این مردم لفظ "اول" و "نصف" را می بینند۔ لیکن بجانب لفظ قمر نظر  
 نمی اندازند۔ کہ ماہ شب اول را در زبان عربی ہلال میگویند نہ قمر۔ نام قمر از شب  
 چہارم بردہ و اطلاق می یابد۔ چنانچہ در اقرب الموار است :- وهو قمر بعد ثلاث  
 لیالی الی آخر الشهر اما قبل ذلک فهو ہلال۔ یعنی ماہ را بعد از شب سوم قمر  
 گویند تا آخر ماہ۔ اما تا شب بنام ہلال موسوم است۔ پس با وجودیکہ در حدیث لفظ  
 قمر است۔ و با وجود این قانون قدرت کہ ماہ را در شب سیزدہم و چہار دہم و پانزدہم  
 خسوف می آفتند در روز غرہ از لفظ "اول" شب اول از ماہ مراد داشتن۔ و شب  
 اول از شہمائے خسوف نہ ہمیدین سراسر خلاف عقل و انصاف است۔ و غرض دعا  
 او جز ازین کہ کلام خدا و کلام رسول دروغ گردد۔ و مردم بر کیمیا از آسمان آیدہ

است۔ ایمان نیارند۔ دیگر یسوع بہ نظر نمی آید ۰  
 بحاصل این نشاںہا آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے زمانہ یسوع موعود  
 قرار داده است۔ و ہر چند بعض ازینہا از ان قبیل است کہ بر یسوع موعود و بر زمانہ او  
 شہادت و علامت است۔ لیکن فی الحقیقت غرض آل سرور دو جہان از بیان  
 این نشاںہا این است کہ حالات زمانہ یسوع موعود بحیثیت مجموعی بہ پنجے پیش مردم  
 واضح و واضح گردد۔ کہ یسوع کسے را اصلاً گنجائش شکے و شبہتے نہ ماند ۰  
 دریں امر شکے نیست کہ طاعون در زمانہ پیشین نیز انتشار یافتہ است۔ و  
 زلزله ہا نیز آمدہ است۔ قمار نیز بکثرت بود۔ و اخلاق مردم در زمانہ گذشتہ اکثر متغیر  
 می شد۔ و فضاہی را نیز قبل ازین ہم در زمانے در یک حصہ معتدبہ عالم اقتدار شہیر  
 بودہ است۔ مگر سوال این است۔ کہ گاہے این ہمہ حالات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم در بارہ زمانہ یسوع موعود بیان فرمودہ است۔ در یک وقت جمع شدہ است  
 یا جمع شدن اینہا در زمانے دیگر امکان میدارد؟ جواب این سوال غیر ازین نیست  
 کہ نہ ہرگز نہ۔ اگر شخصے را کہ از حالات این زمانہ آگاہ نہ باشد۔ اول از اخبار آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ کردہ آید۔ و بعد از ان در دست او مجموعہ تواریخ عالم دادہ  
 شود۔ کہ این را من اولہالی آخرہ بغور مطالعہ کردہ بیان نماید۔ کہ یسوع موعود در کدام  
 زمانہ ظاہر شدہ است۔ پس آل شخص از زمان آدم علیہ السلام تا آغاز زمانہ حال  
 قطعاً یسوع زمانہ را از زمانہ یسوع موعود قرار ندہد۔ و لیکن چون بر حالات این زمانہ کہ بر سر ما  
 می رود۔ نگاہ اندازد۔ بے اختیار این حرف بر زبان او جاری شود۔ کہ اگر آنچہ  
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ راست است۔ پس لاریب ہمیں

زمانه لائق بعثت مسیح موعود است. زیرا که از یک طرف که توچهی مردم را نسبت  
 امور دینی ملاحظه کند. و از طرف دیگر ترقی علوم دنیویہ را بدرجہ غایت رسیده  
 مشاهده نماید. سلطنت مسلمانان را از پایه اقتدار یکی افتاده یابد. و شوکت و قدرت  
 عیسویہ را بعد از تنزل رده ترقی و عروج معاینہ کند. بلکه نصاری را بر سائر دول  
 متصرف و مخالفان ایشان را در حالت مسکنت ببیند. با وجود ترقی علوم طبیعی و طبیعہ  
 اگر نقشہ بر بادی عمرات از امراض طاعون و انفلوئنزا که تباہ کننده عالم است.  
 پیش نظر دارد. و نسبت یافتن این امراض بر کرمهائی ارضیہ یابد. و باز مردم را  
 در رسوم و بدعات مبتلا ببیند. و بر کالسکه، سنجار و مرکب دخانیہ اطلاع پیدا کند و  
 گرمی بازار بانکہائے سود را ملاحظہ کند. و زلزله را که بکثرت واقع شده معلوم  
 کند. و خروج یاجوج و ماجوج را در اوج و عروج یابد. و بر کسوف و خسوف آفتابی  
 باہتساب و دقت خاص نظر برگمارد. و در ممالک کثرت و قوت زمرہ مزدوران  
 و اہل حرفہ را ببیند. لاریب ہر ہر صفحہ و ہر ہر سطر تاریخ این زمانہ و واقعات و سوانح  
 این روزگار حاضرہ درین دلش رامی کشد. کہ ہمین زمانہ زمانہ مسیح موعود است  
 و علیحدہ علیحدہ بر یک یک نظارہ نظر ناکرہہ بلکه بر حیثیت مجموعی جملہ نشاۃنہا کہ در این زمان  
 ہویدا گشتہ اند. اگر غور نماید. البتہ دلش در سینہ بر خود بطبیر و دور دست و پائیش  
 لرزہ در آفتد. و نظر از مطالعہ کتاب سوانح زمانہ گرفتہ این حرف ہر زبان خود  
 براند. کہ کار غور و تفحص و تدبیر و تفکر من بیابان رسیده است. زیادہ ازین جستجو  
 فضول است. بیشک مسیح موعود درین زمانہ نازل شدہ است. و اگر نازل نشدہ

سلہ درین مقام بیان نمودن آن اعتراض مناسب می نماید کہ مخالفان ما آنرا بزم عم خود

است۔ باز گاہے نازل نخواهد شد ❖

# دلیل سوم

## نفس ناظفہ

### آفتاب آمد دلیل آفتاب

بعد از اثبات این مدعا کہ زمانہ مستدعی مصلحی است۔ وہ آواز بلند یک اصلاح  
نمانندہ حالات خود را صد امید ہر کہ ع۔ پس از آنکہ من نام پھر کار خواہی آمدہ و  
پس از ثابت کردن ہشہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ مصلح این زمانہ پرا آشوب غیر از مسعود  
و مہدی مسعود کسے دیگر نتواند بود۔ و نیز بعد از اثبات این امر کہ از آنجا کہ بانی سلسلہ  
احمدیہ خاصہ بدعوئی مسیح موعود و مہدی مسعود بودن قیام نموده است۔ پس دعویٰ را  
رد کردن گویا البطل سنت الہی و توہین اقوال حضرت رسالت پناہی صلی اللہ  
علیہ وسلم است۔ حال آن دلائل و براہین را پیش می کشم۔ کہ بدان ثابت و مستحق

بقیہ حاشیہ ۱۔ یک اعتراض قوی تصور میکنند۔ و ہر ہذا کہ قبل از ہشت مسیح موعود خبر خروج  
دجال در احادیث وارد است۔ اما دجال ہنوز خروج نکرده است۔ لہذا مسیح موعود نیز نازل  
نشده است ❖

اما اگر خبر خروج دجال بطور پیش خبری نمی بود۔ لاجلہ این اعتراض حقیقتی میرداشت لیکن  
ظاہر است کہ این خبر بطور یک پیش خبری واقع شدہ است۔ و در پیش خبری با عادت اللہ تعالیٰ  
است کہ آہنا (بہ استثنائے بعضی) ہوارہ تعبیر طلب می باشد۔ لہذا این پیش خبری نیز محتاج تعبیر  
است۔ بناءً علیہ اعتراضیکہ کہ در حدیث حقیقتی ندارد۔ یک مسلمان در سورہ یوسف آیت  
والشمس والقمر والیوم لی ساجدین۔ و در سورہ الصافات فی المنام اتی  
اذ بحدک تلاوت کردہ و تعبیر این ہر دو را ہمیدہ بازم اگر در حدیث کے وجہ غیب الحافقت

می گردد - که حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام در دعوتی خود راست باز و  
از بارگاه وصییت باموریت در رسالت ممتاز و سرفراز بودند - و پیشتر از جمله دلائل  
دلیل نفس ناطقه را بیان می کنم .

و مراد من از نفس ناطقه اینجاست که یک اصطلاح کتب علوم فلسفیه است  
بلکه مراد من از نفس ناطقه آن نفس است که حق تعالی در قرآن کریم دلیل صادق بودن  
آن خود آنرا قرار داده است - چنانچه فرموده است :- و اذا نتلی علیهم آیاتنا بینات  
قال الذین لا یرجون لقاءنا انت بقران غیر هذا او بدله قل ما لیکون لى ان  
ابدله من لقاء نفسى ان اتبع الا ما یوحى الی انی اخاف ان عصیت ربى عذاب  
یوم عظیم - قل لو شاء الله ما تلوتہ علیکم الا ادر لکم به فقد لیت فیکم عمرا  
من قبلہ افلا تعقلون (سوره یونس) ترجمه - هر گاه خوانده میشد - بر ایشان آیات  
احکام ما میگویند منکران لقاء ما که باید که بیاری قرآنے بغیر این - یا آنچه در وقتے قابل  
اعتراض است آنرا بدل کن - بگو هرگز مرا ملایق نیست که از نفس خود تبدیل کنم قرآن را

یقیناً حاشیه - باشد - وائے بر حال او افسوس که مردمان رهنمیدین فخر و جمال احادیث دیگر و  
سنت الله را از دست می دهند - هر گاه از احادیث صحیح ثابت است که پیش از آمدن مسیح موعود  
دجال خروج نماید - و این نیز ثابت است که در آن صحن بر روی زمین غلبه نصاری سجد کمال خود  
برسد پس غیر از این نتیجه نمی بر آید - که مراد از دجال وجود نصاری است - زیرا که اگر وجود نصاری  
غیر از وجود دجال است - پس درین صورت در یک وقت غلبه دجال و غلبه نصاری چگونه صورت  
می پذیرد - لهذا غلبه هر دو در زمانه واحد بر اهل بصیرت آشکارا می سازد - که فی الحقیقت این هر  
نام برائے شخص واحد است - نصاری و دجال است و دجال نصاری - و از امرے دیگر نیز ثابت  
می شود - که فتنه نصاری همان فتنه دجال است - زیرا که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجهت محفوظ ماندن  
از فتنه و دجال تواریخ سوره کهمت را نازل فرموده است - چنانچه فرموده فتنون ادر که



من محض پیروی می کنم۔ آں چیز سے را کہ بر من نازل شدہ است۔ وہی ترسم کہ اگر  
 نافرمانی کنم۔ بعد ازاں روز بزرگ مبتلا گردم۔ بگو اگر خدا تعالیٰ سنجو است۔ من اس  
 قرآن را بر شما نمیخواندم و نہ آگاہ میکردم شمارا بہ آں تحقیق پیش ازین یک عمر  
 در میان شما گذرانیدہ ام۔ آیا درین امر تفکر کردہ نمی فہمید۔ کہ مثل من یک انسانے  
 ابداً دروغ نگوید۔ بلکہ لاینقطع حرف راست از زبان خودی برآورد ۛ

ایں یک دلیل است تین کہ قرآن کہیم بر صداقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 بیان فرمودہ است۔ و ایں دلیل برائے صداقت ہر مدعی یک سندے است قوی  
 آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ و همچنین خود نفس ہر صادقے دلیل صدق اوست۔  
 کہ بیانگ بلند ہر موافق و مخالف و دوست و دشمن و واقف و ناواقف و خوش بیگانہ  
 و ہر بار و اختیار را مخاطب کردہ میگوید۔ کہ خود مرا بہ بینید۔ و پیش از انکہ تخطیب من  
 کنید۔ تا تل کنید۔ کہ آیا شما مردم می توانید۔ کہ مراد دروغگو قرار دہید ؟

بقیہ حاشیہ :- منکم فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکہف فانہا جوارح من  
 فتنہ۔ دور ابتدائے سورہ کہف را دعقاید نصاریٰ است۔ چنانچہ آں آیہ این است۔  
 وینذ الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ درین آیہ خدا تعالیٰ میفرماید۔ کہ خدا ایں کتاب را  
 بلایے آن نازل کردہ تاکہ یدریدہ آں کسائے را بہتر سازند۔ کہ ایں عقیدہ سیدارند کہ خدا تعالیٰ  
 فرزند گرفتہ است۔ لهذا ثابت شدہ کہ فتنہ و جال غیر از فتنہ نصاریٰ نیست۔ زیرا کہ علاج مرض  
 بر تشخیص موقوف است۔ اگر فتنہ و جال از فتنہ نصاریٰ جدا بود۔ ہرگز آنحضرت صلعم برائے  
 محفوظانند از فتنہ و جال تلاوت آں آیات کریمہ را کہ در اں ذکر و جال مطلق نیست۔ بلکہ  
 در اں دعقاید نصاریٰ است۔ ارشاد میفرمودہ پس تلقین آنحضرت صلعم برائے دفع فتنہ و جال  
 بہ ایں آیات واضح میکند۔ کہ پیش آنحضرت صلعم روحنا فداہ و جال ہیں زمرہ اشاعت کنندگان  
 کیش عیسویت است ۛ

آیا مرا کاذب قرار داده آن همه ذرائع که شما بآنها حقیقت اشیاء را میدانید باز دست شما بدر نمی روند؟ و آیا مرا منقصری قرار داده بر روی شما آهنگه ایو اب که از آن داخل شده باشد بهر مقصود هم آشوش می شوید مسدود نشوند همه اشیائی دنیا بیک سلسله منظمه وابستگی بیخوابد و هر چیز بهارج و مرقاتی و معارج تعلق میدارد و نیز بگوئیمها را بے تعلق بهارج و رمیانی کما لے حاصل آید و وندی با بغیر گذشتن از منازل و رمیانی به انتهای خود برسد باز چگونه صورت اسکان میدارد که هر دو نده که روئے خود به مغرب کرده تگسا و پوسے کند ناگاه خود را در انصائے مشرق بیابد و هر تازه که بجانب جنوب بتازد ناگاه بنقطه شمالی برسد من تمامت عمر خود در میان شما بسر کرده ام - کوچک بودم بزرگ گردیدم - من در چشم شما از طفلی بجوانی و از جوانی به پیرانه سالی رسیدم - واقفان حالات جلوت من در میان شما موجود اند

بقیة حاشیہ :- در نفس الامر مردم را در فهمیدن حقیقت حال منظاره سخت پیش آمده است که آنرا فرمے از افراد انسانی فهمیده اند - حالانکه مراد از ذوالحال شخص واحد نیست - چنانچه در آیه العروس است - او من الذی جالته بالفتن الذی یبدل للرفقة العظيمة تعطفی الارض بکثرة اهلها و قبیل هی الرفقة تعمل المناخ للقبائل - و در اقرب الموارد است - الذی جال الرفقة العظيمة - یعنی دجال جماعتی عظیمه را میگویند که زمین را بجزت اهل خود چو شد و گفته شده است که دجال آن جماعت را نیز گویند که اسباب تجارت را با خود بر دارد - و صراحت نوشته است - دجال مثل دجاله گروه بزرگ را میگویند - و ظاهر است که حسب لغت این تعریف بر منادی کنندگان انجیل به اصرار و بر صادق می آید - که ایشان علاوه از تجارت کتب مذہبیه خود دیگر آئینہ بر قسم هم که موجب و پستی مردم باشد - بفرض کامیالی تبلیغ خود بانو میدارند و تجارت اسے گوناگون با کار و بار تبلیغ مذہب خودی کنند - و همچنین معنی دجال الموهه نوشته است - یعنی کسی که طبع سازی کند - و از پادریان

دراز دارانِ خلوت من نیز در شما هستند۔ پیچ کار و کمر دارین از شما پوشیده نیستند و  
 پیچ سخن و گفتار من بر شما پنهان نیست۔ آیا در شما کسی هست کہ دعویٰ کند کہ من گمان  
 دروغ گفته ام یا بر احد سے جفا کئے کرده ام۔ یا بے کسی فخر و فریب کرده ام  
 یا کسی را بر او داده ام۔ یا حق کسی را زیر زده ام۔ یا طالب جاہ ہے شدہ ام۔ یا  
 برائے حاصل کردن حکومت و امارت گاہے سعی کرده ام۔ شما در ہر میدان مرا  
 آزمودہ اید۔ در حال و قال من تنقید نمودہ اید۔ مگر ہموارہ قدم مرا بر جادہ اعتدال  
 استوار یافتید۔ و از ہر عیب و غش مرا پاک دیدید۔ حتی کہ از ہر دوست و ہر دشمن  
 خطاب صادق و امین شنیدم۔ پس این حیثیت۔ کہ تا بجاہ و دیروز راستی شعار و  
 راست کار و از کذب و زور دور بودم۔ و صدق بر قول و فعل من فخر و مہمات  
 میکرد۔ و شما بر ہر گفتار و کار و کردار من اعتماد میکردید۔ مگر از صبح امروز دفعۃً  
 واحدہ بے پیچ درنگے و دیر سے در سائر احوال و اقوال من انہیں تغیرے انقلابے

بقیہ حاشیہ :- مذہب عیسوی کہ ام کس در دنیا زیادہ ملیح سازد باشد۔ کہ بر یک انسان  
 بندہ خدا است۔ با اقوال سخیفہ و اولیٰ و اہمہ خود ملیح خدائی میکنند۔ تا در نظر احمقان و اہلبان  
 اور اہل خدائی و انانید ۹

باقی ماند این امور کہ دجال عور باشد۔ و خرے داشته باشد خیمے دراز کہ بالائے سرش  
 دخان مثل لکے ابر باشد۔ این ہمہ امور تغیر طلب است۔

از یک چشم بودن او مراد کوری روحانی اوست۔ زیرا کہ جانب سینہ در عالم رؤیا ہموار و  
 دال برین و دین می باشد۔ و از عور العین الیمنی بودن دجال مراد این است کہ از من دین  
 و روحانیت بکلی محروم و بے نصیب باشد۔ و فر دجال ہیں کا لکے پنجاہ راست کہ در خاک سجیہ  
 نصاریٰ آنرا اختراع کردہ اند۔ رفتار او مشابہت تامہ بہ فر دجال میدارد۔ و بذریعہ آب و  
 آتش قطع مسافت میکنند۔ و پیش او لکے ابر سے از دخان می باشد۔ و منادی کنندگان

پدید آمد۔ کہ بدتر از ہر بدترے۔ وگنہ و ترا از ہر گندہ ترے گشتم ہمیشہ ازین گاہے بر دم  
 دروغ نہ بستہ بودم۔ و حالاً بیک بارگی بر خدا تعالیٰ افترا کردن گرفتہ۔ آیا در قانون قدرت  
 آہی اینچنین مثلے یا نظیرے واقع شدہ است۔ اگر معاملہ من با شما بچیت یک  
 دور و زنی بود۔ البتہ این خیال گنجائش میداشت کہ من بہ تکلف خود را اینچنین وا  
 نمودہ بودم۔ و اگر صحبت سالے یا دو سالے ہم می بود۔ باز ہم شامی توانستید گفت  
 کہ من بچیت فریب اولن شما اینچنین رفتار را اختیار کردہ ام۔ لیکن من از روز  
 ولادت تا این زمان کہ دعویٰ سیح موعود بودن کردہ ام۔ عمر خود را در میان شما گذرانیدہ  
 ام۔ عمدتاً غلی من بچشم خود دیدید۔ جوانی مرا مشاہدہ کردید۔ روز کہ ولادت من در شما  
 گذشت۔ پس تا این مدت دیدید و عرصہ بعید چگونہ کسیہ با تکلف خود را برای گونہ توان  
 داشت در آیام طفولیت کہ انسان را بیخ خبرے از نیاس و بد خود نمی باشد چگونہ  
 تصنع بکار بردم۔ دور آیام جوانی چنانکہ انتہ و دوانی کہ آیام سستی دکامرانی باشد

بقیہ ماشیہ :- کنیش نصاریٰ از ان فائدہ برگرفتہ در انحصارے علم رسیدہ اند  
 الغرض این اعتراض کردن نیلہ نامناسب است کہ این ہمہ تاویلات است۔ زیرا کہ از  
 شہادت مجرب صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است کہ تمام پیش خبری ہا کہ نسبت دجال روا  
 شدہ است۔ ہمہ تاویل طلب است۔ چنانچہ در حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ آمدہ است  
 کہ روزے رسول خدا صلعم برائے دین ابن صیاد کہ اخبار عجیبہ در حق او شنیدہ بود۔ تشریف بُرد  
 و از سخنہائے کہ باوے در میان آمد۔ معلوم شد۔ کہ او را القائے شیطان است۔ حضرت  
 عمر بہ چیت قتل او تیغ برکشیدہ و سوگند یاد کرد۔ کہ دجال ہمین است۔ و بر قتل نمودن او آمادہ  
 شد۔ مگر آل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر را از قتل او باز داشت و فرمود اگر این  
 دجال نیست۔ قتل او جائز نیست۔ و اگر دجال است۔ پس قتل او بر درست سیح موعود مقدور است  
 لے عمر قو اور انیتوانی کشت (مشکوٰۃ قصہ ابن صیاد) ازین حدیث استفادہ می شود کہ ہر قدر

چگونہ جذباتِ نفسانی را ضبط نموده حالاتِ خود را از نظر باہمنان داشتن توانستم۔  
 آخر خدا را اندکے غور فرمایند کہ آئینہ فریب از عہد ہمدالی اللہ از کجا و از  
 کدام در وقوع آمدن چشم سر دیدہ اید۔ یا بگوش ہوش شنیدہ اید۔ و اگر بعد غور  
 و افروغی متکاثر روزگار حیات مرابے عیب و بے لوث بلکہ از سرتاپا مجموعہ  
 نیکیوں ہا و تمثال صد اقتہا و مرقع خوبی ہا یافتہ اید۔ پس آفتاب را دیدہ دم از  
 شب تاریک مزینید و در کمال روشنی شکایت از خلعت نکشید۔ شمارا علاوہ از  
 نفس و ذات و وجود من بجانب کدام دلیل احتیاج است۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب  
 پیش ضیائے آفتاب حالات من ضرورت کدام دلیلی دیگر است۔ و بعد از  
 راہ و روش گذشتہ من حاجت بکدام حجت باقی مانده است۔ نفس من خود بر من  
 شہادت صد اقت میدہد۔ و روزگار حیات من بر سر من خود تاج راستی می  
 نهد۔ ہر کدام از میان شما اگر اندکے در گم میان خود سر فرو بردہ تامل کند۔

بقیہ حاشیہ :- احادیث کہ متعلق و جال آمدہ است۔ ہمہ تعبیر طلب است۔ حتی کہ بعض  
 شرح احادیث نگاشته اند۔ کہ حال و حال بر سرور عالم نیز بہم مانده است۔ زیر کہ درین باب  
 صحیح وحی نازل نشدہ است (کہذابی مظاہر حق۔ ترقی مشکوٰۃ۔ جلد چہارم صفحہ ۳۷۰) و ظاہر  
 است۔ کہ چون حضرت عمر ابن عبیدار و جال قرار دادہ سو گز خورد۔ و آنحضرت صلعم اورا  
 ازین سخن باز نہ داشت۔ حالاکہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نشان و جال این قرار دادہ  
 بود۔ کہ بر پیشانی او لفظ ک۔ و ت۔ ر۔ نوشته باشد۔ چنانچہ ازین حدیث ظاہر است۔ عن انس  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامن ہی آلا و قد اندرامنہ الاعور  
 الکذاب الا انہ اعور دان ریکم لیس باعور ملکوت بین عینہ ک۔ و ت۔ ر۔  
 متفق علیہ۔ و نیز ایگہ کہ چشم باشد (ترذی از انس) و ایضاً در مدینہ داخل شکرود (ترذی  
 عن ابی سعید) مگر ابن عبیدار صحیح علامت بیگہ ہم با خود نمیداشت۔ نہ اعور عین الیمنی بود۔

دل و دماغش دریں بارہ شہادت دہد کہ لاریب راستی بظیفیل این شخص قائم است۔ و  
قیام این شخص از راستی است۔ راستی بریں فخر دارد۔ داین راستی۔ داین مدعی بیگمان  
بر جہت اثبات صداقت محتاج چیزے دیگر نیست۔ آفتاب خود دلیل وجود آفتاب کافی  
است ❖

ہمین است آن دلیل کہ دل ابو بکر صدیق را بسبل ساخت۔ دہمین است آل برہان  
کہ ہموارہ مردم صداقت پسند را بتاثر خود مشقوت خواہد کرد ❖  
زرقانی می نویسد۔ کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شد۔ ابو بکر در آل  
حین در خانہ آشنائے ہمان بود۔ از کینزے کہ اورا آزاد کردہ بود۔ این حرف شنید  
کہ زوہرہ یار شامادیحیہ رضہ میگوید۔ کہ شوہر ہر من مثل موسی خلعت نبوت یافتہ است۔

بقیہ حاشیہ :- و نہ در میان ہر دو پیش ک۔ ف۔ ر۔ کہ کتب بود۔ این نشان بار پیشانی او دیگر  
مسلمانان در کتاخود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم ندیدند۔ وہم اور مدینہ سکونت میرداشت باگہم  
علامات کہ نسبت دجال وارد است۔ در شکل اصلی خود واقع شدنی بود۔ چرا رسول کریم صائم در بارہ  
ابن صیاد تردد ظاہر نمود۔ دچرا سخن حضرت عمر را رد فرمود۔ دچرا گفت کہ آیا از من نشنیدہ؟ کہ  
دجال یک چشم باشد۔ دابین ہر دو چشم ک۔ ف۔ ر۔ مرقوم باشد۔ ددر مدینہ داخل نشود۔ پس  
رد نہ کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ سخن حضرت عمر را بلکہ بر اس اظہار تردد و نمودن  
آیات ثابت نمی کند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ جائز میداشتند۔ کہ در بارہ دجال  
ہر چه گفته شدہ است۔ آل سخن در ظاہر الفاظ خود واقع نہ گردد۔ بلکہ در صورت دیگر نمودار  
شود۔ دہر گاہ کہ خود جناب رسالتا تب صلی اللہ علیہ وسلم ہم پیش خبری ہائے متعلقہ دجال  
را قابل تعبیر و تاویل دانستہ باشد۔ دیگر کیسے را چہ رسد۔ کہ از واقعات روے گردانیدہ  
داین ظاہر الفاظ را گرفته ماند۔ دور سخن و مطلبش غور و تدبر نہ کند۔ منہ

اے عاشقِ صداقت! اس سخنِ راشنیدہ بے تابانہ بجزمتِ آن حضرت رسیدہ کیفیتِ واقفہ  
 را پُرسید۔ فرمود بے من رسولِ خدا ہستم۔ وحیِ الہی یافتہ ام۔ ابو بکرؓ بجز دشمنین  
 ایں حرفتِ ایمان آورد۔ ارشاد شد مادعوۃ احدثاً الی الاسلام الا کانت عندک  
 کبوةً ونظرٌ وترددٌ الا ما کان من ابی بکر ما علمت عند حین ذکر ت لہ۔  
 یعنی ہر کسے را کہ بسوئے اسلام دعوت کردہ ام۔ بالضرور در دل و سہے درینے و  
 فکرے و ترددے پیدا شدہ است۔ بجز ابو بکرؓ کہ چون اورا دعوتِ اسلام دادم  
 ہرگز در اسلام آوردن متردد نشد۔ بلکہ بے درنگ اسلام آورد۔  
 آخر آنچه چیز بود؟ کہ دل ابو بکرؓ را بغیر از دیدن معجزہ یا نشانی بجانبا ایمان  
 جذب نمود۔ اے نفسِ ناطقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ کہ ابو بکرؓ قبل از مشرف  
 بہ اسلام شدن جوہرِ صداقتِ آنرا دیدہ بود۔

حضرت خدیجہ رضی و علی رضی و زید بن حارثہ باہیں دلیلِ ایمان آوردند۔ چنانچہ  
 صدیقہ کبریٰ کے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایں دلیل را بوضاحت تمام در وجہ ایمان آوردن  
 خود بیان نمودہ است۔ کہ چون جبریل امین در غار حرا بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 آشکارا گرود۔ و اے جناب رسالتا کہ بہ خانہ مراجعت نمودہ اے ماجرا را باخدیجہ  
 فرمود کہ لقد خشیت علی نفسی (بخاری کتاب العلم بدر الوحی) یعنی مرا برائے  
 جان خود اندیشہ پیدا شدہ است۔ اے صدیقہ بیاسخ عرض کرد۔ کلا واللہ لا  
 یخزیک اللہ ابدأ اناک لتصل الرحم وتكمل الکمل وتکسب المعدوم وتقوی  
 الضعیف وتعالین علی نواب الحق۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم برائے جان خود  
 ہرگز فکر و ہراس کن۔ قسم بخدا کہ خداستغالی بیخ گاہ ترا در بلا نیگند۔ چہر کہ تو باخوشی

بخاری جلد ۱۲، کتاب ۱، باب ۱، حدیث ۱۰۰۰

بہ نیکوئی سلوک میکنی۔ ویا رہیچارگان می بری۔ وہ خلق نیک کہ از مردم گم گشتہ بود  
 تو آنرا برائے خود پیدا کردہ و مہمانان را دوست میداری۔ و در صعب ہتائے جائز  
 معونتِ ظالم میکنی ❖

الغرض اولین دلیل اندرونی بر صداقت نبی نفسِ ناطقہ خود اوست۔ کہ بزبان  
 حال بر دعویٰ نبوت او شاہد باشد۔ و با وجود آن حاجت بجانب یح معجزہ آیتے  
 نیست۔ و این دلیل حجت، قاطعہ است۔ بر صداقت دعویٰ حضرت میرزا غلام احمد  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ حضرت ایشان در قبضہ قادیان اباعن حد سکونت می داشتند  
 کہ در آن مردم سہ مذہب آبادند۔ ہنود۔ سکھ۔ دہل اسلام۔ و این ہر سہ طائفہ  
 از بدو طغولیت آنجناب نگران حال و واقف اوضاع و احوال ایشان بودہ اند۔  
 و نقلات تمدنی این مردم با خاندان حضرت اقدس و نیز با ذات ایشان از ان  
 قبیل نہ بود۔ کہ این مردم را با حضرت اقدس ہمدردی می بود۔ نہیرا کہ در عنقوان  
 جوانی آنحضرت در ملک پنجاب سلطنت انگلیشہ را تسلط پیدا شد۔ بجز و تسلط یافتن  
 قوم انگلیس ساکنان قبضہ قادیان کہ رعیت آباد اجداد حضرت ایشان بودند۔ بوجہ  
 انقلاب حکومت بجهت حصول آزادی خود با والد ماجد حضرت یح موعود نزاع  
 و خصومتے برآوردند۔ و این ہم نہ بود۔ کہ ذات مبارک یح موعود را ازین تنازعات  
 و خصومات بجلدگی دیکھوئی حاصل بودے۔ با وجود خلوت پسندی برائے چندے  
 بزور و تکم۔ حضرت ایشان را والد ماجد بفرزندان تدارک و پیروی مقدمات مامور  
 داشتند۔ و ایشان طوعاً و کرہاً آن خدمت مفوضہ والد خود را بہ انجام می رسانیدند  
 ازین جهت خود ذات بابرکات ایشان گویا نہ مقابل مردم گشتہ بود۔ قوم سکھ را



علی انخسوس عداوة سخت ہمیں خاندان بود۔ چرا کہ این مردم (در آیام استیلا خود)  
 این خاندان را از قصبه قادریان بدر کرده خود شاہ برائے چندے حکومت آن مقام  
 در دست آورده بودند۔ ازین سبب ترقی خاندان حضرت ایشان بر قوم سکھ خیلے ناگوار  
 خاطر بود۔ و رقابت عظیم و عداوت فحیم در دل میداشتند ❖

چون حضرت ممدوح از آغاز عمر اشتیاق خدمت اسلام میداشتند۔ و ہوارہ  
 بر خاندان نصاری و ہنود سکھ لائے عنود مباحثات و مناقشات تخریراً و تقریراً  
 در میان می آمد۔ بناءً علیہ پیران دین ہر سہ مذہب را پر فاشے و عنادے با ذات  
 بابرکات دست داده بود۔ مگر با آنکہ حضرت اقدس را با جمیع اہل مذاہب تعلق و  
 رابطہ بود۔ و بسبب دلچسپی و تعرض مذہبی با ہنگنان مخالفت بود۔ ہر فرد از ایشان  
 خواہ از ہنود باشد یا از سکھ یا نصرانی یا مسلمان اعتراف میدارد۔ کہ تمامت  
 حیات حضرت موصوف قبل از دعوائی ما موریت خیلے پاک و مبرا از نقص و عیب بود  
 است۔ و اخلاق فاضلہ و عادات طیبہ حضرت مسیح موعود بدرجہ اعلیٰ رسیدہ بود  
 و ہرگز در هیچ گاہ راستی و راست کرداری را از دست نمیدادند۔ و اعتماد مردم  
 بر حضرت ممدوح بجا غایت رسیدہ بود۔ کہ بسا اوقات دشمنان خاندان برائے  
 تصفیہ آل حقوق کہ در بارہ آہنا ایشان را با خاندان حضرت اقدس اختلاف می بود  
 بریں امر مصرمی بودند۔ کہ حضرت اقدس را در آن تنازعات حکم تجویز کردہ آید۔ تا  
 بہر چہ فیصلہ نمایند۔ قبول کنند ❖

الفرض ہمہ شناسندگان و ہر امر بذات آنجناب اعتماد گئی میداشتند۔ و  
 آنجناب را ایک مجسمہ صداقت و راستی یقین میکردند۔ ہمہ عیسائیان و ہنود و سکھان  
 عنود

باوجود اختلاف مذہب محترم بودند۔ کہ حیات آنحضرت خیلے مقدس و مطہر و بے لوث  
 و بے عیب بود است :

المؤذبی از خیالات و آرا کے مردم کہ نسبت حضرت ممدوح داشته اند لیکن  
 تخریمی کہم۔ اولاً آن تخریر را پیش می کہم۔ کہ از قلم شخصے بر آندہ است۔ کہ بعد از  
 بعثت حضرت موصوف مخالف اولین و عدو نخستین و عوائی ماموریت حضرت گردید  
 است۔ و ایں بہاں کس است کہ پیشتر از ہمہ مکفرین فتوئی تکفیر بر حضرت نگاشت است  
 و آن شخصے گنام و غیر معروف نبود۔ بلکہ او پیشوا و سردار ذوق اہل حدیث مولوی محمد بن  
 صاحب بٹاوی است۔ کہ در اثنا کے تقریظ بر کتاب براہین احمدیہ (کہ تصنیف حضرت  
 اقدس است) در جودہ اشاعت السنہ کہ زیر ادارہ خود شائع می کرد و نسبت حضرت  
 بدیں گونه شہادت ادا کرده است۔

۲ مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے  
 معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہوطن میں۔  
 بلکہ او اہل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتبہ  
 اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت  
 برابر جاری رہی ہے۔ اسلئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات سے بہت

واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لائق ہے۔ (اشاعت السنہ جلد ۶)

یعنی آنقدر کہ ما از حالات و خیالات مؤلف براہین احمدیہ آگاہی میداریم باز معاصران  
 ما کے کم داشته باشد۔ مولانا ہوطن ماہستند۔ بلکہ از او اہل عمر کہ رسالہ قطبی و شرح ملا  
 میخوانیم۔ ہمدرس ما بودند۔ ازاں باز تا امروز فیما بین ما و ایشان خط و کتابت و

ملاقات و مراسلات ہوا رہ جاری ماندہ است۔ بناءً علیہ این سخن ماکہ از حالات ایشان خبیله آگاہ ہستیم۔ قابل آن است کہ اورا مبالغتہ قرار دادہ شود۔  
 الغرض این بیان ایک معاند سے شدید متعلق این امر است کہ شہادت اور شہادت  
 نیست۔ بلکہ نتیجہ صحبت دراز است۔ و شہادت او این است :-

و ہمارے لئے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ) مولفہ سیدنا حضرت سید موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام مولف (اس زمانہ میں) اور موجودہ حالات کی نظر سے  
 ایسی کتاب ہے جس کی نظر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور  
 آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ اور اس کا مولف  
 بھی اسلام کی مالی و جانی و نفسی و سانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت  
 قدم نکلا ہے جس کی نظیر پیدے مسلمانوں میں بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے۔  
 ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغتہ سمجھے۔ تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب  
 بناوے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمن کلج  
 سے اس زور و شور سے مقابلہ کیا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار  
 اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و نفسی  
 و سانی کے علاوہ عالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو۔ اور مخالفین اسلام  
 اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تہدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو  
 کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ مشاہدہ  
 کرے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا غیر توام کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔ (اشاعت اللہ  
 یعنی در رائے ما این کتاب براہین احمدیہ اندرین زمانہ و بنظر حالات موجودہ

کتابے است کہ نظیر آن تا این زمان در اسلام تالیف نشده۔ و از آئینہ آگاہی نیست۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرًا۔ و موفش ہم در نصرتِ مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی و قالی اسلام چنان ثابت قدم ثابت شده۔ کہ نظیرش در مسلمانان پیشین کم بنظر می آید۔ اگر احد سے این الفاظ مارا مبالغہ ایشیائی پندار باید کہ مارا کم از کم یک کتابے مثل این کتاب بنماید کہ در ان با جملہ فرقہ مائے مخالفین اسلام علی مخصوص با فرقہ آریہ و برہموسلج آنچنین پُر زور مقابلہ کرده باشد۔ و باید کہ دو چار نفر از انصار اسلام ہم نشان بدہد کہ علاوہ از نصرتِ مالی و جانی و قلبی و لسانی نصرتِ حالی دین اسلام را ہم بذمہ خود گرفتہ باشند۔ و در مقابلہ مخالفین اسلام و منکرین الہام بہ سخدی مردانہ این دعویٰ کردہ باشند کہ ”ہر کہ را در وجود الہام شکے باشد۔ بر نزد من آمدہ تجر بہ و مشاہدہ نمایند“ و اقوام غیر را ازین تجر بہ و مشاہدہ مزہ ہم چشانیدہ باشند ❖

نسبتِ خدمتِ اسلام و رویہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام این رائے شخصے است کہ بعد از دعویٰ مسیح موعود کردن حضرت ممدوح مثل کفارہ کہ کہ نخست در مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لفظ صادق دایم بر زبان می رانند۔ نہ محض بر انکار دعویٰ مسیح موعود اکتفا کرد۔ بلکہ بقیعہ زندگی خود در تحفیر و تکذیب عناد گذرانیدہ اما مخالفت بعد از دعویٰ ماوریت و انکار بعد از بعثت ہرگز جحہ نمی باشد۔

قرآن کریم این مدعا را ثابت می کند۔ کہ ناممکن است کہ شخصے کہ مثل زبانِ ربمان سی و دو دندان از ہر جانب در حلقہ دشمنان باشد و با وجود این ہمہ عداوت از دشمنان خود بر صداقت خود شہادت بہم رساند۔ و باز بر خدا تعالی الکیبارگی کذیب

افترا بستن شروع کند حق تعالی ظالم نیست۔ ہرگز چنین شخصے را کہ از اعدا خود بر حیا  
 بے عیب خود فرائض اعتراف حاصل می نماید۔ این جزا نندہ کہ در یک روز شتران اس  
 گرداند۔ یک وقت آن بود کہ سخت ترین آذو طبع و مہیب ترین خطرہ و اندیشہ اورا  
 از شاہراہ صداقت باز نینداشت۔ و یا باز نوبت بد آنجا رسد کہ خداوند تعالی دل  
 اورا آنچنان مسخ کند کہ از ہول روز ستائیز و باز پرس قیامت نیندیشدہ  
 و فتنہ بر خداے تعالی دروغے و افتراے بہ بندو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 معاندان خود را ہر چند مرہ بعد اولی و کمرہ بعد اخرے دعوت میداد۔ کہ بر رویہ  
 گذشتہ من حرفے بگریید یا عیبے برارید۔ کہ ذات مرا حاصل اخلاق فاضلہ و دارا  
 فضائل حسنہ نمیدانستید۔ مگر حرفے از افراد دشمنان متصدی آن نشد کہ انگشت  
 بر فضائل دشمنان آنحضرت صلعم بہند یا بچندین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیز دعوے  
 نمود۔ کہ خدا تعالی مرا فرمودہ است۔ کہ این کس بردار من سوارخ زندگی تو داغ  
 عیبے نتواند نہاد (نزول المسیح صفحہ ۲۱۲) و بعد از الہام این کلمات مطابق دعوی  
 خود علی التواتر و التوالی مخالفان و معاندان خود را بہ تکدی تمام دعوت میداد کہ ایشان  
 در خلافت رویہ مقدسہ او چیزے پیش کنند۔ مگر بقدر سر موعے حرفے گرفتار نتوانستند  
 باوجود تحریص بسیار و ترغیب بیشمار احدے را یا رائے آن نشد کہ خلافت آن حرفے  
 از زبان بر آرد۔ و ہنوز ہم کسانے کہ حالات جوانی آنحضرت آرا دیدہ اند۔ شاہد  
 عادل این مدعا موجود مستند۔ و باوجود مخالفت شدیدہ شہادت این امر را منہی  
 داشتن نتوانستہ اند۔ و علاہ ہم نتوانند۔ کہ پردہ خلفا برال اندازند۔ کہ رویہ بہیہ حضرت  
 مسیح موعود در عالم شباب بہ پنج حیرت افزا اعلی بود۔ و بقول بسیارے از ہندوان

و سکھان و مسلمانان حیاتِ حضرت اقدس چہ در طفولیت و چہ در ریجان جوانی پہچ  
زندگانی مردانِ با خدا بود .

پس ہنسیکے نفسِ ناطقہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر صداقتِ خود یک بر آن  
زبردست بود۔ کہ خدا تعالیٰ در قرآن کریم رو بروئے مخالفان بطریقِ حجتِ ملزمہ  
پیش فرمود است۔ ہم بر آن نسق حیاتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز بر صدق  
و عوامی خود بر ہانے قوی بودہ است۔ کہ مسیح کس را یا راستے انکاراں نبود است۔  
پس نفسِ حضرت اقدس بر صدقِ خود شاہِ عدل است۔

## دلیل چہارم

(غلبہ اسلام بر ادیانِ باطلہ)

دلیل چہارم یا بلفظ دیگر دلائلِ قسم چہارم بر ثبوتِ صدقِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام این است کہ اللہ تعالیٰ بوسیلہٴ جمیلہٴ بعثتِ شان اُن پیش خبریِ عظیم الشان  
را راست ثابت کرد است کہ در قرآن مجید اُن را خاص خداست مسیح موعود قرار  
دادہ است۔ یعنی حق تعالیٰ بر دستِ ایشان دینِ اسلام را بر جملہٴ ادیانِ باطلہ  
غلبہٴ داون و انود است۔ حیث قال۔ هو اللہی ارسل رسولہ بالهدای و دین  
الحق لیظہر علی الدین کلہ (سورہ توبہ و سورہ فتح) یعنی اوسمانہ و تعالیٰ است۔  
آنکہ رسولِ خود را فرستاد است بہدایت و دینِ حق۔ تا این دین را بر جملہٴ ادیانِ غائب  
و از کلامِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم معلوم میشود۔ کہ این امر در زمانہٴ مسیح موعود  
صورت پذیرد۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحکمِ خدائے تعالیٰ شکستِ فتنہٴ دجال

وہا کہند باجوج و باجوج و کسریب نصاریٰ بروست مسیح موعود و مفوض ذکر فرمودہ است  
 و این فتن را بزرگ ترین فتنہ آسمی عالم بیان نمود است، عن عمران بن حصین  
 قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعة  
 امر اکبر من الذبحال (رداء مسلم) یعنی عمران بن حصین روایت دارد کہ رسول خدا ص  
 فرمود۔ در میان پیدایش آدم و روز قیامت مسیح امر سے بزرگتر و سخت تر از فتنہ  
 دجال نیست ۛ

و نیز این خبر داده کہ در آیام دجال حاسیان کلیسیا بر ہمہ ادیان علی الاعلان غالب  
 آئند۔ و چون اسلام را بر اہل کلیسیا غلبہ حاصل شود۔ ظاہر است کہ اسلام بسیار ادیان  
 غلبہ حاصل آید۔ لہذا ثابت شد۔ کہ مراد از آئیہ کہ میہ لیظہرہ علی الدین کلہ زمانہ  
 مسیح موعود بوده است۔ و بر این استنباط کہ ما کردہ ایم۔ قریباً ہمہ علماء و مفسرین با  
 اتفاق است۔ چنانکہ صاحب جامع البیان در جلد ۲۴ تصریح بدال کردہ است  
 کہ (و ذلک عند نزول عیسی بن مریم) یعنی ابن غلبہ دین اسلام در زمانہ  
 عیسی بن مریم خواهد بود۔ و قرائن عقلیہ نیز تا شید این معنی می کنند۔ زیرا کہ ظہور  
 جمیع ادیان چندانچہ دریں زمانہ شد است۔ در ازمئہ سابقہ از وجود اینہا خبر  
 و اثر کے نبود۔ بواسطہ فراہم آمدن ذرائع کماقی مردم و سہولت اشاعت کتب  
 بذریعہ ایجا و مطابع در دہا کے پیروان جملہ ادیان جو شے پیدا شدہ است۔ و انقد  
 کثرت و وفرة مذہب بنظر مے آید۔ کہ پیش ازین نبود۔

در عہد مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم محض چہار مذہب در مقابلہ دین <sup>اسلام</sup>  
 اسنادہ بودند۔ ملت مشرکین مکہ۔ مذہب یہود۔ دین نصاریٰ و کیش مجوس۔

پس در آن زمان هنوز وقت ظهور این پیشخبری نیامده بود۔ بلکہ در سہاں آوان فرارسید  
است۔ زیرا کہ درین ایام تمام ادیان ظاہر شدہ است۔ و بسبب مرکیب قضایہ  
و راصلہ سائے مختصر و دایجا و تلغراف و مطلق و غیرہ جملہ مذاہب سار یکدیگر بشدت تمام  
صلح می آرند ۛ

الغرض از قرآن کریم و احادیث نبوی و عقل سلیم واضح میشود۔ کہ علیہ اسلام  
بر سائر ادیان باطلہ بزمان مسیح موعود مخصوص و مقدر بود۔ و اصل خدمت و غرض  
بعثت او همین است۔ و بغیر شیعیان کس این کار را بر سر انجام نتواند داد۔ و کس  
کہ این خدمت را بجائے آورد۔ و این کار را بہ انصرام رساند۔ در مسیح موعود  
بودنش شک نیست۔ و از واقعات ثابت و محقق است کہ این خدمت را حق تعالی  
از دست حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ احسن و جودہ بہ انجام  
رسانید است۔ پس لا ریبیک موعود ہم اوست ۛ

حالت اسلام قبل از بعثت حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آنقدر  
خطرناک گشته بود۔ کہ خود از مسلمانان آنانکہ دانشمند و از حالت زمانہ آگاہ بودند آخین  
پیشخبری اُمی نمودند۔ کہ بعد چند سہ دیر یا زود از دین اسلام غیر از نام مسیح باقی نماند  
و حالات زمانہ نیز برین مدعا شہادت ادا می نمود۔ زیرا کہ مسیحیت بسرعت تمام اسلام  
را خورده می رفت۔ و خطرہ بود کہ در عرصہ یکصد سال اسلام نیست و نابود شود۔ و  
مسلمانان بمقابلہ سحیان اینقدر ہزیمت بر ہزیمت می یافتند۔ کہ اقوام و مسلم  
در کنار خود از آل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سادات ہزار ہا افراد دین اسلام  
را خیر باد گفتمہ حلقہ گوش نصرانیت شدہ بودند۔ و بعضی بر قول نصرانیت اکتفا ناکردہ



بر خلاف اسلام و باقی اسلام طواریکتابها از مضامین گنجه آگنده شائع می کردند  
 و در کلیسیا با بر فراز منابر کلیسیا بر آمده بر ذات مقدس صفات سرور کائنات علیه  
 افضل التحیات آچنان اتهامات دل آزاری بستند که دلها نئے مسلمانان چون غزال  
 سوراخ در سوراخ می شد ضعف و نالزانی اسلام بجدے رسیده بود که قوائے  
 مردۀ افسردۀ قوم بنود را نیز با آنکه گاهی جرأت تبلیغ کیش دست نداده بود  
 چه جائیکه روسے کامیابی میدیدند و مدام در حفاظت خانان مذہب خود جیسا  
 ناکام و حرکات مذہبی میکردند - یکتاریقہ و تہمتی بر ذات اسلام پیدا شده بود -  
 حتی که در میان ایشان یک فرقه آریه سر بر آورد - که مسلمانان را در مذہب مہنود  
 داخل کردن نصب العین و مطمح نظر خود میدانست - و در آن خصوص عملاً و فعلاً جدے  
 و جدے تبلیغ بکاری برودند - این نظارۀ وحشت افزا بعینہ آچنان بود که گویا برنش  
 یک نشانه انداز بے خطا که گسان مردار خوار گرد آیند - وقتے بود که از دور بان و غر  
 شیر افکن اومی ترسیدند - و از سایہ او نیز می ہراسیدند - یا اینکه آن وقت بر  
 سراورسید که مضعمائے گوشت از جسم اومی ربابند - و بر استخوان ناتوانش  
 نشسته گوشت و پوستش را میخورند :

درین حالت زار بعض مسلمانان اہل تصنیف کہ قلم در دست گرفتہ در حمایت اسلام  
 کمر بستہ آمادہ گشتند - بجائے اینکه محاسن تعلیم اسلام را بی پایہ ثبوت برسانند لزومی  
 فہم اعتراض کردند کہ یہ احکام اسلام مناسب حال ایام جاہلیت بود - بناءً علیہ  
 بنظر روشنی زمانہ حال بر آن احکام اعتراض نیاید کرد :

الغرض درین حالت مایوسی کہ در اندرون مسلمانان سرایت کردہ بود و حملہ علناً

الصلوة  
 ملت از جانب بیرون باغ اسلام را پائمال میگرد. حضرت شاد قدس میرزا غلام احمد علیہ  
 والسلام حمایت اسلام را آغاز کردند. پس و ہلہ اولی کہ حملہ کردند۔ یہاں انچنان  
 زبردست بود کہ ہوش و حواس دشمنان را بیک بارگی در ربود۔ داک این است  
 کہ حضرت شاد قدس کتابے تصنیف فرمودند کہ "برایین احمدیہ" نام دارد۔ در آں  
 با دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ صدق اسلام را بوضاحت تمام بیان کردند۔ و  
 دشمنان دین را دعوت دادند۔ کہ اگر ایشان از کتب مذاہب خود بقدر تعجب حصہ آں  
 دلائل ہم پیش کنند کہ ما درین کتاب گاشتہ ایم۔ در آں صورت مبلغ دہ ہزار روپیہ  
 راجع الوقت ایشان را انعام دادہ شود۔ پس با وجودیکہ ہر دشمن دین بجهت مقابلہ آں  
 تابناخن پائے خود زور زد۔ اما از عمدہ جواب آں بیرون آمدن نتوانست۔ چنانچہ  
 در تمام اکثاف ہندوستان شورے برخواست کہ این کتاب لاجواب نظیر خود خود است  
 و بس۔ قاطبہ دشمنان اسلام حیران و انگشت بردان ماندند کہ دین اسلام کشت  
 و قلع اعتراضات اعدائے خود نمیدانست۔ پس سبب جولان یکران این مرد میدان شیخ  
 و سنان دیل و بران برادیان مختلفہ بر این زور شوری بارو کہ جملہ را خطرہ جانہائے  
 خود پیدا شد است ۛ

ایں آں زمانہ بود۔ کہ حضرت ایشان ہنوز دعویٰ مسیحا بودن نکرده بودند۔ و در  
 دلہائے مردم ہنوز جوش مخالفت پیدا شدہ بود۔ وسیئہ ثائے شان از تقصیب خالی  
 بود۔ نتیجہ اش این بر آمد۔ کہ لکو کہ مسلمانان علی الاعلان اعتراف کردند کہ مجدد  
 ایں زمانہ ہمین پہلوان اسلام است۔ بلکہ بزد گے از شہر لودیانہ کہ از اولیاء اللہ آں  
 زمانہ شمار کردہ می شد۔ دریں بارہ اعلا نے خاص چاپ کما تیدہ شائع کرد۔ و

دراں تا اینجا نوشت کہ ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ تم سچا بنو خدا کے لئے  
یعنی نگاہ ماہمہ مریضان صرف بجانب شماست۔ از برائے خدا شما خود سچا شوید ۛ

بعد از تصنیف براہین الحکمیہ حضرت مہر مہر چنداں سعی در اجابائے مراسم دین  
بجا آوردند۔ کہ اعدائے ملت را بغیر این اعتراف چارہ نماند کہ دین اسلام مردہ نیست  
بلکہ زندہ مذہب ہے است۔ بحاصل جملہ ادیان باطلہ را خونے در دل متکین شد کہ مذہب یا  
در مقابلہ اسلام چگونہ ثابت قدم تواند ماند۔ چنانچہ دریں ایام برائے مذہب کہ بکمیابی  
خود نازا میداشت۔ و دین اسلام را شکار خود می پنداشت۔ حالتے طاری گردید کہ  
سبلغان و دواعظان او از حملہ خدام حضرت اقدس چنان روئے بغرامی نهند۔ کہ  
خران وحشی از شیران شرزہ رم میخورند۔ و میچکس را ازال میں طاعتے نماندہ است  
کہ مقابل یک مبلغ جماعت احمدیہ در مناظرہ پائے خود فشار دو۔ امروز اسلام بدست  
آنحضرت بر جملہ ادیان غالب شدہ است۔ زیرا کہ تیغ دلائل او آنچنان قاطع ثابت  
شدہ است۔ کہ اگرچہ اثر آں بدیر نمایاں میگردد۔ مگر زخم او اندمال نمی پذیرد۔ و  
نام بردن نمیداند ۛ

دریں امر شکے نیست کہ مذہب کلیسیا ہنوز ہم آں قدر احاطہ بر سطح دنیا دارد۔  
ہمچنان کہ قبل ازین میداشت۔ و ادیان دیگر بجاں روش خود قائمند۔ کہ پیش ازین بودند  
آما دریں ہم شکے نیست کہ جس موت ایشان را صدائے "بر بندید محملها" داوہ است  
و مہر نائے پشت شان خورد بشکستہ است۔ و اگرچہ باعث قوت اثر رسم درواج ہنوز  
ہ آں کثرت مردم داخل اسلام شدن آغاز نہ کردہ اند کہ بدیرین آں مردم ظاہرین  
موت ادیان باطلہ آشکارا بہ نظر آید۔ مگر آثار ہوید اگر دیدہ است ۛ

مردم ذی ہوش در وجود ستم و وجود درخت رامی بینند۔ حضرت اقدسؑ ادیان  
باطلہ پنچان حملہ بجا برودہ است۔ کہ از صدہائے آن ہمہ مذاہب برو زمین جان خود  
را بسلامت بردن نمی توانند۔ دیر یا زود مثل لاشئہ بیجان لایبدر پائے اسلام  
خواہند افتاد۔

حملہ ہائے کہ حضرت اقدسؑ بر مذاہب باطلہ کردہ است و نتیجہ آن کہ یقیناً  
مرگ ادیان است این است ❖

## حملہ حضرت اقدسؑ بر مذاہب کلیسیا

چون تمام کاسیابی مذاہب کلیسیا محض بریں نقطہ خیال است کہ حضرت  
حزبہ اول بر صلیب جان خود دادہ برائے پیران خود کفارہ گناہان گردید

است۔ و بعد ازاں زندہ شدہ بالائے آسمان رفتہ است۔ در دست راست  
خدا تعالیٰ جائے گرفتہ است۔ از یک جانب بر صلیب جان دادن حضرت عیسیٰ کہ آزا  
از برائے مردم ظاہر کردہ می شد۔ در دل مردم جوش محبت او پیدا میکرد۔ و از  
جانب دیگر دوبارہ زندگی یافتن او و بالائے آسمان بروست راست خدا تعالیٰ  
جائے یافتن نسبت عظمت و الوہیت او و بریہ حصول اعتراف از مردم بود حضرت  
اقدسؑ این ہر دو عقیدہ را از روئے اناجیل اربعہ غلط ثابت فرمودند۔ و نیز از کتاب  
تورات و ادلہ نقلیہ و عقلیہ بپائے ثبوت رسانیدند۔ کہ موت حضرت عیسیٰ بر صلیب ناممکن  
بود۔ زیرا کہ آن اشخاص کہ بر صلیب کشیدہ می شدند۔ تا سہ سہ روز و چہار چہار روز  
زندہ می ماندند۔ و سبب انقبول اناجیل محض چہار ساعت بر صلیب داشتہ بودند

چنانچہ خود انجیل بیان میکند کہ مسیح بر صلیب ہرگز جان ندادا است۔ زیر کہ در انجیل مرقوم است کہ ”یکے از سپاہیان نیزہ بہ پہلوئے او فرو کرد۔ فی الفور خون و آب بیرون آمد“ (یوحنا ۱۹: ۳۴) و ظاہر است کہ از جسم مرده ہرگز خون زندہ جوش زدن ممکن نیست۔ بلکہ حضرت اقدس ازیں ہم برتر این نیز ثابت فرمودا است کہ خود حضرت عیسیٰ پیشخبری بیان کردہ بود۔ تا ایندم در اناجیل موجودا است کہ من از صلیب زندہ فرد خواہم آمد۔ چنانچہ در انجیل متی باب ۱۲۔ آیت ۴۰ و ۳۹ میگوید ”طبقہ شہریر زنا کار آیت را جستجوئی نماید۔ و جز آیت یونس پینچم بیچ آیتے ہر وے دادہ نخواہد شد۔ چہرہ وضع کہ یونس سہ شبان روز در شکم ہاہی بود۔ فرزند انسان نیز سہ شبان روز در شکم زمین خواہد ماند“ (متی ۱۲: ۴۰) و ایں امر بالاتفاق مسلم است کہ حضرت یونس زندہ در شکم ہاہی رفتہ است و زندہ برآندہ است پس چہنیں حضرت عیسیٰ نیز زندہ در قبر رفت و زندہ بیرون آمد۔ لہذا حضرت عیسیٰ بر صلیب ہرگز نہ مرده است۔

چوں بنیاد ایں دلائل معنی براقوال اناجیل بود۔ و عیسائیاں جوابے بمقابله ایں حربہ قویہ بہم رسانیدن نتوانستند۔ و نہ اکثون میتوانند رسانید۔ پس مسئلہ کفارہ و عقیدہ کشتہ شدن مسیح بر صلیب بجهت دیگران کہ ایں ہر دو دہمائے مردم را بجان مسیح کشاں کشاں می آوردند۔ سراسر باطل گشتند۔ و یک پائے دیانت مسیحی بشکت۔

و پائے دیگر مسیحیت عقیدہ زندہ رفتن مسیح بالا ئے آسمان و بردست راست خداوند و جہان نشستن بود۔ حضرت اقدس ایں پائے دیگرش را نیز ساق و کعبہ بدلائل انجیلی خورد تر بشکت۔ زیر کہ از اناجیل و انمود کہ حضرت عیسیٰ بعد از وفات

صلیب بر آسمان نرفته است۔ بلکہ بسوئے ایران و افغانستان و ہندوستان کو چید  
چنانچہ نوشتہ است۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام گفتہ کہ من برائے فراہم آوردن گو سفند  
گم شدہ بنی اسرائیل آمدہ ام۔ دریں بارہ الفاظ انجیل میں است۔ ”من فرستادہ  
نشده ام۔ مگر بجهت گو سفندان گمشده خانہ اسرائیل“ (متی ۲۳: ۳۴) ”من جان  
خود را برائے گو سفندان می نهم۔ گو سفندان دیگر دارم کہ ازیں گمانیت۔ مرا بایست  
کہ آنها را نیز بیاورم“ (یوحنا ۱۰: ۱۶)

و از تاریخ ثابت است۔ کہ بخت نصر شاہ بابل از دوازده قبیلہ بنی اسرائیل  
قبائل را اسیر نموده ہماہ خود بابل بردہ بود۔ چنانچہ در کتاب دویہم تاریخ ایام  
(از عہد عتیق) نوشتہ است کہ ”بقیۃ السیف را بہ اسیری بابل آورد کہ ایشان بہ  
و پسرانش الی زمان سلطنت سلاطین فارس بندہ بودند (کتاب دویہم تاریخ  
ایام ۳۳)

پس آمدن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب قول خود او بسوئے افغانستان و کشمیر  
ضروری بود۔ تا آنہم گو سفندان گمشدہ را کلام خدا تعالیٰ برساند۔ اگر او بدین صوب  
نمی آمد۔ از روئے اقرار خودش ببحث اول لغو و غیرت می شد۔

حضرت اقدس علیہ السلام علاوہ شہادت انجیلی از شہادت تاریخی و جغرافیائی  
ہم این دعویٰ را بپایہ ثبوت رسانید۔ چنانچہ از تواریخ قدیمہ عیسائیان اثبات نمود  
کہ جواریان عیسیٰ علیہ السلام در ہندوستان آمد و شد میداشتند۔ و نیز اینکه در ملک  
تبت کتابی موجود است کہ سراسر مشائخ تعلیم انجیل است۔ و در آن دعویٰ کردہ شدہ  
است کہ در دسے حالات زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرقوم است۔ پس ازیں امر

ثابت می شود که حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً دریں ممالک آمده بود۔

و همچنین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت نمود که از تواریخ این امر بی شکیست  
میرسد و آثار قدیمه و نامہائے شہرہائے افغانستان و کشمیر تصدیق این امر می کنند کہ  
دریں ممالک یہودیاں را آورده آباد کرده بودند۔ چنانچہ معنی لفظ کشمیر کہ در اصل کشیر  
است (چنان کہ از زبان اصلی باشندگان کشمیر هویدا میشود) "مثل ملک شام" است  
زیرا کہ معنی "ک" مثل است۔ و لفظ "شیر" نام ملک شام است۔ و همچنین نام  
کابل و دیگر بسیارے از شہرہائے افغانستان مشابہ نامہائے شہرہائے شام است  
و ساخت کاسہ خانہ رویہائے افغنہ و کشامره نیز با کاسہ خانہ رویہائے اسرائیل  
مانا است۔

و از ہمہ برتر این کہ حضرت اقدس از تواریخ سرنخ قبر عیسیٰ علیہ السلام بہم رسانیدہ  
در کشمیر در شہر سری نگر بمحلہ خان یار نشان داده است۔ و از تواریخ قدیمہ کشمیر  
بوضوح می پیوندد کہ آن قبر قبر پیغمبرے است کہ او را شہزادہ نبی میگفتند۔ کہ او از طرف  
مغرب تقریباً نوزده صد سال است کہ در اینجا آمده بود۔ و کہنہ سالان خطہ کشمیر آن  
قبر را قبر عیسیٰ میخوانند۔ الغرض حضرت اقدس بروایاتے کہ بذریعہ شتی رسیده اثبات  
فرمود۔ کہ حضرت عیسیٰ فات یافتہ در کشمیر مدفون است چنانچہ حق تعالی در بارہ فرمود است۔ و اینها  
الی رپوۃ ذات قرار دہ معین (مؤمنون۔ رکوع ۳) یعنی ما عیسیٰ و مادرش را بقامے پناہ  
دادیم کہ جائے فراز است۔ و در میدان نیست کہ در آن چشمہا جاری اند۔ و این تعریف  
بر ملک کشمیر سرسبز صادق می آید۔

غرض حالات حضرت عیسیٰ از زندگی تا موت او ثابت نمودہ و تاقیرش نشان داده

بر خدائی او چنان حربہ تیز راند کہ عقیدہ الوہیتش تا دوام یک عقیدہ مہرہ گردیدہ  
بعد ازین در ہیچ گاہ سر بر نتواند برداشت ۛ

## یک حصہ برائے جملہ مذاہب باطلہ

چوں مذہب کلیسیا چہ بلحاظ فوقیت سیاسی و چہ بلحاظ وسعت خود یا باعتبار سامعی  
تبلیغ یا بنظر ترقیات علمیہ دین جزو زمان بر سائر ادیان برتری میداشت۔ بناء علیہ  
خداستعالی حضرت اقدس را بجهت قلع و قمع آن حربہ ہائے خاص کہ خصوصیت بمقابلہ  
این کیش میداشت۔ عطا فرمود۔ اما در مقابل دیگر جملہ مذاہب باطلہ یک حربہ بس  
تند و نیز عنایت داشته کہ از ضرب کاری آن ہیچ کدام مذہب نغیر خود را ایست  
برون نمی تواند۔ بلکہ بدال حربہ متبعین تمام ادیان صید اسلام گشته اند ۛ  
و آن حربہ این است۔ کہ خداستعالی بذریعہ اکابر اسلام ہر مذہب نسبت بہشت  
یک مصلحہ در آخر زمان بشارت داده بود۔ و برینائے آن بشارات پیروان جملہ ادیان  
نسبت بہوش گشتن یک پیغمبرے یا اوتانے یا دشمنورے یا هر چه در اصطلاح زبان  
شان نام داشته باشد۔ انتظار می کشیدند۔ و ہنگام ہر گونه ترقی و بہبود خود را بوجہ او  
وابستہ دانستہ بودند۔ و این پیشخبری باہم در ہنود بود۔ وہم در پیروان زردشت و  
ہیچین در سائر ادیان۔ چہ خورد و چہ کلان۔ دائر و سائر است۔ و در ان بشارات  
زمانہ آن مصلح موعود ہم مبین بود۔ یعنی از جهت معرفت و شناخت چندے از علامات  
آن زمانہ بیان کردہ شدہ بود۔ حضرت حق سبحانہ و تعالی بر سبب موعود منکشف فرمود  
کہ علامات بیان کردہ این ہمہ بشارات باہم گمانا اند۔ و اگر در بعض بشارات بمقابلہ



بعض دیگر چند علامات زائده بیان کرده شده است۔ آں نیز بہاں زمانہ کہ کیسے  
و کے بقیہ علامات رہبری ہیکنند۔ اشارت می کند۔ پس موعود ہر ملت تعلق بر یک زمانہ  
دارد۔

اکنون از یک جانب می بینیم کہ بعد از ہزار ہا سال دریں جزو زمانہ بوقوع آمدن  
آن پیش خبر بہاں ظاہری می کند۔ کہ آن ہمہ بشارات از جانب باری تعالی بود۔ و انسان  
یا شیطان را در آن بیچ مدخلی نہ بود۔ زیرا کہ آئیہ کریمہ فلا یظہر علی غیبیہ احدًا  
الا من الرضی من رسول (سورہ جن ۲۶) دریں امر قول فیصل است کہ خدا تعالی  
بر غیب خود احدے را سوائے رسولے کہ مقبول او تعالی باشد۔ اطلاع نمی بخشد  
و از جانب دیگر این امر بالمرہ خلاف عقل می نماید۔ کہ در یک زمانہ در ہر قومے  
و ہر ملتے علیحدہ علیحدہ رسولے و ادتارے و پیغمبرے و دشمنوںے مبعوث گردد  
و ہر یک را بہین خدمتے موقوف شود کہ قوم خود را براقوام دیگر غالب نماید۔ گویا فرستادگان  
خدا تعالی بر خلاف یکدیگر خدمت خود را کہ خدمت یکے مخالف دیگرے باشد  
سرا انجام دہند۔ این ہم ممکن نیست۔ کہ ہر قوم براقوام دیگر در یک وقت خاص  
غلبہ حاصل نماید۔

پس چون از یک جانب بذریعہ ظہور و وقوع آن بشارات ثابت شد۔ کہ آن ہمہ  
از طرف خدا است۔ و از جانب دیگر تعلق داشتن آنہا بہ اشخاص مختلف باعث فساد  
عالم بلکہ بر خلاف عقل است۔ پس این ہر دو امر شاہد عادل این مدعا است کہ  
فی الحقیقت دریں ہمہ پیش خبر بہاں نسبت بہ یک شخص واحد بشارات داده شدہ است۔  
و مشیت ایزدی بریں رفتہ بود۔ کہ اولاً جمیع اقوام عالم انتظار یک وجود

پیدا کردہ شود۔ و باز بروقت رسیدن آن وجود بر زبان ادشہادت صدق مذہب  
 اسلام جاری ساختہ جملہ پیروان ادیان مختلفہ را درین اسلام داخل کند۔ و اسلام  
 را بر سایر ادیان غلبہ دہد۔ پس مسیح ہمدی نبود۔ مگر مسیح۔ و مسیح کوشن نبود مگر  
 مسیح و ہمدی۔ و برائے شکیش زردشت مسیح میبود و بہی نبود۔ مگر ہماں کوشن و  
 ہمدی و مسیح۔ و ہم برین منط از موعودان بل و نخل شتی وجود یک شخص خاص مراد بود  
 و غرض از پیش خبری بہ نامہائے مختلفہ آن بود۔ کہ ہر گروہ مردم خبرش از پیغمبر پیشوا  
 خود شنیدہ و نام مے از قبیل زبان خودشان یافتہ اورا از میان خودشان دانند و  
 غیر خود نہ پندارند۔ حتی کہ آن وقت رسد۔ کہ آن موعود مبعوث گردد۔ و در زمانہ ادیح  
 علامات را وقوع پذیر دیدہ مردم را بموجب نوشتہائے کتب خود از ایمان آوردن  
 بوسے مسیح چارہ نیاشد۔ و بر بنائے شہادت مے دین اسلام را قبول نمایند۔  
 مثال این عمل پر حکمت ہو ہو چنان است۔ کہ شخصے بعض اقوام را بر سر پر خاش  
 دیدہ خواہد۔ کہ ایشان بذر بیہ نامے فیصلہ نزارع خود ہا کنند۔ پس ہر گاہ آن ہمہ اقوام  
 برائے خود ہا ثالث انتخاب نمایند۔ آنگاہ معلوم شود کہ نامہائے جداگانہ کہ مردم  
 آن اقوام برائے ثالث نامے خود ہمیدہ بودند۔ آن ہمگی نامہائی الحقیقت نامہائے  
 شخصے واحد است۔ و بر فیصلہ مے صلح ہمہ قرار گیرد۔

الحاصل حضرت مسیح موعود بعد ثابت نمودن این مدعا کہ در مذہب مختلفہ ہا اشارتیکہ  
 نسبت موعود آخر الزمان بیان شدہ ہمہ درین جزو زمان صورت وقوع پذیرفت  
 است۔ و نیز بعد اثبات این امر کہ در یک وقت مبعوث گشتن موعودان متعدد کہ  
 خدمت ہر یک اشاعت صدق مذہب خود و غالب نمودن ملت خود بر ملل دیگر

یاشد۔ ازجہز امکان بیرون است۔ این مقصدِ استی را بہ اولہ و براہین بیانیہ ثبوت سانیہ  
 است۔ کہ در نفس الامر ہمہ مذاہب یک موعود را بنا ہمائے مختلف یا کردہ اند۔ دآن  
 موعود ذات اقدس حضرت ایشان است علیہ السلام۔ و ہر گاہ یسح پیغمبر کے با یسح کو  
 خاص تعلق نہ دارد۔ بلکہ تعلق بہ آل قوم دارد۔ کہ حسبہ لہ ہمہ ہی او قبول کند۔ بنا علیہ  
 یسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت یسح کہ ام قومے ملتے بیگانہ وغیر نیست۔  
 بلکہ او از خود ایشان است۔ و جملہ ترقیات ایشان بذات او وابستہ است۔ ایمان  
 آوردن بوسے و قبول کردن او بغیر این امر صورت نہ بندد۔ کہ ایشان در دین اسلام  
 داخل شوند۔ کہ مستلزم وقوع و ظہور پیشخبری لیظہرہ علی الدین کلہ است کہ غایت  
 بعثت یسح موعود است ۰

الغرض این حربہ آل حربہ ایست۔ کہ یسح مذہب بمقابلہ آل نتواند ایستاد۔  
 زیرا کہ در ہر مذہب بشارتے مشعر بہ صلح آخر زمان موجود است۔ و ہر چہ از علامات  
 نشان دادہ اند۔ آل ہمہ بے کم و کاست درین زمانہ واقع شدہ است۔ و مستحق  
 کہ درین دور حاضرہ بغیر حضرت اقدس بر سطح زمین در ہمہ عالم در یسح مذہب ملت  
 یسح صاحب دعوتے موجود نیست۔ پس پیروان یسح مذہب و ملت را چارہ نیست  
 کہ یا بہ تکذیب دے تکذیب مذہب خود و تکذیب کتب مذہبہ خود نمایند۔ یا مجبوراً  
 گردن ارادت خم کنند۔ و تسلیم نمایند۔ کہ در کتب ایشان ہم ذکر موعود اسلام درج  
 است۔ تا بر مے ایمان آزند۔ غیر ازین دو صورت یسح صورتے دیگر برائے پیروان  
 مذاہب دنیا ممکن نیست۔ و درین ہر دو صورت اسلام را ثلبہ حاصل است۔ زیرا کہ  
 اگر پیروان آل دیگر مذاہب کیشہائے خود را باطل دانستہ ازالہ دست بردارند

دریں صورت ہم اسلام غالب ثابت شود۔ و اگر برائے تصدیق کتب مذہبہ خود مصلح  
 ایں زمانہ را قبول نمایند باز ہم غلبہ اسلام است۔ ایں حمله است کہ ہر قدر کہ اثرش بر  
 یہود ان دیگر مذاہب خواهد بود۔ ہماں قدر ایشان از قبول کردن اسلام گزیرے نباشد  
 و بالآخر انجمنین باشد کہ ہر سو کہ بنگرند۔ بجز اسلام دیگر هیچ کدام کیشے بنظر  
 نخواہد آمد۔ حضرت مسیح موعود بر سنت انبیائے کرام یک تخته کاشت است۔ کہ  
 درختش بروقت خود پا گرفتہ بار خواهد آورد۔ و مردم عالم گویدہ شیرینی میوہ ہائش  
 و معرفت خنکی سایہ ہائش بودہ کشاں کشاں بسوسے او گرد آیند۔ وزیر او جاگیرند  
 البتہ مذہب قوم سکھاں احتمال میداشت۔ کہ از ضرب ایں حربہ قدرے کیسو بودہ  
 سلامت ماند۔ زیرا کہ بابا نانک صاحب (بانی ایں فرقہ) بعد از رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است۔ (اگرچہ نزد ایں قوم نیز خبرے نسبت مصلح آخر الزمان  
 دائرہ ساثر است۔ بلکہ در آں تصریح ظاہر کردہ شدہ است۔ کہ آں مصلح در پرگنہ ہمالہ  
 ضلع گورد اسپور ظاہر گردد۔ و ہمالہ پرگنہ ایست کہ در حدود آں قصبہ قادیان واقع است  
 و ایں بشارت لفظاً لفظاً وقوع پذیر شدہ است۔ اما چون مستبعد نبود کہ از جانب ایشاں  
 ایں اعتراض کردہ آید۔ کہ چون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است۔ پس بعد  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنیاد ایں مذہب چگونه افتاد پس بحیث اصلاح ایں مذہب  
 بفرس اینکہ قوم سکھ در حیطہ اسلام داخل شود۔ حضرت ہادی علی الاطلاق عمت فجاوہ  
 حضرت اقدس را یک حربہ قویہ عنایت فرمود۔ و آں ایں است کہ در رؤیای ہر حضرت  
 اقدس آشکارا ساخت کہ بابا نانک (رحمت خدا بر جانش باد) ہرگز دینے و کیشنے  
 و نازع نہ نمودہ است۔ بلکہ اصل سخن ایں است کہ او یک مسلمانی بودہ است۔ کہ

بر اسلام اعتقاد سے راسخ میداشت :

اے شاہ عالیجاہ ! جناب والا را این امر شگفت خواهد نمود، لیکن این سخن تعجب انگیز  
 آنچنان بدلائل قاطعہ بہ ثبوت پیوستہ است، کہ دل ہزار ہا پیروان مذہب سکھ صدق  
 این مدعا را تسلیم نموده اند، و کسانیکہ از ایشان قبل ازین خود را ایک جزو قوم ہنود میدانستند  
 برائے جدا کردن قوم خود از ہندوان جدوجہد بلیغ آغاز کردند، و پیش ازین دعوی  
 حضرت مسیح موعود در معابد سکھان اصنام ہندوان نہ سادہ بودند، لیکن بعزوت  
 این مدعا اگرچہ قوم شاہ دین اسلام را قاطعیت قبول ننمودہ اند، لیکن در میان ایشان  
 ایک تفرع عظیم و انقلابی فخریم واقع شدہ است کہ از معابد خود اصنام ہنود را ایک  
 یک کردہ بیرون انداختن شروع کردند، و از ہندو بودن خود بالصرحت ابا کردہ اند،  
 و چون حضرت مسیح موعود بعد ازین رو یاہ این امر تحقیق و تفتیح فرمودند، ظاہر شد کہ  
 گرنختہ صاحب "کہ محتوی بر مواظظ و نصاب بابانانک است، در میان آل نسبت  
 نماز نامے پنجگاہ و صیام و زکوٰۃ و حج تاکید اکید و بر آثار کان ارکان خمسہ تہدید شدید  
 مندرج است، و از دیگر کتب سکھان نیز واضح میشود، کہ بابانانک با اکثر اولیاء اللہ  
 زمانہ خود صحبتے دراز داشت است، و بر مقابر شاہ اعتکاف و رزیدہ، و بر فقہاء  
 شاہ نماز ہا گذاردہ، بلکہ یک بار برائے حج بیت اللہ نیز سفر اختیار کردہ است، و بزیر  
 امانت متبرکہ بغداد و غیرہ نیز مشرف شدہ است، و در انوائے این تحقیقات یک امر  
 عجیب منکشف گردید، کہ ایک جبتہ بلوس خاص بابانانک در قبضہ موسومہ "دیرہ بابانانک"  
 تا حال موجود و محفوظ است، و قوم سکھ آنرا خیلہ مقدس و متبرک دانستہ آنرا چوار حصہ  
 می گویند، و بر آن جبتہ آیات و سورہ ہائے فرقان حمیہ مثل سورہ انکلاص و آیتہ الکرسی

وآیه ان الذین عند الله الاسلام وکلمه شهادت با خط حقی سوزن کاری کرده است  
 و قوم سکھان بوجہ نادانیت خود بکلام عربی آن حرود و نقوش آیات قرآنیہ را  
 رموز و کنایات آسمانی میدانستند۔ و ہرگز از آن آگاہ نہ گشتند۔ کہ آن جبہ از جانب  
 بابائمانک اعلان قبول اسلام اوست۔ حضرت اقدس بہ این دلائل پر زور کہ از  
 کتب سکھان مستنبط شدہ یا بر تبرکات محفوظ ایشان بنیاد آن قائم است۔ بجزش  
 تمام دین قوم شائع کردن آغاز کرد۔ و ایشان را توجہ داد کہ حضرت باوا صاحب  
 علیہ الرحمۃ مسلمان بود۔

و این حریہ کاری در تجرہ دادن عقاید سکھان خیلے کامیاب ثابت شد۔ و امید است  
 کہ چندان کہ این قوم را بر اصل حقیقت آگاہی حاصل شود۔ در نظر ایشان خود بخود ثابت  
 گردد کہ ایشان برادران مجرب اہل اسلام ہستند۔ و مذہب اینال بغير از اسلام نبود  
 است۔ و یقیناً آن تنازعات سیاسیہ چند سالہ کہ باعث آن اہل ہنود بودہ اند۔ نہ اہل  
 اسلام (چنانچہ از کتب تاریخ ثابت است) بہ جہت این قوم مانع از برائے قبول مذہب  
 اسلام دین الحق نشود۔ بلکہ شجاعت و جلالت مشورہ خود را بکار برده تمام عوائق  
 و موانع را از پیش خود برداشته نفرہ (ست سری اکال) زنان در صفت اسلام  
 بہ ایستند۔ و بر مصلحے کہ در پرگنہ شمالہ ظہور یافته است۔ ایمان آورده و در جماعت مہمان  
 شمولیت ورزیدہ در رد کفر و شرک و بدعت مشغول گردند۔ ❖

حریہ سوم کہ حضرت اقدس بذریعہ آن اسلام را بر ادیان دیگر غالب گردانیدہ  
 و با موجود بودن او هیچ مذہبے نمی تواند کہ روئے مقاومت بسوئے اسلام آورد و یا بر  
 حق حملہ کند۔ این است کہ حضرت اقدس علیہ السلام نقطہ نظر جہانے را تبدیل ساختہ

است۔ قبل از بعثت مسیح موعود و موعود موضع بحث جملہ مذاہب ہرین طریق بود کہ ہر یکے از اہل مذاہب پیروان مذاہب دیگر را بر باطل قرار می داد۔ الا ماشاء اللہ۔ یہود و نصرت عیسیٰ علیہ السلام را و عیسائیان جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را در زردشتیان انبیائے ہر سہ ملت را و پیروان این ہر سہ مذاہب انبیائے زردشتیان را و این ہر چہار مذاہب دیگر بزرگان مذاہب عالم و پیروان آں مذاہب بزرگان این چہار مذاہب را و نیز با ہم بزرگان ہمدگر را کاذب قرار میدادند ۔

این جنگ صورتے عجیب میداشت۔ کہ در اں ہر قوم با قوم دیگر در ستیز و آویز بود۔ و یکساں انسان عقلمند را در جملہ مذاہب بعض آنچنان صداقتہا بنظر می آمد کہ بذریعہ آہنا بر حق بودن آں مذاہب ثابت می شد۔ پس خیلے ستیز می ماند۔ زیرا کہ در ہر مذاہب خیلے صداقتہا موجود است۔ و با اینہم ارباب جمیع مذاہب یکدگر را کاذب قرار میدادند۔  
آذرباعث این جنگ وجدل حدیست ؟

نتیجہ این جنگ بغیر از این حاصل نہی شد۔ کہ تعصب می افزود۔ و اختلاف بروز بروز در ترقی بود۔ از یک جانب ہنود و قصص بزرگان خود خواندہ در سوانح ایشان کمال مکارم اخلاق می دیدند۔ و از جانب دیگر از پیروان مذاہب دیگر نسبت آں بزرگان خود می شنیدند کہ ایشان کاذب مزور بودند ازین جهت ہندو اں را بر عقل پیروان دیگر مذاہب حیرت دست می داد۔ و بالا آخر در خیال شال می رسید کہ تعصب چشم این مردم را کور ساختہ است۔ و ہمہرین نمط پیروان مذاہب مختلفہ در حق اکابر خود سخنان مخالفت شنیدہ و رغیظ و غضب فتنہ بیج و تاب میخورند۔ الغرض آنچنان گروہ در خیالات مردم آفتادہ بود۔ کہ بہ ناخن بہت کسے و نمی شد۔ و ہر کس کہ دل خود را

از تعصب خالی کرده می اندیشید، شرق بجز حیرت می شد، که رب العالمین چرا از بندگان خود یک قوم را انتخاب نمود۔ و باقی جمله را برائے چه پهل بگذاشت۔ اما احدی را آنقدر جرأت و جسارت نبود، که این سوال را پیش کند، زیرا که این سوال مذہب اورا نیز بخوبن برکنده استیصال می نمود۔

آما فرق سنان دهرم (از قوم ہنود) این عقده را بہر این طور حل کرده بود، کہ جمیع مذاہب عالم منجانب اللہ و موافق شہیت اوست۔ گویا راہ ہائے مختلفہ اند کہ بسوئے یک قصر تشنگی روندند۔ و از میان ایشان مذہب ہنود از بہر افضل است لیکن این عقده کشائی شان بیچ بکار بنی آدم نمی آمد۔ و نیز لائق آن ہم نبود کہ بکار کسی آید زیرا کہ دو اعتراض قوی بران وارد می شد۔ کہ آن ہر دو را جوابی نبود۔ اولاً اینکہ اگر ہمہ مذاہب در حالت موجودہ خود از جانب خدا هستند۔ پس در میان ایشان اختلاف اصولی چر است؟ چه اگر چہ درین امر شکے نیست۔ کہ اختلاف در تفصیل و فروعات صورت امکان دارد۔ لیکن اختلاف در اصول ممکن نیست۔ میتواند بود کہ بجانب یک شہ راہ ہائے متحدہ باشند۔ گو درین صحت آن راہ ہائے نسبت راہ دیگر قسے خم و پیچہ ہم زیادہ باشد۔ مگر آخر کار آن ہمہ تا بہر صلہ مقصود ہم می کشند۔ اما این ہرگز ممکن نیست کہ جملہ راہ ہائے متعددہ کہ از جانب مشرق بسوئے شہرے می روندند۔ بعضی از انہا از جانب مغرب بسوئے آن شہر روندند۔ و بعضی از جانب شمال و بعضی از جانب جنوب ہمسا در صد اہتنامے دائمی ہرگز اختلاف پیدا بودن ممکن نیست۔ سلنا کہ حضرت حق جل و علا یک قوم را ارشاد فرمود است کہ بدین طریق عبادت باید کرد۔ و قوم دیگر را بنوع دیگر عبادت کردن فرمود است۔ لیکن این امر را عقل سلیم ہرگز قبول نمی کند۔ کہ خدا ایک قوم را الہام کند کہ من خدا ہوں



ویگانہ وسیع ہوتا، ستم۔ و قوم دیگر را بگوید۔ کہ من واحد ویگانہ نیستم۔ بلکہ خالق خیر دیگر  
 است و خالق شر دیگر۔ همچنین قوم سوم را تعلیم دہد کہ پدر و پسر در روح القدس  
 سے خداست۔ و چہارمین را آموزد کہ در اصنام لائقہ و لائقہ شخصی قدرتِ خدائی  
 موجود است۔ و قوم پنجمین را بیان نماید کہ برائے ہر چیز سے رب النوع است  
 جداگانہ۔

یا اینکه یکے را تعلیم دہد کہ ذاتِ من بکلی منزہ است۔ و از حلول و تجسم مبرا۔  
 و دوسومین را بگوید۔ کہ میتوان شد کہ من در سبیلِ انسانی حلول کردہ متجسم شوم۔ و سومین  
 را بگوید۔ کہ من در سبکِ جانوران ذلیل ترین حتی الخنزیر ہم حلول می کنم۔  
 و ہیرین نسق سے را بگوید۔ کہ بعث بعد الموت برحق است۔ و دیگرے را  
 بگوید کہ بعث بعد الموت چیز سے نیست۔ و چہنمین یکے را بگوید کہ مردگان باز پس  
 بدنیانمی آیند۔ و دیگرے را بگوید کہ تاسخ حق است۔ یعنی انسان بعد از مردن  
 از قالب سے بہ قالب سے رفتہ بدنیا واپس می آید۔

الغرض این امر امکان دارد۔ کہ خدا تعالیٰ حالات اقوام مختلفہ را در نظر داشتہ  
 احکام مختلفہ صادر نماید۔ لیکن این ہرگز ممکن نیست۔ کہ واقعات و صداقتہا را  
 بہ اقوام مختلفہ مخالفت یکدگر بیان کند۔ تا چون در مذاہب مختلفہ موجود اختلاف صرف  
 در احکام نیست۔ بلکہ در واقعات و صداقتہائے دائمی نیز اختلاف است۔  
 لہذا نسبت این مذاہب مختلفہ نمیتوان گفت۔ کہ این ہمہ راہ ہائے اند بسے خدا تعالیٰ  
 اعتراض دوم بر عقیدہ ہنود بدین طور وارد می شد۔ کہ این مردم از یک جا

لہ جوس لہ نصاریٰ لہ ہنود لہ چینیان لہ اہل اسلام لہ نصاریٰ  
 لہ ہنود لہ اہل اسلام لہ بعض قبائل یہود لہ اہل اسلام لہ ہنود۔

مذہب خود را از دیگر مذاہب افضل قرار میدهند۔ و از جانب دیگر قدامت مذہب خود را بیان می کنند۔ پس عقل سلیم باور نمی کند۔ کہ خدا تعالی اول دین افضل را نازل فرموده بعد از آن مذاہب ادنی را نازل کند۔ ہر گاہ افسان در ابتدائے حالت خود استعداد قبول مذہب اعلیٰ و اکمل می داشت۔ پس با وجود ترقی کردن در علوم و فنون خدا تعالی را بہ نازل نمودن دین ادنی بروے کدام حاجت پیش آمد۔ لاریب ہماں دین از پس دیگر ادیان شرف نزول تواند یافت۔ کہ از ہمہ افضل و اکمل و اعلیٰ باشد۔ یا کم از کم مثل دین سابق باشد۔

احصاں این دو اعتراض آنقدر سنگین بود کہ جواب آنها از پیش کنندگان این عقیدہ بہم رسانیدن امکان نداشت۔ و این ایراد همچنان بر جائے خود قائم بود کہ آفریدگان عالم از ابتدائے آفرینش بہت ہدایت بنی آدم کدام تدبیر را اختیار کرده است۔ نصاریٰ بزعم خود این سوال را بریں طور حل میکردند۔ کہ خدا تعالی پذیرای عیسیٰ مسیح ابن مریم ہمہ بنی نوع انسان را بجانب ہدایت دعوت داده است۔ بناً علیہ بر حق تعالی اعتراض جانب داری یک قوم خاص عاید نمی شود۔ ولیکن این جواب نیز نادرست است۔ زیرا کہ بدیں جواب نیز این سوال حل نمیکرد کہ قبل از مسیح بر آہدایت اہل دنیا چہ تدبیر پیش گرفتہ بود۔ از قورات استفاد می شود کہ تعلیم قورات بجائے قوم دیگر نبود۔ و بعد از مسیح بقول نصاریٰ اگر چہ برائے جمیع مردم باب تعلیم آہی مفتوح شد۔ مگر قبل از مسیح برائے ہدایت مردمانیکہ لاتعداد و لائخصی از دنیا گذشتہ اند۔ کہ امام سامان مہتیا ساخته بود۔

الغرض این سوال بغیر جواب تستی بخش همچنان لائخیل باقی ماندہ بود۔ و این خلجان

دل مردم را از اندرون کاواک ساخته بود۔ کہ ناگاہ حضرت شیخ موعود علیہ السلام  
 از قرآن کہ یکم استدلال فرمودہ آن نقطہ نگاہ مردم را کہ تا زمان بعثت در اذیان مردم  
 متمرکز بود تبدیل فرمود۔ و گفت کہ تعلیم قرآن مجید دریں خصوص این است کہ و ان  
 من امتی الا خلا فیہا نذیر (فاطر ۲۴) یعنی پیچ قومے در دنیا نبود کہ رسول ما  
 در آن نگذاشته باشد۔ پس ازیں آیتہ ثابت است۔ کہ در ہر قوم و ہر ملک انبیاء مبعوث  
 گشتہ اند۔ لہذا ما از روی تعلیم قرآن حمید نمی گوئیم۔ کہ ہندوستان از انبیاء خالی بود  
 یا چین از بعثتِ مرسلین تہی بود۔ یا در روس نبی نیامدہ است۔ یا پیغمبرے در ایران  
 و افغانستان نہ بر خاستہ است۔ یا در افریقہ رسولے بر پانشدہ است۔ یا بر اعظم  
 یورپ از وجود انبیاء نا آشنا ماند است۔ یا امریکا از بعثتِ رسولان محروم بود است۔  
 ہمچنین ہا وقتیکہ حالات بزرگان گذشتہ ہر ملل و نحل راجی شتویم از فضائل و  
 کمالات شان انکار نمی کنیم۔ و نہ بر تخریبِ شاں جزأت میداریم۔ زیرا کہ مخیر صادق  
 با تعلیم دادہ است کہ در جمیع عالم انبیاء گذشتہ اند۔ و یافتہ شدن انبیاء و کتب و شرائع  
 در دیگر اقوام ہرگز خلاف مذہب مانیت۔ و نہ در راہ دین ماسدے ہست۔ بلکہ  
 دریں امر تصدیق دین اسلام است۔ اگرے ہا این عقیدہ میداریم۔ کہ خدا تعالی نظر  
 بحالت ہر زمانہ در اقوام مختلفہ انبیاء را فرستادہ است۔ و بعد از ان چون بمرور دہور  
 از تجارب سنین و شہور و ترقیات علوم و فنون اذیان بنی نوع انسان قابل قبول شریعت  
 تامہ گردید۔ پس خدا تعالی بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ (بابی انت و امی یا رسول اللہ)  
 صلی اللہ علیہ وسلم برائے سائر اقوام عالم شریعتِ کاملہ قرآن کریم را فرستاد۔ پس  
 پیچ قومے از ہدایت ربانی محروم نیودہ است۔ اما حال محض اسلام راہ ہدایت است

ولس - چرا که این دین دین باز پسین و مکمل است - پس چون دین کامل آمد - ادیان سابقه را منسوخ کرده شد - و علامت منسوخ گشتن آن ادیان این است که خدا تعالی اکنون حقا آن ادیان فرودگذاشته است - زیرا که در آنها همیشه دست برود و تصرف انسانی جاری است - و حالاً قاطبته از صداقت خیلے دور افتاده اند - و صورت اصلی آنها منسوخ شده است اگر چه به اعتبار صورت آغاز خود آن همه راست بوده اند - اما بجا طر صورت موجوده و حالت حاضر خود باطل اند :

حضرت اقدس انارشد بر ما نه این نقطه حقیقت را که فرمایش نظر عالم داشته است چنان است - که هیچ عاقل را از این انحراف و رزیدن ممکن نیست - زیرا که اگر کسی این اصل را تسلیم نکند - پس ناگزیر مبتلا گردد - به این عقیده سخیفه که خدا تعالی بعضی بندگان را هدایت فرموده است - و بعضی را بنی غطا کردن مهیا ساختن سامان هدایت مهمل گذاشت است - نفوذ باللذ من ذالک - و عقل سلیم و ذهن مستقیم هرگز این امر را تسلیم نمی تواند کرد :

و اگر پیروان دیگر مذاهبا این اصل را تسلیم نمایند - ناچار قائل گردند که دین اسلام راست است - و غیر اتباع او چاره نیست - زیرا که اسلام از جمله مذاهبا مذہب آخری است - و به این وجه نیز که اسلام این اصل صحیح و راست را در نظر عالمیان جلوه داده است - این مرتبه قوی است چنان نیز است که فرقه نو تعلیم یافته و کسانی که وسیع انجیالند - خواه بر مذہب تعلیق داشته باشند یا نه بغیر تاثیر پذیرفتن از این عقیده محفوظ نتوانند ماند - چرا که اگر این اصل را از دست گذاشته آید - لامحالہ انکار خدا لازم آید - و همچنین این مردم نمی توانند کرد - و اگر این اصل را قبول کرده آید -

پس ناگزیر اسلام را نیز قبول کردن واجب میشود۔ و برایشان غیر از این هیچ چاره نیست۔ پس مطمح نگاہ بنی آدم را کہ پیش ازین بنیادیت بار یک و نہایت تاریک بود حضرت مسیح موعودؑ تغیر داده بہ جهت غلبہ اسلام یک سالانہ یقینی کہ ہر کس برای اللہین مشاہدہ نماید۔ بہم رسانیدہ است۔

حریرہ چہارم کہ حضرت اقدسؑ بلٹے غالب نمودن اسلام بعجل آوردہ و بذریعہ آں تمام مباحثِ خلافتِ اسلام را تبدیل ساختہ و ہوش و حواسِ پیروانِ جملہ مذاہبِ باطلہ را پراگندہ ساختہ این است۔ کہ حضرت اقدسؑ تحت ہدایتِ آئے ہادی برحق علم کلام را کہ در دہر رائج بود۔ تغیر سے عظیم دادہ آہنجانِ اصول و ضوابط مقرر فرمود است۔ کہ کہ ہرگز خصم انکار آں نتواند کرد و نہ مطابق آں در مقابلہ اسلام پاسے تواند افتد۔ و اگر این اصول را رد کند۔ دست از حیاتِ خود می شوید۔ و اگر قبول میکند۔ باز ہم جان خود را می سپارد۔ الغرض نہ صورت قرار دارد۔ و نہ راہ فرار و نہ در مقابلہ آں هیچ سامانِ حفاظتش بنظر می آید ۛ

قبل از بحثِ حضرت اقدسؑ طریق تنقید و مباحثہ این بود کہ ہر فرقہ بر مخالف خود ہر چه دلش میخواست۔ اعتراض و ایراد وارد میکرد۔ و بہ نسبتِ خود ہر چه میخواست میگفت۔ و این ظاہر است۔ کہ چون میدانِ مناظرہ و سمعہ گرفتہ غیر محدود شود۔ نتیجہ آں ہیچ بر نمی آید۔ ہر گاہ چند سوارانِ اسپانِ خود را بدوانند۔ پس ظاہر است کہ آنا کہ کہ موجب قواعد اسپ دوانی اسپان را جولان می دہند۔ از میان ایشان خیلے بر آسانی معلوم میتوان کرد۔ کہ فلان کس سبقت برداست۔ و اگر از میان ایشان یکی بجانب خوب و دیگری بجاہب شرق اسپ خود را بتازد۔ و همچنین ہر کسے بغیر طرف

معین اسپ را بدواند۔ لابد شخص کردن این امر دشوار گردد۔ کہ کدام شہسوار بازی  
برده است۔ درین صورت بر اسپ ودائی آن شاہ سواران رائے صحیح قائم کردن  
مشکل میگردد۔

ہم برین نسق در تحقیق مذاہب تا وقتیکہ حد سے معین نشود۔ ہرگز کسیے را خود را  
قائم نتواند کرد۔

پیش ازین اس رسم جاری بود۔ کہ ہر کسیے را کہ ہر امر سے مستحسن بنظمی آمد  
خواہ در کتابے خواندہ باشد یا نہ۔ بجانب مذہب خود منسوب میکرد۔ کہ مینید کہ  
تعلیم مذہب یا چہ قدر برز و نیکوست۔ گویا بہ این طریق در بارہ اصل مذہب بحث کردہ  
نمی شد۔ بلکہ بر تائے خیالات ذاتیہ بحث کنندگان فریقین گفتگومی بود۔ و چنین مباحثات  
نتیجہ میں میداد۔ کہ طالبان حق را ہیج موقعہ و فیصلہ حاصل نمی شد۔

حضرت اقدس اس طریق مباحثہ را بوضاحت تمام غلط ثابت کرد۔ و فرمود۔ کہ اگر  
کتابے از جانب خدا برائے ہدایت یندگان آمدہ است۔ سبقت ہر مقصدے کہ ما  
نسبت تسلیم کردن آن مردم را تکلیف می دہیم۔ لابد باید کہ در آن کتاب موجود باشد۔  
و لازم است کہ دلائل آن مقصد را کہ میخواہد کہ مردم قبول نمایند۔ در خود داشته باشد  
زیرا کہ اگر کتاب خدا نہ در خود دعوی دارد۔ و نہ دلیل۔ بلکہ از ہر دو خالی است۔  
یا ازین ہر دو یکے را ندارد۔ بہ مردم چہ فائدہ می رساند۔ و اگر دعوی ہم ما از خود  
پیش کنیم۔ و دلیل آن نیز از ذہن خود پیدا کنیم۔ پس اذناں کتاب خدا ما را چہ نفع  
می رسد۔ و مذہب ما چگونه استحقاق دارد۔ کہ ما آنرا مذہب آہی بگوئیم۔ پس درین  
صورت آن دین را ما برائے خود وضع کردہ ایم۔ و ہیج منت خدا نسبت دین بر ما

نہاںشد۔ بلکہ احسانِ بابر خداست۔ کہ ما برائے دین دے دعویٰ ہا را بخیز کر دہ ایم  
 و باز از برائے ہر دعویٰ دلیل از جانب خود وضع ساختہ ایم۔ لہذا دارائے ہر مذہب  
 لازم است۔ کہ در اثنائے تحقیقات مذہبہاں اس امر را ملحوظ دارد کہ ہر دعویٰ کہ از  
 طرف مذہب خود پیش کند۔ اس ہم از کتاب آسمانی او باشد۔ دہر دلیلے کہ برآورد۔  
 او ہم از ہماں کتاب ما خود باشد :

اس اصل کہ اس الاصول است۔ انقدر قوت و شوکت در خود دارد کہ بخیر  
 پیروان قرآن مردم ادیان دیگر را ہرگز میخ و دعویٰ مذہب خود از کتب خود بیاثبتوت  
 رسانیدن ممکن نیست۔ و انکار اس اصل نیز از ایشان صورت امکان ندارد۔ زیرا کہ  
 اگر گویند کہ ما یحییٰ نہیں تو انیم کہ وہ پس معنی اس لایہاں باشد۔ کہ مذہبِ شاں اس  
 مذہب نیست۔ کہ در کتاب سماوی ایشان بیان شدہ۔ چرا کہ اگر اس مذہب ہماں است  
 پس سبب چیست۔ کہ از کتاب سماوی خود اس دعویٰ را بر نمی آرند۔ و اگر دعویٰ انہاں  
 کتاب برمی آرند۔ پس چرا کتابِ شاں بر دعویٰ خود دلیل پیش نمی کند۔ ہر گاہ خانق  
 الارض و السموات دل و دماغ انسانی را چنان آفریدہ است۔ کہ او بغیر محبت مسیح  
 را تسلیم نمی کند۔ پس خدا متعالی چرا در وقت بیان امور ایمانیہ دلائل پیش نمیکند  
 کہ بعد اس انسان انہما امور را تسلیم نماید۔

اس حاصل پیروان مذہب باطلہ نہاں اصل را رد می توانستند کرد۔ زیرا کہ  
 معنی رد غیر از اس نیست۔ کہ مذہبِ شاں ناقص دردی است۔ و نہ او را قبول  
 می توانستند کرد۔ چرا کہ لے شاہ و الاجاہ اجاب والا اس سخن را شنیدہ تعجب خواہند  
 فرمود۔ کہ چون از روئے اس اصل امتحان دیگر مذہب کردہ شد۔ مثل روز روشن

ثابت شد کہ تقریباً از ہر یک صد دعاوی آہنا توذا پختنان بود۔ کہ در کتب الہامیہ ایشان یافتہ نمی شد۔ و آنقدر دعاوی کہ از کتب ایشان برمی آمد۔ از ان میان تقریباً ہمسہ بے دلیل و بران بود۔ گویا خداوند تعالی تعلیم امرے دادہ اورا بہ انسان حوالہ کرد۔ تا ادب و کالت خود با ثبات آں دعوی اعانت کتاب خدا نماید ۛ

پس حضرت اقدس ثابت کردہ است کہ پیران مذاہب باطلہ از دل خود چہ سخنان وضع کردہ یا ازین و از ان سرترہ نمودہ بسوئے کتاب خود منسوب می کنند۔ و بجهت فوقیت مذاہب خود طرح مباحثات و مناظرات می اندازند۔ و اوقات مردم را ضائع می کنند۔ چرا کہ اگر ایشان سخنان خود را ثابت ہم نمایند۔ غیر ازین هیچ نتیجہ نہ برآید کہ خیالات شان متعلق آں مسئلہ صحیح است۔ مگر ایس نتیجہ برآدن ممکن نیست کہ مذاہب شان بر راستی است۔ چرا کہ آں امر در کتاب مذہبی ایشان یافتہ نمی شود۔

حضرت اقدس اولاً ایس امر عظیم را مضبوط نمودہ بعد از ان بپایہ ثبوت رسانید کہ قرآن کریم ہمہ اصول اسلام را خود پیش میکند۔ و برائے اثبات آں دلائل قاطعہ و برہین ساطعہ نیز از پیش خود میدہد۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام صد ہا مسائل متعلق ایس خصوص از قرآن کریم ظاہر نمود۔ کہ دعاوی نیز از قرآن مجید بود۔ و بر آں دعاوی دلائل ہم از فرقان حمید بود۔ و سخن خود را چنان بکرتسی ثبوت نشانہ کہ دشمنان اسلام در میدان مناظرہ سپر انداختند۔ و پیش ایس حربہ قویہ چنان سرایمہ گشتہ اند۔ کہ تا ایس زمان ایشان را حیلہ ہم نہ رسید راست۔ و انشاء اللہ تا روز قیامت ہم نہ رسد کہ خود را و مذاہب خود و کتاب ہائے خود را ازین حملہ اسلام سلامت دارند۔

الحاصل ایس علم کلام کہ حضرت اقدس وضع فرمودہ است۔ و بتائے مباحثات



و مناظرات بران بنیادہ آنچنان بیشین و مضبوط است۔ کہ مذاہب باطلہ را انکار آں متعذراست  
 و بہ اقرار آں باطل را تا نمیدنودن متعسر۔ و ہر قدر کہ مسلمانان این حربہ را در سباحت  
 مذہبہ استعمال کنند۔ ہماں قدر ادیان باطلہ پیش آں فرار بر زانیکو دانند۔ و پیروان آں مذہبہ را  
 ضعف ادیان خود آشکارا کرد۔ و بنی آدم نظارہ لیظہرہ علی الدین کلمہ کچشم  
 خویش مشاہدہ نمایند :

حربیہ پنجم کہ حضرت اقدس بر اعدا اسلام بزور تمام رانہ۔ و بہ آں اعلام مذہب  
 باطلہ سرنگون افتادہ و اسلام را بندہ یگانہ شوکت و نصرت و غلبہ حاصل آمدہ۔ کہ  
 احدی را گنجایش انکار نماندہ این است۔ کہ آنحضرت بہ سخدی تمام و قوت مالا کلام  
 پیش روئے اعدائے اسلام این امر را پیش فرمود است۔ کہ غرض اعلیٰ و غایت استی  
 از سجا آوردن اعمال و احکام مذہب باخلاق خود تعلق حاصل کردن است۔ و ہماں  
 مذہب صادق و درین زمانہ پسندیدہ حضرت باری عز اسمہ تو اند بود۔ کہ پیران خود را  
 با اعدائے عوہ و جل پیوندے کر امت فرماید۔ و آثار آں تعلق و پیوند را ظاہر دہویدا  
 نماید۔ زیرا کہ می بینیم۔ کہ در کائنات عالم یکا کو چاک ترین چیزے را ہم یکا اثر  
 خاص حاصل است۔ اگر کسی انگشت خود را برا حکہ بند۔ یا اگر احدے در قرب آتش  
 بنشیند۔ البتہ انگشت او مثل انگشت می سوزد۔ و جسم او حرارت آتش را محسوس میکند  
 آب را کہ می نوشیم۔ معاً حرارت اندر دنی را فرومی نشاند۔ علاوہ بر آں آثار بشارت  
 و طراوت بر چہرہ انسان آشکارا می کند۔ و اگر غذاے مقوی میخوریم۔ در بدن ما خرمی  
 و تازگی و قوت پدید می آید۔ و اگر ورزش می کنیم۔ جسم مضبوط و توانا میشود۔ همچنین  
 در ادویہ نیز تاثیرے هست کہ گاہے منفعت و گاہے مضرت می رساند۔ پس مقام

حیرت و تعجب است۔ اگر تعلق با خدا داشتن سرسببے اثر ثابت شود۔ از کثرت سجود در پیشانی کلفت نمایان شود۔ مگر غیر از نیک بینی بر خاک سوده شود منفعتی دست نہ دہد۔ از روزہ داشتن شکم پر پشت چسبد۔ و از زکوٰۃ و صدقات مال روئے بچی بندد اما هیچ تغیرے درون سینہ ما پدید نیاید۔ و ازین اعمال شاقہ ترحیح نتیجہ بر نہ نیوزد۔ اگر حال میں متوال است۔ پس فائدہ از تعلق باللہ صحت۔ و انسان را بیدار چہ حاجت است از تعلق با بایک عالمے کہ در جہ ادنی دارد۔ این علامت ظاہری میشود کہ مادر در مجالس مردم عزت بہم می رسد۔ و متعلقان و زیر دستان او حرمت مانگاہ میدارند آن عالم سخن مارا می شنود۔ و تحلیفات مارا دور میکند۔ و التجائے مارا می پذیرد۔ دہر کہ چاک بزرگ را این امر مشہود و محسوس میگردد۔ کہ مادر نظر آن عالم مقبول و معزز و محترم استیم لیکن برعکس این آل چیزے کہ ترحیح نشانے ندارد۔ آن یک تعلق باللہ صحت۔ کہ نہ اثر آن در نفس ما پدید می آید۔ و نہ بر تعلقات ما ظاہر میشود۔ ما همچنان حالت میلاریم کہ پیش از عبادات در ریاضات میداشتیم ۛ

غرض حضرت شاقس بدین دلیل ثابت کرد است۔ کہ مذہب زندہ همان است کہ در آن این علامت مشہود و محسوس باشد کہ پیرو آن را تقرب خدا حاصل شود۔ و آثار قرب خدا در ذات او پدید آید۔ پس لازم است کہ پیروان ہر مذہب بجائے اینکه بر یک دیگر حملہ آورند۔ و باہم مناظرات کنند۔ ثبوت زندگی مذہب و ہندو با خدا بودن خود را باوقاف خود بر اثبات رسانند۔ و از مذہب خود همچنان اشخاص را بیدار آریند کہ بر دین و مذہب خود عمل کردہ با خدا متعالی تعلقے بہم رسانیدہ و جام وصال از دست ساقی ازل در کشیدہ باشند۔ پس ہر مذہبے یا دینے کہ برای معیار صداقت آثار

کامل العیار بر آید۔ اُس را بر حق باید دانست۔ و اگر بر ایں معیار صادق ثابت نکر دو۔ پس  
اُن مذہب را یکس جسم بے جان شمرده از پیش خود دور باید انداخت۔ زیرا کہ مرده بار  
دیگر کسے نہ بردارد۔ بلکہ او خود بار دوش دیگران است۔ و اینچنین مذہب مرده و  
دین افسرده بجائے منفعت رسانیدن باعث نقصان و وبال جسم و جان پیروان  
خود است۔ ہم دریں دنیا سبب رسوائی و ہمداران جہان باعث عذاب عظیم و نار  
حجیم است ❖

ایں دعویٰ حضرت اقدس آنقدر روشن بود کہ برائے یک انسان ذی فہم رد کردن  
اُن شکل بود۔ بہ اشاعت ایں دعویٰ بر خرمین دعویٰ پیروان مذہب شتی صاعقتاً  
و در فکر حفظ آبروئے مذہب و اوس ادیان خود با حیران و سرگردان گشتند ❖  
باز حضرت اقدس یہ تحدیٰ تمام اعلان نمود۔ و اشتہار داد کہ اینچنین آثار زندگی  
مذہب در مذہب اسلام یافتہ می شود۔ و بر ایں معیار صرف مذہب اسلام کامل العیار  
است۔ و مذہب دیگر بر ایں معیار ہرگز راست نمی بر آیند۔ و اگر کسے بر خلاف  
ایں اصل دعویٰ را است۔ اورا واجب است۔ کہ در مقابل من بیاید و صدق  
اسلام و اثر اورا و تعلق باللہ را در وجود من بہ بیند۔ مگر با وجود ترغیب و تحریص  
غیرت بیچکس بر مقابلہ اُن حضرت انبعاث نہ پذیرفت۔ و در مبارزت اُن جری  
فی حلال الانبیاء احدی سے از خانہ بر نیامد۔ و چگونہ کسے می آمد۔ اگر ہیچ خیر کا اندوہ  
اومی بود۔ بمقابلہ اُن پہلوان اسلام می استاد۔ از برائے غوغا کردن و شور بر پا  
نمودن و خلق خود ریدن خیلے مردم آمادہ می گردند کہ مذہب را راست است۔ مگر  
ثبوت تعلق باللہ در و نمودن نشان پیوند حجت خدا در اختیار کسے نیست۔ محبوب

ذات خداوندی برون بہ جائے خود کسانے را کہ تعلق عارضی ہم با خدا حاصل نباشد  
ایشان چہ ثبوت تعلق باللہ تو انہم داد۔

حضرت اقدس نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود را بلکہ سائر مذاہب باطلہ را اصلاً  
اس دعوت در داد۔ مگر ہیکس بہ چہت برداشتین ضرب این حربہ جانستان در مواجہ  
نہ ایستاد۔ در مواقع مختلفہ و بذرائع متعددہ حضرت اقدس پیروان مذاہب باطلہ را  
تخریص فرمود۔ مگر بیچ صدائے ایشان برخواست۔

یک دفعہ لارڈ بشپ پنجاب را دعوت دادند کہ در مقابل آئندہ نسبت قبولیت  
نشائے از ما بہ بیند۔ و بجانب آں سرگروہ قیدسان نگاشتند۔ کہ در کتب ساویہ شما  
مرقوم است۔ کہ اگر بقدر جہہ خردل در دل شما ایمان باشد و شما کوہ را بگوئید۔ کہ از  
جائے خود زائل بشو۔ البتہ زائل گردد۔ و در کتابہائے مایز وعدہ نصرت مٹان  
و قبولیت دعائے شان مرقوم است۔ پس باید کہ ایستادہ شوید۔ و بحیث امے  
معین در مقابلہ من دعا کردہ بہ بینید۔ کہ حضرت مجیب الدعوات و اہب البرکات  
دعائے آن اشخاص را کہ مطابق احکام اسلام زندگی میگذرانند۔ در وقت مقابلہ  
قبول می کنند۔ یا دعائے انہا را کہ بر تعلیم مسیحی عمل پیرا ہستند۔

مگر باد جو یک مرتبہ بعد ادنیٰ ذکرۃ بعد اخریٰ لارڈ بشپ را دعوت دادند۔ او  
انچنان سکوت ورزید۔ کہ دم در کشید و خاموشی او سجد حیرت رسید۔ حتیٰ کہ بعض جرأت  
زبان انگلیسی زبان طعن ہم بروے کشودند۔ کہ پاوریان این قدر مواجب کثیرہ میگیرند  
آنا در وقت مقابلہ دم در کشند۔ گو یا کہ می میرند۔ مگر نہ دعوتہائے مخالفت و نہ طعنے ہائے  
موالفت لارڈ بشپ را بر سر مقابلہ آادہ ساخت۔ و بہ بہانہ با و افسانہ ہا این سائل

را از خود دفع کرده روزگار خود گذرانید :

حضرت اقدس ہلیہ السلام باہمچو دعوتہائے متحدیائہ و شمنان اسلام را علی التواتر  
و التوالی خیلے دعوتہا دادند مگر هیچ کس در مقابل ایشان نہ ایستاد :

این حملہ حضرت اقدس آنچنان است۔ کہ ہر صاحب عقل و ہر دانائے ذی شعور  
اذان متاثر می شود۔ و ہر قدر کہ پیروان مذہب شتی از بے اثر بودن مذہب خود و  
زندہ بودن و پرتاثر بودن مذہب اسلام آگاہی گماہی یابند۔ ہماں قدر صدق  
اسلام بر اذیان و عقول ایشان منکشف گردد۔ زیرا کہ مردم در مباحثات مناظرات  
از پیش خود سخنہا ساتھ حق را توانند پوشید۔ و راست را دروغ و دروغ را راست  
قرار توانند داد۔ اما در مقابلہ مشاہدات و ظہور تاثیرات پیچ غلٹے و بہانہ نتوانند  
پیش آورد۔ بالاخر دلہا صیقل و برائی می گردند :

و این حملہ کہ حضرت اقدس بجا برداشت۔ انشاء اللہ عزیز در ہر مقام و در  
ہر میدان بواسطہ خدام آنحضرت سجت انہار حقایق دین اسلام خیلے قوی بلکہ قوی  
و با اثر تر ثابت گردد :

بلکہ بہ تر و یکس ہر عقلمند مذہب اسلام با این حربہ عقلا و درایتہ غالب شدہ است  
و آیتہ لیظہر علی الدین کلامہ در نظر اہل بصیرت باشان و شوکت خود جلوہ گر گردید است  
اگرچہ نتیجہ بادی و ظاہری آل بعد چندے پیدا شود :

خلاصہ مرام اینکہ این پنج حربہ کہ حضرت اقدس بر سر اعدائے ملت اسلام راندہ  
بطور انہو ذبحہ پیش کردہ ام کہ اذیان معلوم تواند شد۔ کہ خدمتے کہ برائے حضرت مسیح موعود  
منجانب اللہ مدین و مقرر بود۔ بواسطہ ذات عالی صفات حضرت با حسن و جوہ بلہ انجام

رسیداست :

بفرض مجال اگر حضرت میرزا صاحب مسیح موعود نیستند! اندرین صورت یک سوال  
پیدامی شود۔ کہ حالاکدام خدمت باقی مانده است کہ بذات مسیح موعود تخصیص دارد۔  
تا اوبعثت یافته بہ انجام برساند۔ آیا اینکه با تیغ تیز مردم را در دین اسلام داخل نماید  
پس کسانے کہ از خوف شمشیر مسلمان گردند۔ دین اسلام را از ذات ایشان چه فائدہ  
حاصل آید۔ و خود ذات ایشان را ازین کہ مردم را جبراً بہ اسلام درآرند۔ چه منفعت  
برسد۔ اگر امروز دول نصاریٰ در نشہ مطاقت خود بدست شدہ خواہند۔ کہ مردم را  
بکیش عیسوی درآرند۔ خیال باید کرد۔ کہ در دل با ستمنان نسبت ایشان دین  
حرکت ایشان چه خیال پیدا شود۔ ظاہر است کہ این فعل ایشان را خیلے ناپاک بنامیم  
پس اگر ہمیں فعل را مسیح موعود کند۔ چگونہ از اعتراض آنچه بر خود نہ پسندی بردیگراں  
مپسند۔ معاف ماند۔ پس باز در شمشیر مردم را در اسلام داخل کردن یقیناً برائے  
اسلام خیلے بے برکت و مضرت ثابت گردد نہ با منفعت۔ بلکہ این حرکت ہر شریف الطبع  
حریت پسند را از اسلام متنفر نماید۔ لہذا برائے تیغ رانی و شمشیر زنی ضرورت نیست  
مسیح نیست۔ بلکہ کارش غیر ازین نباشد۔ کہ بدلائل نیرہ و مشاہدات بیہ اسلام را  
بر او بیان دیگر غالب نماید۔ پس حضرت اقدس بحول اللہ و قوتہ کاری مسیح را یعنی اسلام را  
را بتائید مشاہدات و اظہار دلائل و براہین بر کل مذاہب باطلہ عالم غالب ساخت  
است۔ الفرض انوں ازین کار چیزے باقی نماندہ است۔ کہ کدام مسیح یا مسیح مہدی  
تشریف آورده آنرا بہ تمام رساند۔ لہذا لاریب ذات حضرت اقدس مسیح موعود  
و مہدی مہر د پو۔ زیرا کہ کارے کہ برائے مسیح موعود مقدر بود۔ با انجام رسانید

دریں مقام شاید کسے اعتراض کند کہ ہر گاہ کہ دلائل و براہین بکھت غلبہ اسلام  
بر ادیان باطلہ پیش از بعثت حضرت مسیح موعود موجود بود۔ پس چہ طور دانستہ شود کہ  
حضرت اقدس اسلام را بر ادیان دیگر غالب گردانیدہ است۔

لیکن دانامید اند کہ ہر چند شمشیر قاطع موجود باشد مگر تا وقتیکہ پائے یک شمشیر  
سلاحتشور در میان نباشد۔ دشمن قبل ہی رسد۔ زیرا کہ دشمن آنگاہ مقتول یا مغلوب گردد  
کہ یک تیغ آزمائے قوی باز و بمیدان آندہ آں شمشیر را بکار برد۔ پس بیگان اسلام نیز  
ہمیں حالت میداشتند۔ کہ تیغ قاطع دلائل و براہین در آن موجود بود۔ ولیکن محض  
ہمیں نبود کہ مردم فن تیغ زنی را نمیدانستند۔ بلکہ از موجود بودن تیغ ہم آگاہی  
نمیداشتند۔ این کار کار حضرت اقدس بود۔ کہ از خدا متعالی الہام یافتہ و فہم قرآن  
حاصل نمودہ دلائل غلبہ اسلام را کہ با این جزو زمان تعلق میداشت۔ استنباط نمود  
و بازن آن دلائل را بہ مقابلہ مذہب باطلہ استعمال فرمود۔ و دیگر مردم را نیز استعمال  
آن بیاموخت۔ پس بہ بعثت مبارکہ آں حامی حق و ماحی ناحق دین اسلام را غلبہ قوی  
دست داد۔ ورنہ کجویکے بغیر گولہ انداز آرمودہ کار سردار دین توپ برائے فرج  
خود بسا اوقات مضرت می رساند۔ ہم برین منوال قرآن کریم ہم بغیر موجود بودن  
یک عارف کابل پرائے مسلمانان بے منفعت بلکہ باعث مضرت ثابت شدہ بود۔  
و از غلط استعمال نمودن مفہوم قرآن مسلمانان خود در دام ہلاکت افتادہ بودند۔  
لیکن چون حضرت اقدس دعوی اناسیح و انالہمدی فرمود۔ بہ مجرد این دعوی از آن  
کلام معجز نظام آن آثار و اوزار و برکات ظاہر شد کہ چشم دشمنان خیرہ و روئے ایشان  
تیرہ گردید۔ و پیش آن براہین قاطعہ دشمنان اسلام را تاب مقابلہ نماند۔ در مقابل

اسلام اتنا دن و حملہ بردن یک طرف برائے ایشان و دفاع نمودن از جانب مذاہب خود  
مقتضی گشت. حتی کہ بعضی از دشمنان نزد حکام استغاثہ کردند کہ جبہ حضرت اقدس را  
ازیں مقابلہ باز باید داشت.

ہذا چوں روز روشن بے وہم و گمان یقین باید کرد کہ اکنون اسلام بر ادیان <sup>باطلہ</sup>  
غالب شدہ مثل نصیانی بسین آہنمہ را بدم در کشد.

## دلیل پنجم

### تجدید دین

دلیل پنجم بر صدق دعوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام این است کہ  
آنحضرت اصلاح حالت اندرونی اسلام برنگے نمود است. کہ بر ذمہ مہدی و مسیح واجب  
بود است. پس ازان بہ ثبوت پیوست. کہ حضرت ایشان ہماں مسیح موعود و ہماں  
مہدی مسعود است. کہ برائے امت محمدیہ مقدر شدہ بود.

بخیال من بغیر این ملایان سادہ لوح کہ بہ سبب مناظرات و مباحثات شکار  
عند و تعصب گشتہ اند. جملہ تعلیم یافتگان تسلیم نمایند کہ دریں جزو زمان اسلام آل  
اسلام نمازہ است کہ در عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعار صحابہ بود. و دل  
ہر کس احساس میکند. کہ در اسلام نقصی پیدا شدہ است.

یا زمانہ بود کہ قرآن کریم نسبت آں میفرماید: رَبِّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا  
مُسْلِمِينَ. یعنی بسا اوقات کفار بہ آرزو تو آہند کہ کاش با مسلمان می بودیم. و در  
بریں چنین تعلیمات عمل میکردیم. یا حالا گز زمانہ بر سر رسید است. کہ اسلام محل اعتراض



ہر کہ وہمہ گردیدہ است۔ اغیارہ از او سے چہ نسلی حاصل آید۔ چوں خود از مسلمانان گزرد  
 تعلیم یافتہ بہ نسبت اکثر مسائل آں شکے و شبہتہ میدارند۔ اگر یکے بر تعلیم اصولی آں اعتراض  
 دارو۔ دیگرے بر تعلیم اخلاقی آں حرفت میگردد۔ برنے را بر تعلیم علمی آں تردداست  
 و بعضے را نسبت معادشاگ شبہت است۔ یقینے دو وقتے کہ اسلام پیشتر ازین ردل  
 مسلمانان پیدا میگرد۔ اکنون پیدائمی کند۔ و بدین وجه مردم از بہر اسلام آمادہ آں  
 جانفشانی با و قربانیا نہیںستند۔ کہ در ایام سابق بہر آں مستعد می بودند۔ پس درین صورت  
 لامحالہ از سہ امر بالضروریکے را تسلیم باید کرد۔ یا اینکه نسبت تا اثبات اسلام ہر چہ بیان  
 کردہ می شود یامی کنند۔ زیادہ از یک داستان داستان حقیقتہ ندارد۔ محض حسن ظن  
 پیشینان نسبت پیشینان است۔ و زیادہ ازین چیزے نیست۔ یا لا بد این امر را  
 قبول باید نمود۔ کہ بر احکام اسلام هیچ کس عمل نمی کند۔ یا اینکه در خمیدین حقیقت  
 اسلام یک تغیرے پدید آمد است۔ کہ پسید آں بروے عمل کردن فائدہ ندارد  
 و این سخن آخری صحیح است۔ زیرا کہ اثر اسلام کم در زمانہ پیشین نمایان شدہ بود۔ آں  
 محض پذیریدہ روایات ثابت نیست۔ بلکہ در چار دانگ عالم کہ اسلام را اشاعت در  
 ترقی دست داد است۔ شاہد آں اثرات است کہ بوجہ عمل بران احکام پیروان  
 آں را نصیب گشتہ بود۔ و این ہم نیست کہ درین ایام هیچ کس بر احکام اسلام کار بند  
 نیست۔ چرا کہ درین زمانہ نیز بعض مردم بران معنی اسلام کہ در اذنان خود فہمیداند  
 بصدق دل عمل می نمایند۔ چنانچہ خیلے کسال از ایشان در چلہ با آنقدر سختی می کشند۔  
 کہ جان خود را ہلاک می سازند۔ اما هیچ اثر منفعت ایشان ظاہر نہیںگردد۔ پس  
 صرف یک امر باقیماندہ است کہ آں موجود نیست۔ وہماں امر روح دروان اصل

اصول اسلام است یعنی مفهوم اسلام در دل مردم تبدیل شده است. و حسب خبری  
 مخبر صادق علیه الصلوة والسلام یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام  
 الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه (مشکوٰۃ کتاب العلم) اکنون صرف نام اسلام باقی ماند  
 است. و مسلمانان بوجه بعد زمان نبوی مغز و حقیقت اسلام را تبدیل ساخته اند.  
 و هیت موجوده اسلام در بتبعین خود از پیداکردن آن ترقیات و تاثیرات و تبدیلات  
 قاصر است. که در زمانه سابق میکرد. در هیت موجوده خود در دل پیروان مذکور  
 دیگر اثری پیدانمی تواند کرد اگر چه گاهی بطریق شاذ آثار محوشده او در سعید الفطر  
 را بجانب صدق خود مائل می سازد. مگر بطوریک قاعده و قانونی مستمره حالا  
 آن تاثیر که قبل ازین در آن موجود بود. نمود پذیرفته است. کلام رسول کریم صلی  
 علیه وسلم نیز تصدیق این معنی میکند. که فرموده است. ستفترق اُمتی علی ثلاث  
 و سبعین ملة فی النار الا واحدا قالوا من هی یا رسول الله (صلی الله  
 علیه وسلم) قال ما انا علیه و اصحابی (مشکوٰۃ باب الاعتصام بجملة الترنی) یعنی زمانه  
 آید. که امت من بر هفتاد و سه فرقه متفرق گردد. ازاں میان بجز یک فرقه همه در  
 دوزخ روند. صحابه پرسیدند. یا رسول الله نشان آن فرقه حدیث. فرمود آنانکه بر  
 روش من و صحابه من باشند. و همچنین ارشاد کرده است. خذوا من العلم قبل  
 ان یقبض العلم. و قبل ان یرفع العلم قیل یا رسول الله کیف یرفع العلم  
 و هذا القرآن بلین اظهرا فقال نکلتک امک و هذا الیهود و النصرانی بین  
 اظهروهم المصاحف لم یصحبوا بتعلقون بالحروف مما جاءت به الانبیاء الاولین  
 ذهاب العلم ان یرهب حمله ثلاث مرات (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۰۸) یعنی

اسے مردان علم را تحصیل بکنید۔ قبل ازاں کہ علم از دنیا برداشته شود۔ راوی میگوید  
 نرض کردند یا رسول اللہ علم چگونہ برداشته شود۔ در حالیکہ قرآن پیش روئے ما باشد  
 فرمود ما در تو ترا گم کند۔ آیاتی مبینی۔ کہ پیش یہود و نصاریٰ کتب ایشان موجود است  
 اما ایشان تعلیم کہ انبیاء آورده بودند۔ هیچ تعلق ندارند۔ بشنید و آگاہ باشید کہ علم  
 از دنیا بر فتن علمای رود۔ و این سخن را سہ بار فرمود۔

خط ناک

ازین حدیث شریف ظاہری شود۔ کہ امت مجتہتہ نیز وقتے درین حالت  
 گرفتار گردود۔ کہ علم دین از میان مسلمانان برداشته شود۔ لیکن از بعض احادیث این  
 نیز ہوید امیگر دود۔ کہ در اوقات یک جماعتے بر ناک صحابہ کرام رنگین باشد۔  
 و از حدیث دیگر معلوم میشود کہ آن جماعت کہ مثل صحابہ باشد۔ جماعت مسیح موعود  
 است۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ ما نمیدانیم کہ اولین این  
 امت بہتر اند یا آخرین۔ پس مراد از ما انا علیہ و اصحابی جماعت مسیح موعود است  
 و سزاوار نیز بہین است۔ کہ مراد از ان جماعت مسیح موعود باشد۔ چرا کہ هیچ جماعت  
 بدرجہ صحابہ نمی رسد۔ مادامیکہ صحبت یافتہ یک مرسلے نباشد۔

ملخص اینکه از حدیث مذکورۃ الصدر واضح میگردد۔ کہ چون علم دین از امت  
 محمڈیہ رنج گردد۔ خدا شے تعالیٰ دوبارہ بواسطہ مسیح موعود آل را قائم فرماید پس  
 برائے مسیح موعود بودن کسیے ناگزیر است۔ کہ ہل تعلیم اسلام را قیام بخشد۔ و علوم  
 صحیحہ قرآن مجید را بیان نماید۔ و اگر چنین نکند۔ مسیح موعود بودن او محال است۔ و  
 آنکس کہ در آخر زمانہ پُر فتنہ با تعلیم اسلام را از خیالات مردم امتیاز دہد و فحوی  
 تعلیم اسلام را بر بنی آدم با دلائل و براہین آشکار نماید۔ و نمونہ ما انا علیہ و اصحابی

پیش چشم مردم و نمایدر لاریسیح موعود همان است۔ وغیر او کسے نیت و چون  
 این امر ثابت شد۔ برائے تنقید دعویٰ مدعی میجا بودن این محیار ہم بر ما ہویدا شد  
 کہ بانگاہ غائر نگریم۔ کہ آیا فی الواقعہ اسلام از سر تا پا درین آیام صورت اصلی ما انا علیہ  
 واصحابی را و گذاشت است یا نہ؟ دیگر اینکه آیا این دعویہ از سرجا بودن در حقیقت  
 اسلام را در شکل اصلی ما انا علیہ واصحابی آور دست یا نہ؟ تفسیر پذیر فتن اسلام  
 و دور شدن او از حقیقت خود چنانچہ سابقاً مرقوم شد۔ ہرگز قابل انکار نیست۔  
 زیرا کہ هیچ عقلمندے نیت کہ بر حالت مسلمانان نظر کند۔ و باز منکر آن باشد۔ و  
 کسے چگونہ ازین امر بدیہی منکر گردد۔ کہ فعل الہی آن را در پیش چشم خلایق ثابت کرد است  
 کہ درین وقت مسلمانان از دائرہ اسلام بیرون افتادہ اند۔ و صورت حاضرہ  
 اسلام کہ مسلمانان راستی و طمانینت نمی بخشند۔ خود بر حالت خود شاہد ناطق است کہ  
 صورت اسلام درین آیام تغیر قبول کرد است۔ و احوال آن اسلام کہ وقت صحابہ  
 بود۔ نیت

پس اکنون صرف این سوال باقیماندہ کہ آیا حضرت اقدس میرزا غلام احمد اسلام  
 حقیقی را کہ بسبب حسن جمال خود دل دوستان و دشمنان را بسوئے خود مائل میکرد  
 باز در دنیا قیام دادہ است یا نہ؟ و آن مفسد را کہ ملایان خود غرض و از حق  
 دور افتادگان بطح حطام دنیوی و تعصب و خیالات و تعلیمات پاکیزہ اسلام  
 آمیختہ بودند۔ جدا کردہ است یا نہ؟

برائے حل این مسئلہ چند امثلہ خیلے سہل و آسان پیش جناب الامی ارم۔ کہ  
 از انہا ہویدا گردد۔ کہ مردم صورت اسلام را تا چہ درجہ تغیر دادہ بودند کہ حضرت اقدس

صورت اصلی آنرا پیش چشم عالم باز جلوه گر ساخته است :  
 نقطه مرکزی اسلام که تمام مسائل رگرو آن دور می زنند - و اصل اصول دین  
 که جمیع عقائد و اعمال باوے نسبت شلخ و برگ میدارند - ایمان باللہ تعالی است  
 و دیگر جمیع عقاید برائے تائید و جلد اعمال برائے تثبیت این اصل است - و از اجزای  
 ایمان باللہ جزو اعظم ایمان بر توحید خداوندی است - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 اذان باز که دعوت بدین اسلام آغاز نمودند - تا آن زمان که مرفوع بر رفیق اعلی شدند  
 داعی حق را لبیک اجابت فرمودند - اعلان تعلیم لا اله الا اللہ میدادند - معویہ تلمیذ  
 ہر قسم را بر خود برداشت کردند - اما از اظہار تعلیم حید باز نماندند - حتی کہ چون وقت وصال  
 فرارسید - در آن وقت اگر فکرے کہ در خاطر میداشتند - این بود کہ تعلیمیکہ بعد قرآنیہا  
 بیشمار قائم شد است - از صفحہ عالم حک نشود :

لے بادشاہ ذی جاہ ! دل یک مسلمان بتیاب زہرہ اش ہمہ آب میشود - و  
 جگرش پارہ پارہ و ہوش از سرش آوارہ میگردد - وقتے کہ در کتب احادیث و سیر  
 تواریخ میخوانند - کہ آن جان جهان در روح روان انس و جان علیہ صلوٰۃ اللہ للنان  
 در مرض الموت کہ از شدت مرض بدن مبارکش از سرتا پا غرق عرق می شد - و بیماری  
 بر اعصاب ہایون او اثر خود ظاہری کرد - کرب و درد بدین خیال بر وجود مسعودش  
 می افزود - کہ مباد مردم بعد از انتقال من این تعلیم توحید را فراموش کنند - و در  
 شرک و ضلالت مبتلا گردند - در آن وقت صعب رنج و تعب نفس خود را فراموش  
 کردہ بود - و در فکر امت از راست بچپ و از چپ بر راست غلطیدہ میفرمود :-

لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبورا انبیاءہم مساجد (صحیح بخاری باب  
 مرض النبی)

یعنی لعنت کند خدا تعالی بر پیرو و نصاری که قبور انبیاء خود را سجدہ گاہ ساخته اند  
 مراد آن پیغمبر رب العباد از ارشاد نمودن این کلمات این بود کہ خبر دارے اُمت  
 من بر خلافت آل تعلیم کہ من عمر خود در آن صرف کردہ ام۔ زمینہار بعد وفات من قبر مرا  
 نباید کہ پرستید۔ و سبق توحید را کہ از من گرفتہ اید۔ ہرگز فراموش نکنید ۴

این کرب و اضطراب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت مرض الموت و این  
 محبت توحید یک اقمہ ایست۔ خیلے درد افزا۔ کہ سچ کد ام محب آنحضرت صلعم  
 ازین واقعہ دردناک اثر پذیرفتہ سچ گاہ قریب شہر کہ رفتن نمی توانست ۴

مگر لے بادشاہ والا فر گاہ چشم بکشا و نگاہ فرما کہ درین جزو زمان اکثرے  
 از اں میان کہ خود را مسلمان شہرت می دہند۔ و آرزو دارند۔ کہ ایشان را مسلمان  
 گفتہ شود۔ علی الاعلان بر خلافت فرمان آن سرتاج پیغمبر ان عمل می کنند یا نہ؟ سینورہ  
 صد سال قبل ازین کد ام مسلمان این وہم در دل میداشت۔ کہ روزے علم ہر داران  
 اسلام بر گور مردگان سجدہ نکنند۔ و رو بسوسے مزارات بزرگان خود آورده نماز  
 گذارند۔ و انسانان را عالم الغیب انکارند۔ و اہل اللہ را مالک قدرت خداوندی  
 پندارند۔ و از مردگان مراد ہائے خود طلبند۔ و بر قبور ہدایا و نذورات آردند۔ و نسبت

پیران خود اعتقاد دارند۔ کہ ایشان ہرچہ خواہند۔ از خدا تعالی بپذیرانند۔ ایشانرا  
 ہر جا حاضر و ناظر دانند۔ و بنام غیر اللہ قربانی ہا کنند۔ و برتر از ہمہ اینکہ لاف کنند  
 کہ این ہمہ کار کہ می کنیم۔ عین تعلیم رسول کریم است علی اللہ علیہ وسلم۔ و از مشرق تا  
 بر مغرب و از جنوب تا شمال یہ ہر مقامیکہ مسلمانان سکونت میدارند۔ ارتحاب این ہمہ  
 اعمال نابالستہ و افعال ناشائستہ را مستحسن میدارند۔ و حصہ کثیر و حجم غفیر مسلمانان

فعلی ازان افعال متذکرہ رام تکیباست۔ بحمد اللہ کہ سوز و گداز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
را خدائے تعالیٰ قبول فرمودہ روضہ مطہرہ اش را تا این زمان ازین بدعات سیتہ رخصو  
و مصئون داشت است۔ مگر بر منارات دیگر بزرگان اسلام درین ایام از  
بُت خابنائے اہل ہنود و پج کمی از رسوم مشرکانہ منی باشد۔ اگر امروز آنحضرت صلعم  
تشریف آورده می دید۔ ہرگز انجمنین مردم را مسلمان نمی فهمید۔ بلکہ پیروان تبت  
مشرکین میدانست ❖

شاید ملایان این زمانہ جواب دہند۔ کہ این ہمہ خیالات جہال و مردم عوام  
کا لانعام است۔ و علماء و خواص ازین خیالات بدعات بیزارند۔ مگر امر حق این  
است کہ حالت قوم بنظر اکثر افراد معتبر باشد۔ ہر گاہ حصہ بکثیر مسلمانان تابع این  
عقاید است۔ لہذا فیصلہ برہیں سخن است۔ کہ امروز حالت مسلمانان بلحاظ توحید  
در مذاکب حنیض افتادہ است۔ و ایشان اصل الاصول اسلام یعنی لا الہ الا اللہ  
را کہ جان اسلام است۔ بکلی فراموش کردہ اند۔ علاوہ بریں این سخن نیز راست نیست  
کہ محض عوام الناس قائل این عقائد اند۔ بلکہ سجادہ نشینان و پیران و صوفی مشربان  
و مشائخ عظام و علمائے کرام این زمانہ با عوام درین خیالات متفق و متحد اند۔ و اگر  
بعضی بدل متفق نیستند۔ کم از کم حالت ایشان نیز آں قدر خراب است۔ کہ طاقت  
رد خیالات عوام در خود نمیدارند۔ و این نیز علامت ضعف ایمان است۔ بلکہ علامت  
آن است۔ کہ ایمان از دلہما شے شال محوشدہ است ❖

اگرچہ بعض فرمائے مسلمانان او عاصے آن نمی کنند کہ ما از شرک بدعت تنفر  
میداریم۔ و روئے خود بجانب این سور نمی آریم۔ بلکہ براں اظہار ناپسندی نارضا شدہ

کرده ایشان را از انکاب چنین افعال اعمال مشرکانه که اسلام را از ان آیسیم می رسد  
 مانعت می نمایم۔ مگر تعجب این است۔ که خود ایشان نیز در شرک مبتلا گشته اند البتہ  
 ایشان را از دیگران این قدر امتیاز حاصل است۔ کہ ہر ولی و نبی را شرک یک خدا نمیدانند  
 الا حضرت عیسیٰ علیہ السلام را شرک یک خدا می پذیرند۔ و او را بر آسمان زنده میدانند  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را کہ افضل الانبیاء اند۔ زیر زمین مدفون تسلیم می کنند۔ اما  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام عمداً یا بابت نزد ایشان از مدت دو ہزار سال بر آسمان زنده  
 و پاینده است۔ و خدا تعالی موت را بدو رسا ہے نہ ہر۔ حالانکہ در قرآن کریم صاف  
 میخوانند کہ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ اَمْواتٌ  
 غَيْرِ اَحْيَاءِ وَمَا يَعْلَمُونَ اِيَّانِ يَبْعَثُوْنَ (سورہ نحل ۲۰) یعنی آنانکہ ایشان را بجز خدا  
 میخوانند۔ چیزی سے نیافریدہ اند۔ بلکہ خود مخلوق اند۔ مردہ اند نہ زنده۔ و نمیدانند۔ کہ  
 کے مبعوث گردند۔ و باز بچشم خود می بینند۔ کہ عیسا ئیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام را  
 موجود سے پنداشتہ اند۔ مگر با ہیتمہ خیال زندگی عیسیٰ علیہ السلام را از سر بدر نمی کنند  
 و خود را بر این عقیدہ مشرکانہ موجد می گویند۔ و از خدا و رسول شرم نمیدارند ۵  
 همچنین این مردم برخلاف شرک آواز بلند می کنند۔ مگر در دل یقین میدارند کہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردگان را زنده میکرد۔ و محی الاموات بود۔ بجایکہ خدا تعالی  
 میفرماید کہ مَنْ خُوذِمُ مَرْدُکَانَ رَا زَنْدَہَ کَرْدَہَ بَا زَہْدِنِیَا فَرَسْتَمُ۔ چنانچہ فرمودہ۔ و حرام  
 علی قریبہ اهلکنا انہم لا یرجون (سورہ انبیاء ۷۴) یعنی آنانکہ وفات یافتہ اند  
 در حق شان فیصلہ چنین صادر شدہ است کہ ایشان در دنیا و پس نگرند۔ و همچنین  
 ارشاد کردہ است۔ مَنْ دَرَاہُمْ بَرَزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (مؤمنون۔ رکوع ۶)



یعنی کسانے را کہ وفات پیش آداست۔ در پس ایشان حجابے است مانع تا روز قیامت۔  
یعنی قبل از روز قیامت زندہ کر وہ نشوند ۛ

ایں مردم خود را اہل حدیث میگویند۔ اما این حدیث جامع ترمذی و ابن ماجہ را بیامی  
نمی آرند۔ کہ عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا جابر مالی  
ارنک منکسر اقلت استشهد ابی و ترک عیالاً و دیناً قال افلا ایشرک بما لقی  
اللہ به ایاک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلّم اللہ احداً قط الا من وراء  
حجاب و احیا اباک و کلمہ کفاحاً قال یا عبدی تصن علی اعطک قال یا رب تصنی  
فاقتل فیک ثانیة قال المرء تبارک و تعالیٰ انه قد سبق منی انهم لا یرجعون  
(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب جامع المناقب) یعنی جابر میگوید۔ کہ ملاقات کرد با من رسول خدا صلعم  
و فرمود۔ کہ چه سبب است۔ کہ من ترا شکتہ حال می بینم۔ عرض کردم کہ والد من عبد شد  
در غزوه احد شهید شدہ عیال و قرض گذاشتہ است۔ پس حضرت ارشاد فرمود۔ آیات را  
بشارت ندہم۔ بر آن معاملہ کہ حق تعالیٰ با پدر تو سلوک کرده است۔ گفتم بیے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بفرمایید گفت کلّم نہ کرده است خدا متعالیٰ با کسی ہرگز۔ مگر از پس  
پڑہ۔ و زندہ گردانید پدر ترا و تحکم کرو با او بالمواجہہ گفت لے بندہ من بخواہ  
از من ہر چه میخواہی من ترا میدہم۔ عرض کرد۔ لے پروردگار من مرا زندہ گرداں  
تا کہ در راہ تو دوبارہ کشتہ شوم۔ خدا متعالیٰ فرمود کہ حکم من جاری شدہ است کہ  
مردگان بدنیاد پس نمیکردند ۛ

ایں مردم نمی اندیشند۔ کہ کارے را کہ خود خدا تعالیٰ درین دُنیا نمی کند۔ و آنچه  
خاصّہ ذات اوست۔ یعنی احیاء اموات آل از مسیح علیہ السلام در وجود آمدن چگونہ ممکن بود

ایشان لفظ اُحی الموتیٰ در سورہ آل عمران دیدہ خیلہ راہ غلط رفتہ اند لیکن چون ہمیں لفظ در شانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وارد شدہ کہ یا ایہا الذین آمنوا استجبوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یَحِبُّکُمْ (سورہ انفال رکوع ۳۷) یعنی اے مومنان سخن خدا و رسول خدا را قبول کنید۔ ہر گاہ کہ شمارا برائے زندہ ساختن شما بخواند۔ ایں مردم میخوانند و میگویند۔ کہ دریں آیت از زندگی مراد زندگی روحانی است۔ نہ زندگی جسمانی۔

پس میگوئیم کہ چون لفظ احیاء در قرآن مجید در معنی زندہ ساختن روحانی نیز مستعمل گشتہ است۔ و این نیز ثابت است۔ کہ مردگان را زندہ کردن درین عالم خلاتِ سُنتِ الہی و مخالفِ مفهومِ قرآن کریم و فرمانِ حضرت رسالتِ پناہی بِعقلِ سلیم است در عینِ رت معنی احیاء در حقِ عیسیٰ علیہ السلام بہمان ادباید گرفت کہ مطابق کلامِ مبارک از شاہ شریک باشد۔ لیکن از مردمان کہ خود را موحد میگویند اعتقاد می دارند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردگان را زندہ می ساخت و همچنین اعتقاد میدارند کہ پرندگان می آسندید۔ حالانکہ در تفسیر آن کریم می خوانند کہ غیب از خدا یکس چیزے را آفریدن نمی تواند۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وَہم یخلقون (سورہ نحل رکوع ۲) یعنی کسانے را کہ بجز خدا تعالیٰ میخوانند۔

ایشان هیچ چیز را خلق کردن نمی توانند۔ بلکہ ایشان خود آفریدہ شدہ اند۔ ثم قال اَمْ جَعَلُوا لِلّٰہِ شُرکاءَ خَلَقُوا کُلَّ شَیْءٍ وَہو الواحد القہار (سورہ رد رکوع ۳) یعنی آیا برائے خدا شریک می سازند آنان را کہ در زعم شان خالق اند۔ آیا چیزے خلق کرده اند۔ مثل خلق خدا۔ پس ہر گاہ

مخلوق خدا و مخلوق شرک کارشان متشابه شده است۔ بگوئے رسول خدا امتعالی خالق کل  
 اشیاء است۔ و او واحد است و ہر اشیاء در قبضہ تصرف اوست۔ و ایضاً قال  
 ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباً و اباً و لو اجتمعوا لہ (سورہ حج ۱۷)  
 یعنی آن کسانے را کہ شما بجز خدا میخوانید۔ ہرگز یک گس را آفریدن نمی توانند۔ اگرچہ  
 ہنگنان بجهت آفریدن آن باہم جمع شوند۔ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 نیز منجملہ آن کسانے است کہ مردم نصاریٰ ایشان را بجز خدا تعالیٰ میخوانند۔  
 الغرض باوجود اینکه این امر در قرآن مجید در آیات متعددہ وضاحت تمام عیان  
 است کہ بجز خدا تعالیٰ هیچ کس را آفریدن چینیے قدرت ندارد۔ و اگر کسی این قدرت  
 میدارد۔ پس ہمانا او معبود است۔

معنی آیت لاتی اخلق لکم من الطین کھنئینۃ الطیر انچنان می کنند کہ برخلاف  
 قرآن و تضاد تعلیم توحید است۔ و در دل خود نمی اندیشند۔ کہ یک لفظ لغت عرب  
 در خود چندین معانی مختلفہ میدارد۔ پس در ترجمہ آن معنی را اختیار باید کرد کہ مخالف دیگر  
 خصوص صریحہ قرآنیہ نباشد۔ و مناسب شان انسانی باشد۔ و آن معنی کہ مخالف  
 محکمت قرآنیہ باشد۔ نباید کرد۔ بلکہ آن معنی اختیار کردہ آید۔ کہ مطابق شان آوند  
 بود۔ و باوجود ادعائے موحدیت ملوث بشک ننگ دند۔ این آن عقائد خطرناک اند  
 کہ درین زمانہ در مسلمانان چہ در علماء و چہ در جہلار و چہ سنی و چہ شیعہ چہ مقلد و  
 چہ غیر مقلد سائر و دائر اند۔ و باوجود موجود بودن این عقائد باطلہ هیچ کس نمی تواند  
 گفت۔ کہ مسلمانان برضیون لا الہ الا اللہ قائم اند۔ بے شک کلمہ لا الہ الا اللہ بر  
 زبان جمیع فرقہ ہائے اسلام جاری است۔ اما بہ سبب عقائد مذکورہ بالا از مفہوم

و مغز و حقیقت آں ہماں قدر دُور افتادہ اند کہ مشرکان دیگر اقوام۔

پس بنظر دفعِ ایں عنایت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنچنان تعلیم  
موصدا تر پیش کردا ست۔ کہ قائم کنندہ جلالِ ایزد متعال است۔ و انسان بر آں  
ایمان آورده دلش از محبتِ خدا و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پُر می گردد۔ و از  
آتشِ شرک بکلی محفوظ میشود۔ و در توحید مقلدے حاصل میکند۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ  
عنہم بر آں فائز گشته بودند :

حضرت اقدس انار اللہ برانہ ایں عقائدِ فاسدہ را بدلائل صحیحہ شرعیہ باطل ثابت  
کرده تعلیم دادا ست۔ کہ خدا یکے است۔ از قبرے یا صاحب قبرے یا از پیرے یا  
از فقیرے مراد طلبیدن یا بر قبور ہدایا و نذر آوردن یا پیش کسے سجدہ بردن  
یا پر پائے کسے در افتادن زندہ یا مردہ یا کسے را مالکِ قدرتش دانستن  
یا عالم الغیب خیال کردن نبی باشد یا ولی۔ یا بغیر خدا بر نام کسے جاؤرے را ذبح  
کردن یا بنام کسے نذر دنیازدادن یا چیزے را برائے خوشنودی کسے صدقہ دادن  
یا نسبت کسے گمان بردن کہ ہرچہ خواہد۔ خدا تعالیٰ سپاس خاطر او بر منظور کردن  
مجبور می گردد۔ ہمہ شرک و اتحاد است۔ و مومن را از اں خیالے اجتناب باید کرد۔  
ہمچنین حضرت اقدس ایں امر را بہ اثبات رسانیدہ است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
مثل انبیائے دیگر دقات یافتہ زیر زمین مدفون است۔ و مانند دیگر رسولان مدفون  
رُوحانیت را زندہ می ساخت۔ اما در نفس او تاثیر زندہ کردن مردگان جسمانی و  
جان بخشیدن بے جانان ہرگز نبود۔ و ہیچ کسے را باذن اللہ و بلا اذن اللہ حیات  
جسمانی دوبارہ نہ دادہ است۔ چرا کہ قادر علی الاطلاق صفات ذاتیہ مخصوصہ خود را

بہایح بندہ عطا فرمودہ است۔ و کلام او تعالیٰ بالصراحت مخالف امکان تحقیق اس  
صفات درسیح یا در احدی دیگر است۔ و کسانیکہ شرک را اشاعت دادن بشمار  
خود ساخته اند۔ انجینین سخنان بیہ حقیقت می تراشند۔ کہ خدا متعالی صفت خالقیت خود  
را فیلاں نبی یا ولی بخشیدہ است۔ و طاقت خود را بدو ارزانی داشته۔ و نمیکویند کہ  
آن مجبود شاں از حق تعالیٰ جدا گشتہ بر عالمے جداگانہ حکومت می راند ❖

پس حضرت سیح موعود را بہ تعلیمے کہ مطابق قرآن حکیم و حدیث رسول کریم و موافق  
عقل سلیم است۔ ظلمت شرک را کہ ظلم عظیم است۔ از صفحہ عقاید خلق کثیر زدودہ و  
بجلی از طبایع خلائق حاک نمودہ۔ و مسلمانان را آن راہ راست کہ از مدت دیدگم کردہ  
بودند۔ و انمودہ است۔ و بہ این طور کلمے را بہ انجام رسانیدست کہ بدمت سیح در  
بعثت ثانی اومعین و مہمہ شدہ بود ❖

بعار از ایمان بانند۔ رکن دوم از ارکان اسلام ایمان بالملائکہ است۔ کہ  
مسلمانان آل را از سر تا پا مسح نمودہ بودند۔ چنانچہ بعض مردم را این عقیدہ بود کہ  
از ملائکہ گاہے گنہے صادر ہم میشود۔ و گاہے ایشان بر افعال الہی اعتراض ہم  
دارد میکنند۔ چنانچہ در واقعہ خلق آدم اعتراض ملائکہ را بہ این صورت پیش  
می کنند۔ کہ گویارو بروئے حق تعالیٰ بر سر پایستادہ بر منشار و حکم او اعتراض  
می آرند۔ حالانکہ مقولہ شاں این است۔ نحن نستج بجرک و نقدرس لک یعنی  
ماہرگز قدرت نداریم کہ بر احکام و افعال الہی حوت گیری و نختہ چینی کنیم ❖

ہچنین قصہ ہاروت و ماروت را آنچنان دلخراش بیان می کنند۔ کہ از شنیدن  
آن حیرت دست مہد ہد کہ حق تعالیٰ دو فرشتگان را بہ لباس انسان بدنیافرستاد۔

و ہر دو برزے فاحشہ شیر اگشتند۔ وہ آخر بپا و اش اعمال زشت خود در چاہے  
 نہگون آویختہ شدہ اند۔ نفوذ باللہ من ہذہ الہفوات والمخافات ۰  
 و همچنین اس قصہ راضح کردہ اند۔ کہ ابلیس معلم ملائکہ و استاذ ملا اعلیٰ بود۔ و  
 فرشتگان را درس میداد۔ و بعضیہ بہ نسبت ملائکہ عقیدہ میدارند۔ کہ گویا آہنما مثل  
 انسان جسم مادی میدارند۔ و ازین سوبہ آں سو حرکت می کنند و مثل مردم میدوند۔  
 عزرائیل گاہے برائے قبض کردن جان کسے بہ مشرق می رود و گاہے بہ مغرب  
 می رسد۔ و بر خلاف ایشان بعضیہ از وجود ملائکہ انکار میدارند و وجودشان را ہی ہی پندارند  
 و تشریح آیات قرآنی بدین طوری کنند کہ ملائکہ مراد از قوتہائے الہی است۔ و  
 بہ این درجہ دلیر شدہ اند کہ علی الاعلان بر خلاف احادیث و قرآن سخنان ناشائستہ  
 بر زبان جاری می کنند و میگویند ۰

ز جبریل امین در وحی قائلے نہیں جو انہم ۰ ہمہ گفتا کہ جو بہت قرآنے کہ من در ام  
 بلکہ بر وجود ملائکہ نیز اعتراض می آرند۔ و وجود ایشان را بر خلاف قدرت خداوندی  
 می انکارند۔

حضرت آفریدگار تعالیٰ شانہ بہ فضل خود حضرت سبح موعود را بعثت عطا فرمود  
 کہ این اعتقادات خلاف منشا اسلام را رد نمود۔ و اعتقادات صحیحہ را اشاعت  
 داد۔ و از ذات ملائکہ اعتراضات مندرج ساخت۔ و بدلائل قاطعہ و حجج ساطعہ  
 ثابت کرد۔ کہ ملائکہ ہرگز بر افعال الہی اعتراض نہ کردہ اند و نمی کنند۔ و نہ تمسک  
 گناہے گشتہ اند۔ و نمیگردند۔ و در شان ارفع ایشان ایزد منان فرمودہ است  
 لا یصون اللہ ما امرہم و یقبلون ما یؤمرون (سورہ تحریم ۱۴) یعنی ملائکہ

خلاف ورزی حکم الہی نمی کنند۔ و ہرچہ بدیشان حکم دادہ می شود۔ بجائے می آرند۔ پس  
 آن صنف مخلوق کہ حق تعالی ایشان را باطاعت آئے اطاعت و فرمانبرداری مجبول نموده  
 است۔ چگونہ در ارتکاب جرائم و معاصی و در عشق زبانی فاحشہ ملوث گشتن ازیشان  
 ممکن است۔ و چه طور خدا را فراموش ساخته در ملامتی و منہای آتادہ مبتلا بعباد الہی  
 بودن ازیشان صورت امکان دارد۔ و اگر ایشان مبتلا آئے گمان میتوان شد پس  
 چگونہ حق تعالی مردم را تکلیف ایمان آوردن برایشان دادہ است۔ زیرا کہ معنی ایمان  
 آوردن غیر این نیست۔ کہ بر ہرچہ ایمان آرید سخن اورا پذیرا کنید۔ و بران عمل نمانید تا  
 بنی آدم را بران صنف مخلوقات کہ صدور خصیان از ذوات ایشان ممکن است حکم  
 ایمان دادن این معنی دارد۔ تا خود را بوظہ ہلاکت افکند۔

نیز حضرت اقدس اثبات فرمود است۔ کہ ملائکہ وجود روحانی دارند۔ از جائے  
 بجائے دیگر نقل و حرکت نمی کنند۔ و نہ مثل مردم می دووند۔ بلکہ چنانکہ آفتاب بجائے  
 خود ماندہ روشنی خود بدیگر جامی رساند۔ ایشان نیز بر مقام خود بودہ احکام خدا  
 را بجای آرند۔ و بسوخت طاقتہائے کہ بر منہ آہنا اطاعت مائیکہ کر و شدہ است۔ ہمہ کار را  
 می کنند۔

و نیز این خیال باطل را ہم رد فرمود۔ کہ ابلیس استاد ملائکہ یا بھلیس ایشان بود۔  
 زیرا کہ او یک روحے خدایت بود۔ کما قال اللہ تبارک و تعالی و کان من الکافرین  
 (بقرہ ۶۴) یعنی دل او از ابتدا مستکر بود۔

و حضرت اقدس این خیال غلط را نیز از میان برداشت۔ کہ وجود ملائکہ و ہی است  
 باطانتہائے چند را ملائکہ میخوانند۔ بر شائے مشاہدہ و تخریج خود وجود ملائکہ را اثبات  
 نمودند۔

و جہالتِ منکران وجود ملائکہ را ظاہر فرمود۔ زیر کہ اولاً ایشان خود تسلیم می کنند کہ خدائی تعالی برائے مدد چشمانِ سر آفتاب انوار دیگر را آفریده است۔ و حسن بصر را رویت اشیا بغیر وجود آفتاب یا نور دیگر متعذر است۔ و همچنین حسن سمع بجزرت حصول آواز محتاج ہواست۔ تا ہوا آواز را بجوش نہ رساند۔ حسن سمع را ادراک اصوات متعسر است۔ و با وجود این امداد و سائلط بیچ حرفے بر قدرتِ تامہ الہی نمی آید تا در بارہ امور روحانیہ میگویند۔ کہ اگر بجزبتِ سر انجام دادن آنها و سائلط و وسائل را آفریده است۔ پس بر قادر بودنش حرف می آید۔ حضرت اقدس ازین عقیدہ ایشان ہم بر ایشان الزام قائم کرده و بہ اقرار خود ایشان ایشان را ما خود ساخت است۔ و بالتصریح و بالتفصیح باز نموده کہ آفریدگار تعالی شانہ و سائلط را برائے این غرض پیدا نہ کرده کہ خود احکام خود را با بندگان رسانیدن بر او دشوار است بلکہ بدین غرض و سائلط را مخلوق فرمودہ است کہ بندہ بغیر آن و سائلط بر شنیدن کلام خدا قدرت ندارد۔ و انسان در شنیدن کلام خدا محتاج آں و سائلط و وسائل است۔ بلکہ آہنہ و سائلط در سائر ترقیات روحانی و جسمانی مہم و معادن بنی نوع انسانی است۔

الغرض حضرت اقدس آں خواہ بہا را کہ در خیال مردم نسبت رکن دوم اسلام پیدا شدہ بود۔ با دلائل قویہ اصلاح فرمود۔ و وجود ملائکہ را بہ آں صورت زیبا پیش مسلمانان و انہود۔ کہ خدا و رسول فرمودہ بود۔

رکن سوم اسلام ایمان بکتاب منزل من السماء است۔ و بارہ این رکن یکین ہم در میان مسلمانان تزلزل افتادہ بود۔ نسبت جمیع کتب سماویہ عموماً و نسبت مصحف مجید خصوصاً



خیالات عجیبہ مبداشتند۔ فی الحقیقت فراسلام بلحاظ ایمان آوردن قرآن کریم اصل الاصول است۔ و برکتب سابقہ تکلیف ایمان علی سبیل الاجال بنا بر اصل و قل امنت بما انزل اللہ من کتاب است۔ ورنہ آہنانہ دریں زمانہ موجود اند و نہ در صورت موجود بودن معمول بر مسلمانان ہستند ❖

عقایدیکہ مسلمانان نسبت قرآن کریم میدارند۔ آن را دیدہ حیرتے دست میدہند کہ انسان را از ہوش می برد۔ و این حیرت محض ازیں وجہ است کہ با بریح موجودہ ایمان آدرودہ بر اصل حقیقت اطلاع یافته ایم۔ ورنہ مایز مثل دیگران دریں اعتقاد غلط مبتلا می بودیم ❖

یک گروہ مسلمانان را خیال است کہ قرآن مجید عملاً بعد از وفات نبی کریم معاً از دنیا برداشته شدہ و حصہ کثیر آن نفوذ با شد از دنیا مفقود گشتہ۔ و آنچه بین ایدی الناس موجود است۔ نزد بعضی آن نیز از تصرفات انسانی محفوظ نیست۔ و بعضی این خیال را اگر چہ سختی رد می کنند۔ و این عقیدہ را کفر قرار می دهند۔ اما خود نیز بمجموعہ بیسے عقاید بس خطرناک پیش می کنند۔ کہ قرآن کریم اگر چہ جلد در بین الہدیین موجود است مگر بعض حصہ او منسوخ شدہ است۔ و ذریعہ منسوخ پودنش این قرار می دهند۔ کہ بسا آیات کہ میباش مخالف آیات دیگر است۔ لہذا یکے ازاں نسخہ دو دیگرے منسوخ است۔ نتیجہ این قول شان این برآید کہ مثلاً کسے را در بعض آیات اختلاف نظر آمد و دیگرے را در بعض دیگرے پس این کس ازیں آیات بعض را منسوخ قرار داد۔ و کس از انہا بعض دیگرے را۔ ازیں طریق بقرآن محض ہمیں نقصان نرسید است کہ از قرآن حصہ منسوخہ منسوخ قرار دادہ شدہ است۔ بلکہ این اثر خطرناک نیز بوقوع رسید است

کہ در طبائع بعض مردم این خلجان پیدا گردیده کہ چون از قرآن مجید بعض آیات منسوخ نقل  
است۔ و خدا در رسول معین نفرمود است۔ کہ کدام آیه منسوخ و کدام منسوخ نیست  
پس بریں کتاب چگونہ اعتبار و اعتماد توائل کرد۔ ہر کسے کہ حصہ از قرآن کریم از بہر خود  
پسندید۔ آنکس آن حصہ را اصل قرار دادہ دیگر حصہ اش را منسوخ شمرد۔

و دیگر عقیدہ منظرناک کہ متعلق کتب سماویہ علی الخصوص فرقان حمید پیدا شدہ این  
کہ معاذ اللہ این کلام پاک ہم از دست برود شیطان محفوظ نماندہ است۔ چنانچہ گفته  
می شود۔ کہ شیطان در بعض احیان در اطہام و وحی الہی دخل داد است۔ و از  
آیہ کریمہ و ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا استخی القی الشیطان

فی اصدنتہ۔ این نتیجہ بر آورده می شود۔ کہ در وقت نزول وحی و الہام بر ہر پیغمبر  
شیطان دخل و تصرف خود پیدا کردہ است۔ و در آن وحی از جانب خود نطقے یا  
فقرہ را اضافہ نمود است۔ کہ آن فقرہ از وحی الہی نبود است۔ و محض بر بیان این  
عقیدہ اکتفا ناکردہ اند۔ بلکہ این ہم میگویند۔ کہ بارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ نجم را میخواند۔ چون بر آید اضرایستم اللہ والغری و منوٰۃ الثالثہ  
الآخری رسید شیطان بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این کلمات را رواں  
ساخت۔ تلاك الغرایق العلی وان شفاعتہن لتقرحی۔ یعنی این بتان کہ

مثل زنان حین گرون دراز ہستند۔ بشفاعت ایشان امیدوار توائل بود۔ چون  
کفار این الفاظ را از زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند۔ ہمہ بسجده  
در افتادند۔ بعد از آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را معلوم شد۔ کہ این الفاظ از  
تصرف شیطان بر زبانش جاری شدہ بود۔ خیل انوس خورد۔ لہو فاش من ذلک

ہر چند بعض علماء میں افسانہ راسر اسر خلاف واقعہ و ناقابل برداشت ایک مومن  
 صحیح الاعتقاد پیدا شدہ اند۔ مگر داستانیکہ ایشان برائے تسلی خاطر خود وضع ساختہ  
 اند آں نیز حیرت افزا است۔ و آن این است کہ میگویند کہ شیطان این فقرات  
 را بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حاضری چہاری ساختہ بود۔ بلکہ مشابہ آواز  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز بر آوردہ مردم را در غلط فہمی انداختہ بود۔ چرکہ از  
 استماع این کلمات بفہم سامعین این خیال پیدا شد۔ کہ این کلمات را آنحضرت صلعم  
 فرمودہ است۔ الغرض آن بے اعتباری را کہ از شنیدن این کلمات متعلق آیات  
 قرآن پیدا میشود۔ بدیں طور دور می کنند۔ کہ خدا متعالی می فرماید۔ فیینسخ اللہ ما  
 یلقى الشیطان ثم یحکم اللہ ایتہ واللہ علیم حکیم۔ یعنی خدا متعالی آمیزش  
 شیطانی را دور ساختہ آیات خود را قائم میکند۔ و او تعالی دانندہ تر و صاحب حکمت  
 است ❖

لیکن ازین جواب کسے رایح تسلی دست نمی دہد۔ زیرا کہ اگر شیطان در کلام  
 تصرف می تواند نمود۔ پس چہ ثبوت است۔ بر اینکہ آیت یینسخ اللہ ہم از انکار شیطان  
 نیست۔ و شاید کہ شیطان برائے مطمئن ساختن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این کلمات را  
 گفتہ باشد کہ ہر کلامیکہ از جانب شیطان می باشد آن را محو و نسخ کردہ میشود تا  
 بقیہ آن کلام شیطانی کہ از نسخ و محو محفوظ ماند آنرا کلام الہی خیال کنند ❖  
 بعض مردم قرآن کریم را چنداں ساقط الاعتبار و بقدر قرار دادہ اند کہ بعض  
 احکام صریح و صاف آن را تابع احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ ساختہ اند۔ و بہمانہ  
 اتباع سنت کلام خداست و عمل را تابع خیالات بعض مردم ہو ا پرست و بدستیر

گردانیده اند پس اگر قرآن کریم نعره زنان بباغ بلند هم امرے را رد کرده باشد  
 تا در کلام حدیث (اگر چه آن حدیث ضعیف ترین باشد) آن امر مذکور باشد درین  
 صورت ہم حدیث را بر قرآن کریم مقدم داشته مثبت آن امر می شوند۔ و اگر قرآن کریم  
 اثبات امرے فرموده باشد و لیکن در حدیثے آن امر را رد کرده شده باشد روحی  
 آبی را پس پشت می اندازند و بیان حدیث را هر چند که ضعیف باشد صحیح می پندارند۔  
 و بعضی گستاخان با کلام آبی این سلوک می ورزند که آنرا خیال رسول کریم صلعم  
 قرار می دهند و از کلام خدا بودنش انکاری کنند اگر چه باز بان اقرار میدارند که این  
 کلام خداست مگر تشریح آن بدین گونه می نمایند که در دل صافی آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم خیالاتیکه برینجا هستند چون آن خیالات بتائید خدا تعالی می بودند  
 بدین لحاظ آنرا کلام خدا گفتن مضائقه ندارد ورنه در حقیقت الفاظ آن ساخته و  
 پرداخته رسول کریم اند۔ و میگویند که از آنجا که الفاظ محتاج به لب زبان می باشند و  
 ذات حق تعالی ازین پاک است۔ بنا بر علیه کلام او سبحانه در الفاظ نازل نتوان شد  
 نعوذ باللہ من ذلک †

و بعضی از آنها بکلام اللہ این سلوک روا داشته بلکه فیصله داده اند که قرآن مجید  
 را ترجمه نباید کرد۔ و به این طور ذرائع رسانیدن کلام آبی را به عوام بندی سازند۔ و  
 مخلوق را از فهم کلام خدا باز میدارند و به این روش ذمه و ارشاعت الحاد و  
 بیدینی گشته اند †

و بعضی با قرآن مجید این سلوک مرعی داشته اند که میگویند که قرآن کریم یک کتابے است  
 مجمل که بعضی امور ضروریہ در دوسے به اشارات بیان کرده شده است لیکن هیچ مشلہ

اذان ثابت کردن ممکن نیست ❖

و بعضی بامصحف مجید بدین نوع سلوک نموده اند که قرآن کریم از سر تا پای تقدیم  
و تاخیر مملو است و تا وقتیکه در الفاظ و آیات تقدیم و تاخیر نه کرده شود مقصد صحیح  
اذان بفهم نمی رسد۔

و بعضی قرآن کریم را در شیخند مجالس ساخته اند که آن قصص و حکایات را که مختص سلیم  
باور نمیکند و فطرت انسانی اذان نرفته دارد جملگی بقرآن کریم باز بسته اند و اذان  
قصص و مضامین که متعلق قرآن کریم بیان می کنند مضمون یافته یا قصه یافته شود یا نشود  
و با وجود آنکه الفاظ قرآن کریم خلاف آن بیان بفرماید۔ باز هم مضمون را تابع قصص  
اسرائیلیا می کنند۔ و آن قصص را تفسیر کلام الهی قرار میدهند۔ و از منسوب کردن آنها  
به بزرگان پیشین هم بلکے ندارند ❖

و بعضی از این خرافات تجاوز کرده بامصحف سبحانی این سلوک می کنند که میگویند۔  
آیات کتاب اللہ ترتیب ندارد۔ و قرآن کریم جمله نامربوط است۔ که بدون هیچ ترتیبی  
ربط و اقعات مختلفه و متفرقه را در آن بیان کرده شده است۔ گویا نزد ایشان قرآن کریم  
سخن شخصه است که دیوانه و ارجوفا نامربوط می زند۔ و سخنها بے ترتیب بیان  
میکند۔ الغرض بزرگم ایشان قرآن مجید نه حاوی مضمون خاص است و نه ترتیب خاص  
لمحوظ نظر دارد۔ تعالی عما یصفون ❖

درین جزو زمان بعضی بلکه جمیع اهل اسلام نسبت وحی الهی و کلام کبریائی ظلم  
تجویز کرده اند۔ که میگویند۔ قبل ازین کلام الهی نازل کرده می شد اما کنول نازل شدن  
مکن نیست۔ گویا حالا صفت او تعالی معطل گشته است۔ اکنون می بیند و می شنود

مگر کلام نمیکند (نحو ذیالسنن ذوالکاس)

الحاصل هر کس بجای خود تا توانست سعی خود در پاره پاره کردن کلام الهی بجا آورد است. دشمن و جمال قرآن حمید از چشم مردم پنهان نمودن رواداشت است و نام اینچنین سعی بار خداست قرآن گذاشت است. و الحال نتیجه این کوشش با دوسی با این حاصل شده که خیل ابنائے آدم را از قرآن کریم منفر پیدا گردید و اثر و تعظیم آن از دلها بدر رفت است. ❖

لے پادشاه والا جاہ! حضرت مسیح موعود بوقت ایستادن این جمله عریض را دور ساخت و بدلائل حقه ثابت کرد که قرآن کریم آخرین هدایتی است از برای تمام جنس و صنف فرمود که قرآن حمید از نسخ محفوظ است هر چه بین زمین است قابل عمل مسلمانان است و هیچ کس مخالف حکم و کلام نیست که قابل نسخ پیدا شده شود. هر که در آن اختلاف می بیند قصور فهم اوست و از بے علمی خود آزار بجانب آن کریم و ذکر حکیم منسوب میکند. هرگز تغییر در آن راه نیافته است هر نفسی در هر حرفش همچنان بحال خود است که بر رسول کریم صلی الله علیه و سلم نازل شده بود و محض همین نیت که در آن هیچ تغییر واقع نشد بلکه در مضامین آن تصرف بکار برون یا لفظی را تقدیم و تاخیر دادن یا حرفی را در آن افزودن یا آیه را از آن خارج نمودن هرگز صورت امکان ندارد. زیرا که حافظ حقیقی حفاظتش را بدمه خود گرفته آچنان سامان حفاظت بهم رسانیده است که بعضی از آن روحانی است و بعضی جسمانی تا از دستبرد انسانی در حفظ و امان باشد. در آن نسخ قرار دادن هم غلط است. در آن تغییر و تبدیل نمیدان خواه اقل یا کثرت باشد هم هرگز اهمیت است را و محفوظ است و همواره محفوظ خواهد ماند. و این سخن که پاره از قرآن کریم از دنیا برداشته شده است. بر خدا تعالی الزام قائم کردن است. و معنی سخن غیر از این

چیزے دیگر نیست۔ کہ آن باز پسین ہدایت و آخرین کتاب کہ ہادی مطلق بجهت اصلاح کل عالم نازل کرد است۔ یک روز آن خدمت را کہ بجهت آن نازل کرده شدہ بود بجانیاورد۔ و معنی تسلیم کردن تغییر در قرآن کریم این است۔ کہ برائے دوام این کتاب ساقط الاعتبار گشت۔ و اگر تغییر در کلام اللہ راہ یافتے۔ لاجرم برائے ہدایت دنیا شاعرے دیگر و شریعتے جدیدہ نازل شدے تا اہل عالم بدون ناموس کامل نماند۔  
الغرض بدیں نسخ حضرت مسیح موعود ثابت نمود۔ کہ قرآن مجید جملہ و کلاً از تصرف و مس شیطانی پاک است۔ و ہرگز شیطان را در کلام الہی دخل و دخل دادن ممکن نیست و بچنین دخل و تصرف شیطان بر زبان نبی صورت نمی بندد۔ و نہ التباس آواز شیطان بر آوازی غیر ممکن است۔ ❖

و بر بنائے تجربہ خود و انمود کہ چون من کہ غلام متبع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہستم کلامیکہ بہن نازل میشود از ہر شک و شبہ متبرامی باشد۔ پس چگونہ صورت امکان دارد کہ آن کلام خداوندی کہ برسیدہ المرسلین نازل می شد۔ علی الخصوص فرقان حمید کہ الی الابد قانون ہدایت است اثر تصرف شیطان را گو برائے آنے باشد یا زمانے قبول میکند۔ ❖

حضرت اقدس مسلمانان را تعلیم داد کہ قرآن کریم کلام الہی است بالیقین و خدا  
خود و وعدہ فرمودہ کہ من محافظ کلام خود ہستم۔ و ایفائے آن وعدہ در رنگے انجام فرمودہ  
کہ دشمنان و مخالفان قرآن نیز اعتراض بحال حفاظت او میدارند۔ پس بمقابلہ قرآن کریم  
حدیث را مقدم داشتن سراسر گستاخی است۔ بلکہ عمداً قرآن کریم را رد نمودن است۔  
حدیث ہرگز مخالف قرآن مجید نیست زیرا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مخالف کلام خدا

هرگز نگفت است - و تدوین حدیث آنچنان هرگز محفوظ نیست - چنانکه تدوین قرآن کریم  
 محفوظ است - لهذا قرآن کریم را تابع حدیث ساختن مبراسه تحکم است - بلکه حدیث را  
 ماتحت قرآن کریم باید داشت - و اگر بالفرض در هر دو مطابقت نباشد - پس حدیث را  
 که متغیر شدنش از دست برود تصرف انسانی عمداً یا سهواً امکان دارد ترک باید داد ؟  
 و نیز در جواب آنانکه میگویند جمله علوم دین ما را از احادیث حاصل شده فرمودند  
 که علاوه از قرآن و حدیث یک اصل دیگر هم است - و آن سنت است - یعنی تعامل رسول  
 اکرم صلی الله علیه و سلم آنچه خود بدان عمل فرموده و بعمل خود آنرا بصحابه تعلیم نموده و صحابه  
 بغیر واسطه کسے پنجم خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم را بران عمل پیرا دیده و آن روش را  
 از حضرت صلی الله علیه و سلم فرا گرفته و باز خود ایشان بران کار بند شده اند - و برائے  
 آن حاجت کدام حدیث قوی نیست - حتی که ملیونها مسلمانان را ملیونها مسلمانان بران  
 اعمال نبوتی عامل دیده از ایشان آموخته اند - و از ایشان پسینیاں آموخته اند از پسینیاں پسینیاں  
 و علم بر الی یوم هذا این سنت سنییه گاهے مخالف قرآن کریم نمی تواند شد - البته احادیث که  
 آن روایات زبانی است آن گاهے مخالف قرآن کریم هم می باشد - و در آن شکوک و  
 شبهات را گنجائش می باشد پس آن چون مخالف قرآن کریم باشد لائق پذیرفتن نیست  
 در صورت موافق قرآن بودن بالراس و العین قبول باید کرد - زیرا که از قبیل شهادت تاریخی  
 است - و شهادت تاریخی را بلا دلیل و برهان قوی و بدون وجه و مدد کردن بسیار  
 حصه صداقتها را از دست دادن است ؟

و نیز حضرت اقدس لغویت این خیال را ثابت فرمود است که قرآن کریم الفاظ رسول  
 کریم صلی الله علیه و سلم بوده است - و ثابت کرد است که فرقان مجید لفظاً لفظاً کلام



حضرت یحییٰ است۔ حضرت رسول اکرم محض رسانندہ وحی الہی بود۔ نہ واضح الفاظ  
و معانی او۔ و این وسوسہ ہرگز صحیح نیست۔ کہ کلام محتاج لب و زبان و حروف و  
الحان می باشد و خدا متعالی از لب و زبان و صوت و الحان پاک است۔ زیرا کہ این  
قیاس مع الفارق است۔ ہر گاہ ذات یحییٰ لیس کمثلہ شیء است۔ پس نسبت  
ذات او تعالیٰ فیصلہ نمودن بہ اندازہ طاقتہائے انسانی جائز نیست۔ اگر کلام بے  
و زبان صورت نہ پذیرد پس باید کہ بیچ کارے و بیچ چیزے بغیر وسیلہ دست  
مادی کہ مرکب است از استخوان و پوست و گوشت و اعصاب ساخته نشود۔ ہذا  
بریں قیاس بقتیدہ شان او تعالیٰ خالق ہم نباید کہ باشد۔ و چون خدا متعالی این بیچ  
کائنات را بغیر دست ہائے مادی آفریدہ است۔ بر ہمیں طریق بغیر لب و زبان مادی  
بایک بندہ خود نسبت مرضیات خود بذریعہ الفاظ تکلم می کند۔ و بریناے تجربات  
خود حضرت اقدس و انمود کہ این ہم محض است کہ نابلدان شاہراہ الہام را پیش آمد  
است۔ ورنہ بارہا اللہ تعالیٰ خود بہ الفاظ بامن تکلم فرمودہ است۔ و چون بامن  
در الفاظ کلام میکند۔ پس بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سید ولد آدم است۔ و از  
ہمہ مقربین و رگاہ الہی در مدارج بالاتر است۔ چگونہ کلام بہ الفاظ خود نہ کردہ است  
از اں کس کہ ام جاہل ترست۔ کہ با وجود جہالت و نادانی خود در اں امر داخل میدہد کہ  
از حد عیش خیلے بالاتر است۔ و نادان بودہ پردہ راز ہائے خدا متعالی را بعقل خود  
کشادن ہوس می نماید ❖

و همچنین حضرت ایشان بطلان این خیال نیز بہ پایہ ثبوت رسانیدہ اند کہ کلام خدا  
را در زبان دیگر ترجمہ کردن نامکن است۔ زیرا کہ اگر مفہوم قرآن را تا بہ خلق رسانیدہ

نشد و ایشان از حلال و حرام و مایحوز و مالایحوز چگونہ آگاہ گردند و بغیر آگاہی از صحابہ  
 و منہیات چه طور بازمانند۔ و برصن و خوبی قرآن چنان اطلاع بهم رسانند۔ لاریب غیر  
 متن قرآن ترجمہ را علیحدہ اشاعت دادند مثل تراجم تورات و انجیل یک جرم است  
 چرا کہ ازین فعل مردم را از الفاظ و متن قرآن بعد سے پیدا آید۔ و لیکن کہ در حالت  
 ترجمہ در ترجمہ روزے اصل حقیقت قرآن را از دست دہند۔ اما برائے مردونے  
 کہ عربی نمیدانند ترجمہ قرآن اگر تحت متن قرآن باشد نفعی عظیم است۔ و این ازین  
 ضروری است۔ بلکہ لابد است۔ کہ زبان عربی را در مردم چنداں رواج دادہ آید۔  
 کہ مردم قرآن کریم را در اصل زبان فہمیدہ برکاتب معانی آل حاصل نمایند کہ از تراجم  
 میسر آمدن مشکل است۔ و لازم است کہ ہر کہ و مدکم از کم ترجمہ آنقدر پارہ کلام مجید  
 را بیاموزد کہ او را در نماز خواندن لایبی است ❖

و نیز حضرت اقدس ایں خیال را کہ قرآن کریم یک کتابے است۔ محل دور آں صفت  
 چند امور دین در پیرایہ اشارات بیان کردہ شدہ است۔ بدلائل قاطعہ رد فرمودست  
 وثابت کرد است۔ کہ مثل قرآن مجید دیگر کتابے جامع و مانع در چار دانگ عالم یافتہ  
 نمی شود۔ و ایں کوتاہ نظری مردم است۔ کہ برو سے غور و تدبر نمی کنند۔ و کمال طہارت  
 حاصل نہ کردہ اند۔ کہ بدون آل القائے مطالب او بر دل مردم نمی شود۔ چرا کہ حق  
 فرمودہ است۔ لا یستہ الا المظہرون۔ پس کہ تاہی فہم خود را بہ جانب حضرت قرآن  
 نسبت دادن ظلم صریح است ❖

حضرت اقدس و ثبوت ایں دعویٰ جملہ مسائل را از آیات کلام اللہ استنباط نمودہ  
 ظاہر کردہ است۔ کہ برائے جمیع مقاصد ترقیات انسانی کتاب خدا یک دستور الصل است

و همچنین ہر اعتراض کہ دشمنان اسلام بر قرآن مجید وارد کرده بودند۔ از قرآن کریم  
 ترویج آن فرمودہ پایہ ثبوت رسانید۔ کہ در بارہ علوم روحانیہ و دینیہ و اخلاقیہ  
 کتابے مفصل تر و واضح تر از قرآن مجید نیست۔ الفاظ مختصر و معانی بیشتر در خود  
 دارد۔ بحر ذخار حقائق و معارف را خدا تعالی از حکمت کاملہ خود در کوزہ جلسے داد  
 کہ ہر آیت آن حاوی ہزار ہا مطالب است۔ و مضامین ہوش افزایش رفع  
 شکوک و ادہام ہر زمانہ و ضرورت ہائے ہر زمانہ را کفایت می کند :

حضرت اقدسؑ این خیال را نیز رد فرمود۔ کہ قرآن کریم از تقدیم و تاخیر مخلوق  
 و آشکارا نمود۔ کہ ہر لفظ او بہ مرکز خود، مچون نگین در نگین دان نشسته است۔ کہ از اینجا  
 پس پیش حرکتش دادن ممکن نیست۔ مردم بسبب کوتاہی نظر و کمی فہم خود در آن  
 مقام تقدیم و تاخیر می انگارند۔ و الا ہر لفظی کہ در جائے نہادہ شدہ است۔  
 آن لفظ در ہماں جا درست می نشیند۔ و از نشانیدن او در ہماں آن خوبی پیدا می شود  
 کہ خدا تعالی پیدا کردن او میخواہد۔ و خیلہ اذال مقامات قرآن کریم را کہ مردم نسبت  
 آہنہا بہ سبب کمی علم خود در گرداب تقدیم و تاخیر افتادہ بودند۔ تفسیر و تشریح فرمودہ  
 صحت مضمون ہماں ترتیب قرآنی را ثابت کردند۔ و باین طور از اہم و سوسہ آن مردم  
 نمودند :

و نیز حضرت اقدسؑ علیہ السلوٰۃ والسلام نسبت آن قصص اسرائیلی کہ آہنہا را در بیان  
 محکم قرآن کریم مخلوط کرده شدہ است۔ جرح فرمود کہ اینچنین چرا کردہ شدہ و وانہ  
 کہ محض مشابہت پیدا شدن در بعض واقعات ثابت نمی کند۔ کہ در نفس الامر ہر دو  
 واقعہ باہم یکے است۔ و اگر قرآن مجید بعض واقعات را بطور مناسبت از بیان افسانہ

نویسان بیان میفرماید۔ پس آں ہیں معنی میدارو کہ قرآن کریم واقعات را در صورتی که  
 آں را انسانہ طرازاں دروایہ نویساں بیان می کنند۔ قبول نمی نمایند۔ و نیز فرمود۔ کہ  
 قرآن کریم کتابی فسانہ ہائست۔ و نہ غرض او داستان نویسی است۔ بلکہ ہرچہ از واقعات  
 گذشتہ بیان فرمودہ است۔ آں بیان نیز از سرتاپا نسبت زمانہ آئندہ پیش خبری  
 است و غرض از بیان آہنہا این است۔ کہ ہنچہ واقعہ در زمان آئندہ بارسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا با فرشتے از افراد امتش نیز پیش می آید۔ بناً علیہ در تفسیر  
 آہنہا قصص پیور را داخل نمودن اصل مدعاے قرآن کریم را گم کردن است۔ قرآن کریم  
 بر کتب سابق بطور شاہد نازل شدہ است۔ نہ کتب سابق بروے بطور شاہد است  
 تا آنچہ میفرماید۔ بر خلاف او از کتب سابقہ شہادت طلب نہائیم۔ کار ما این است  
 کہ تفسیر مطالب قرآن را بجائے اینکہ از بیرون تجسس بکنیم در نفس قرآن تفسیر  
 حضرت اقدس ایں امر را نیز بر پایہ ثبوت رسانیدہ است کہ قرآن کتابے است  
 خیلہ مربوط و مضبوط ہرگز مضامین در اں پراگندہ نیست۔ بلکہ از آغاز بسملہ تا  
 و انتاس در ہمہ آیات و سورتہا ترتیبی و نظامے است طبعی و اعلیٰ۔ کہ ہر کس را کہ بر اں  
 آہمی دست دہد از غایت سرتتا بوجد می آید۔ و در مقابل از ترتیب کتابے دیگر  
 آں لطف حاصل نتواند کرد۔ کسانیکہ مضامین قرآنی را بے ترتیب پنداشتہ اند یا  
 قرآن کریم را یک مجموعہ مضامین متفرقہ انگاشتہ اند در نفس الامرا معارف و حقائق  
 ایں کتاب چشم خود دوختہ اند۔ و بہرہ نمید وختہ اند و بر نادانی خود ناز داشتہ و بر  
 بے علمی خود علم اعتماد بر افراشتہ اند و حضرت اقدس بر ترتیب و نظم مضامین صحیح  
 مجید خیلہ مشاہد پیرون کشیدہ و یک جہان را بر محاسن ترتیب قرآنی آگاہی بخشیدہ اند

و نیز این خیالِ سخیف را که قبل ازین خداستعالی بانبندگانِ خاص خود کلام میفرمود  
 و اکنون با کسی هم کلام نمی شود بدلائل نیره و نیز با تجربه و مشاهدہ خود باطل قرار داده  
 است - و انمودہ کہ تعطل بسبب صفتی از صفات باری تعالی صورت امکان ندارد -  
 هر گاه او تعالی حالا هم مثل سابق می بیند و می شنود پس سبب چیست کہ اکنون از حزن زدن  
 و کلام کردن باز ماند است - شریعت چیزے دیگر است - و مجرد وحی و مکالمه آہی  
 چیزے دیگر پس وحی او تعالی محض ذریعہ اظہار رضائے اوست - و از منع شدنش  
 معنی غیر ازین نمی بر آید - کہ راه ہائے اظہار رضائے آہی بر بندگان بسته شدہ است  
 کلام خدا ہرگز بند نمی تواند شد - مادامیکہ نوع انسان در دنیای باقی است و تا وقتیکہ  
 بعض مردم در حصول رضائے او با صدق دل کوشش کنند - و بر تعلیم اسلام عامل  
 باشند - کلام آہی ضرور نازل شود ۰

احوال متعلق کتب سادی و قرآن کریم ہر قدر کہ غلط فہمی ہا در علمائے این زمانہ  
 شائع و ذائع بود - کہ بہ آہن این رکن رکن اسلام را انہدام پیش آمدہ بود حضرت  
 اقدس آہنہ را رد فرمود - و باز آن را بر بنیاد اصلی خودش قائم نمود - و عظمت  
 حقیقی و حقیقت تحقیقی کلام رب العزت را ثابت فرمودہ طبائع طالبان را بسوی  
 اہل مائل و رانغب ساخت - و از چہرہ نورپاش نیز قرآن حجب کم فہمی ہائے علماء  
 را برداشت - و چشم نظار گیان از اشعہ انوار اخیرہ و نظر ماسداں از فرط نور او  
 تیرہ شد حتی کہ بعض مخالفان کہ قدرے انصاف در دل میداشتند تجلیات آل را محسوس  
 کردہ حرا با و ارجحان تجلیات آل آفتاب آہی گشتند -

رکن چہارم اسلام ایمان آوردن است بر رسولان خدا علیہم الصلوٰۃ والسلام

مردمانیکہ از حقیقت دور و از صداقت بجهور اند۔ بریں رکن اعظم نیز رنگ آمیزی ہائے  
 عجیب کردہ بودند۔ و بعضے از کم خردان بر تبدیل صورتش اکتفا نا کردہ ہمیکل لوح  
 افزایش را چنان بدنام ساخته بودند کہ دلہائے دوستان ہم از محبت انبیاء عالی  
 و دلہائے بیگانگان از نفرت پرگشته بود۔ و بیچ شکے نیست کہ ہر قدر سب و تسم نسبت  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دریں جزو زمان بر زبان مخالفان جاری است۔  
 ہمہ پر ذمہ ایں مردم نا عاقبت اندیش است۔ کہ خود را مسلمان مینویسند۔ نہ بر ذمہ  
 قومے دیگر۔ عیسائیان و دیگر مخالفین اسلام بنا بر افترا ہائے خود چندان اعتراض  
 بر ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وارد نمی کنند۔ ہر قدر کہ بر بنائے آن روایات اعتراضات  
 پیش می نمایند کہ خود از مسلمانان مروی است و از قبیل مسلمات مسلمانان گشته است  
 و ایشان آہن را بطور لطافت در مجالس و عطر بر زبان می آرد و بر منابر می خوانند۔  
 آہ آہ! دل یک مسلمان غیر تمند آن وقت پارہ پارہ می شود۔ چون می بیند کہ یک کفن  
 اسلام با یک حریم کہ آزادست خود یک مسلمان وضع ساخته پرودہ ناموس طہارت حق  
 سیدہ الاقیام امام الانبیاء را بزعم باطل خود چاک می سازد۔ در حقیقت او پرودہ نفاق  
 منافقے را می کشاید۔ مگر بظاہر فہمیدہ می شود۔ کہ عیوب اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم را عیان و نقائص مذہب اسلام را بیان می کند۔

بعثت انبیاء بجهت آنست۔ کہ در دنیا تقوی و طہارت را قائم فرمایند و  
 خلق را بجانب افعال حسہ ہدایت نمایند۔ مگر مسلمانان زمانہ فریج اعوج آن عیوب را  
 بذوات انبیاء منسوب نمودہ اند کہ از شنیدن آن زہرہ یک مومن مخلص آب و جگر او  
 کباب میگردد از حضرت آدم علیہ السلام تا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنہان

ہر نبی و مرسل را بشمرده کتب خود را از گنڈ آگنڈہ اند :

نسبت جناب ابوالبشر علیہ السلام بدیں گونہ گناہ را ثابت می کنند کہ واضح تر این  
حکم آہی را پس پشت انداخت است۔ و با ہوائے نفس در ساخت است حضرت  
نوح علیہ السلام را نیز صاحب سل غیر صالح یعنی گنہگار قرار داده اند۔ کہ با وجود ما  
برائے پسرنا اہل خود از خدا دعا کرد۔ و حضرت ابراہیم علیہ السلام را کاذب قرار مید  
کہ معاذ اللہ سہ بار دروغ می فروغ گفته بود۔ و حضرت یعقوب علیہ السلام را گنہگار  
ثابت می نمایند۔ کہ پدر خود را بر بستر مرگ فریب داد و لباس برادر خود پوشیدہ پیش  
اسحق آمد۔ و دعائے برکت خواستہ نبوت حاصل نمود۔ سبحان اللہ بفریب ہم نبوت  
حاصل می شود۔ و نسبت حضرت یوسف علیہ السلام آنچه خرافات نوشته اند کہ از  
دیدن آل مؤثے بر بدن انسان راست می شود۔ و همچنین گفته می شود کہ یوسف  
علیہ السلام در عمدہ طفولیت ارتکاب سرقت ہم کرده بود۔ و بارے بجهت داشتن برادر  
نزد خود فریبے ہم کرده۔ و همچنین بر حضرت موسیٰ علیہ السلام این الزام قائم می کنند  
کہ او مرے را بلا جد قتل کرده مرکب گناہ کبیرہ گردیدہ و باز بفریب و جلیہ مال مردم  
را فرار گنڈہ با قوم خود از مصر گریخت۔

و نسبت داؤد علیہ السلام گفته می شود کہ برائے گرفتن زن شوہرش ابر جناس  
تا قتل شد و زنش را در حب الہ نجاخ خود آورد۔ و در بارہ حضرت سلیمان  
علیہ السلام نگاشته اند۔ کہ بر لب یک زن مشرک عاشق بود و شیطان رحیم  
بروے آچنان غلبہ و مکنت یافت۔ کہ او را از سخت شاهی بر طرف کرد  
بر جایش خود حکمران گشت۔ و حکومت گردن آغاز کرد و محبت مال

بر طبع او آن قدر غالب بود که در معاشرت اسپان چمنان  
غافل شد که آفتاب غروب گشت و نماز عصر را فوت  
کرد.

و نسبت ذات سرور کائنات فخر موجودات روحانداه که گردن این مردم  
زیر بار احسان او خم است. و هر محمّدی بدن شان در تحت انعام اوست. از جمله  
انبیاء زیاد تر جمله با بکار برده اند. و بیخ پهلوئی حیات مقدسه آنحضرت صلی الله  
علیه وسلم را نگذاشته اند که بر آن اعتراض وارد نه گردد. بعضی از ایشان میگویند  
که حضرت پیغمبر است که داماد خود علی مرتضی را خلیفه خود مقرر نماید مگر از خوف مردم  
نخواست.

در بعضی از سوانح نگاران می نویسند که روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم دختر  
عمه خود زینب را دیده شبیفته حسن و جمالش گردید. پس حق تعالی از زید پلاش دایند  
در کالج آنحضرت صلی الله علیه وسلم در آورد. چنانچه در معالم التنزیل است. و  
ذالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوج زينب من زيد فكلت عنده  
حينئذ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى زيدا ذات يوم لحاجة فابصر  
زينب قائمة في دبع وحمار و كانت بيضاء جميلة ذات خلق من اتم نساء قریش  
فوقعت في نفسه و اعجب حسنها فقال سبحان مقلب القلوب و انصرف فلما  
جاء زيد ذكرت له فظن زيد فالقى في نفس زيد كراهيتها في الوقت فأتى رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فقال اني اريد ان افارق صاحبتي قال مالك ارايت منها شيئا  
قال لا والله يا رسول الله ما ارايت فيها الا خيرا و لكنّها تتعظم على بشرها



تو ذی بنی بلسانها فقال له النبی صلی الله علیه وسلم امسک علیک زوجک و تخفی  
 فی نفسک ما الله مُبْدِئیر۔ لے تیرے فی نفسک ما الله مظهرہ ای کان فی قلبہ  
 لو فارقتها التزوجها۔ قال ابن عباس فی جہما وقال قتادہ و دوطلاقها۔

یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب را بازید نکاح کرد۔ و تا یک ماہ  
 زینب نزد او بود تا آنکہ یک روز رسول خدا صلعم سجانہ زید برائے یک ضرورتے  
 تشریف برور زینب را در پیرین و مہجر ایستادہ دید۔ و زینب خیلے سفید اندام و  
 خوش گل و در زنان قریش بدرجہ اتم نیکو اندام بود۔ در دل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 چلئے کرد۔ و حسن و جمال او خیلے خوش آمد۔ بر زبانش جاری شد پاک ذات است آنکہ  
 دلہا را میگرداند۔ و از آنجا باز گردید۔ چوں زید سجانہ آمد زینب این سخن را بدو بیان  
 کرد۔ زید دانست پس بہاں وقت در دل زید کراہت از جانب زینب افتاد۔ و  
 نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ عرض کرد کہ میخواہم زن خود را از خود جدا کنم آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمود تو از وہ چیز دیدہ۔ گفت من دانستہ از وہ غیر از خوبی چیزی  
 ندیدہ ام۔ لیکن او باعث شرافت خود بر من خود را بزرگی می دہد۔ و بزبان خود مرا  
 ایذا می رساند۔ حضرت فرمود۔ زن خود را پیش خود بردار۔ و در تفسیر آیہ و تخفی فی نفسک  
 ما الله مُبْدِئیر۔ یعنی لے بنی تو در جان خود پوشیدہ میکنی چیزی کہ را کہ خدا آں را ظاہر کرد  
 ارادہ دارو۔ می نویسد کہ در دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ کہ کاش زید زینب را طلاق  
 دہد و من نکاح خود در آرم۔ و این سخن را بحضرت ابن عباس منسوب میکند کہ حضرت  
 محبت زینب را در دل خود میداشت۔ و قتادہ می گوید کہ آنحضرت طلاق زینب را و  
 دل خود دوست میداشت۔ نوذی بان الله من ذاک :

پچھنیں نسبت قصہ حفصہ می نویسید :- کما قال المفسرون وكان رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم يقسم بين نسائه فلما كان يوم حفصة استأذنت رسول  
 صلى الله عليه وسلم في زيارة ابها فاذن لها فلما خرجت ارسل رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم الى جاريتها ماريته القبطية فادخلها بيت حفصة فوقع عليها  
 فلما رجعت حفصة وحيدة الباب مغلقاً تجلس عند الباب فخرج رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم ووجهه يقطر عرقاً وحفصة تبكي فقال ما يبكيك فقالت انما  
 ابكى لانك اذنت لي من اجل هذا ادخلت امتك بيتي ثم وقعت عليها في  
 يومي وعلى فراشي ما رايت حرمةً وحقاً ما كنت تصنع هذا بامرأة منهم  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هي جاريتي احل الله لي اسكتني فهي  
 حرام على الناس بذلك رضاك فلا تخبري بهذا امرأة - (معالم التنزيل)  
 مفسرین می گویند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در میان ازواج خود روزاً  
 تقسیم کرده بود در روزے از روزائے خود حفصہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 بجهت نیدن پذیرد از آن طلب نمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اورا اذن داد و چون  
 حفصہ پرشتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راجبات کینیز خود ماریہ قبطیہ فرستادہ  
 طلب نمود و در خانہ حفصہ داخل کردہ باوے مشغول مقاربت شد و در بین این حالت  
 حفصہ واپس آمد و در روزہ حجہ را بستہ یافتہ نزدیک دروازہ نشست و چون  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ برآمد عرق از روئے مبارک اومی چکید حفصہ  
 بنا کرد و بچہ بستن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ گریہ چرا میکنی گفت بجهت  
 اینکه تو مرا برائے این کار اذن رفتن دادی و کینیز خود را در خانہ من طلب کردہ

در روز فیت من با ذر بستر من با دوسه مباشرت نمودی حتی حرمت مرا نگاه نداشتی و با بیخ زن  
 از زمان خود گاهی با چنین حرکت نمودی رسول خدا صلی الله علیه و سلم فرمود این کینه من است خدا تعالی  
 و در این مجال ساخت است پس او را بر خود حرام میکنم من بر این کار خوشنودی تو میخواهم باید که نه ز را  
 ازین خبر ندی. و بعضی ازین هم تجاوز کرده نسبت ذات فخر الرسل صلی الله علیه و سلم اتهام بسته اند که  
 آنحضرت صلعم گاه گاه از نزدل میخواست که در تعلیم احکام اسلام مسامحه و مسالمت پیدا شود و آنچه از  
 تعلیم نازل گردد که مشرکان مکه نیز قبول نمایند و در آن تعلیم جذبات احساسات ایشان هم ملحوظ آید  
 این همه آن خیالات و اعتقادات است که در مسلمانان به نسبت ذات مقدسه انبیاء  
 صادر و اثر است و بعضی مردم را اعتقاد ازین هم تجاوز کرده بدان در جرییده است که از  
 طرز معاشرت انبیاء علیهم السلام در گذشته بردوش دینی ایشان نیز حمل کرده اند و میگویند  
 که انبیاء در حقیقت سبحان وطن بوده اند چون بنظر غائر معلوم کردن که مردم بغیر تسلیم  
 نمودن عقیده روز جزا و سزا و بهشت و دوزخ از حدود اطلاق و تمدن تجاوز می نمایند  
 بر تیت نیک دم را مناسب وقت احکام داده اند و دعوی الهام و وحی من برای تربیت ترغیب  
 بود تا مردم از ذل متغلی و فضاصل متغلی گردند و بوجه نیت نیک که میداشتند و بسبب پیش کردن  
 تعلیم اخلاق که بدریض غایت مستحسن بود ذات ایشان واجب التعظیم و التکریم است با وجود این عقائد  
 داشتند این مردم خود را مسلمان میدانند و میخواهند که مردمان دیگر نیز ایشان را مسلمان بگویند  
 حضرت اقدس سیح موعود علیه الصلوٰة و السلام چنانکه دیگر عقائد فاسد را رد فرموده پنج قولم  
 و صراط مستقیم ما و انود همچنان در باره این خیالات نیز مسلمان را و مردم دیگر اقوام را بر تعلیم  
 صحیح دین اسلام آگاهی بخشید و فرمود که انبیاء در دنیا بجهت قائم کردن صلاح دسداد بهشت  
 می یابند. بناء علی هذا خود ذات ایشان برائے صلاح حال مردم نمونه نیک میباشد پس اگر انبیاء  
 نمونه نیک بودند بی بهشت ایشان چه حاجت بود و چرا از آسمان صرف کتاب آبی نازل نموده شد

غرض از بیشتن انبیاء همین می باشد که مردم ایشان را بر زمان آبی عمل پیرا دیده از تصویر علی ایشان معنی سخن خدا را در یادند و از قوت قدرش آن مقدس را تعلق حاصل کرده بر روز باستان نفسانی خود غالب آیند -  
حضرت اقدس نور الله بر لانه عالمی را تعلیم داد است - که آن خیالات باطله که مردم در باره ذوات مقدسه انبیاء علیهم السلام میدارند - سبب آن محض لاعلمی و کم فهمی است - این مردم در فهمیدن کلام خدا خور و غرض بکار نمی برند و بلا تحقیق سخنهای بے معنی خود را پرواز دادن می گیرند - جمله انبیاء علیهم السلام از صغائر و کبائر معصومانند و ذوات ایشان نمونه زنده صدق و راستی و وجود ایشان و فائز تجسم می باشد - ایشان مظهر صفات آبی می باشند - و حسن و خوبی خود بجات قدوسیت و سیو جیت حق تعالی عز اسمه اشاره می کنند - در نفس الامر وجود ایشان یک آئینه مصفا می باشد که در عین از احیان بدکاران در آن صورت مکرده خود را دیده همچو آن رنگی که در آئینه روئے زشت خود را دیده پیدا شست - که آئینه رنگار خود را دست زشتی روئے خود را بدال منسوب می کنند - نه آدم نافرمان حکم آبی بود - نه نوح گناه است کرد است - نه ابراهیم حرف دروغ گفته است - نه یعقوب برادر خود را فریب داد است - نه یوسف اراده بد در دل آورد - نه زودی کرد - و نه یحیی کس را فریب داد - و نه موسی خون ناحق ریخت و نه داود ازین شخصی را غضب کرد - و نه سلیمان در عشق مشرک فرض خود را از دست داد - و نه در محبت اسباب از نماز غفلت ورزید - و نه سید المرسلین مرتجب گناه کبیره و صغیره گردید - ذات پاکش از جمله عیوب منزله داز همه گناهان محفوظ و مصون و معصوم بود - آنکس که عیب آن شهنشاه رسل بیان می کند - خود را در بیان خود را ناپاکتر دانی نماید - این همه افسانه ها که به نسبت ذات اطهر و اقدس فخر رسل

در کتب تفاسیر ساده لوصاح نگاشته اند. روایات بعضی منافقین است. که پیش قرآن  
 صحیح و تعدیل برگذارست نمی شود. سواً تمام حیات با برکات سرور انبیا صلی الله  
 علیه و سلم از بچگی روایات پاک و بے لوث است. و هر قدر سخنان که از این قبیل نسبت  
 در کائنات یا نسبت دیگر انبیاء علیهم السلام مشهور است یا در بعضی کتب حدیث و سیر یا در بعضی  
 تفاسیر مطروحه است همه را در کار انعامات منافقین است یا در تفسیر کردن آیات آن بخلات معنی مراد آن پیدا شده

سیدنا حضرت مسیح موعود علیه التحیت و الثناء از مصحف مجید بدلائل نیره بکمال  
 توضیح ثابت نموده است که فی الحقیقت بچگی خیالات نسبت انبیاء علیهم السلام داشتن  
 خلاف تعلیم اسلام است. و اسی سخن راست این است. که این گونه خیالات و اوسیه  
 از پرستاران کلیسیا در مسلمانان ساده لوح رسیده است. نصاری بجهت اثبات  
 الوهیت مسیح طریق اختیار کرده بودند. که خود را مسلمان و نموده و در میان مسلمانان  
 تعدیه شده عیب شماری انبیا صلی الله علیه و سلم را معلوم شود. که از جهه عیوب و  
 ذنوب صرف ذات ابن مریم پاک و منزّه است. ❖

بناءً علیه از انسانیت با آن ترطاتی می داشت. و دیگر جمله انبیا را انسان بودند  
 لهذا بعضی ذنوب از ذات ایشان سر بر زد است. و همتی مسیح چون از انسانیت  
 برتر بود. بدین وجه پیش مصیبت از ذات او صادر نشده است. و ازین است  
 که مسلمانان هم عیوب انبیا را بر شمردن آغاز کردند. حتی که نسبت ذات ستوده صفاة  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم نیز بعضی انعامات روایت کرده اند. اما جمله انبیا محض ذات  
 حضرت مسیح را امیر از صدور گناه قرار دادند. بلکه والده ماجده اش مریم را نیز معصوم  
 عن الخطاء دانستند. ❖

پس آیا اس ہمہ بلٹے ثبوتِ اس امر کافی نیست۔ کہ اس جملہ افسانہ ہائے دروغ و  
 قصہ ہائے قابلِ نفرت در مسلمانان از مکہ عیسائیاں داخل شدہ است۔ و مسلمانان  
 نیز اس اثر بد را با بساعتِ صحبتِ ایشان فرا گرفته اند یا بعض شریر الطبع عیسائیاں  
 خود را بہ تصنع در مسلمانان تعبیه نموده اس چندین اباطیل و اکاذیب را در مسلمانان سادہ  
 طبع شائع و ذائع ساخته اند۔ کہ آنہا را ابتداءً مورخان و محدثان ما بہ سبب بیانتداری  
 مشہورہ خود با روایات معتبرہ یکسا جا کرده اند۔ تا روایات موافق و مخالف ہر دو قسم  
 بمردم برسد۔ مگر بعد از ان ناخلفان نسل آئندہ کہ از نور نبوت بہرہ نہ داشتند۔ آن ہمہ  
 و سانس شیطانیہ را با وجود خلافتِ تعلیم قرآن پودن باور نمودند۔ و نیز آن روایات  
 صحیحہ متعلقہ عصمتِ انبیاء کہ بہت قطع نمودن اس و سانس خنجر بر اس بود است۔  
 از دست دادند ❖

مگر آنکہ شد علی ذکاک سیدنا سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پرودہ از جوش اس  
 روایات بر انداخت۔ و باز از سر نو مرتبہ صحیحہ انبیاء علیہم السلام را پیش چشمان خلایق  
 نمایان ساخت و حفاظتِ عزت و عظمتِ آن ماموران بارگاہِ رب العزت کرد۔  
 علی الخصوص شان و الادب ہارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را نہ صرف بطور ذکر و بظن  
 بلکہ با دلایل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت نمود۔ کہ دشمنان را مجال دم زدن باقی  
 نہاند۔ بحسبے از کلام حضرت شیخ <sup>علیہ السلام</sup> قدیہ الصلوٰۃ والسلام اندر اس باب :-

در دلم جوشد ثنائے سرو سے	آنکہ در خوبی ندارد ہوسرے
آن دل روشن کہ روشن کردہ است	صد درون تیرہ را چون آختے
بر لبش جاری ز حکمت چشمہ	در دلش پُر از معارف کوثرے

خواجہ و مرعاج سزاں را بندہ  
 آن تر ہما کہ خلق ازو سے بدید  
 از شراب شوق جانان بخوے  
 روشنی ازو سے بہر قوے رسید  
 آیت رحماں برائے ہر بصیر  
 نا تواناں را بر حمت دستگیر  
 آفتاب و مہ چہ سے ماند بدو  
 آن شراب معرفت دادش خدا  
 شد عیاں ازو سے علی الوجہ لاتم  
 ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال  
 مجمع البحرین علم و معرفت  
 چشم من بسیار گردید و ندید  
 سالکان را نیست مجھ ازو سے نام  
 جائے او جائیکہ طیر قد کس را  
 ہر رسوے آفتاب صدق بود  
 ہر رسوے بود طلے دیں پناہ  
 گردنیا نامدے میں خیل پاک  
 ہر کہ شکر بعث شاں نار و بجا  
 آن ہمہ از یک صدق صد گوہر اند

بادشاہ و بیگماں را چاکرے  
 کس ندیدہ در جہاں از ما دیے  
 در سرش بر خاک بنما دہ سے  
 نوز اور خشید بر ہر کشورے  
 حجت حق بہر ہر ویدہ ورے  
 خستہ جانان را بہ شفقت غمخوے  
 دردش از نور حق صد نیرے  
 کہ شعا عش خیرہ شد ہر اخترے  
 جو ہر انساں کہ بوداں مضمے  
 لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے  
 جامع الاسمین ابر و خادے  
 چشمہ چوں دین او صافی ترے  
 رہر دال را نیست جزو سے رہبرے  
 سوزد از انوار آن بال پرے  
 ہر رسوے بود ہر انورے  
 ہر رسوے بود بانغے مٹھرے  
 کار دیں ماندے سر اسل بترے  
 ہست او آلائے حق را کافے  
 مستقد در ذات اصل گوہرے

۳  
 اسے خاں ابراہیم سلام نام رسال : ہم ہر خواجہ اش از ہم پیغمبر سے

لے خاک آنکس کہ بید آخر سے  
 ہست احمد ز ال بہر روشن تھے  
 ہر یکے از راہ مولیٰ مجبر سے  
 ہست اصل علمش از پیغمبر سے  
 گوشود اکنوں از سخوت منکر سے  
 آنکہ زمین پاکاں ہے پیچہ سے  
 بس سیمہ کروند ز فے دفتر سے  
 ناز بر چشم و گریزاں از خور سے  
 کس نبودے تیز ہیں چوں شپے  
 در میان خلق از نیر و شر سے  
 دیگران را کذب آبشخور سے  
 آندہ صد کا ذیٰ حیدت گے  
 زیں چہ کا ہر قدر روشن چہ سے  
 خود کئی ثابت کہ ہستی فاجیے  
 ہچو خاک کے او فتادہ برو سے  
 جان ما قربان براں حق پر سے

اول آدم آخر شاں احمد است  
 انبیاء روشن گہ ہستند لیک  
 آں ہمہ کان معارف بودہ اند  
 ہر کہ را علمے ز توحید حق است  
 آں رسیدش از رہ تعلیم ہا  
 ہست تو سے کج رو و ناپاک لائے  
 دیدہ شاں روئے حق ہرگز ندید  
 شور و سختی ہائے سجت شاں میں  
 چشم گروئے غنی از آفتاب  
 چوں بروز ابتدا تقسیم کرد  
 راستی در حصہ او شاں قتاد  
 قول شاں اینت کا ندر غیر شاں  
 لعل تاباں را اگر گوی کشیف  
 طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود  
 ماہمہ پیغمبراں را چاکریم  
 ہر سولے کو طریق حق نمود

رکین پنجم اسلام بیان بر بعثت بعد الموت و بیعت و دورخ است نہ بیعت ہر دم بنیان  
 اس رکن رکین نیز مسلمانان بادل و جان سعی ہا کردہ اند نہ صرف اس قدر بود کہ وہاں



شان از بعثت بعد الموت یقیناً بکنی منکد گشته بود (زیرا که اگر ایشان برو خودتیا  
 یقین میداشتند هرگز تعلیم دین را بدین منط که بنظر می آید پس پشت نمی انداختند)  
 بلکه علانیه هم خیالات عجیب و غریب متعلق حشر و نشر در مردم انتشار یافته بود۔  
 تصویر جنت و نفاست او که در اذان مسلمانان مرتسم شد است بخوبی نشان می دهد  
 که اصل مفهوم بهشت برین از ذهن ایشان بدر رفت است۔ و چیزی سے که از جنت  
 در خیال شان باقی است۔ محض یک مقام غیش و عشرت و یک جاسے ہوس رانی است  
 گویا بخیال این مردم انسان درین دار دنیا بہ جہت این غرض آفریده شد است  
 کہ چنر وز درینجا محنت و مشقت بر خود گوارا کردہ بدل مقام برسد کہ از انجا ہمہ  
 اشیاء خوردنی و نوشیدنی و پوشیدنی و صحبت با زنان خوش گل دست دہد۔ چون این  
 لذات جسمانی و اسباب ہوس رانی حاصل شد۔ پس ہمہ نعمت او را میسر آمد۔ حالانکہ  
 خداے تعالی در قرآن مجید فرمود است۔ و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون  
 یعنی اصل غرض از خلق بنی آدم عبادت خداست۔ تا انسان آن حالت را اختیار  
 کند۔ کہ نقش صفات الہیہ را در ذات خود نشانند۔ زیرا کہ محض عبودیت تذل و پذیرفتن  
 نقش معبود است۔ پس این خیال کہ انسان در پنجاہ یا شصت سالہ زندگی آن  
 کاسے را کہ او پر اسے آن پیدا کردہ شدہ بود۔ سرانجام دادہ باز حیات بخیر فانی را  
 در نانووش و خور و پوش و عیش و کامرانی و عشرت جاودانی مثل بہائم صرف کند  
 کمال نادانی است۔ و ہمہ برین منط متعلق جہنم این خیال داشتن کہ آن ارحم الراحمین  
 کفار را تا زمانیکہ نہایت ندارد در دین آتش سوزان بدارد۔ و مثل یک عالم نفسی  
 گلہ ہے بر حالت نہ ارشان نگاہ ترجم کند۔ نیز غلط است :

حضرت اقدسؒ اس ہمہ خیالاتِ خفیفہ را رد نموده است۔ و بدلائل قاطعہ و حجج ساطعہ  
 و مہجرات باہرہ اولاً ایمان مردم بر وجود بعثت بعد الموت قائم کرد است۔ و ثنائی  
 دارنا پائدار دنیا و برتری و خوبی اٹھے حیاتِ اخروی را مثل روز روشن پیش دست  
 و دشمن ثابت فرمود است۔ و همچنین اکل خیالاتِ لغو را کہ بہ نسبت جنت جاگین  
 خاطر مردم بود رد نمود است۔

و این دہم را نیز رفع کرد است کہ خیالے کساں میگویند۔ نعمائے جنت محض  
 بطریق استعارہ در قرآن کریم بیان شدہ است۔ بہ پایہ ثبوت رسانید است کہ  
 جنت را وجود حقیقی است۔ و این خیالِ غلط را نیز از میاں برداشت است کہ  
 بعض مردم را پیش آمدہ بود کہ جنت مثل دنیا یک مقامے است کہ سالانہ عیش و  
 نشاط بہ چمانہ وسیع تر از دنیا در آنجا مہیا است۔ مسیح موعود با اولہ و براہین و تہنوت  
 است کہ در حقیقت نعمتہائے مادی این دنیا با نعمائے اخروی عقبنی اختلاف  
 تمام میدارد۔ و در حقیقت نعمتہائے مادیہ عقبنی متمثلاتِ عبادات دنیا است  
 یعنی عبادات دنیا در عقبنی صور جسمیہ قبول کنند۔ گویا رُوح اینجا در آن جا مجسم  
 شود۔ و رُوح اینجا یک رُوح جداگانہ باشد۔ کہ خیلے او را ترقی و برتری حاصل  
 آید۔ بچنان کہ بہ نسبت قوائے رُوحانیہ یک نطفہ قوائے رُوحانیہ اکل انسان کہ  
 از آن نطفہ وجود پذیرد اعلیٰ و برتری باشد۔

و همچنین اثبات فرمود است کہ عذاب دوزخ را کہ مردم انجام پذیر نمیانند  
 و میگویند کہ نہایت زمانی برائے اکل نیست۔ این اعتقاد خیلے نادرست است  
 بلکہ لابد وقتے انجام پذیرد و صورت اختتام گیرد و ابدیت یعنی زمان او

تا مدتہائے دراز طول گیرندہ است۔ البغیر مجز و وہم نیست۔ بلکہ آخر کار منقطع گردد۔  
 زیرا کہ حق تعالی نسبت رحمت کالمہ خود میفرماید سحمتی وسعت کل شیخ از شان را  
 در رحمت او بچید است کہ بندہ عاجز را در عذابے گرفتار سازد کہ آنرا انتہائے غایتے  
 نباشد۔

چون آن ذات رؤف در حیم در قرآن کریم و ذکر حکیم نعیم جنت را عطا فرماید  
 و اجر غیر ممنون میفرماید و نسبت عذاب جہنم این الفاظ را استعمال فرمودہ است  
 پس ضرور است کہ در آن ہر دو فرقے باشد۔

پس بندہ چرا شرطط بیان فرمودہ حضرت حق سبحانہ تعالی را و گذارد خصوصاً  
 در جایکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر مطالبہ آن حکیم باین الفاظ مبارک بیان  
 میفرماید۔ یاقی علی جہنم یوم ما فیہا من بنی آدم احد تخفق ابو ابعاد کنز العمال  
 یعنی بر جہنم آن روز فرار رسد کہ از بنی آدم احدے در میان او نباشد۔ و در وازنا  
 او بر ہم زودہ شوند پس با وجود وجود بودن این تفسیر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان حق  
 ترجمان خود میان فرمود است۔ کسے را چہ اختیار است کہ در رحمت خداے رحمان  
 رحیم حدے معین نماید۔

علاوہ ازیں ارکان خمسہ ایمان کہ بیان شد در حصہ اعمال ہم خیلے تغیر با واقع

۱۰ قال ابن مسعود فی ہذہ الایۃ لیا تین علی جہنم زمان یبیس فیہا احد ذلک بعد ما  
 یلبثون احقاباً۔ وعن ابی ہریرۃ مثلاً دعای الارواح لابن قیم صفحہ ۳۳۳ و تفسیر مشکوٰۃ  
 جلد ۳ صفحہ ۳۵۰ یعنی عبد اللہ بن مسعود در تفسیر این آیری گوید کہ بالضرور بر جہنم آن زمان میاید  
 کہ دروے پنج کسے نباشد۔ و این حالت بعد از آن پیدا شود۔ کہ تا زمانہائے دراز و درازان درنگ  
 کشد۔ و ابو ہریرہ و رضی نیز مثل این حدیث روایت کرده است۔ ۱۲

شده بود۔ بعض براباحت زور زودہ بودند و عقیدہ شال بریں پنج بود کہ ہر گاہ کسیے  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بگوید۔ بندازیں ہر چہ خواہد بکند و یقین میدا  
 شدند کہ اگر ماگناہ نغینم باز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو حاضا فداہ شفاعت کد ام کس کند  
 و در بعض افراد این خیال سرایت کردہ بود کہ شریعت مقصود بالذات نیست  
 بلکہ آن بمنزلہ کشتی است برائے رسیدن تا بخدا۔ چنانچہ شاعرے میگوید سہ  
 شرع کشتی آرزو کرد و آب انش بادبان ۛ حق تعالی ساحل و عالم سہم دریاست  
 و چون انسان خدا را دریافت پس چہ ضرورت است کہ بیکار در کشتی نشسته وقت خود را  
 ضائع کند۔

و بعضے ازال میان این خیال میداشتند کہ احکام شریعت در حقیقت بر امو  
 باطنیہ بمنزلہ نشانات ظاہری ہستند۔ وقت بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت  
 ابتدائے تمدن زمانہ بود۔ و اکثر بنی ذریع انسان وحشی بودند۔ بناءً علیہ بجهت اصلاح حال  
 کافہ اناس برائے عمل نمودن بر امور ظاہریہ تاکبہ شدید خیلے ضرورت میداشت۔ و  
 حالاً زمان علم و کمال است۔ و مردم از حلیہ فہم و دانش محسے گشتہ اندر لہذا پابندی  
 رسوم ظاہریہ ضرور نے نماذہ است۔ اگر شخصہ روش پاکیزہ دارد و خدا را در دل  
 یاد می کند۔ و در د قوم و ملک و نعم ایناسے جنس درون سینہ می دارد و غربا را مستو  
 می کند و در خوردن و نوش احتیاط می ورزد و در کار و بار قومی مشغول می ماند۔ نماز و  
 روزه و حج و زکوٰۃ او ہمین است ۛ

و بعضے برانند کہ تفحص باید کرد کہ سرور عالم کہ ام قسم ازارے یا سر او بیلے یا  
 یا جبہ زیب تن می فرمود تا ہماں قسم لباس را اختیار باید کرد۔ علی ہذا القیاس اگر آن شخصہ

موتے سردرازمی داشت۔ براینزو واجب است کہ با اتباع سنت نبوی موتے سردرازمی  
 داریم۔ بعض میگویند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مثل ایک مسکے بوده است بیچ  
 حق او بر ما ثابت نیست۔ کہ ما پابندی حکم او کنیم۔ ہرچہ در قرآن کریم وارد است  
 ہماں بر ما حجت است۔ و باقی ہمہ باطل است ۵

بعض مردم سخن را بدیں گویند می رانند کہ فلاں فلاں بزرگ ہرچہ فرمودہ  
 است۔ خلاف آن امر دیگر ہرگز قابل تسلیم نیست۔ برافرض است کہ مثل کوران  
 تقلید بزرگان خود بکنیم و بس۔

این ہمہ امور کہ بیان کردہ شد متعلق اصول دین است باقی ماند جزئیات۔  
 در آن ازین ہم بیشتر خلعت تاریکی است۔ بعضے آموختن زبان غیر را کفری دانند  
 و بعضے تعلیم علوم جدیدہ را سنانی ایوان و اسلام قرار می دہند۔ بعضے نسبت جوآن  
 رباکہ در بارہ آن آید فاذا نوحی من اللہ ورسولہ وارد است۔ فتاویٰ  
 می نگارند۔ علاوہ بریں و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ آنقدر اختلاف واقع  
 شدہ است کہ حقیقت ہر امر زیر پردہ اختلافات مخفی و محتجب گشتہ است۔  
 امور محقرہ را اصل الاصول اسلام قرار دادہ می شود۔ و برخلاف آن اگر از  
 زبان کسے حرفے براید باو سے نزاع و ستیز می کنند بعض کسانیکہ خود را مسلمان  
 می گویند انگشتہائے برادران دینی خود را در جوش این امر شکستہ اند۔ کہ ہنگام  
 تشہد چہ انگشت شہادت را برداشتہ است و ہمچنین در دہان قرآن خوانان  
 از جوش تعصب برپاداش این جرم نجاست انباشتہ اند۔ کہ آمین بالجہر چہ گفتہ است  
 الغرض حصہ علی اسلام نیز مثل حصہ اعتقاد صید تغیرات و فسادات شدہ بود ۶

حضرت مسیح موعود و علیہ السلام در این حصہ علمی نیز صلاح فرمود۔ از ایک صحابہ  
 طریق اباحت را باطل ثابت کرد و بیان نمود کہ شفاعت بر آں مردم است۔ کہ از  
 گناہ پرہیز کنند۔ اما گاہے بوجہ من الوجہ از کتاب آں کردہ باشند و بعض کوتاہی ہا  
 در ایشان بماند پس آں کوتاہی ہا را شفاعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تدارک فرماید  
 اما شفاعت برائے ایں نیست کہ مردم بر اُمید شفاعت مداومت بر کجا اثر نمایند و  
 دل خود را خوش کنند کہ شفاعت نبوی از پرشش جلد معاصی بازمانیم۔ و نمیدانند  
 کہ شفاعت بجهت زودون و حاک نمودن گناہان است نہ برائے اشاعت عصیان  
 بچنین اثبات فرمودہ کہ ہر چند شریعت مقصود اصلی نیست۔ اما عبودیت بلاشک  
 شہ مقصود اصلی است۔ پس خدا تعالیٰ برائے ہر کارے تا ہر وقتیکہ امر فرمودہ است۔  
 آں را تا آں وقت بجا باید آورد۔ قرب خدا چیزے محدود نیست کہ گفتہ آید۔ کہ اکنون  
 قرب خدا حاصل شدہ است۔ پس ضرورت عبادت نامذہ است۔ ہر گاہ رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم روحنا فداء کہ انسان کامل و خیلے نبی عظیم الشان بود تا وقت وفات  
 خود ہموارہ آیاتک نعبد و آیاتک نستعین اهدنا الصراط المستقیم خواندہ  
 باشد و ہمیشہ در دعا رب زحرفی علما گفتہ باشد دیگر کسے را چہ رسد کہ دعویٰ نماید  
 کہ من نامنزل مقصود رسیدہ ام۔ و عالا مر ضرورت عبادت باقی نامذہ است۔ ایں  
 نوع مردم ذات بیچون و بیچگون خداوندی را مثل ساحل دریا محدود می انگارند  
 و بے دینی خود را در پردہ دیداری پنهان میدارند

دہم بریں نمط ارشاد کردہ است کہ احکام اسلام برائے تکمیل فضائل نفسانیہ و  
 رُوعانیہ انسان است۔ و در ہر زمانہ و برائے ہر شخص خواہ بادشاہ باشد یا فقیر مسکین

باشد یا امیر خبیثے منفعۃ اسان است و بغیر بجا آوردن آنها حصول ترقیات روحانیہ ممکن نیست و فرمود کہ این غلط محض است کہ دریں زمانہ بر احکام شرع عمل کردن ضروری نیست و نیز ثابت فرمود کہ این خیال سراسر بے بنیاد است۔  
کہ می گویند کہ بر جائے آن احکام اعمال دیگر تجویز کردن ممکن است۔

و ہم بریں طریق حضرت اقدسؑ دانمود است کہ یکسب نیز مشروعات است یعنی عبادات و سنن۔ و دیگر رواج ملک و دستور قوم است پس علاوه از عبادات و سنن در امور سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب رواج ملک و دستور قوم عمل نمود است مردم را مجبور گردانیدن تکلیف مالا یطاق بلکہ ظلم است۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم در جنین امور باہم اختلاف میداشتند۔ و درین اختلافات یکے بر دیگرے زبان طعن دراز نمی کرد۔

و حضرت اقدس خیالات باطلہ آن سفہارا نیز رد فرمود است کہ میگویند کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداه امی و ابی ہجو ما مردم بود و واجب نیست کہ ما انباش کنیم۔ پس درین خصوص حضرت اقدس ارشاد کرد است کہ انبیا علیہم السلام در فهمیدن کلام خدا ملکہ خاص میداشتند کہ دیگران را میسر شدن غیر ممکن است۔ بناءً علی ہذا قبول کردن تشنخ و تفسیر ایشان در کلام آہی بر ہر مومن فرض است۔ و نہ ایان سلب می شود۔ و نیز سخن گفتن این قول ظاہر نموده است کہ میگویند کہ بر چہ فلان امام یا بزرگ فرمود است۔ واجب تسلیم است۔ و فرمودند کہ برائے کسیانیکہ مادہ اجتناب ندارند بجهت سہولت ضروری است۔ کہ یکے لایزال اللہ ہدی کہ بر علم و زہد و تقوی او اعما د داشته باشند۔ معتقدے خود سازند۔ لیکن معنی آن این نیست۔ کہ

ہر کس کی بذاتِ خود فہم خدا داد و علم لدنی داشته باشد۔ او نیز اقتداءً اُن امام کند  
 و اگر گورانی تقلید او نماید گنہگار گردد۔ بلکہ بر ہر صاحبِ علم واجب است کہ ہر مسئلہ  
 را کہ از نصوصِ قرآنیہ و حدیثیہ دریافت در آں مطابقِ علمِ خود عمل نماید۔

و حضرت اقدس بطلانِ این خیال را کہ امور دنیوی را دینی قرار دادہ آید۔  
 ثابت کردہ فرمودہ است کہ زبانہا کہ در مردم رائج است ہمہ از جانبِ خداست  
 و ہر زبانِ مفید را ضرور باید آموخت و ہر قدر علوم کہ برائے اصلاح و ترقی حالتِ  
 جسمانی و اخلاقی و علمی و تمدنی و سیاسی و روحانی مفید باشد تعلیم و تعلم آنہا ہرگز  
 معصیت نیست۔ بلکہ ضروری است و در بعضِ حالات کہ برائے خدمتِ دین آموختہ  
 آید بموجبِ ثواب است ۵

سخن کہ بہرین گوئی چہ عبرانی چہ ہرانی : مکان بہر حق جوئی چہ جا بسا چہ جا بقا  
 و حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانان را از لعنتِ سود گرفتار نیز پرہیز  
 کردن آموخت و بیان فرمود است کہ ممانعتِ سود بر حکمتہائے عظیمہ مبنی است از  
 بغرضِ فوائدِ محقرہ دنیویہ تبدیل نباید کرد۔

پہنچنین بیان فرمودہ است کہ مسائل دین بر دو قسم است یکے اصول و دیگر فروع  
 اصول از قرآن کریم ثابت شدہ است و در آں باب سچ کہ امام اختلاف راہ نتواند یافت۔  
 و اگر کسی طالبِ دانشستن و فہمیدن آں باشد بہولتِ بی تواند آموخت و مسائل فروعیہ  
 را در حالتِ است۔ یکے آنکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امرے را بطریقِ خاص بجا آوردن  
 فرمودہ است و بغیر آں طریق بطریقِ دیگر کردن منع نمود است۔ دریں صورت ہماں  
 طریق را اختیار باید کرد کہ رسول کریم رو حافذہ حکم داد است۔ صورتِ دیگر آنست



کہ دو روایات یا زیادہ از دو از حضرت سید المرسلین مروی باشند و بعض گروہ مسلمانان  
بروایتی و بعضی دیگر بر روایت دیگر علی الدوام عمل پیرا بوده باشند پس نسبت  
آں طرق یقین باید داشت کہ ہمہ از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مروی است و سنت  
اوست۔ زیرا کہ اگر چنین نمی بود چگونه ممکن بود کہ از صحابہ یک گروہ طریقے اختیار میکرد  
و گروہ دیگر طریق دیگر را ترجیح میداد ؟

اصل سخن این است کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در بعض امور اختلاف طبائع  
را ملحوظ نظر مبارک داشته بچند طریق اجازت عمل آں داد است یا بذات خود امر  
بجهت سہولت مردم بچند طریق بعمل آورده است تا در دل مردم شکے نماند کہ کردن  
یا ناکردن آں واجب است۔ چنانچہ در رفع یدین آمده است کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم گاہے بعمل آورد است و گاہے ترک آں فرمود است و ہمین حالت آئین البجہر  
است کہ بعض صحابہ آئین بالجہر کرده اند و بعضی نہ کرده اند۔ و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
ہر دو طریق را پسند فرموده است و بچنین در نماز دست بردست نهادن است کہ گاہے  
بر صدر و گاہے زیر بافت بست است۔ پس ہر کسے را کہ باہر طرفے مناسبت باشد۔  
باید کہ بر آں عمل نماید و لیکن باید کہ بر دیگران کہ بر روایات دیگر عمل دارند حفسے نگیرد زیرا  
اویز بر سنت نبوی عمل پیرا است و بر خصیت شرعی عامل است :

بحاصل این اصول را قرار دادہ حضرت است پس آہنہم اختلافات و فتنہ ہا را کہ در مسلمانان  
بود و بوجہ آں نسبت بجزو نیز می رسید رفع فرمود و در جماعت خود نمونہ صحابہ کریم  
رضی اللہ عنہم را باز زندہ نمود۔

این نمودہ ہے است از اصلاحات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و الصلوٰۃ والسلام کہ تفصیل آنرا

کاغذ شتر بار در کار است پس من برہیں قدر اکتفا می کنم۔ جناب والا ازین متوجہ  
 نہمید کہ حضرت مسیح موعود ہمہ نقائص را کہ در عقاید و اعمال پیدا شدہ بود دور کرد است  
 و دین اسلام را باز بر شکل اول پیش مردم آورد است۔ کہ بواسطہ آن حالا باز دہانے  
 دوست و دشمن را از کف بردن آغاز کرد است و قوت قدسیہ او باز تا ثیرات خود را  
 آشکارا کردن گرفت است ۵

لسے یادشاه و الا جاہ! ہمیں قدر نقائص و خرابی ہا کہ بالا ذکر یافت کہ فی الحقیقت  
 مشتے نمونہ از خود او را آن مفسد است کہ درین زمانہ در مسلمانان یافت می شود (از مطالبہ  
 آن بر جناب والا آشکارا کرد کہ باوجود موجود بودن کتابے محفوظ من اللہ مثل قرآن مجید  
 زیادہ ازین مفسد در اسلام پیدا شدن صورت امکان ندارد۔ و اگر زیادہ ازین مفسد  
 پیدا شدن ممکن است۔ پس آن وقت صورت تواند گرفت کہ نفوذ بائس قرآن کہیم از دنیا  
 مفقود گردد و یا صورتش تبیل پذیرد و لیکن این ہر دو امر از قبیل ممکنات نیست۔ لہذا  
 غور پایز سر بود کہ ہر گاہ اکنون در اسلام مفسد بمنہائے خود رسیدہ است۔ اگر  
 مسیح موعود درین زمانہ مبعوث نگردد باز دیگر کدام وقت بعثت مسیح موعود موزون با  
 و چوں حضرت اقدس اصلاح این تمام مفسد نمود است و از جملہ شرور و فتن <sup>ظلت</sup>  
 اسلام فرمودہ است۔ پس برائے آمدن دیگر کسی چہ حاجت باقیماندہ است ہر گاہ حضرت <sup>اقدس</sup>  
 آن ہمہ کار ہا کہ مسیح موعود مقدر بود با حسن و جہ انجام دادہ است باز در مسیح موعود بودن <sup>شاکلام</sup>  
 شاک شیبہ باقی است۔ ظاہر است چوں آفتاب نصف النہار بر سمت الراس عالمیان برسد از وجود  
 او انکار کردن دیدہ و رسمی را بکوری فروختن است۔ ہیچمان بمرجود بودن این لائل <sup>ذم</sup>  
 در ثبوت دعوی حضرت اقدس <sup>چگونہ</sup> گنجایش انکار صورت می بندد؟

# دلیل ششم

## نصرت الہی

دلیل ششم بر صد اقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ازل ہم در  
 بردلائل بیشمار مشتمل است نصرت الہی است بہر امور و بہر مصلحت از مجیدان بارگاہ  
 صحابیت می باشد پس صد گفتش بر پائید ثبوت نہ رسد تا وقتیکہ معاملت و سلوک حق تو  
 باو کے ہمماں ساں نباشد چنانکہ قبل ازین با محبوبان خود عادت او بود است پس  
 اگر شخصے دعویٰ مامور بودن کند و معاملتہ از ذوق تعالیٰ باو کے مثل محبوبان خود نباشد  
 بے شک ازل کاذب است۔ زیرا کہ ناممکن است کہ حق تعالیٰ شخصے را خلیفہ خود کردہ  
 مبعوث نماید و باو کے بیع نمونہ محبت خود ظاہر نسازد و اعانتش نفرماید ہر گز  
 کہ یک پادشاہ کسیے را نائب خود بخویر کردہ بجائے می فرستد لامحالہ معاونت از وی کند  
 و ہموارہ بجانب اونگاہ متوجہ میدارد و چون او را ضرورتے پیش می آید بہت  
 نصرت او ساکن ہر قسم تمہیائی سازد پس حضرت قادر علی الاطلاق کہ خدائے او  
 لا تعدو لا تھنی است و علم غیب میدارد۔ ممکن نیست کہ مامور خود را نصرت نہد  
 و اگر اھدے دعویٰ ماموریت کند و خدا تعالیٰ تا ئید او نفرماید و آثار تا ئید از وی  
 بظہور رسد و در ہر کار اعانت خداوندی شامل حالش باشد و در ہر امر نصرت الہی  
 او را دے دہد۔ پس او در دعویٰ خود صحت و صادق در است باز است۔ زیرا کہ  
 بچنان کہ ممکن نیست کہ حضرت حق جل جلال استبازے را از کہ کند بچنین صورت است  
 ندارد کہ منتقم حقیقی یک کذاب شریر را کہ در پئے اضلال بندگان او باشد مواخذہ فرماید

بناءً علیٰ ہذا میں امر خلیلے خلافت عقل و دانش است کہ ہادی برحق ہیچ شخصے راعانت  
بفرماید۔ دبر روئے و سے ابواب رحمت و نصرت خود بکشاید۔

در مصحف مجید است : كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَيْنَا أَنَا وَرَسُولِي إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ  
(سورہ مجادلہ ع ۳) یعنی خدا تعالیٰ بزرگوار است خود و واجب گردانیدہ است کہ او تعالیٰ  
و رسولان او ہموارہ غالب می مانند و بے شک او تعالیٰ توانا و غالب است۔ ازین  
آیہ کثیرہ الہدایہ معلوم شد کہ او تعالیٰ برائے اظہار قوت و غلبہ خود ایسائے خود یک قانون  
غیر متبدل قرار داده است کہ ہر گاہ رسولان او مسبوت شوند۔ ایشان را بر جمیع مواضع  
تبلیغ رسالت غلبہ کرامت می فرماید و ظاہر است کہ اگر ایشان را غلبہ دست نہ برد۔  
مردم را در عزت و قوت او شبہتے پیدا گردد ❖

و همچنین فرمودہ است : اِنَّا لَنَصُرُّمُوسٰى وَآلِهٖٓۤ اِلٰى يَوْمِ نَقُومُ الْاَشْتِهَادِ (سورہ یوسف ع ۶۴) یعنی ما بالضرور رسولان خود را و کسے را  
کہ برایشان ایمان آورده اند۔ درین جهان و در آل جہان نصرت می دہیم۔ و در دیگر  
آیہ و رواست : وَلٰكِنِ اللّٰهُ يَسْلُطُ رِسٰلَهٗٓ عَلٰى مَن يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيْرٌ (سورہ حشر ع ۱) یعنی حق تعالیٰ رسولان خود را بر ہر کس کہ میخواہد تسلط می  
و او تعالیٰ بر ہر شے قادر است۔ ازین آیات بینات ہوید امی شود کہ خدا تعالیٰ  
رسولان خود را غلبہ می بخشد و در دنیا و آخرت مدد می کند۔ خواہ بسبیل جسمانی و روانی  
خواہ محض بطور روحانی ❖

دایں امر نیز از قرآن کریم ثابت میگردد کہ اگر کذابے دعویٰ ماوریت رسالت  
می نماید او را خدا ہم درین دنیا بقویت می رساند و او از ہلاکت ہیچ گاہ سلا

نمی مانند کما قال لو تقول علينا بعض الأقاويل لاخذنا منة باليمن نضر لقطعنا  
 منة الوثنيين۔ یعنی اگر رسول دانسته بر ما سخنی دروغ می بست۔ البتہ ما بازوئے  
 راستش می گرفتیم درگِ جانش می بریدیم۔ یعنی بروئے چنین کس باب نصرت بند تو  
 ہلاکش می کنیم و همچنین فرموده است :- ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا  
 او کذب باياتہ اِنَّه لا یفلح الظالمون یعنی و از آن کس کہ ام ظالم تراست کہ  
 بر خدا تعالی دانسته دروغ می بندد یا آنکہ او آیاتِ او را تحذیب می کند۔ جز این نیست  
 کہ ظالمان کامیاب نمیگردند۔ ازیں آیه دانی ہر ایں معلوم شد کہ کامیاب گشتن ظالمان  
 امکان ندارد۔ پس ایں مجرم حضرت باری تعالی کہ از ہمہ ظالمان روحانی ظالم تراست  
 چگونہ کامیاب گشتن او ممکن است ؟

از آیات صدر و واضح می شود کہ خدا تعالی عز اسمہ دو قانون جاری فرموده است  
 یکے آنکہ رسولان و اماموران خود را نصرت می دهد و ثلثیہ می بخشد۔ دیگر اینکہ کسانیکہ  
 دانسته بر خدا تعالی افترا می کنند۔ ایشان را از جانب خدا ترحیم نصرت نمی رسد  
 بلکہ بر عکس آن روئے ہلاکت می بینند۔ لهذا ہر چه ما عقلاً ثابت کردہ ایم۔ قرآن کریم  
 نیز تأیید آن می کند بلکہ آنرا ایک سنت الہیہ قرار میدہد۔

چوں بمعیار ایں سنت الہی و قانون غیر متبدل ازلی بروحی حضرت اقدس  
 غور می کنیم۔ صداقتِ ایشان بر ما چون آفتاب نصف النهار واضح و لایح میگرد  
 و کامیابی حضرت اقدس را دیدہ کسیچ ننگ و شبہ باقی نماند کہ ناریب حضرت اقدس  
 مرسل و فرستادہ خداست علیہ الصلوٰۃ والسلام ؟

قبل ازیں کہ دیدہ شود کہ حضرت اقدس را از بارگاہِ الہی چه نصرت ہا و تأیید ہا

حاصل شدہ است بریں امر نگاہ کردن از بس ضروری است کہ ایشان در ذیل کدام  
 حالات دعوی فرمودہ بودند یعنی آن سامان چہ بود کہ برائے کاسیابی میر و معاون حال  
 ایشان می توانست شد۔ دوئم اینکہ در راہ آنحضرت چہ مانع و عوائق موجود بود  
 سوئم اینکہ دعوی ایشان از کدام قسم بود۔ یعنی آیا دعوی شان از ان قبیل بود کہ  
 در خود کششے بجهت گرد کردن مردم میداشت کہ نظر بر آن سامانہا ظاہری امید  
 کاسیابی توان داشت ؟

جواب سوال اول این است کہ ہرچہ حضرت س فرستے از افراد و دوستان محترم  
 و خاندان محکم بود (و اینچنین مخوز بودن ایشان برائے منصب باسوریت ناگزیر ہم بود  
 زیرا کہ باسوران آہی ہمیشہ از دوستان طئے والا شان بودہ اند و حق تعالی کہ سبح مرسل را  
 از میان اراذل الناس مبعوث فرمودہ است تا شرفا را را ایمان آوردن بر ایشان شاق  
 نگردد) اما خاندان حضرت س و جاہرت و نیویہ و شوکت قدمیہ خود را تا یک حد  
 معتد بہ از دست دادہ بود و اگرچہ عشیرہ ایشان در قبائل اقوام خود منکسر الحال  
 نبود و لیکن بمقابلہ شان و شوکت و حکمرانی پارینہ خود یکساندانے بودے و از آنکہ  
 اکثر حصص ریاست و جاگیر ایشان تلف شدہ بود۔ ریاست در عہد کھان ضبط شد  
 بود و جاگیر بوقت قیام سلطنت انگلیس در پنجاب ملحق بملکات سرکاری گردانیدہ شد  
 پس حضرت قدس را بلحاظ مال و حشمت نفوسے حاصل نبود کہ گفتہ شود مردم بنظر  
 اغراض و مقاصد نیویہ خود گرد و آنحضرت گرد آمدن اختیار کردہ بودند ۔  
 اگرچہ در بدو حال والد ماجد ایشان بجهت تعلیم معلے مقرر کرد۔ لیکن آن تعلیم  
 بمقابلہ تعلیم مرتجعہ حال کالعدم بود۔ بناء علیہ حضرت مدوح در وطن مالوفہ خود

و با خارج ازاں در قطار لے علماء ایں دیار محسوب نمی شدند۔ پس نظریں امر نیز غیبتاً  
گفت کہ سبب علامہ زمان بودن آنحضرت علیہ السلام و تفرق حلقہ زده بودند و سبب اس  
و تدریس حضرت را شهرت دست داده بود۔

بچنین حضرت ایشان در سلاک سجادہ نشینان و صوفیان نیز مسلک  
نبودند و نیز از دست شیخ یا مرشدے پرے یا فقیرے خرقہ خلافت ہم حاصل نکرده  
بود تا گمان کرده شود کہ ایشان را بذر بیہ مریدان و مستر شدال اینقدر فتوحات کامیابی  
و شهرت دست داد است و بر کدام منصب حکومت ہم ممکن نبودند کہ مردم آل را  
تد نظر داشته برائے حصول طالب و مارب خود پروانہ وار گردشال میگردیدند۔  
بلکہ در عین غفلت ان شباب برنگ مردم تارک الدنیا از اقارب و اجانب کنش  
و خلوت گرین بودند۔ حتی کہ بوجہ غفلت گزینی اکثر مردم قرب و جوار ہم حضرت ایشان  
تعارف نمیداشتند حضرت ایشان را با کسانیکہ تعلق خاطر بود آن چند نفر ساکنین و چند  
بچہ یتیم بودند۔ حضرت از طعام خود برآں بے لایاں و فاقہ کشاں بزل می کردند  
و با خود ناخوردہ ایشار می نمودند و خود روزہ میداشتند۔ یا ازاں میاں بعضے بعبت  
تحقیقات مذہبی می آمدند۔ دیگر باسیج کسی تعلق خاطر نبود و مردم را نیز ضرورت  
ملاقات ایشان کمتر پیش می آمد۔

جواب سوال دوم این است کہ در راه مقصد حضرت تسبیح موعود ہر سدا  
مینع و مزاحمتی واقع کہ وقوع آن در دنیا خیال کردن ممکن است مانع بود۔  
حضرت اقدس ثا و عوی اموریت می داشتند و تصدیق این دعوی موجب دل آن  
حکومت بود کہ گروه علماء و ملایان را از صد سال بر مردم حاصل بود۔ ازین جهت

اِس گروہ را با ذاتِ حضرت طبعاً مخالفی پیدا شد۔ زیرا کہ در ترقی کارِ حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام صورت تنزل اقتدا خود و در افزایش جایش نقصانِ جاہِ خود میداند۔ و قاطبۃ علماء مریدانستند کہ اگر شخصی علوم حقہ از جانب خدا فر گرفته بجهت اصلاح حال اُمتِ محمدیہ ایستادہ گردد لامحالہ قیاساتِ ما را بیج و حقے در دل شبعان ماناند۔

ہنگی سجادہ نشینان دشمن جانِ حضرت بودند زیرا کہ از اشاعتِ صداقتِ دعوی حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام مُردان از دستِ ایشان بدر می رفتند و بجائے شیخ المشائخ و پیرو مُرشد بودن خود دستِ ارادت بدستِ دیگرے دادن برایشان واجب می شد۔ درین حالت مُردان از ایشان روگردان می شدند و در نذر و نیاز نقصانے راه می یافتند و در آزاد پھائے کہ آن راجع خود دانستہ بود ندیم غللی می آمد طبقہ اہم را نیز بذاتِ حضرت مسح موعود مخالفی پیدا گشتہ بود۔ زیرا کہ حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام بجهت احکام شریعت تا کبذینغ می نمود۔ و بر طبع اِس ہنوا پرستان آن خیلے شاق بود۔ زیرا کہ آن گروہ عادت بہ اینچنین قبو و شرعی نمیداشتند بلکہ بچوبانندی ارا و بالِ جان می پنداشتند و چون حضرت سیدس اُمر اورا تعلیم ہمہ روی بنی نوع انسان میداد۔ لاجرم در دل ایشان اِس دوسوسہ افتاد کہ از اثر اِس تعلیم حالت غلامی کہ در اکثر طبائح عوام عادت ثانی شدہ است۔ روزے از دنیا دور شدہ نظر مردم دستگیر و دایب بجائے تحکم زوال پذیرد۔

اہل مذاہب دیگر نیز عدوئے جانِ دعوت و اُبروئے اُن سوخ زمان بودند۔ زیرا کہ اِس شپہرہ طینتان در شخصیتِ اُن برگزیدہ بارگاہِ صمدیت یک جوہر نشان



می دیدند که در پرتو آن بلاکت مذهب خود معائنہ می نمودند و بچنان که گویند  
از دیت شیر شرنزه می لرزد و جمیع افراد مذہب باطلہ بر خود می لرزیدند و سبہا میکردند  
که فتنہ بروئے کار آرد تا آن وجود مسعود را از سطح زمین بردارند زیرا کہ نسبت بسبوح خود  
و مهدی معبود حکام نیز مخالف حضرت ایشان گشته بودند۔ زیرا کہ این طبقہ ہم از نام  
مسیح موعود و مهدی معبود و ہر سال بود و از روایات مشہورہ دیرینہ متاثر شدہ  
وجود شخصی را کہ این نامہا داشته باشد مراد و ہم معنی انتشار فساد می دانستند  
و ہر چند کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اطہار و فاداری نسبت اہل حکومت میفرمودند  
اما برائے حکام آل حرفہا تسلی بخش نبود۔ چرا کہ این امر را ایشان بروقت گذاری و  
موقع شناسی محمول می ساختند و گمان میکردند کہ ہر گاہ این جماعت را قوت دست  
و ہر ممکن است کہ این ہمہ وعدہ ہائے وفاداری را بیک سو نہند ❖  
عوام کالا نعام را ہم دل خوش نبود کہ رویہ حضرت برائے ایشان دکش نبود  
اولاً این صنعت و صنایع پیش پائے سرداران خویش سر می سودند و در اتباع ادا مرفوہا  
علماء یا مشائخ یا امرایا قیسان یا برہمنان مذہب خود بودند و ہر چہ ایشان میفرمودند  
بر آن آسان و صدقنا گفتہ عمل می نمودند ❖

ناتیا بوجہ معتاد بودن بر پابندی رسوم قدیمہ طبیعت ایشان شاق بود۔ لہذا  
تعلیم نائب رسول را یک امر جدید تصور کردہ ترک الفت و عاوت بر طبع ایشان شاق  
بود۔ در زعم خود دعوی حضرت ایشان را یک امر سختی فی الاسلام و موجب  
تفرقہ عظیم ہر انام می شمردند۔ پس ازین جہت بنا بر اشارہ پیشوایان و نیز باعث  
جمالیت خود راہ مخالفت می پیبوندند۔ ازین جمیع گروہ ہا و طبقہ ہائے مختلفہ مردم ہر کدام

گروہ برائے تباہی و اہلاک حضرت ایشان بطور سے کہ تو انست سعی بلین بکار برو  
بقوت تمام جد و جہد نمودر علمائے فحول قتا و شی کفر گاشند و تا مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ  
ہم بہجت توفیقات علماء آل دیار فرستند و حسب عادت مستر خود خیلے عجیب غریب  
وجوہات کفر تلاش نمودند و مردم را بر مخالفت حضرت اقدس برانگیختند :

صوفیاء و مشائخ طریق حضرت مسیح موعود را اختلاف طریق مرویہ خود بیان کرده  
دردم را ازلاف ہائے تقرب الہی و معرفت خود ترسانیدہ عوام الناس را باز داشتند  
و بہجت این مدعا شاعت افسانہ ہائے کاذبہ و اراءہ کرانہ ہائے پرازد کرد و فریب  
دینغ نداشتند تا مردم در حلقہ بیعت آن حضرت ایشان داخل نگرددند حتی کہ بعضی از انہا  
بامر بیان خود این ہم گفتند کہ اگر این مدعی باموریت نزدیک اصادق ہم باشد مانگو  
ایمان نیاوردن شمار گردن ہائے خود خواہیم برداشت پس شمارا اسپرچ فکر نباید کرد  
و اسپرچ غم نشاید خورد و بپسین گوہ جہال را گمراہ و تباہ کردند :

امراٹے این دیار و امصار ہم بوجہ ہمتی کہ پیدا شدند در خلاف این سلسلہ تخم عفا  
در دل عوام می کاشتند و اہل مذاہب باطلہ ہم بر تخریب سلسلہ عالیہ ہلاکت باقی سلسلہ  
بامسلمانان متفق گشتہ سعی وافر بصل حی آوردند۔ ارباب حکومت اقتدار خود را بکار  
برودہ مردم را ترسانیدہ سعی در بازداشتن شان تنگ پومی کردند عوام الناس ہم ہلہلہ  
و شقی پیشوایان خود از حضرت اقدس اخط و برید و قطع تعلقات نمودند۔ انرض بر فتنہ  
حضرت اقدس اچہ اقارب و چہ اجانب چہ مسلم و چہ غیر مسلم بر نقطہ عداوت یک جا  
و برائے فروغ کار یکدیگر برپا گشتند :

جواب سوال سوم این است کہ تعلیم مسیح موعود ہم بروفق میان طبایع مردم

و ہرنگ حالاتِ زمانہ آچھنیاں ہوں کہ اگر موافقت یا خیالاتِ اہل زمانہ میرا تھا  
 لاہرم کسے صورت امکان میں معنی ہی پڑا تھا کہ ترقی کا حضرت توفیق یزدانی  
 بنو۔ بلکہ پوجہ موافقت یا خیالاتِ اہل زمانہ داشتن و حسب مرادات مردم بودن  
 تعلیمش ترقی نمود است و مردم مطابق مرام و موافق احساسات خویش دیدہ  
 قبول کردہ اند۔ خیالات مطابق حالاتِ زمانہ دو نوع می باشد۔ یکے آنکہ مطابق  
 خیالاتِ حصہ کثیر آبادی باشد۔ دوم آنکہ اگرچہ مخالف خیالات اکثر مردم باشد  
 اما مطابقت و موافقت بر آن خیالات دارو کہ نتیجہ علوم و نبیوئہ آن زمانہ باشد۔  
 اشاعت خیالاتِ اول الذکر سہل است و ثانی الذکر اگرچہ در سخت رویے  
 مخالفت میں۔ مگر بیاعتنا نتیجہ علوم جدیدہ بودن ویریا زود جائے خود دزل  
 بنائے زمانہ گزیند و ہمراہ ترقی آن علوم فروغ پذیر و خود بخود اشاعت گیرد  
 اما خیالاتِ سیم موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باین ہر دو قسم مخالفت صریح میرا تھا  
 زیرا کہ حضرت اقدسؑ مردم را بجانب آن تعلیم دعوت میداد و ابواب آن علوم بر روی  
 ایشان می کشاد کہ مطابق خیالاتِ راجح الوقت نبود۔ بلکہ استیصال بعض رسوم  
 مخالفت شریعت می نمود و بآن خیالات نیز موافقت نہ داشت کہ بذریعہ علوم جدیدہ  
 شیوع میرا تھا۔ بناؤ علیہ آن جری اللہ را باہر دو فریق معارضہ روئے داد  
 ہم با کہنہ خمیالان رسوم قدیمہ و ہم با نو نیازان علوم جدیدہ اتفاق مقابلہ افتاد۔  
 دلدادگانِ روشِ قدیم آن محی رسوم دین را ایک ملحدی پنداشتند و شنیفتگان  
 علوم جدیدہ حضرت اقدسؑ را ایک مرد تنگ خیال و معاونِ رجعت قہقرے  
 می انگاشتند۔

حضرت اقدس از یک طرف بر خلاف حیات عیسی علیہ السلام و قصص و روایات باطله و برعکس او نام عوام نسبت ملائکہ و نسخ فی القرآن و دار نعیم و حجیم و بر خلاف تنگی در اعمال شرعیہ بشدت تمام و عظمی نمود و از طرف دیگر نسبت پابندی شرع متین لفظاً و معنی حرمت شود و اثبات وجود ملائکہ و فواید دعا و حق بودن جنت و نار و ثواب و عذاب و نزول الہام بالفاظ مفردہ و حق بودن معجزات و کرامات تلقین مہم فرمود۔ نتیجتاً این بود کہ تعلیم حضرت اقدس ہر رنگ خیالات کد ام فریق ازین ہر دو گروہ نبود پس این ہم نمی توان گفت کہ تعلیم حضرت اقدس چونکہ با خیالات راجح الوقت یا متوقع ایشوع و مترقب الانتشار مطابقت میدار ازین جهت بل طابع مردم خلاصہ مرام اینکہ نہ حالت ذاتیہ حضرت از ان قبیل بود کہ دعوی شال پذیرا گردد۔ در آہ آنچنان ہوار و قدم بر گلزار بود کہ دروازہ محصول مطلب واگرد۔ و چیزیکہ پیشکش مردم میکردند آنقدر خوشگوار نبود کہ مردم را خود بخود بجانبا و رغبت پیدامی شد۔ و تعلیم حضرت ترجمان خیالات مردم ہم نبود کہ در طابع باسانی پذیرامی شد۔ پس با وجود این ہمہ مخالفتها و مزاحمتها کامیابی کہ حضرت ایشان علیہ السلام در کار خود روئے نمود است۔ محض نتیجہ فضل ربانی و موہبت بزدانی و نصرت الہی بود است نہ نتیجہ اسباب اذیہ و طبیعیہ۔

بعد بیان این حالات حالان ذکر کامیابی ہائے حضرت اقدس را بیان میکنم  
قبیل ازین بوجہ احسن واضح دلائح گردید است کہ حق در قرآن کریم این سنت مستمرہ  
خود بیان منسوخ نموده است کہ او سبحانہ و تعالی متقول علی اللہ را کہ (دیدہ و دانستہ  
برحق تعالی افترا می بندد) مہلت در از عطائمی منسوخ نماید ❖

تا چون بجانب حال فرخی تال حضرت می نگریم مثل صبح صادق بر ما ظاهر و با  
 میگردد که بعد از اشتهای الهاماتے که حضرت اقدس در آن دعوی مصلح بودن خود را اعلان  
 فرموده بود - قریباً چهل سال زندگانی نمود و هر گونه از خدا تعالی نصرت می یافت پس  
 اگر یک مقتری علی الله هم این قدر مهلت می تواند یافت و از تباهی و هلاک محفوظ  
 و مصون داشته شود و نصرت حق تعالی بر دسایه افکن می باشد - ازین لازم می آید  
 که عیاناً باشد معیارے که حق تعالی خود در قرآن کریم بیان فرموده است - که  
 ولو تقول علينا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمن غلط و باطل است  
 و علاوه برین بر دعوی رسول کریم صلی الله علیه و سلم نیز حرف می آید - بلکه دعوی  
 رسالت آن فخر المرسلین هم بے ثبوت می ماند و اگر چنین نیست و هرگز چنین نیست  
 پس لابد محفوظ ماندن حضرت اقدس از هلاکت تا این قدر مدت دراز بعد از اشتهای  
 الهامات خود دلیلے است بر ثبوت این مدعا که حضرت اقدس را ریب نامور  
 من الله و فرستاده خداست ❖

آشنا  
 در بدو اشاعت الهامات خود خبیله کم کساں از نام و نشان حضرت  
 بودند - اما بعد از شیوع الهامات با وجود کمال مخالفت مخالفان هر مذہب و ملت  
 آنچنان عنایت و شانهی حضرت اقدس را حاصل شد که الآن دشمنان هم ناگزیر  
 باعزت و تعظیم نام شان بر زبان می آرند و در اندک روزگار مردم زمانه حضرت  
 ایشان را پیشوائے بزرگ یک قوم سترگ تسلیم کردند - حتی که حکومت  
 برطانیہ در اوائل ایام بسبب ظن بد مخالف بود - اکنون با خبیله عزت و احترام  
 نام حضرت را یاد می کنند - بلکه اسم مبارکش در اطراف و اکناف عالم و بی نقصی

کنار دنیا یا حست تمام بر زبانها جاری است و حضرت حق سبحانه علم بر لسان  
 حضرت اقدس راقوم عطا فرموده است که در محبت آبی و عشق رسالت پناهی  
 صلی الله علیه و سلم جان عزیز را قربان کردن باعث فخر خود میداند. اهل ذناب که  
 دشمن اسلام بودند بعضی اذانهای بدین تسلیخ خدام حضرت مسیح موعود و ایمان آورده  
 در محبت خدا و رسول آنچنان سرشار گشته اند که منجمه آنها یک بجا نبین نوشته است  
 که "باجسان حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام مراد دولت نعمت اسلام نصیب  
 شد است و آنقدر اثر آک در دل خود می بینم که تا در شب بر رسول کریم صلی الله  
 علیه و سلم و بر مسیح موعود درود نمی خوانم مرا خواب در نمی گیرد" ظاهر است که  
 اگر حضرت مسیح موعود مفتری علی الله می بود با وجود موجود بودن مخالفت مردم این  
 عزت و احترام ذات ایشان را هرگز حاصل نمی شد.

در ابراسته ایام دعوی حضرت مسیح موعود بے یار و غمخوار یک جان تنها بود  
 با آنکه علمائے این دیار و مشائخ کبار و دیگر پیشوایان قوم در بهمنان و پادریان و امرای  
 و عوام و حکام وقت نیز سعیها کردند که مردم بجانب حضرت مائل نشوند باز هم فرادی  
 فرادی مردم شرف بیعت حاصل کردند از غریب و امرای و علماء و صوفیه و هندو و  
 نصاری از هندوستان و دیگر ممالک در سلاک بیعتش درآمدند و سلسله مریدانش  
 آنقدر وسعت گرفت که در هنگام وفات حضرت اقدس علیه الصلوٰة والسلام عجات  
 اشکریه از دائره "هزاره" در گذشته تا بحمد لگو کہا "رسیده بود و بسجول الله و قوته  
 و در ترقی روز افزون است. حتی که خود در مملکت آک شاه و الاجاه هم ربا آنکه دو  
 نخلص ممتاز این سلسله عالیہ را از فتوای غلط علماء محض بجرم اختلاف مذہبی

بقتل رسانیده شده بود) این جماعت رُو به ترقی است و تقریباً در هر علاقه افغانستان کم و بیش مردم این جماعت موجود اند و علاوه ازین جماعت در عرب و ایران و روس و مصر و در ممالک شمالی و جنوبی و غربی از فرقه دور آستر بلیا و آمریکا و یورپ و مستعمرات دیگر خادمان آنحضرت صلی الله علیه و سلم موجود هستند و یونان و فیوماً سلسله عالیہ در ترقی است۔ یک بالغ خرد ناقد نظر تواند دانست که چند افراد از قومے که بر سر حکومت باشد و اطاعت فرمے از قوم زیر دست و محکوم خود به ارادت دلی و صدق نیت در آمدن و علی الخصوص بجانب دینے که نسلاً بعد نسل عناد و تعصب نسبت آن در دل داشته باشند به میلان طبع گردیدن جز به نصرت آہی ممکن نیست ❖

بار دشمنان ارادہ قتل حضرت اقدس کردند و خواستند کہ زہر در طعامش کنند و افترا بابتہ خصومت با بعدالت بروند۔ ہندوان و عیسائیان و مسلمانان با ہم متفق شدند و دواوری ہا کردند تا مسیح نامی را نیز مثل مسیح اول بر دار کشند۔ ابا بقضہ تعالیٰ از ہر جملہ ایشان محفوظ و معصوم ماند۔ بلکہ حق تعالیٰ باب نصرتہا روز افزون بر رویش کشود و نصرت بر نصرت افزود و چوں برائے اشاعت اسلام تجدید ملت مبعوث گشته بود۔ بجهت این ہر دو کار حق تعالیٰ آن برگزیدہ خود را ایک جماعتی از مخلصین کرامت فرمود و اموال ہم داد حتی کہ درین وقت تخمیناً پنج لاک روپیہ ہر سال بر اشاعت دین متین و تجدید مراسم شرع مبین و تبلیغ اسلام واجباً سنت خیر الانام علیہ السلام صرف میگردد۔ جریدہ ہائے متعددہ بغرض اشاعت اسلام از پنجاب و بنگال و سیلون و مارشیس و امریکہ جاری شدہ است و ہزار ہا کتب

در تائید دعوی حضرت تصنیف گردیده و خدا تعالی دلہائے مردم را برائے تائید  
دعوی مسیح موعود<sup>۳</sup> محشی کشاید و ہزار ہا مردم اندک ایشان را بذریعہ رویائے صادقہ  
و کشف و الہام صداقت مسیح موعود<sup>۳</sup> مبرہن شدہ است۔ با آنکہ در بدو حال در  
مخالفت می گوشتند لیکن باز جان نثار و از تہ دل خدمتگذار گردیدند :

الغرض با وجود موجود بودن سامان مخالف از ہر جانب و مخالفت اقارب  
اجانب و با وجود ضعف و ناتوانی ہر قسم و ندرت کار حضرت ایشان<sup>۳</sup> دعوی مسیح موعود<sup>۳</sup>  
بودن کامیاب و بر اعدائے خود منظر و منصور شدند و سلسلہ عظیم را در دنیا  
قائم نمودند و جملعتے را کہ مثل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین از بدعات مجتنبے  
گروہ شیعہ اثنیان اشاعت اسلام و شیفتگان سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم  
در پس خود گذاشت است۔ خلاصہ کلام اینکہ حضرت باری عز اسمہ در ہر رنگ  
چہ بلحاظ عزت و چہ بلحاظ مال و دولت و چہ بلحاظ اقتدار و قوت و چہ بلحاظ رعبت  
شوکت اعانت حضرت فرمودہ است :

اگر این قانون کہ حق تعالی در کلام پاک خود بیان فرمودہ است کہ ما مور صادق را  
از جانب ماند می رسد و مفتری علی اللہ خائب و خاسر و ہلاک می گردد راست است  
(و در حقیقت راست است و از خدا تعالی کہ ام کس صادق است) پس در صداقت  
مسیح موعود<sup>۳</sup> هیچ شکے و شبہتے نمی ماند و اگر با وجود موجود بودن این دلیل در صداقت  
ایشان شبہ کردن جائز است پس یک سوال پیدا می شود کہ از برائے صداقت دیگر  
انبیاء چہ ثبوت است ؟

تشریح این مقصد باز د نمودن ضروری میدانم کہ مطلب من ہرگز این نیست کہ



حضرت مسیح موعودؑ بدین وجه صادق است کہ اولاً منکسر احوال بود مگر بعد از آن  
 نائلِ رتبهٔ بلند و عزت ارجمند گردید زیرا کہ اینچنین واقعات خیلے مردم را پیش آمد  
 است تا در شاہ در بدو حال چیسے نہ بود باز بر تہ شہنشاہی رسید تا بلوچوں  
 در ابتدا ایک مرد حقیر بود آخر کار فاتح دنیا شد مگر با این ہمہ کامیابی این دعا  
 ثابت نہی شود کہ ایشان پسندیدگانِ الہی و برگزیدگانِ جنابِ احدیتِ بودہ اند  
 زیرا کہ اینہا سچ و دعویٰ مامورینِ اللہ بودنِ نکرده اند بلکہ مراد من این است  
 کہ (اول) حضرت اقدسؑ دعویٰ کرد کہ من از جانبِ خدا مامور گشتہ ام اگر درین  
 دعویٰ افترا علی اللہ کردہ بود و عہدِ مردم را در غلطی می انداخت پس دینِ صورت  
 غائبِ خاصہ بودنش ضروری بود (دوم) بجهت ترقی دنیویہ با حضرت بیچ  
 سامانے نہ بود (سوم) بر مخالفتِ حضرت ایشان عالمے بر پا گردیدہ بود و وقت  
 دعویٰ بیچ جماعتے باو سے یار نبود کہ میتواں گفت کہ بعد از آن جماعت امید ترقی  
 میداشت (چہارم) مسیح موعودؑ آل امر را پیش مردم کردہ بود کہ تو خیا لان  
 و کہنہ خیا لان ہر دو مخالفت بر آل میداشتند (پنجم) با وجودِ حوائق و موانع  
 کامیاب شدن و یک جماعتِ عظیم ایستادہ نمودن و عقاید خود را از مردم تسلیم  
 کتائیدن و از حملہ ہائے دشمنان محفوظ ماندن و تاثیراتِ الہی شاملِ حالِ بودن  
 بر صداقتِ حضرت اقدسؑ دلیلے است روشن کہ بیچ کدورتے در خود نمیدارد  
 الغرض این امور خمسہ کہ بالا ذکر یافتہ برائے کا ذبے و افترا پردازے جمع  
 آمدن خلافِ سنتِ خداست و ہر گاہ این امور خمسہ در کسی جمع آید لاریب او  
 مامور حضرت باری است و در دعویٰ خود صادق است و در نہ بجهت بیچ صادق

پنج ثبوت نمی ماند ❖

البته اگر شخصی دعوی مامورین الله بودن ندارد - خواه باین طور که هیچ دعوی  
 نه کرده باشد همچو نادر شاه و نابلیون که در کارهای خود کامیاب گشته اند یا ادعای  
 کرده باشد مگر مدعی مامورین الله بودن نباشد بلکه مدعی امری دیگر باشد مثلاً  
 کسی دعوی خدائی کند یا دیوانه باشد اینچنین کسی بدین معیار سنجیده نشود و همچنین  
 اگر شخصی نسبت دیگر کسی این عقیده میدارد که او هر چه میگوید از خدا میگوید پس  
 اینچنین اشخاص در مفهوم لوتقول علینا بعض الاقوال داخل نمینند. فرقه  
 شیخیه همچو عقیده میداشت می گفت که در دنیا در هر وقت آنچنان مردم می باشد  
 که ترجمانی رضائے مهدی می کنند و رضائے مهدی رضائے خداست پس هر چه  
 بر زبان آنها جاری شود یا هر چه در دل ایشان می گذرد همه از جانب خداست  
 محمد علی باب و بهاء الله بانیان فرقه هائے بابیه و بهائیه ازین فرقه بودند اینچنین  
 اشخاص هر گاه عقیده در دل می دارند که هر چه می گویند از طرف خدا می گویند  
 بنابراین در تعریف منتقول نمی آیند و مستوجب آن سزا و پاداش نمینند که بر آن منتقلان  
 مقرر است که دانسته اقرامی کنند و بر خدا دروغ می بندند ❖

همچنین ترقی عارضی آنکس را که وجاهت ذاتی او مردم را بسوگس کشان  
 کشان می آرد یا جماعتی پشت گرمی او می کنند یا او خیالات عوام الناس را  
 ترجمانی می کنند یا بسوگس علوم جدیده مردم را میلان دهد یا مردم بوجه خاص  
 از مخالفت او باز مانده باشند و او نائل یک تبه اعلی میگردد کامیابی او دلیل  
 بر مامورین الله و صادق بودنش نتواند بود ❖

# دلیل سہتم

## تباہی دشمنان

دلیل سہتم بر صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آن  
نیز بر دلائل بیشمار شامل است تباہی دشمنان است۔

حق تعالیٰ دشمنان حضرت اقدس را بلا استثنا و بغیر ذریعہ سعی انسانی  
ہلاک و تباہ نموده است۔ مامی بینیم کہ اگر کسی محبوبان ما را آزاد دہد ما مقابلہ او  
می کنیم و او را بکیفر کرداری رسانیم و ہر کسی کہ در کار ما مزاحمت کند و یا مانع  
کار میگردد او را از راہ بر میداریم پس خدا نے ذوالعزت و الجبروت کہ  
ماموران خود را بجهت ہدایت بنندگان خود می فرستد۔ ہر کسی کہ غار در راہ ایشان  
کار و غیرت حق آنرا از پیش راہ بردارد ہر کہ بدیشان ستیزد آبرو نے خود  
بریزد۔ اگر او تعالیٰ اینچنین نحمدہ یحسب یقین نخذ کہ تعلق ایشان با خداست و  
خدا را بدیشان ماجراست و ایشان محبوبان در گاہ عزت و قربت پذیرفتگان  
عصمت اند بلکہ دعویٰ ماموریت مشتبہ ماند حتی کہ احد سے بدیں گونہ سخن راند  
کہ ہر گاہ یک بادشاہ کج کلاہ کہ شوکتش محدود و تناہی طاقتش مشہود است۔  
آنرا کہ در کار فرمانبردار او مزاحمت می رساند رسوا میگرداند پس این خیالی  
پست نسبت آن ذوالجلال چگونه توان بست کہ بجهت ماموران خود غیرت نداد  
و ایشان را مہمل و اگذازد تا ہر کسی کہ تواند در کار تبلیغ مزاحمت برساند۔  
ثبوت این مدعا از آیات کلام اللہ بالتصریح است کہ این مطابق عقل ماصحیح است

چنانچہ می فرماید کہ مکذبان مامورانِ اہلبی را لا یطیش شد پیش می آید :- ومن اظلم  
 ممن افتری علی اللہ کذباً و کذب یا لیتہ انہ لا یفلم الظالمون ۔ کد ام کس  
 ظالم تر است از آنکہ بر خدا افترا نماید یا نسبت آیات او بتکذیب پیش آید تحقیق ہر دو  
 ظالمانند کہ در حصول صلاح در مانند۔ این آیہ دانی ہدایہ شاہد این مدعا و مثبت  
 این معنی است کہ مکذب آیات اللہ مثل مفتری علی اللہ روئے کامیابی نہ بیند بلکہ  
 در پس زانوے حسرت نشیند ۛ

و بحیث آنکس منکر مامور ۔ ہمچنین آیہ دیگر است :- ولقد استهزؤا رسول  
 من قبلك فحاق بالذین سخروا منہم ما کالوا باہ یستہزؤن قل سیروا  
 فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین <sup>(انعام ۱۶)</sup> یعنی لے سید ولد آدم  
 سرور عالم قبل از تو بار رسولان استہزاء کنندگان وبال تسخر دیدہ و مرارت جزائے  
 استہزاء چشیدہ اند۔ گوے درد دنیا بگردیدہ و انجام مکذبین را بنگرید۔ این  
 مضمون صداقت مشحون در اکثر آیات بتیات مذکور و مسطور است کہ خلاصہ آئمہ  
 این است کہ کسانیکہ با انبیاء پرغاش کنند پرودہ خود فاش کنند۔ ہلاک و ہمسہ  
 خاک گردند رسوائے کوچہ و بازار و عبرت روزگار شوند مطابق سنت <sup>قدیمہ</sup>  
 خود رب و دود باسج موعود نیز الہام فرمود :- اتق مھین من اذاد اھانتک  
 کسیکہ اھانت تو نماید خدا او را رسوائے نماید۔ بر حسب عادت مستمرہ و بر طبق خاص  
 این وعدہ مشہورہ آچہ خداے غیور باعدائے حضرت مہرور سلوک نمودہ باوٹ  
 حیرت ناظرین و عبرت سامعین بودہ ۛ

(اول) پیشوائے فرقہ اہل اکہیث مولوی محمد حسین بٹالوی با حضرت اقدسؑ

تعارف قدیم میداشت و تخم مودت در دل خود می کاشت بر کتاب برابین احمدیہ حضرت  
تقریبی نگاشته و در آن نسبت خدمت دینیه حضرت اعتراف کامل داشته بلکه آن  
خدمت اسلام را بے نظیر قرار داده و بر جملہ کتب کلامیہ سابقہ فضیلت نہادہ۔  
و لے چون حضرت اقدس<sup>۱</sup> دعویٰ مسیح موعود بودن خود را اشاعت داد و ملائے  
مذکور را این خیال در سر افتاد کہ تقریبی کہ بر برابین احمدیہ نوشته ام۔ تار و پود عجیب  
برائے ردا ئے حضرت رشتہ ام۔ ایشان بوجہ آن در پندار افتادہ پایہ خود را بالاتر  
نہادہ اند پس آن ملا در غم و غصہ بدیں غایت رسید کہ چون ما بر خود چسبید خاک  
در دیدہ مودت انپاشت و در جریدہ خود نگاشت۔ این کس (یعنی حضرت) بر تقریب  
من نازیدہ و خود را بالا کشیدہ۔ من او را برداشته ام حالا بزیر اندازم و کار دعویٰ  
اورا در ہم دبر ہم سازم۔ بعد از نگارش این گذارشش کمر ہمت چست بست و  
بر راحلہ سیاحت نشست۔ صعوبت سفر گزید و از یک کنار ہندوستان تا بخرابہ  
دیگر دوید تا ہر کجا ملائے بود فتویٰ کفر بجهت حضرت از و حاصل نمود ویراں نیز  
اکتفا ناکردہ شرح مزید و تفصیل عجیب براں افزود کہ نہ محض این شخص بلکہ  
مُریدان او نیز بے دین اند و مستوجب نفرین اند۔ ہر کس کہ بدیشان خویشی جوید  
در پس کفر خود می پوید و آنکہ جواب سلام ایشان گوید غضب خدا بجهت خود می جوید  
الغرض این فتویٰ را اشاعت داد و در کل اطراف ہندوستان فرساد۔ بزعم خود  
دانست کہ این جرہہ سررشتہ کار حضرت خواهد گشت مگر آن بیچارہ از کجا آگاہی  
میداشت کہ قبل ازین حسب ریل امین پاس عزت مرسلین<sup>۲</sup> چہ صد برابر فراشت۔  
ولقد استقامتی برسئل من قبلك فحاق بالدين سخروا منهم ما كانوا به

یستھڑوں۔ داکٹون نیز ملائکہ مقربین بجمہت نائب خاتم النبیینؐ پر آسمان بریں  
چہ ندائے رب العالمین را باواز بلند می سرایند۔ اتنی مہینے من اراد اھا نلتک  
یعنی آنکہ اوطرح اہانت تو می اندازد غیبت من اور اخواری سازد۔

اے بادشاہ والا پائے گاہ! براشاعت آں فتویٰ مدتے نگذشت کہ  
آں ملا از عسند از خود محمود گشت ورنہ پیش از اشاعت فتویٰ چندان حرمت  
میداشت کہ ہر کس اور علامتہ زمانہ می انگاشت در دارالصدر لاہور کہ مصر جامع آرا  
خیالان پنجاب و مرکز اولو الالباب است۔ چون اتفاق عبور اومی افتاد تا بد نظر  
ہر وضع و شریف بجمہت احترام اور بریامی ایستاد و شہرت علم و کمال اور اشنیدہ  
ووجاہت اور اور مسلمانان دیدہ مردم مذاہب دیگر نیز تحکیم او واجب  
می شمردند و شرط تعظیم بجامی آوردند بہر جا کہ می رسید صدائے مرجامی شنید۔  
حتی کہ صاحب مضمیان دولت انگلیس مثلاً نائب السلطنت ہند احترامش پذیرائی  
سلا مش می کرد۔ اما بعد از شیوع آں فتویٰ بغیر پیدا شدن، سپس سبب ظاہری  
عزت اور روئے بچی نہاد واحدے در خدمت اونمی استناد۔ بالآخر نوبت پنجاب  
رسید کہ ہر کہ دہ ہاروئے بوئے خود پیچید۔ بہاں فرقہ اہل الحدیث کہ اور ابہتقی وقت  
می پنداشتند۔ ادب و حرمت اور ابگذاشتند۔ این سخن از کسے نشنیدہ ام بلکہ  
برای العین دیدہ ام کہ بیک بینی و دو گوش بار سفر نیمے در بغل و نیمے بردوش۔  
براستا سیون ریل این سو آتسومی دوید و پشتش از ان بارگراں می خمید۔ در  
ہجوم مردم برائے حصول بلیت و اخزید۔ ازیکے تنہ و از دیگرے دوش خورد  
و از ان اثر دام عام بدقت تمام آفتان و خیزان جان بسلاست بردوریں حالت

در رخ و در و کسے پروائے حالش بخورد :

پہنچین در لبط الہ کہ مسقط الراس اے بود۔ آنقدر خوار و بے اعتبار کچشم عوام  
 بود کہ اہل بازار ازو بیزار بودند و در و دست او چیسے فروختن را انکار می نمودند  
 چرا کہ در خریداری چیزے اندک سخت لجاجت و رد و بدل بیش از حاجت  
 می کرد۔ چون محبت زربردش غالب بود در نفقہ و کسوت فرزند و زن مضائقہ  
 می نمود۔ اقارب ہنچوں اجانب از رویت ادعی رسیدند۔ و خوئے بدش را دیدہ  
 دامن از ملاقات ادعی کشیدند۔ حتی کہ یک فرزند دلبند او از تنگدستی خود و  
 خستہ پدر تنگ آمدہ از دین اسلام برگشت و بخش نصاریٰ داخل شدہ از  
 دین متین مرتد گشت۔ الغرض آل ملائے نامدار ہمہ آبروئے خود بر باد داد و  
 در عناد مرسل رب عباد بر روئے خود در نجات کشاد۔ در دم و اسپین باناکا  
 و نامرادی ہر قسم جان بداد و بر صداقت مضمون آیہ قل سید و اتی الارض  
 ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین مہر نہاد۔ فاعتبروا یا اولی الابصار  
 و نمونہ دیگر ہلاکت چراغ دین ساکن جموں است کہ خیلہ عبرت مشخون است۔  
 این کس در بد و حال با حضرت جری اللہ ارادت میداشت و تخم موت  
 در زمین سینہ می کاشت۔ اما من بعد چون میلہ کذاب بد خوئی اصلاح گرون  
 اقراخت و برخلاف حضرت رسالہ چند شائع ساخت۔ انجام کار چون از  
 اشاعت رسائل مرادش دست نداد۔ دہن بچمت و عالئے بد کشاد۔ و  
 خواست کہ آن دُعار اشتہر سازد و پردہ از کار خود بر اندازد۔ مضمونش  
 چنین بود کہ اے معبود! وجود این سیح موعود فتنہ از برائے دین اسلام و

باعث خوف خواص عوام است تو ایس را از میان بردار و زنده گذار۔ چرا کہ  
 مردم را می ترسانند۔ بحقیقہ بزبان می راند کہ طاعون بسبب انکار من نازل شد است  
 و زلزله متواترہ در نتیجہ تکذیب من بابل دنیا وصل شد است تو بجهت اثبات  
 تکذیب او طاعون و زلزله را دور سازد مش برو وضع و شریف پرده از روئے  
 کذب او بر انداز۔ احاصل این دعا را نگاشتنہ برائے چاپ زدن مطبع فرستاد  
 و مواخذہ آہی بیے بیچ درنگ غل گراں برگردنش نہاد۔ ہنوز کاتب نقش بردار  
 برسنگ نہ چسپانہ بود کہ ہماں طاعون بجانب عشیرہ او قوجہ نمود۔ اولاد و پسرانش  
 لقمہ دیان اجل گشتند و آن سخت برگشتہ را در سوز و گداز بگذاشتند بگذشتند پس  
 زن بد کردار آن نجار با یک فاسق ناپسندار رو بفرار نہاد۔ و بر روئے آن سوگوار  
 در فرقت و حرقت بخشاد تا خود نیز در حسرت و اندوہ مبتلائے طاعون و بسان بلغم  
 بن با عور بر ثانی کلیم اللہ دعائے بد کردہ ملعون در گاہ خدائے بیچوں شد۔ برو  
 مردن شکایت باری بر زبانش جاری بود کہ خدام را بگذاشت و دشمن خود پیدا  
 بر جائے کلمہ شہادت شہادت صداقت قل سید وافی الارض فالظروا  
 کیفیت کان عاقبۃ المسکذبین ادا کرد و بر مرسل خداد دعائے بد کردہ نارو بخ  
 را برائے جان ناقون خود استعا کرد تا آن کہ داند داند و آن کہ نداند بداند  
 کہ مخالفت ماموران آہی نثر تلخ بہار می آرد و بے کیف فرود آئی گذارد ۔  
 علاوہ از چراغ الدین جمونی ضیے کساں با شیل مسیح مقابلہ و دعائے  
 مبارکہ کردند مگر دیر یازود در بطش آہی گرفتار گشتند و نامراد از سردنیان گشتند  
 منجملہ مولوی غلام دستگیر قصوری است کہ نگارش حال او دریں مقام بجهت



تنبیہ خاصہ عام از بس ضروری است آل محمود در گروہ احناف ملائے مشہور و  
پیشوائے جمہور بود۔ بر خلاف حضرت اقدس از خدائے تعالیٰ مابین صادق و  
کاذب فیصلہ بدعا خواست و صورت این معاملہ را با سہاہلہ آراست۔ در چند ماہ  
بمرض طاعون روئے ہلاکت دید و برائے مخالفان نمونہ عبرت گردید۔

ہم بریں نط شخصے از رجال قصبہ دولیال پرده مخالفت ساز کرد۔ و این  
حرف از زبان بر آوردن آغاز کرد کہ نسبت مسیح موعود مرالہام شد است۔ و  
وراں الہام بدیں گو نہ اعلام شد است کہ تابست و ہفتم ماہ رمضان سنہ روان  
ہلاک گرد و قصبتہ او پاک۔ ہر نزد جماعت احمدیہ مکتوبے فرستاد و این  
کشف خود را در آں بروز داد کہ اگر تابست و ہفتم ماہ رمضان سنہ یک ہزار و صد  
و بست یک مدعی مہوریت ہلاک و سرش ہمسہ خاک نشد و روزش باخر  
نہ رسید و سلسلہ اش تباہ نگہ دید پس برائے برداشت نمودن سزائے ہر نوع  
استادہ شوم و برائے رو سیاہی دارین آمادہ۔ این اعلان بواہیر  
مشاہیر آند یا مرقوم کردہ حوالہ جماعت احمدیہ نمود۔ ولیکن از مشیت ربانی  
اگر نبود۔ بجل اللہ تاریخ بست و ہفتم رمضان آل سال ہجیرت بگذشت۔  
و مراد آں نامراد حاصل گشت۔ اما چون رمضان سال دیگر بر سر رسید و قصبتہ  
آں لہم کذاب طاعون نمود اگر دید۔ حال او بدیں نط شد کہ اقل زوجہ او سقط شد  
من بعد چون تاریخ بست و ہفتم ماہ روزہ رسید خود نیز داخل وار گردید یعنی در ہما  
تاریخ کہ بہمت حضرت مقرر کردہ بود خود این جہاں را پر و و نمود۔ و خستہ  
در عقب گذشت زیرا کہ اولاد ترمینہ نداشت و سرگذشت افسانہ گشت پینین امثال آنقدر

بسیار اند کہ از صد ہا در گذشتہ تا ہزار ہا در شمار اند۔ زیرا کہ چون ہزار ہا معاندین  
 پیش دلائل نیرہ حضرت سپر انداختہ و ہوش در باختہ بدعا کردہ اند و چون علم خود را  
 مورد عقاب خدا نمودہ اند اما در سائر واقعات آنچه حیرت انگیز است۔ و نزد  
 اہل بصیرت تعجب خیز است این است کہ باعث از یاد ایمان اہل یقین است۔  
 مستقیم حقیقی نشان ہلاکت و ذلت مکذبین را با انواع بوقلمون و اقسام گوناگون  
 نمایان ساختہ۔ آنکہ ہلاک کا ذبے در حیات صادقہ میبار صداقت پنداشت  
 خدا تعالی باوے ہمیں معاملہ مرعی داشت کہ ہا دم اللذات در حیات آل صادق  
 و مصدوق اور اہلاک و پیوند خاک کرد۔ و آنکہ مردن کا ذبے را پیش از صادقہ  
 معیار صداقت ندید۔ بلکہ فریق کا ذب را بمعیار مہلت در از یافتن سنجید اورا  
 سیلہ وار پروانہ مہلت رسید۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نمونہ این مثال  
 و شاہد این مقال است۔ این کس چون در مخالفت نائب خاتم النبیین از گلیم خود  
 پائے بیرون نہاد۔ حضرت اقدس بموجب ضمن حاجک فیہ من بعد ماجادک  
 من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسا ئنا و نسا ئکم و  
 انفسنا و انفسکم ثم نبطل فنجعل لعنة الله على الکاذبین مع دعوت سبیلہ  
 داد۔ مگر او در سبیلہ سلامت جان خود ندید۔ ہذا روئے از ان در ہم کشید  
 حضرت ہر چند اورا بر سر نعیت آورد اما او دریں میدان پائے نیفشرد۔ حضرت

لہ پس آنکہ با تو ازیں پس کہ ترا علم رسید است دریں معاملہ حجت کند۔ بگو بیاید تا پسران خود را  
 و شاہ پسران خویشین را و ما زنان خود را و شاہ زنان خویشین را و ما مردان خود را و شما  
 مردمان خویشین را طلب داریم باز زاری کنیم۔ و لعنت خدا بر دروغ گو یان نائیم

دوائے نوشتہ در روزنامہ شائع نہو کہ مستدعی فیصلہ سماوی بود و اعلان فرمود  
 کہ ثناء اللہ را باید کہ لیسب بجد بخشاید و این دعا را در جسد پیرہ خود مشہر نماید کہ  
 کاذب در حیات صادق بمیرد تا جہاں از شر او اسایش گیرد۔  
 اما مولوی مذکور از نوشتن این حسن قطعاً فرار و روش دیگر اختیار کرد کہ من  
 باین کار تن نمیدہم و گردن زیر این بار نمی بنہم۔ بعقیدہ من این معیار را از انجا  
 صداقت نیست و پذیرفتن آن بنیر از حماقت نیست۔ زیرا کہ خدا کاذب را  
 نیز مہلت می دہد و سن عمرش را در درازی می بندد۔ سیلہ ترمود و مصطفیٰ  
 جان خود بخدا سپرد۔ چوں غلط بودن او صریح است۔ پس چگونه باور کنیم کہ این  
 معیار صحیح است۔ بناءً علی ہذا اعلان او این نتیجہ داد کہ خدا تعالیٰ حسب عقیدہ  
 او سن عمر او را در طوالت بنہاد تا مثل سیلہ بعد از انتقال حضرت زندہ ماند۔ و  
 بروز مصطفیٰ بر نقش پائے آقا سئے نامدار خود در حیات کذاب ثانی عنینیت عدم  
 بر قبہ آسمان بہماند۔

پس حیات ہر روزہ ملائمت اللہ امر تسری در زیرہ سری بر نظیر سیلہ  
 کذاب بودن یک سیلہ است ساطع و ہر ساعت زندگانی او بر مثل مصطفیٰ بود  
 صحیح موعود بر آسائے است قاطع۔ اکامل ایزد تعالیٰ اندائے آنحضرت را در  
 ہر رنگ حسب آرزو سئے خود نشان ہلاک و رسوا گردانید است و بموجب عقیدت  
 بکیفر کردار رسانید است۔ ہر آنکہ این معیار را تسلیم نہو کہ کاذب در حیات صادق  
 سئے ہلاکت می بیند و فتنہ او از پائینت او مثل او جہل پیش رو سئے صادق و  
 مصدوق رو سئے ہلاکت دید۔ و آنکہ این اعتقاد خویش را پیش کرد کہ کاذب

جہلت یافتہ در پس صادق زنده می ماند او بیسان سیلمہ کذاب بعد وفات آن <sup>معاشرین</sup>  
 اصدق الصادقین زنده مانده رسوائے جهانیان گردید و در میان دشمنان  
 آن ظل رسول - ہم مثال ابو جہل عیان و ہم نمونہ سیلمہ نمایان شد و بجهت مسخ موجود  
 و مہدی معہود سنتہ بسنتہ درجہ فنا فی الرسول از حق آشکار و برائے ثبوت  
 آن در مکذبین تثلیث ابو جہل و سیلمہ کذاب نمودار شد

و این امر نیز حضرت باری تعالی ثابت فرمود کہ این ہمہ سامان از تصرفات الہی  
 بود و این جملہ امور متضاد یعنی حیات یکے و وفات دیگرے کہ از پردہ حفا چہرہ کشند  
 ہرگز سببی بر اتفاقات نبود و لو فرضنا اگر بر اتفاقات می بود ہرگز بر وفق مراد و  
 حسب معیار مسلمہ خود او روئے نمی نمود۔ علاوہ ازیں ہلاکت کہ در نتیجہ مبارکہ  
 یا عابد شمنان رسید است بطرق دیگر نیز ذمہ معاذین و مکذبین روئے  
 تباب و خسران دیدار است ❖

در زمانہ حضرت خدا تعالی عذاب گوناگون از آسمان نازل نمود و مردم  
 را در مصائب بوقلمون مبتلا فرمود۔ حتی کہ از ہر نفس منقوسہ بے اختیار این  
 صدائے بلند شد کہ آنچنین تباہی و خرابی و بربادی و ویرانی قبل ازین کے  
 برائے ساکنان سطح زمین باعث گزند شد۔

این مقام متحمل تفصیل آن نیست۔ زیرا کہ ذکر آن نجس از تطویل نیست  
 و آن قدر این امر ہویدا است کہ ہر ملک و ہر قوم شاہد این مدعا است از طاعون  
 یا ہیضہ۔ انفلونزا یا زلزہ۔ قحط یا جنگ کہ ام ملک یا شہر۔ قریب یا دہ مصون و  
 کدام قوم یا قبیلہ یا خدی یا عشیرہ مامون ماند است۔

اجناس عذاب کہ دریں روزگار کافرانہ الناس را حاصل شدہ و انواع عقاب  
کہ درین زمانہ بنی نوع انسان را حاصل شدہ بعضے اذلال با این طور ہم می بود  
کہ ہر کہ حضرت اقدس اہتایے بست حق تعالیٰ اور اہماں تہمت مبتلا و گرفتار  
می فرمود۔ چنانچہ ہر کہ گفت دعویٰ را سچائی مبروص است خود مبتلائے برص  
شدہ و آنکہ از زبان بر آورد کہ مدعی مہدویت مہوہوس است خود گرفتار و مہوس  
شدہ ہر کہ گفت کہ حضرت اقدس بمرض طاعون فوت شد یا وفات یافت اینچنین  
شخص بعد حسرت و ناری بہیں نقد زندگانی باخت ÷  
دکتور عبدالحکیم مغزو نسبت حضرت پیش خبری نمود کہ موت شان بمرض  
ذات الصدر خواهد بود۔ خود بمرض سل ببرد و جان بمالک دوزخ سپرد۔ الغرض  
ہر کہ بر امور خدا افترا بست خود در آن روز بد مبتلا بنشت۔ آنچنان آفت  
آیات قہر و غضب را خدائے قہار بتائید مرسل خود آشکار فرمود کہ ہر کہ از تعصب  
و عناد خالی الذہن شدہ بران خود وافر نمود۔ اور ابر قدرت خداوندی و شدید العقاب  
بروش ایمان کامل و یقین تام حاصل شدہ بر تسلیم نمودن این حرف مجبور گردید  
و بے اختیار بحالت اضطراب این سخن از زبان او تراوید کہ حضرت اقدس بالضرور  
دعویٰ ماوریت را ستیازد بود ورنہ سبب صہیت کہ حق تعالیٰ برائے ذات  
این قدر خمیت نمودہ و اکھون نیز بکار می آورد برائے مکذبین او اینچنین ثمرات  
تلخ بہار آورد و حالہم بہار می آرد۔

# دلیل ہشتم

(سجدہ ملائکہ)

القرآن کریم ثابت است کہ خلاق عالم چین ابوالبشر را پیدا نمود و ملائکہ را امر بسجدہ او فرمود۔ سجدہ عبادتے است مخصوص بجهت آفریدگار و بغیر او پیش کسی سزاوار نیست۔ زیرا کہ بغیر او هیچکس مالک اقتدار نیست۔ خواه کسی دارائے شوکت فخیم یا صاحب عزت عظیم باشد۔ حتی کہ در پیش انبیاء بلکہ بر اسرار و صفیا نیز روانیست۔ الغرض هیچکس لائق سجدہ بخیر خدا نیست و محض ہیں نیست۔ کہ سجدہ پیش غیر اللہ نارواست بلکہ سراسر خطاست گناہش عظیم و انجام کار و باش بس و خیم است و مرتکب آن از قرب خدا دور و از فضل خدا محجور است پس از سجدہ آدم آل سجدہ مراد نیست کہ داخل عبادت است بلکہ مراد ازان محض اطاعت است و این سخن مردود و این عقیدہ بے گمان مطرود است۔ کہ در شرائع پیشینہ سجدہ لغیر اللہ جائز بود و در ازمنہ دیرینہ انسان پیش پائے اکابر خود سر بر زمین نیباز می سود و جہتہ خود را با خاک می آلود۔ مگر شریعت محمدریہ آن را ناروا قرار داد است۔ ازان باز این رسم بد از خدا پرستان براقاد است لاریب سجدہ لغیر اللہ ازان اعمال نیست کہ در شرائع سابقہ گاہے جائز بودہ باشد و خدا آن را بغیر ذات خود برائے دیگرے امر فرمودہ باشد۔ بلکہ در نفس الامر توحید الہی ہموارہ اصل الاصول عبادات بود است و بیچ گاہ نسبت خداوندی شرک را بسند فرمود است در توحید آن وحید گاہے تغیر راہ نیافت است

بعض محال اگر در ابتدائے آفرینش سجدہ بسوئے غیر خدا جائز بود۔ و گاہے  
 خدا آن را یک غسل نیک تصور می نمود و بعد از مدت در آن حرام قرار داده و  
 تماشای شرک بنهاده شد۔ پس ابلیس پر تمبیس حق دارد کہ بر ذلت خدا اعتراض آورد  
 کہ ہرچہ قبل ازین پیش فرست و کیاست من نار و ایو۔ انجام کار مشیت خدا را  
 بہاں اولی معلوم نمود و بہ ترک آن فعل نار و ارشاد فرمود۔ من ہم ہمیں عذر  
 می داشتم و مناسب می پذیراشتم کہ سجدہ لغیب فی فعل بیے جاست و پیش گویم  
 کہ غیر خداست۔ سرسودن و بینی سجاک آلودن نارواست پس از من نشود کہ  
 خدا را گذاشته سر را مشرکانہ خم و سجدہ پیش آدم کنم و خود را در شرک رسوا  
 عالم کنم ورنہ از سجدہ تو کہ خلاق منی مرا انکار و پیش در گاہ تو جہہ سائی بر من  
 دشوار و بر سر من ہارتہ بود۔ پس من بکدام دلیل مورد عتاب و سختی غذا بم۔

الحاصل در بیچ صورت و در بیچ حال و در بیچ زمانہ سجدہ لغیر اللہ تہ جائز  
 بود و نہ جائز است و نہ جائز باشد۔ زیرا کہ در لغت عرب معنی سجدہ چنانکہ عبادت  
 است ہم بر آن نسق معنی اش انقیاد و اطاعت نیز است۔ صاحب لسان العرب  
 می نویسد ۱۔ کل من ذل و خضع لما امر بہ فقد سجد یعنی ہر کسے را کہ  
 بکارے حکم دادہ شود و او اذنان کار سر نہ کشد بلکہ پیش او گردن بند برآں کس  
 بچہرت ادائے این معنی لفظ سجدہ اطلاق می یابد۔ پس معنی سجدہ درین آیہ  
 غیب ازین نیست کہ فرشتگان را حکم اطاعت شد و فرمان بردن ملائکہ بچہرت  
 مردم این است کہ زمرہ ملائکہ در کار و بار ایشان امداد دہند و این حکم اطاعت  
 برائے حضرت ابوالبشر خصوصیتے ندارد۔ بلکہ ہر تمبیس کہ کہ رو با صلاح است

حی آرد۔ فرشتگان را از در گاہ خدا بر اعانت او حکم جاری گردود۔ بلکہ اگر نسبت  
 شخصے ملائکہ را اینچنین فرمان داده نہ شود۔ آن شخص ہرگز نامور من اللہ نہ باشد۔  
 در سوانح حیات بابرکات مغفرت موجودات سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتحیات  
 واقعات کثیرہ بنظر می آید و نقاب از رخ این مہر عالمی کشاید کہ ملائکہ در کار روحنا  
 ذہاہ اعانت داده اند و عقدہ ہائے مالا بخیل را کشادہ اند۔ در غزوہ بدر  
 در دل کفار دہشت انداختند و مشت سنگ ریزہ دست مبارک را با دھسر  
 ساختند ❖

در جنگ احزاب صولت برود ہوائے ہر آتش شر را ہر سردار کفار را  
 خاموش ساخت و خمیہ و تر گاہ ہر شریر شیطان نظیر را از پا در انداخت  
 چون زن یہودیہ از خبیث باطن زہر در طعام کرد ملائکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را  
 اذان اعلام کرد۔

فرشتگان بذریعہ حلسے قوانین طبیعی اظہار اطاعت انبیاء می نمایند و  
 گره از کار ہائے سر بستہ می کشایند۔ این جو اہر مجرودہ بجهت اسباب طبیعی سبب  
 و نخستین محرک قوائے باطنی ہیں اند۔ پس در آل مواقع کہ ما بین پیغمبران و مسکوران  
 مقابلہ یا مقابلہ پیش می آید این زمرہ ارواح طیبہ در نصرت پیغمبران قوانین طبیعی  
 را در تائید ایشان می نگارند۔ ازیں جهت است کہ اگر چه اسباب ظہیری برادی الراء  
 یکسر مخالف حالات انبیاء بنظر می آیند و لیکن در انجام کار نتایج مفیدہ در حق حضرت  
 ایشان می برابند و بہاں نتایج مفیدہ دلیل صداقت و وجہ ثبوت رسالت می  
 و عقلا آن نتایج غیر مسترقبہ را دیدہ و محو ہیرت می گردند ❖



این اعانت ملائکه منجانب الله حضرت مسیح موعود را علی الوجه الاتم حاصل بود۔  
 و یونانیو انصرت و مائیدشان می افند و در این کار کمان کربانی و زنا سید آل  
 برگزیده بارگاه عتس با نواع گوناگون و بر ارباب ترقیات و قلمون آنچه از مشکلات  
 و معضلات پیش می آمد همه را رفع می نمودند و ظلمت و کدورت از آئینه روزگار  
 شان می زدودند۔ قوانین طبیعی را بعمل می آوردند و جمله مزاحمت از پیش  
 می بردند قضا را شبی در اطاق خواب حضرت چند سلم و چند بنود مشغول استراحت  
 و سرگراں از نشئه خواب غفلت بودند که بیاک ناگاه چشم مبارک حضرت اقدس  
 باز شد و در خاطر مقدس یک اضطراب خاص آغاز شد که همانا شهتیر بام اراده شکستن  
 و سقف خانه بنائے از پاشستن دارد و لیکن در ظاهر حالت بیخ علاست پدید  
 و بیخ از شکستگی در و دیوار و فردا قتل سقف و بام نمودار نبود۔ البته یک  
 تاک تک خفیف بعد تامل فورا وان بگوش می رسید که گویا یک کرکاب بس  
 ضعیف چوب را با هستگی می برید۔ آن بختیار سخت بیدار آنجمله را که اندر آن خانه  
 بودند بیدار ساخته فرمودند۔ بدرتازید و خانه را پر وازید۔ مگر آن گراں سلسل  
 خواب گراں بر سخن حضرت قدرے بیخ و تاب خوردند و بر قلبه و هم گمان بردند۔  
 هوشیار ناگشته باز بے هوش و از نشاء النوم اوالموت مد هوش شدند مگر بعد یک ساعت  
 حضرت از راه ترجم آن آفت بر سر رسیدگان را هوشیار ساختند تا طوعا و کرها ازال  
 اطاق بدرتا خنند و گل آغاز نهادند و لب بشکایت کشادند که محض بر بنائے  
 توهم در آسایش باخلل انداخته و خانه را پر واخته اند۔ حضرت اقدس را خاطر آگاه  
 آگاه ساخت و خدا در دل ایشان انداخت که سقف خانه محض در انتظار

بر آمدن من بر جا و من منزل بالانا خروج من بر پاست۔ ہمیں کہ از اطلاق پائے  
 بیرون نہم پیچ و رنگ سقفت از پائے نشیند و بام سرار و سقے پستی بند۔  
 ازین حیرت جملہ تن دادگان خواب نوشین را بیدار و ہوشیار ساختہ حکم حکم دادند  
 تا از زیر سقفت بیرون روند و از خانہ بدر شوند۔ سپس از خواب گاہ قدم برداشتند  
 ہمیں کہ بر زمین گذاشتند سقفت اطلاق بیزیر نشست و بر سطح زمین نقش بست  
 حاضران چون آن حالت غیر متوقع دیدند انگشت بدنان گزیدند۔ محو حیرت  
 و ممنون احسان حضرت شدند کہ بطفیل وجود ایشان زندگانی از سر و لباس حیات  
 تازہ در برگرفتہ اند ۶

ہچنین شافی علی الاطلاق در بعض حالت امراض در عالم مکاشفات بعض  
 ادویہ را بصورت انسانی متمثل ساختہ پیش روئے حضرت می فرستاد تا آل دوا  
 از نام و نشان و خواص و منافع خود آن سہماکے عقل زمانہ را خبر میداد و پرتاہر  
 است کہ جملہ ادویہ از اقسام اجسام بے ارواح است متمثل ساختن آن بیک  
 انسانی کار فرشتگان روحانی است کہ کار تاثیرات و خواص ادویہ در ذمہ بہت  
 ایشان توکیل و منافع و مضار را بشیاء و در دست ایشان تجویل است چنانچہ  
 یکبار آنحضرت بیمار و سخت ناچار شدند۔ از استعمال ادویہ یونانی و دکتوری  
 بیچ فائدہ دست او طبیعت بضعف و ناتوانی روئے نہاد۔ در حالت مکاشفہ شکل  
 بصورت انسان نمودار در از عالم مثال آشکار شد۔ حضرت در آن حالت بجانب  
 روئے او دیدند و نامش را پرسیدند۔ عرض کرد۔ "فلاکسار پیپرینٹ" چوں  
 سراز بالین خواب برداشتند۔ دوائے پیپرینٹ طلب داشتند۔ از استعمال آن

شفائے عاجل واصل و صحت کامل حاصل شد۔

بارہا اعدا بر قتل آں جانشین مصطفیٰ مردم را فرستادند و وعدہ آرزو کثیر دادند  
و مبلغ خطیر در انعام نہادند۔ اما یا قبل از رسیدن آں بد سگالان حضرت را از خداوند  
منعام اعلام و نسبت ایشان الہام می شد یا کافی المہمات مثل کفار بد و دل  
آں گروہ رعیب می افگند و سببہ پر کینہ آن اندیشیان از سوسن آں می آگند و اکثر  
بر جائے قتل کردن خود مقبول یعنی بسان سیدنا عمر بر دست حضرت اقدس تو کبہ  
پیش در گاہ ربانی مقبول می شدند تا پاکالت خرق عادت ہویدا می گردید و  
وعدہ واد اللہ یصحبک من الناس باسجاز می رسید۔

از جلد نشاہنہائے عظیم الشان اعلان حضرت اقدس متعلق انتشار و باطاعون  
است کہ خیلے عبت مشحون و اعجاز مقرون است۔ انشاء اللہ آئندہ بیان و تفصیل  
آں عیان گردد کہ چگونه مطابق پیش خبری حضرت آں مرض ہلک نمودار و چسپاں  
موافق اعلام صورت مرگامرگی عام دریں دیار پیدا گردید۔ اسحال محض  
صورت یک مکاشفہ می نگارم و کیفیت یک پیش خبری در مرض بیان می آرم  
کہ حضرت آفریدگار طاعون الیم را در پیکر یک پل جسیم و صورت ذرخیم بعالم رویا  
بر امور خود ظاہر ساخت کہ انسان از رویت آں شکل ہیب زہرہ می باخت۔  
و دیدند کہ در اطراف عالم می تازد و بہر جانب طرح تباہی می اندازد و در ہر جا  
شورشہا انگیختہ و خونہار نخیختہ در پیش روی حضرت بادب می نشیند و فروتنی  
می گزیند و تاویل آں رویا این بود کہ ملائکہ طاعون را حکم بتائید حضرت  
اقدس دادہ شدہ است۔ چنانچہ در تائید آں رویا المصام الہی بدیں گونه

نزول اجلال آراست کہ ” آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ یعنی آتش غلام ماست بلکہ غلام غلامان ماست و حضرت اقدس اعلان دادند و در اطراف ملک اشتہار فرستادند کہ حق تعالیٰ براہم میداند است و بشارت ہذا القافر مود است کہ پیر وان جماعت مانبتنا از بلائے و بلائے طاعون نامون و سلامت مقرون باشند۔ در سنوات آیتہ واقعات خطرناک پیش آیند و موکلان و باجان مردم را ربایند۔ اگرچہ در جماعت نیز بعضی حادثات رونے نماید مگر آہنا ہماں طور باشند۔ چنانے کہ در عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مقابلہ کفار بعض مسلمانان شہید می شدند۔ اما کفار بہ نسبت مسلمانان خیلے بیشتر می مردند۔ و چھین اعلان فرمود کہ نسبت بہ دیگر قرے و امصار قادیان از طاعون دارالامان باشد و کزنک تیز این مرض بانگزا مثل دیگر مواضع نقوش نفوس این قریہ را چون حرف غلط از صفو بیوت بکلی نہ تراشد و بسیار سے از قصبات چون کف دست ویران گردد مگر بد نیستی بیج آبادان ماند۔ خاصہ در دولت پور مسیح قطعاً حادث طاعون رت نگیرد حتی کہ موشکاک کو ہم نمیرد۔

بعد از اشاعت این اعلانات آتش طاعون آہنجان شہارہ شہارت و رقابہائے بلاد ہندوستان بر سخت کہ دو دو آہ از دو ماہنا برا نگیخت۔ در ہر سال چندک نفوس ہلاک شدند۔ مگر با این ہمہ جماعت احدیہ ہر کجا کہ بود حضرت حق مخلص فرمود حضرت اقدس نظیر فضل خدا گما شدند و جماعت را از عمل تلحق طاعون بازداشتند۔ دکتوران زمانہ با ہم متفق شدہ عمل تلحق را ہیستہ بن علاج قرار دادند۔ لیکن کار گر نیافتہ ناچار بر غیر مفید و روش قرار دادند۔ ازین جماعت

سعد و چند که بر انگشت توان شمرد در آن و با بگردند باقی بحول الله و قوت با و جو  
 حرات متواتره آن آفت جان سلامت برزند چو دیگ بر گزافه نام در هر  
 اثر و نام این و با سئو نام جماعت احمدیه را مامون و مضمون دیدند و ردول  
 اندیشیدند که جز ثومثه این و با جهرا از خون این گروه پر شکوه باز می ماند و دیگر  
 گزندی رسانند - هزاران و مرد و بمشاهده این حال حیرت مال گوشه تعصب  
 یکس گوشه نهادند و دست ارواح و دست حضرت دادند - بلکه تعداد کثیر  
 این جماعت آن فریبندگان ایزدی هستند که این نشان در نشان بدیده بقتیر و  
 ایمان آورده و عیال و اطفال خود را بسان و اوقات خود بفراموشی این سلسله سپردند  
 آنکه این صیانت یک امر حیرت انگیز و کار تعجب نیز است که جراثیم طاعون  
 از کجا آنگاه بی یافت که از خون این جماعت رو سئو باید برافت و در رگ ریشه  
 اندام منکرین سبب مقتضایی و قوت اکثریسی باید بشناختند -

آخر آن که کاس حقیر منکران مسیح موعود را چگونگی شاخت که در هر حمله هزاران  
 نفوس را از پاور انداختند و آن جرم صغیر خود بینی را که شهادت که ما این مومن  
 کافر فضل باید نهاد - چنانچه خیلی نادر بود که این بلا از جماعت احمدیه که در بود  
 تا چند سال علی التواتر و با سئو طاعون با وجود تکاثر در ملک نمودار و مرگامری  
 عام پدیدار گشتن و از او جماعت ما نسبتاً محفوظ از صحت و تندرستی محفوظ ماندند  
 و دیگران را بروز سیاه نشانند ظاهری نماید و رنگ ریب از آئینت بقین  
 می ند و امید که ملائکه بفرستند (آتش فلام است بلکه فلام غلامان است)  
 جراثیم طاعون را در حضرت حضرت و خدا م حضرت مامور دانستن و آن حیوانات

موزیہ را برائے گزیدن یقین نداشتند تا آن گروہ یفعلون ما  
یومرون حق اطاعت آدم ثانی ادا میکردند۔ زیرا کہ خدمت تائبہ بر مسلمین بر ذمہ  
ملائکہ مقربین قرار یافت است ۛ

در قادیان این بابائے جان ربا نسبت بامصار دیگر کمتر روئے نمود و  
بزودی سندفح و از قبضہ مرتفع شد و در مقامات دیگر زیادہ از دہ سال دما  
از روزگار زن و مرد بر آورد و بسا فاندانہا را در خاک بسپرد و بہ شبستان  
عصمت یعنی بیت الشرف حضرت عجب نے اطاعت از ملائکہ بطور بیست  
کہ ہر تنفس نفل حمایت الہی نشست۔ با وجود حملہ ہائے پیالے سہ سالہ در قریب  
جو دولت سرا و مسجد قصی در بعض بیوت ہنود عنود و کاشانہ ہائے مسلمانان  
یہود سیرت اموات طاعون واقع گردید کہ نوبت بجانہ دیرانی رسید۔ اما در  
بیت الرسالت کہ متجاوز از صد نفر در آن سکونت می داشتند۔ با وجود یکہ طبقہ  
پائین و منسزل زیر نیش راچندان قابل صحت نمی پنداشتند۔ محض ہمین نیست  
کہ در آن مکان ہیمنت بنیان موت واقع نگردید۔ بلکہ بجان موشس تاوان ہم  
ندرمہ نہ رسید۔ حالانکہ طاعون در جائیکہ بار خود می کشاید۔ اولاً ہوش از جان  
موش می رباید۔ الغرض این نشان درخشان موجب از دیاد ایمان است کہ اگر  
ملاء اعلیٰ بر نصرت مامورن اللہ مامور نمی بودند این واقعات حفظ دامن  
چسب رودئے می نمودند۔ زیرا کہ امور طبیعیہ تحت تصرف بیچ شاہنشاہے و  
فرمان پذیریاچ کجکلا ہے نیست ۛ

دکتوران طب جدیدہ و اطباء طہارت قدیمہ کہ شب و روز اعتیاد ہائے

بعل می آرند و قوانین حفظ ما تقدم را ملحوظ میدارند۔ آمواره در جستجوی علاج  
کافی می گشتند باز هم صید این بلائی بیدرمان می گشتند۔ مردم رستاقات که  
از اصرار وقتیکه دور در صحرائی پر فضا سکونت میداشتند بپس نفع ازال  
آب و هوای روح افزا بر نداشتند۔ بلکه کسانے که بر تلقیح ماده طاعون منجانب  
دولت انگلیس مقرر بودند و مردم را بر تطعیم این ماده آمادہ می نمودند۔ از طاعون  
سامون نماندند و دست از زندگی برافشانند۔ اما آنانکه حریم دار اکرمت را  
ماوی و ملجائی خود ساختہ بودند۔ دل خود را از غم این دیبا پر داختم بودند بآنکه  
تن بملقح دهند یا بازو پیش تطعیم نهند و یا آنکه خیمہ از شہر برکنند و بردان صحرا برزند  
و یا آنکه رعایت سامان حفظ الصحت نمایند و باب حفظ ما تقدم بکشایند از حملہ این باہوش باور  
ہرگز نکفت جایت آہی سر ببالین راحت گذاشتہ می نمودند حتی کہ یکسایموان  
بے زبان نیز در آستان ہیمنت نشان اندران سالیان ہولناک بفضل ایزد پاک  
اثر مرگ قبول ننمود۔ حالانکہ تعداد سکان آن دارالامان بہ نسبت سکنہ امکانہ دیگر  
در آن اوقات از صادر واردیو مافیو مائی افزود۔ بلکہ در آل آوان خیمہ مردان  
غیر ملت آل امن و امان این مکان را دیدہ استدعائے بجهت ربایش می نمودند  
و ملتی می بودند تا جائے پائے نہادن در آل سر بیدست آید و گرہ از خاطر مستمشان  
بکشایند۔

اگر در قادیان طاعون حملہ می آورد و یا نمی آورد۔ در خانہ ہائے قرب جو  
بلکہ ملحقہ دیوارید یوار جان مردم را می برد یا نمی برد یکسایم معترض را حق این سخن  
حاصل می شد کہ آنچه روئے نمود امر اتفاقی بود۔ مگر قبل از رسیدن این بلائی

و پائے جان ستائے موش ریا دغوی خودشان نمودن و لب بایں گفتگو کشودن که  
 ملائکه در تائید نصرت ماطوقی غلامی در گلوئے طاعون انداخته و آتش را غلام  
 غلامان ماساخته اند) و باز بر حسب دعوی و مطالب پیش خبری و پائے طاعون در  
 قادیان نمودارگشتن دور خانان هم سایگان قریب مرگامرگی پدیدارگشتن و  
 بر طبق پیشگویی انسانے بلکه حیوانے را در خانه خرد بنده مطلق نرنجانیدن حتی که  
 جسته نانوایان آماوه پذیرائی مادو طاعونی یعنی موش را نیز ایذا نرسانیدن برائے  
 ارباب فہم و فراست و اصحاب قیاس و کیاست ثبوتے است انہم من الشمس و ابن  
 من الالمس کہ خدائے و دود ملائکہ را حکم کششی مسج موعود داده بود و بار فریان  
 فرماینداری آنحضرت برگردن قوائے روحانیہ بنیادہ بود و اہر بر نصرت و حفاظت  
 و تاکید بر تائید رفته بود۔ ازین جهت اسباب طبیعیہ کہ تحت نصرت جہاں مجرودہ اند و تشدید  
 مراسم صیانت و حفاظت مزدور دارکاری کردند۔

موتید بودن قوائے روحانیہ و تشدید بودن اسباب طبیعیہ در امور آل ماموران  
 واقعات کثیرہ در ساختات خفیہ بہ پایہ ثبوت می رسد۔ اما برائے یک فطن لیب  
 امثلہ مذکور کافی و بچہر تامل فرمودن یکسائیں اریب بس وافی است زیرا کہ  
 ازان بر خاطر یک طالب رشید حقیقت بچہر است و اشیخ و ماہیت خوارق عادات  
 لاشح می گردد و آل پادشاہ و الا جاہ تواند فہمید و بمیزان کیاست خداداد  
 خود تواند تجسید کہ ہر کہ را اینچنین نصرت خدائے ذوالجلال شامل حال و افضل خدا  
 حال او برین متوال باشد۔ کے کا ذہب تواند بود و کجا بر خدا افستہ تواند  
 نمود۔



# دبیل نهم

(انکشاف علوم سماویہ)

دبیل نهم برصداقت حضرتنا قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آں ہم شامل <sup>نخبط</sup> برصداقت  
دلائل است این است کہ بقدرت کاملہ خود بر حضرتنا قدس فتح ابواب آں علوم  
فرمود کہ حاصل کردن آہنا از مقدرت انسانی بالاتر است۔

اگر عرض بعثت مرسلین بہین است کہ مردم را آں سرچشمہ زندگانی برسانند  
کہ بغیر سیراب گشتن ازان حیات اروحانی برتشرار نتوانند ماند۔ یعنی بنی آدم را  
با حضرت احدیت کہ منبع ہمہ زندگی با است تعلق حاصل آید و این نعمت عظمی  
بدون حصول روحانیہ دست ندهد۔ قریب سخن همان مرد کابل را میسر می آید کہ  
معرفت کابل اورا حاصل شود و ذرا بح تقریب الی اللہ را نیکی بداند و حق جل <sup>علا</sup>  
سجانب بار یک در بار یک علوم صفات خود اورا رہنمائی کند و همان فرد <sup>فرا</sup>  
بر امور روحانیہ مردم را رہبری تواند کرد کہ حفظ دانش از ان علوم دانستہ و  
ہرہ متکاثر ازان رسوم برداشتہ پس ما دامیکہ کسی حصہ کامل از علوم  
تامجد و الہی در نیابد و حق تعالی تربیت علمی او نہ فرماید۔ دعوی ماموریت او  
روئے قبولیت نمی بیند پس ہر گاہ برصداقت دعوی سبح سو عود بدین سبباً  
لفظی گماریم و می بینیم کہ بر حضرتنا شای حق تعالی کہ ام کرام علوم نمودار <sup>است</sup>  
در تسمیہ آن کہ یکم وارو است۔ و علماء آدم الاسماء کتھا یعنی علم اسمیہ

آدم را علم جمیع صفات خود بخشید و ظاہر است کہ جمیع اقسام علوم در ذیل علم صفات <sup>الہی</sup> می آید۔ زیرا کہ حقیقت معرفت آہی جز این است کہ علم صفات الہی بصورت مشابه حاصل آید :

و این علم بہر امورے کرامت کردہ می شود۔ چنانچہ حق تعالی نسبت حضرت لوط علیہ السلام می فرماید :- ولوطاً اتیناہ حکماً و علماً (انبیاء رکوع ۵) و نسبت داؤد و سلیمان علیہما السلام فرماید :- ولقد اتینا داؤد و سلیمان علماً (نمل ۳۶) و نسبت حضرت یوسف علیہ السلام فرماید و لما بلغ اشدک اتیناہ حکماً و علماً (یوسف ۳۶) و نسبت حضرت موسی علیہ السلام می فرماید :- و لما بلغ اشدک و استوی اتیناہ حکماً و علماً و کذلک نجزی المحسنین <sup>۲۴</sup> رقتیں

و نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود است :- وعلک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً (نساء ۱۴۶) یعنی حضرت ایشان را علمے آموخت کہ پیشتر معلوم ایشان نبود۔ و باز در ضمن تعلیم این دعا کہ رب زدنی علماً (ظہر ۶) اظہار و عده آموختن علومے دیگر ہم فرمودہ۔ پس ازین آیات ثابت شد کہ حق تعالی ہر امور من اللہ را علمے خاص کرامت می فرماید۔ چنانچہ ہر قسم علم بحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم ارزانی شد۔ فرق صرفت یہن است کہ ما موران گذشتہ ترا از حق تعالی بطریق مواہبت محض علم باطنی دادہ می شد۔ و لیکن مسیح موعود را حضرت باری بہ اتباع مطاع و آقائے خود علیہما الصلوٰۃ والسلام علم باطنی و علم ظاہری ہر دو بخشید یعنی ہم علم روحانی ارزانی فرمود۔ و ازین ہر دو آنقدر بہرہ وافر بخشید کہ لا مثل اہ و لا نظیر۔ چنانچہ نہ در نفس علوم باطنیہ ہمکس را

پارائے مقابلہ اوست و نہ در بیان کردن آنها تا ب معارضه اولاً انموده از کیفیت  
علوم ظاہر یہ حضرت ابی بیان می سازم۔ این اعجاز علم ظاہری قبل از مسیح موجود  
حق تعالی محض بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ساخته بود کہ نظیر آن در انبیا  
ما سبق یافتہ نمی شود۔ در بارہ آن وحی آہی کہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل  
کرده شد حق تعالی میفرماید:۔ وان کنتم فی شکی مما نزلنا علی عبدنا فانوا  
بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداکم من دون اللہ ان کنتم صادقیں۔  
(بقرہ رکوع ۳) یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بگنارگو اگر شمارا در بارہ این کتاب  
خلجانے پیدا شدہ پس عبارتے کہ ہمرنگ کلام یکا سورہ قرآن کریم باشد  
پیش کشید و بچو خدا تعالی مدد گاران و بزرگان خود را بطلبید مگر آگاہ باشید  
کہ شمارا بریں کار ہرگز دسترس نخواہد بود۔ دریں آیہ خدا تعالی قرآن کریم را در جملہ  
اقسام محاسن بے نظیر قرار داد است کہ بجملة آنها یک حسن ظاہری اوہم است  
برفضاحت قرآن کریم در بعض دیگر مقامات نیز حق تعالی بندگان خود را متنبہ ساختہ  
است۔ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر (ہود) این  
کتابے است کہ احکام آل را بر اساس محکم احکام دادہ شدہ است و باز آنها را  
چنان داشتگاف و آشکارا در سلاک بیان در کشیدہ کہ بجال بے نظیری و بے شکی  
رنگین و آراستہ است از طرف خدائے کہ حکمائے اورا ہنایتے نیست و از  
واقعات باخبر است۔

یعنی حکیم بودن حق تعالی میخواہد کہ کلام اوہم حکیم باشد و تجیر بودنش و ا  
می نماید کہ از آنجا کہ او خبیری دارد کہ زمانہ علمی بر سر رسیدہ است بنا بران

ضرورت انہار معجزات علمیہ است۔ لہذا زبان قرآن کریم را ہم بطور اعجاز مفصل  
ساختہ است کہ او خود توضیح مطالب خودش می فرماید و خود بر خوبہائے خود شاہد  
است :

از آنجا کہ مجید و قرن چہار دہم مثل بدر کامل منظر اتم شمس الانبیاء است و تلمیذ  
رشید و چہرہ افروز از نور خورشید و الصحنی است۔ بنا بر ان حق تعالی ذات او را ہم  
از فصاحت محمدیہ بہرہ وافر داد است و در کلام او اثر یہاں اعجاز و ودیعت نہاد  
است۔ در صدر مذکور شد کہ حضرت اقدس در بیچ درس گاہ اعلیٰ ملکی یا آئی تحصیل علم  
نمود است و نہ پیش ہر سچ فاضل کامل زانوی تلمذتہ فرمود است۔ البتہ در  
بدو حال یک معلمی را کہ از علوم رسمیتہ فی الجملہ خبہر بود۔ والد ماجد ایشان برای  
تعلیم ایشان مقرر فرمود تا سرسری بر نصاب درسیہ کہ بحیث صحبت مجالس بر آستان  
شرفالازم است عبور ہم رسانیدند و نیز حضرت ایشان را بیچ گاہ اتفاق سیاحت  
خطہ مغرب یاد بیگہ ممالک ازین قبیل نہ افتاد و نہ در شہرے سکونت میداشتند  
کہ زبان سکتہ آنجا تازی باشد۔ آن قدر استعداد کہ یک انسان از رہائش ستاقت  
حاصل تواند کرد۔ طبع آنحضرت را حاصل واکل مایہ سواد عربیت کہ از خواندن چند  
کتاب دست دہد۔ بذات والا واصل بود۔

اباچوں آنجناب تقدس مآب بدعوی ماموریت برخاستہ و طیلساں اصلاح  
کافۃ الناس بردوش مبارک آراستند۔ نخست از ہمہ نگاہ حساد ویراں حالت افتاد  
وزمرہ اعدا چشم بدیں جانب کشاد کہ شہرت باید داد کہ این مدعی ماموریت از  
زمرہ علماء نیست بلکہ صرف لیاقت مرزا ایانہ می دارد کہ در نوشتن و خواندن اردو

فی الجملہ مہارتے ہم رسائید است۔ چون مردم بعض مضامینش را در جرئت دیدہ  
 پسندیدہ اند۔ ازال گمان برد است کہ من ہم چہیستہ ہستم و گردن بہ دعوائے  
 ماموریت افراشت است و از آنجا کہ از علوم عربیہ دستگاہے ندارد۔ لہذا  
 رائے او در موردین قابل پذیرائی و حرف او در غرضنوائی نیست و این اعتراض  
 را در مجلس و در ہر جلسہ شہرت دادہ می شد و مردم بے خبر را در بدگمانیہا  
 انداختند۔ مگر این الزام از سزا پامحضرات ہمام بود کہ ذات حضرت سواد غریبیت  
 ندارد۔ زیرا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام را بر کتب درسیہ متداولہ رسمی  
 عبور حاصل بود۔ البتہ این سخن راست است کہ دستِ عالمی نامور عمامہ فضیلت  
 بر سر اقدس نہ پیچیدہ بودہ نہ سند تحصیل علم باسیح مدرسہ مشہورہ بذات گرامی صفات  
 رسیدہ بود۔ ازین جهت نہ در شمار فضلا محسوب و نہ در قطار علما منسوب می شدند  
 چوں این امتراض در اقطاع ہندوستان اشاعت یافت و مولویان عنان  
 پیشہ گاہ و بیگاہ انجمنین سخنہا را شہرت دادن آغاز کردند۔ خداے تعالی در  
 یک شب مامور خود را چہل ہزار مواد لغت عرب و دفعۃً واحدۃً تعلیم داد۔ و  
 این مجروحہ عطفانہ ہر دو کہ در زبان عربی بسین کتابے فصیح و بلیغ تصنیف فرمودند  
 و جہانے را حیرت بر حیرت افزودند و ملہم سداد و عدہ داد کہ در کلام تو انجمنان نظام  
 فصاحت و التیام بلاغت باشد کہ علماء را معارضتہ اکل نامکن گردد اگرچہ احدے  
 از ایشان برائے حصول این مدعا گرد ہمہ عرب و عجم بگردد سپس حضرت اقدس من الہام  
 ربانی مضمونے بزبان عربی تخریر نمودند و با کتاب آئینہ کمالات اسلام شائع فرمودند  
 و علمائے دیار و امصار را برائے معارضتہ آن دعوت دادند۔ تا از مزین سوائے

ہوئے برخواست و بیچس در معارضہ خود را نیا راست و حضرت ایشان در قفا  
 یکدیگر متجاوز از بست کتب در عربی نگاشتند و پیش روئے علماء گذاشتند۔  
 بلکہ بعض بقدرہ ہزار کلد را انعام نہادند و علمائے ملک را صلوائے عام دادند  
 اما چنان سررشته ہمت ہر یکے گسست کہ یکے ہم جواب آن نگاشتن نتوانست  
 بلکہ بعض کتب در مقابلہ بعض اہل عرب ہم نوشتند و ایشان نیز از معارضہ آہنا  
 عاجز آمدند و پشت دادہ راہ فرار اختیار کردند۔ چنانچہ ایک کتابے بمقابلہ  
 سید رشید میراندیر المنار نیز تصنیف فرمودہ مدیر مذکور را برائے معارضہ  
 آن مخاطب نمودند مگر او تاب مقاوت نیاوردہ سپراندخت و ہمچنین بعض  
 دیگر اہل عرب را دعوت مقابلہ دادند۔ مگر کسے را جرأت پیدا نشد ؟  
 علمائے ہند بدین الفاظ صاف نسبت بجز خود اعتراف نمودند کہ این کتب  
 تصنیف طبع حضرت ایشان نیست۔ بلکہ بعض عرب را پنهان از انظار مردم  
 پیش خود داشتہ و تصنیف شال را تصنیف خود شہرت دادہ اند۔ ازین اعتراف  
 بحال وضاحت ہو پیداشد کہ ایشان ہم بر کمال فصاحت و بلاغت آن کتب مقدم  
 قائل بودند۔ اما درین دہم افتادند کہ خود ذات حضرت مصنف ہچو کتب نتواند بود  
 بلکہ دیگر مردم نوشتہ بحضرت اقدس می دہند۔ آن سلطان القلم بجهت ابطال  
 این مقال اعلان دادند و اشتہار فرستادند۔ شما ہم بجهت معارضہ من از علماء  
 عرب و شام مونت جسته اینچنین کتب تصنیف کردہ بیارید۔ مگر باوجود سخریص  
 متواثرہ و سخریک متکاثرہ رگ حمیت احد سے نہ جنبید و بیچس از درون شہستان  
 بر سر میدان معارضہ نخرامیدو آں جملہ کتب تا این زمان لا جواب است۔

فاعتر و یا اولی الالباب ❖

علاوہ از تصنیف این کتب یکبار از جانب جناب کردگار آں جبری اللہ  
 فی صلہ الانبیاء را الہام شد کہ از تجالاً یک خطبہ مغسلے در زبان عربی بر سر  
 محراب و منبر علی رؤس الاشهاد بخوانند۔ با آنکہ پیش ازان حضرت ایشاں بیچ گاہ  
 در زبان عربی تقریرے نہ کردہ بودند۔ روز دیگر کہ عید انعی بود۔ بنا بر این الہام  
 بعد از دو گانہ نماز عید بر سر منبر استادتند۔ در زبان خطبہ عربی بکشادند کہ سلسلہ  
 آں طولے کشید۔ و حیرت مستمعان بانہما انجامید۔ آں خطبہ الہامیہ چاہندہ  
 در دست مردم است کہ ہوش عرب و عجم پیش سلاست و بلاغت او گم است  
 ہر کہ غوامض اسرارش نظر می اندازد۔ در بجز حیرت فرو ماند و بے ساختہ کلمہ  
 تسبیح بر زبان راند ❖

این معجزہ علمی از قبیل معجزات بینات است کہ با چند وجوہ فانی تر از دیگر  
 اصناف معجزات است زیرا کہ (اولاً) بر معجزات کہ اثر آں در دل و چشم  
 بینندگان محدود باشد خیل فوقیت میدارد (ثانیاً) زمرہ معاندین نسبت  
 لانظیر بودن آں ناچار حرف اقرار بر زبان می آورد (ثالثاً) این معجزہ تا قیام دنیا  
 باقی بماند و چشم بصیرت را فور برساند و انشاء اللہ المستعان این خطبہ بہ تبعاع  
 قرآن بجزت سر کوبی مخالفان تا قیام قیامت قائم باشد۔ الغرض این نشانے  
 است با استحکام در دوشی را باوے التزام ❖

بعض مساندان پیش این معجزہ قوت انکار را بیکار و صد اقتش را آشکارا  
 دیدہ دام نزو یرمی کشایند و برائے مخلصی خود و ابلہ فریبی دیگر بدیں گونه

سخن می سرایند که انجین دعوی تحتی قرآن راجحی شکند و دعوی فاتوا بسورة  
 متن مثله را ازین برمی کنند زیرا که معصفت مجید و فرقان جمید و دعوی دارد که  
 کلامش بے عدیل است و چون کلام مسیح موعود و دعوی بے مثلیت کلام الله  
 را پیش است پس دعوی قرآن باطل گشت - لهذا ازین سخن هتاک حرمت  
 قرآن بدرجه کامل لازم می آید - اما این سخن از تعصب و عناد ناشی است - اگر  
 عقل و انصاف میداشتند خود این اعتراض را پادربهوا و در فضل بے جامی انگاشتند  
 زیرا که با وجود صد و کلام بے مثل از پیش مسیح دعوی قرآن همچنان بر جاست -  
 و رنگ مجزانه و لا مثل له بودنش زیاده از سابق هباید بلکه دو بالا است -

هر کلمه و فضیلتی عند تحقیق و پیش فکری دقیق متنوع بر دو نوع است - حقیقی  
 و اضافی یعنی یکے آنکه بلحاظ کیفیت دیگر در ذات و صفات خود اصل و اشکارا  
 بود و دیگر آنکه بلحاظ چیز دیگر عیان و نمایان باشد - مثال هر دو قسم فضیلت را  
 قرآن کریم و ذکر حکیم در دو آیات بنیات واضح و واضح فرمود است و هر دو صفت را  
 خود مبرهن و مبین نمود است - چنانچه در حق بنی اسرائیل بیان اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ  
 عَلَی الْعَالَمِیْنَ را آراست است و در شان اُمت محمدیّه اعلان کنند خیر  
 اُمَّةٍ اَخْرَجْتُ لِّلنَّاسِ را پیراست است - از یک جانب اُمت بنی اسرائیل را  
 بر عالمیان فضیلتی نهاد است و از جانب دیگر اُمت محمدیّه را از سایر اُمم مزیت  
 داد است - در بادی النظر در مضمون هر دو آیه اختلاف به نظر می آید - مگر بر متناهی  
 خیر و فطن بصیر در میان هر دو هیچ اختلافی نیست - زیرا که قوم اسرائیل را

۱۵ شماره بر عالمیان فضیلت دادم ۱۶ اُمت محمدیّه شما بلحاظ رسانیدن نفع بر دم از  
 جمله امتها بهترین پیدا کرده شده آید - ۱۲



محض براہِ نمان خود فضیلت حاصل بود و اوست محمدیہ را براہِ اولین و آخرین افضلیت  
 حاصل است۔ پس ہمچنین تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر  
 بکلام انسانی بے نظیر اند و قرآن کریم ہم نظر بکلام انسانی لا نظیر لہ است ہم نظر  
 بہ کتب سماویہ دیگر کہ در ان تصانیف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام و  
 خطبہ الہامیہ شام نیز شامل است لا عدیل لہ ولا مثیل است۔ پس بمثل و بنظیر  
 بودن کلام اللہ حقیقی است و بے مثل و بے نظیر بودن زبان کتب مسیح موعود  
 اضافی است۔ لہذا این معجزہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ اگرچہ از جهت نظری  
 بر مردم حجت است۔ اما موجب منقصت شان و الائسے قرآن کریم ہرگز نیست۔  
 چنانچہ قبل از گذارشل این مقصد نگارش یافتہ است۔ ازین معجزہ شام  
 معجزہ قرآن کریم دو بالا گردید است و تفصیلش این است کہ بے مثل بودن  
 یک کلام را ہم چند مراتب و مدارج است یکے ایکہ آں کلام بے نظیر ہر چند  
 بر کلامہائے دیگر فضیلتے دارد اما در میان او و کلامہائے دیگر از روئے  
 فضیلت بعد نہ باشد۔ پس اگرچہ اندرین صورت آں کلام از کلامہائے دیگر  
 افضل تران گفت۔ اما کلام مفضول درین امر قریب قریب بمرتبہ کلام فاضل  
 رسیدہ باشد۔ مثلاً در میدان اسپ دوانی اسپان متحد و بجلوان در آیند و خواہند  
 کہ بر یکدیگر سبقت بایند ہر اسپ کہ سخت از ہمہ بر حد معین برسد در حق او  
 توان گفت کہ از ہمہ سبقت ربود است و لیکن آں سابق را از لاحق۔ بقدر باشت  
 یا ذراعے یا بدرازی رمھے یا زیادہ ازان سبقت حاصل باشد۔ پس ہمیں  
 حالت کلام در بے مثل بودن است کہ آں کلام بے مثل بر دیگر کلامہا فضیلت

کمتر ہم می تواند داشت و فضیلت بیشتر نیز۔ و طریق دانستن این کی و مثنی این است  
 کہ در میان افضل و مفضول کلاسه دیگر را واسطه توان شمرد کہ آن نیز در ذات خود  
 بے مثل بود تا بمقابلہ افضل حقیقی مفضول و بمقابلہ مفضول حقیقی فاضل باشد۔  
 پس تصانیف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بر دیگر کلامها فضیلت خود را  
 ثابت کرده ظاہر نموده کہ قرآن کریم نہ صرف فی الجملہ از کلامهای دیگر افضل است  
 بلکہ جنبہ بون بعید است۔ چرا کہ آن تصانیف آن کلامها را کہ پیشتر ازین آنها را  
 بجهت تفاضل بمقابلہ قرآن کریم آورده می شد خیلے فروتر انداخت و معذک  
 خود آن تصانیف در تحت قرآن کریم ماند و بس یک خادم او ثابت شد کہ از او  
 دانستہ می شود کہ قرآن کریم از دیگر کلامها آنقدر سبقت ربوده است کہ ما بین او  
 و آن دیگر کلامها مسافت بعید است۔ علاوہ از معجزہ فصاحت کہ حق تعالی  
 بہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرامت فرمود یک علم ظاہری بہ حضرت  
 ایشان این عطا کرده شد کہ بذریعہ وحی الہی ایشان را اعلام کرده شد کہ زبان  
 عربی ام المائتہ است۔ و این علم بود بس عظیم الشان و عجیب و غریب۔ چرا کہ  
 دانشمندان فرنگستان بعد از تظحص بسیار بر این نقطہ خیال رسیده بودند کہ مادر  
 جمیع زبانها سنسکرت یا پہلوی است و بعضیے این ہر دو را خواہر یکدیگر میدانستند  
 و مادر ایشان زبانے را قرار میدادند کہ اکنون دنیا از وجود آن تہی است و  
 نہ صرف ہمیں بود کہ اہل فرنگ بدین گونه خیال می داشتند بلکہ قوم عرب کہ زبان  
 ایشان ہمیں زبان عربی است ہم ازین حقیقت غافل بودند و از تعلیم اردو باستان  
 شدہ ام المائتہ را در السنہ دیگر ممالک می جستند۔ اندرین حال اعلام یافتن

حضرت ایشان از حق تعالی کہ امّ اللسنہ عربی مبین است یک انخشافی بود خدی  
حیرت افزا لہذا از تدری فی القرآن نمایان شد کہ این انخشاف با تعلیم متسرّان کریم  
مطابقت تامہ می دارد۔ زیر اگر آں کلام خداوندی کہ برائے ہدایت کافۃ الناس  
نازل شدنی بود مے باہست کہ در آں زبان نزول یابد کہ از جهت اقدیمیت خود  
زبان جمیع اقوام و اجیال عالم باشد۔ چنانچہ خداوند کریم می فرماید۔ وما  
ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (ابراہیم رکوع ۱) یعنی و نفرستادیم  
بیچ رسول را از رسولان مگر در زبان قوم او۔ و جملہ اقوام عالم مبعوث شد۔  
پس باہستہ کہ بر رسول کافۃ الناس صلی اللہ علیہ وسلم کلام آہی در ہما  
زبان نازل شدے کہ بنا بر امّ اللسنہ بودنش اورا از زبان جمیع اقوام و امم تواری  
گفت و چون بر آں سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کلام آہی در زبان عربی نزد  
یافت پس ثابت شد کہ ہمیں زبان امّ اللسنہ است۔

حضرت اقدس در ثبوت این انخشاف حسب اعلام آہی اصولے مدون  
فرمودند کہ ازان پہچ روز روشن ثابت شد کہ فی الواقع زبان عربی زبان الہامی  
است و صرف ہمیں زبان صلاحیت آں دارد کہ اورا بقلب امّ اللسنہ یاد کرد  
شود و دیگر هیچ زبان قابلیت ندارد کہ امّ اللسنہ قرار یابد ۔

حضرت اقدس دریں باب ارادہ گاشتن یک کتاب داشتند۔ مگر افسوس کہ  
از پیش آمد بعض موانع تخمیش در معرض التوا افتاد و ناتمام ماند۔ اما ہر قدرے کہ در آن  
کتاب نوشته شدہ است۔ آن حاوی جمیع مسائل اصولیہ این بحث است کہ اگر ہر  
یکے را ازین اصول بہ بسط و تفصیل بیان کردہ آید۔ این مدعا یعنی امّ اللسنہ بود عربی

بوجہ حسن فہم نشین جہانیاں بیٹیاں کردہ۔ اگر خواست خدا بود۔ ارادہ دارم کہ در  
 تحت اصولی کہ حضرت اقدس تجویز فرمودہ اند۔ بر بنائے علمے کہ در آں کتاب مخفی  
 است۔ کتاب تصنیف کم کم کہ ثبت دعویٰ حضرت اقدس باشد۔ در تائید این مدعا  
 از علم اللسان مرتبہ اہل فرنگ شواہد و نظائر بیان سازم و از جانبیکہ اہل فرنگ  
 با وجود عقل و فرہنگ مخالفہ خورده اند۔ پردہ بر اندازم۔ این تحقیق ایق و تدقیق  
 ریشیق یک نادر تھمہ ایست کہ نقطہ نگاہ عالمے را تبدیل و دین اسلام را بذریعہ خود  
 تاشو کئے عظیم نائل سازد۔ و ما توفیقی الا باللہ \*

علاوہ ازین علوم ظاہریہ کہ حضرت حق مامور خود را عطا نمودہ بود۔ بہرہ وافر  
 از علم باطنی کہ ورثہ انبیاء است نیز کرامت فرمودہ بود کہ در مقابلہ آں جملہ مخالفان  
 عاجز ماندند۔ واحدے تاب معارضہ و یارائے مقابلہ نہ داشت۔

سابقاً مذکور شد کہ سیرج موعود شریعتے جدیدہ نیاورد و بود۔ بلکہ بحسب پیش  
 خبر یہائے قدیمہ برائے خدمت دین و اشاعت آں مبعوث شدند و کار ایشان  
 اشاعت و تلقین علوم قرآنیہ بود۔ بعد از ترآن کریم بیچ علمے جدید از آسمان  
 نزول نمودند یافت ہمہ علوم دروے است و بعد از یہ التقلین قداہ الہی و امی معالی  
 جدید در دنیا نیاپید و ہر کہ آید تجدید علوم او نماید و ہماں علوم را دوبارہ تازگی بخشد  
 چنانچہ الہام سیرج موعود از رب درود است: کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ  
 و آلیہ وسلم من علم و تعلم۔

الغرض چون جملہ علوم در کتاب مبین مسطور دین الدنیاں منصوص است  
 اکنون ہر کہ بعثت یابد۔ ہماں علوم قرآنیہ خلق را بیاورد و دلیل صدراقتش ہمین باشد

کہ حق تعالیٰ اور اور علوم قرآنیہ چنان بسطت ارزانی فرماید کہ اسد لایمان را بسوآن  
 راه نباشد بلکہ اور را علم صفات الہیہ و علم منازل روحانیہ بخشیدہ آید :  
 پس اسکے بادشاہ جمع جاہ ! ما بسینیم کہ خدائے تعالیٰ از رحمت خود حضرت اقدس  
 را از علوم متراں آنقدر بہرہ وافر عطا نمود است کہ اگر بگوئیم کہ در عہد ایشان حق تعالیٰ  
 قرآن کریم را دوبارہ نازل فرمود است بیچگونہ مبالغہ نباشد بلکہ حق خالص و  
 موافق فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد از جملہ علوم قرآنیہ سختین من در آن  
 شعبہ اش سخن می رانم کہ از اثر و سبب بطور سبب اصولی اسلام را چنان نصرت و تائید  
 حاصل شدہ و در مقابلہ او ایوان مختلفہ مقام اسلام را آنچنان رفعتی و علویہ دست  
 کہ فاتح مغنق گشتہ است و غالب مغلوب - و قرآن کریم کہ قبل ازین یک قالبے جان  
 پنداشتہ و یا یک جسد تا توان انگاشتہ می شدہ بعد قائم شدن آن اصول کھلدے زندہ  
 و جلال خود نمایندہ ثابت شد کہ مخالفان از رویت آن در ہراس افتادند و روسے  
 بگریز بہناوند۔

قبل از بدست مسیح موعود این خیال بر طبع مسلمانان استیلا یافته بود و در این  
 صدور عامتہ الناس موشک این وسواس بشتافتہ بود کہ حقائق قرآنیہ و معارف  
 فرقانیہ کہ بزرگان دین بیان فرمودہ یا تخریر نمودہ اند - بحد کمال رسیدہ و بانہما انجامید  
 و اکنون مافوق آن حرفے از زبان بر آوردن یا بزبان قلم در آوردن صورت امکان  
 ندارد و زیادہ جستجو فضول و نامعقول و پیش علمای غیر مقبول است - بلکہ پیش آنکہ  
 خبر دارد زیادہ تفحص نکات غریبہ بجهت قرآن ضرر دارد :

برخلاف عقیدہ مردم زمانہ حال ایزد متعال حضرت اقدس را این علم عطا فرمود

و اعلام نمود که چنان که فصل خدا یعنی اشیاے مادی در خود اسرار بی نهایت میدارد  
 قول خدا نیز معارف ایمانیه و حقائق روحانیه در خود بی نهایت میدارد - هر گاه یک  
 گس که از دل مخلوقات و اذل موجودات در هر زمانه در تحقیقات جدیده ظاهر میگردد  
 خود را نمایان می سازد که یک تبصره را در حیرت می اندازد و در علم اسرار نزدیک اعضا  
 و صورت خواص افعال و تقاصیل عادات و کار و کردار و اوضاع و اطوار او  
 یونان فیو تا ظاهر گشته دماغ انسانی را از علم جدید آگاهی می رساند - و همچنین  
 خاصیت های جدیده و تاثیرات نباتات و اشجار و احجار هر روز عیان گشته  
 یک پر تو نور معلومات انسانی می فشانند و تجارب را ترقی میدهد - و پایه  
 معلومات را در وسعت می بندد پس چون علوم و فنون ظاهر به تنبیه قولے  
 عقلمیه و تنویر افکار و تشحیذ الاذنان می نماید و ازان معلومات انسانی را هر روزه  
 فزونی حاصل می آید - نظر بر آن کلام آبی را محدود گفتن چگونه زیباست - بلکه  
 عند العقل این حرف سر اسر خطاست - آیا کلام آبی مثل آن معدن است که  
 مردم تا زمان محدود ازان اخذ حقائق و معارف می نمودند و رنگ شک شبه  
 از آئینه سینه می زدودند - اکنون خست سینه آن به نفاذ رسیده است و ظرف او  
 کاواک گردیده است که هر چند او را بکاوند چه بکند در آن نیابند - حاشا و کلام -  
 بلکه باید که کلام آبی به نسبت اشیا مادی کثیر المنفعت و وسیع المطالب باشد  
 چون علوم جدیده هر روز روئے نما گردد - و علوم فلسفیه و طبیعیه بکمال سرعت  
 ترقی نماید و علم طبقات الارض و علم آثار قدیمه و علم جادات و علم نباتات و  
 حیوانات و علم افعال الاعضا و علم هنیات و سیاست و علم الاقتصاد و علم معاملات

و علم النفس و علم روحانیات و دیگر علوم قدیمه یا آن علوم جدیده که تازه دریافت شده بمقابله حالات از منته سابقه ترقی حیرت افزا حاصل نموده پس عقل کجا باور می کند که جمله علوم و فنون در نشوونماست. مگر برخلاف آن همه بر کلام الهی است جمود و خمودطاری است که بحجبت تدبر نمایندگان خود اثمار مقاصد جدیده و مطالب تازه بتازه نمی بخشند و آفتاب فیوض و برکات او چنان که سابق می دود خشد این زمان بر قلوب پیروان خود نمی درخشد!

درین وقت هر قدر که الحاد و بیدینی و دوری از حق و بعد از تشریعت بنظر

می آید و نظریک یونان را حیرت می افزاید همه نتیجه بالواسطه یا بلاواسطه اثر علوم جدیده طبیعی و ثمره حصول فلسفه مغربیه است پس اگر قرآن کریم کلام خدا است. بایسته که بمقابله نتایج علوم جدیده آن حقائق و معارف را نمایان سازد که یا از اعلاط آن علوم پرده براندازد و بدلائل حقه تسلی طالب حق نماید یا ثابت کند که هر شبهه که ناشی گشته محض نتیجه قلت تدبر یا ثمره شود تفکر است و رند در حقیقت شک و شبه نسبت کلام خدا پیدا شدن هرگز صورت امکان ندارد و هیچ کس بر حقائق او شبه پیدا کردن نیارد:

حضرت اقدس علیه الصلوٰة والسلام بدلائل قاطعه و براین ساطعه بپایه ثبوت

رسانید است که در قرآن کریم ذکر تمام ترقیات و حالات این زمانه موجود است حتی که بعضی جزئیات این دور آخرین نیز در آن مرقوم و مسطور است. مگر زمره مسلمانان گذشته که وجودشان به زمانه ما تعلق نمیداشت. آن اشارات که متعلق زمانه ماست نفهمیده بلکه آن را منسوب بزمانه قیامت می انگاشت مثلاً در سوره

نشانیهای کثیر متعلق زمانه حاضره بیان شد است و پیش خبری ما نسبت این آفران  
 از جانب حضرت سحان عیان شد است. چنانچه فرماید: - اذ الشمس كورت  
 (۲) و اذ النجوم انكدرت (۳) و اذ الجبال سقرت (۴) و اذ العشار  
 عطلت (۵) و اذ الوحوش حشرت (۶) و اذ البهار سجوت (۷) و  
 اذ النفوس زوجت (۸) و اذ الموردة سفلت باي ذنب قفلت (۹)  
 و اذ العصف نشرت (۱۰) و اذ السماء كسشت (۱۱) و اذ الحجيم سقرت  
 (۱۲) و اذ الجنة اذلفت یعنی (۱۱) هرگاه که آفتاب پیمیده شود (۲) و هرگاه  
 ستارگان تاریک شوند (۳) و هرگاه که بهار از مقام خود روان کرده شود یعنی  
 سامان بهم رسد که بدان که بهما از جائے خود برکنده شود و درون آنها را بهما  
 بریده شود (۴) هرگاه ناقه آبستن ده ماهه مطلق و بیگار گردد یعنی آن زمانه فرار  
 که بسبب ایجاد مراکب جدیده مثل کالسکه بخار و غیره بجانب ناقه های خوش رفتن  
 احتیاج کم پیش آید (۵) و هرگاه اقوامیکه از باعش نادانانیت علوم قرآنیه شباه  
 وحوش گشته اند در عالم پراگنده و برپا شوند و ازین آیه وانی هدایه این هم هویدا  
 می شود که اقوام مستدنه یورپ که تقریباً قبل از ششصد سال یا هفتصد سال (در  
 زمانه که اقوام ممالک ایشیا بخیله هذب و ترقی پذیرفته بودند) باعش عربان تنی  
 ویرانه پائی و حفاة و عراة بودند در شمار وحشیان زمانه محسوب می شدند در دنیا  
 منتشر گشته بر حکمرانی و جهان بینی دسترس حاصل نمایند و گوئے سبقت از اقوام  
 ممالک ایشیا بر بایند و این معنی هم می تواند شد که در آن وقت که اقوام وحشی را  
 هلاکت فرارسد و محض نام شان باقی ماند و بس و این محاوره زبان عرب است



که می گویند حشرات الوحوش ای اهلکات و درین جزو زمان همچنین بوقوع آمده که  
 سکنه قدیم ملک آسٹریلیا و امریکا که ایشان را وحشی می گفتند. اینچنان بتدریج هلاک  
 گشته اند که اکنون از وجود بسیارے از ایشان نمانده و نشانے باقی نمانده است.  
 (۷) و هرگاه دریاها شکافته و نهرها از آنها جاری ساخته شود. (۸) و هرگاه  
 نفوس انسانی را باهم در صورت جمعیت دست دهد و اینچنان اسباب تعلقات  
 پیدا گردد که باشندگان اکناف عالم باهم جمع آیند و تمام عالم مثل یک قبیله بنظر آید  
 چنانچه بواسطه اختراع آلات جدیده مثل شلیفون یا بذر یسیم طلغراف مردم  
 از دور نشسته باهم مشغول صحبت گردند یا بوسیله سفر کالسکه بخار و انتظام بواسطه  
 کل دنیا مثل یک شهر گردید است (۸) و هرگاه نسبت دختران زنده و دفن کرده  
 یا زنان زنده سوخته باز پرس کرده آید که بپاداش کدام جرم سنگین ایشان را هلاک  
 کرده شد است یعنی اگر چه در مذہبے یا ملتے رسم زنده و دفن کردن دختران یا  
 روح زنده سوختن بیوگان (که آن را در عرف ہنودستی شدن می گویند. جائز ہم  
 باشد مگر قوانین حکومت اینچنان وضع گردد که مانع این رسم بد باشد و فتاویٰ جواز  
 مذہبی پیش آن قوانین بیچ و فتنے نداشته باشد. چنان که در زمان سابق در ملک  
 ہندوستان رسم شی نمودن زنان و کشتن دختر بچہ با عملاً روا بود. بلکه بران فخر و  
 مباحات می کردند. الحال قانون دولتی انگلیس آن رسم مذہبی اہل ہنود را جرم  
 سنگین قرار داد است. لهذا آن روش بد ازین دیار بکنی براقا داد است.  
 (۹) و هرگاه که صحائف و جرائد و اخبارات و روزنامجات و کتبے رسائل  
 و اشتہارات و اعلانات را با کثرت و وفرت اشاعت دست دهد چنانچہ

درین زمانه کثرت آں را دیده عقل انسانی در حیرت می افتد (۱۰) و هرگاه از آسمان پوست برکنده شود یعنی نشر علوم سماوی بصورت پوست کنده نمایان شود و هم بذریعہ ارتقاء علم ہیأت و هم بوسیله جمیلہ اشاعت معارف قرآنیہ و حقائق روحانیہ فرقانیه بسیار از آسمان سماوی از پرده حجاب منصفه ظهور جلوه گر گردد (۱۱) و هرگاه دوزخ تافته برافروخته شود یعنی بوجه انہماک در علوم و فنون جدیدہ مردم از دین حق روتے خود برتابند و ایمان را پس پشت انداخته چون بہائم در سامان عیش و عشرت مستغرق گردند و برائے حصول مفاد دنیوی با ہم آتش حرب و ضرب و فساد و عناد برپا کنند و برائے خود ہم در دنیا و ہم در عقبی نار دوزخ برافروزند دیگران را نیز در آں بسوزند (۱۲) و هرگاه جنت قریب کرده شود یعنی در عین ایام طہر الفساد فی البرد البحر رحمت خداوندی در جوش آندہ بجهت نجات خود سالنے ہم رساند کہ نور ہدایت از سر نو بتابد و از ظہور پر نور مسیح موعود شجر ایمان باز بار و برگ تازه بیارد و حن و خوبی ہویدا و سامان حصول جنت بسہولت پیدا گردد ❖

پس باغور و افرنگاہ باید کرد کہ این جملہ علامات متعلق زمانہ حاضرہ ہست یا نہ ؟ و آیا ممکن است کہ یک عاقل از ہمہ علامات را برای العین مشاہدہ نمودہ باز بگوید کہ این ہمہ علامات متعلق این زمانہ نیست بلکہ متعلق بہ زمانہ دیگر است یا بزمانہ قیام قیامت تعلق میدارد۔ محض بر الفاظ اذا الشمس کورت و اذا النجوم انکدرت نگاہ را اقتصاد کرده در اشتباہ افتادن

و راه غلط هم بوده همه ابر قیامت منطبق دانستن کجا جائز تواند شد. در حالیکه تعلق  
 دیگر آیات این سوره هرگز با قیامت معلوم نمی شود و ظاهر است که در روز قیامت  
 چون همه شیاء بیکار باشد پس خصوصیت ذکر معطل بودن عشار چه معنی دارد  
 اگر گفته شود که بوجه استیلائی فزع ابر عشار معطل بماند این جواب یک عاقل را  
 بیخ تسلی نمی دهد. زیرا که چون از هول رستاخیز تعلقات پدر و مادر و خواهر و برادر  
 و فرزندان و دختر همه گسیخته گردد پس وجه تخصیص تعطیل عشار چیست و تعطیل آن  
 چه اظهار زیادتی فزع ابر می نماید و همچنین این سوال پیدا می شود که در آن روز  
 دریا با راجرا شکافته نهرها بر آورده و انهار را چرا با هم آمیخته شود و در آن وقت  
 تغییر و تبخیر بخار چه منفعت دهد و هم برین نظم این سوال نیز قائم میشود که خصوصیت  
 ذکر سوال نسبت مؤؤ ده در آن مقام از برای چیست. حالانکه پیش از اعمال  
 بعد از حشر و نشر اجساد باشد نه در وقتیکه نظام کارخانه عالم در هم و بر هم  
 گردد و ظاهر است که در هم بر هم شدن کارگاه عالم بوقت نفخه اولی است و  
 پیش از اعمال بعد نفخه ثانیه بوقوع آید و هم برین نسق در آیات مابعد ذکر چیزهاست  
 که ازان ثابت می شود که آن همه حالات در دنیا واقع گردد مثلاً واللّیل اذا  
 عَسَعَسَ وَالضُّبْحُ اذا انْفَسَ یعنی قسم شبی که چون بغایت تاریک شود و قسم  
 بصبحیکه چون دم می زند یعنی طلوع می نماید لیکن چون در اول سوره اذا الشمس  
 کورت ذکر کرده گشتن نور آفتاب آمده پس صبح چگونه پدید آید و شب چگونه  
 کویان تاریکی خود را بلند بکند.

الغرض این همه علامات و واقعات حالات و کیفیات که درین سوره مذکور شد

بار و زقیامت بیچ گونہ تعلقے ندادے۔ بلکہ بے شبہ سجالاتِ زمانہ حاضر و آنرا مطابقت  
 کئی است۔ گویا مرقع حالاتِ این زمانہ است کہ دریں سوره و انمودہ شدہ است  
 پس دریں آیاتِ بینات پیش خبری ہا متعلق حالاتِ این دور موجودہ و بیان  
 ترقیات مادویہ و کثرتِ آثامِ این ایام است و باز از حقیقت خداوندی آگاہی  
 دادہ شدہ است کہ از خواندن آں ایمان مومنان تازہ می گردد و ہمہ اشواک شکوک  
 و ادوام را ازین برمی کند ❖

الغرض این مثال ازان اخبار دادہ ام کہ در قرآن کریم متعلق این زمانہ بیان  
 آں ہا شدہ و آہنارا خود حضرت اقدس در بعض کتب خود با بسط تمام بیان فرمودہ  
 است و یا بعض فدام حضرت اقدس موافق اصول بیان فرمودہ حضرت اقدس  
 از قرآن کریم اخذ نمود است ورنہ پیش خبر ہلکے مفساد و حالاتِ این زمانہ  
 و معالجاتِ آں مفساد خدا تعالی در قرآن مجید با کثرت و وفرت شرح دادہ است  
 کہ سخت ترین معاندے ہم براعتراوت این سخن مجبور میگرد کہ لا ریب قرآن کریم  
 کتاب آں علام الغیوب است کہ بر مے حالاتِ زمانہ ماضی و مستقبلِ محضی و  
 محتجب نیست۔ اما در بیان کردن تفصیل آہتہا مدعاے اصل مضمون از دست  
 می رود و خوف طوالت مکتوب است ❖

و دوم علم اصولی کہ متعلق قرآن کریم حضرت باری عزہ اسمہ حضرت مسیح موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام را عطا کردہ این است کہ در قرآن مجید بیچ دعویٰ بغیر  
 دلیل بیان نشدہ است۔ از قائم شدن این اصل بجهت انکشاف علوم قرآن  
 یک باب جدید بر روئے طالبان حقائق قرآنیہ مفتوح شدہ است۔ چوں این

اصل را پیش نظر داشته در آیات کلام الهی غور کرده شد ظاهر و باهر گشت  
 که آن صد ها بلکه هزار حقائق که قبل از قیام این اصل محض از قبیل دعاوی بلا اول  
 فهمیده می شد و از جهت اثبات آنها همین حجت پیش گرفته می شد که حق تعالی  
 چنین فرموده است پس مهیشان تسلیم باید کرد و پس اما در نفس الامر آنها  
 حقائق و معارف با خود با دلائل و براین حقیقت خود میدارشت پس نتیجه گفتش  
 حضرت اقدس این شد که فطرت انسانی که بوجه ترقی علوم و فنون بار تحکم  
 بر خود گوارا نمی کند و میخواهد که همراه را بیزان عقل بسنجد. بذریعہ این اصل تسلی  
 یافته بجزش تسلیم آنرا تلقی کرد و بجای آنکه آنرا بار گردن خود محسوس کند.  
 احکام قرآنی را باعث آسایش جاودانی خود خیال نمود و دانست که قرآن کریم  
 بطور غلغله در گردن انسان انداخته نشده است بلکه مثل یک راهبر واقف  
 نشیب و فراز راه همراه او کرده است. چنانچه حضرت اقدس از قرآن کریم  
 در ثبوت باری تعالی آنقدر دلائل قویہ پیش فرمود که تو این موجود علوم طبیعی  
 آن را رد نمی تواند نمود. چنانچه از اثر آن یک جماعت دهریہ تعلیم یافته علوم  
 جدیدہ بجانب خدا پرستی باز جوع کرد و همچنین آن اعتراضات که بر وجود ملائکه  
 می آوردند جواب آنها از قرآن کریم داده شد و اثبات ضرورت نبوت و  
 دلائل بر صداقت انبیاء علیهم السلام از آیات قرآن مجید بیان فرمودند ثبوت  
 قیامت و حشر و نشر نیز از قرآن کریم پیش کردند ضرورت اعمال صالحه و فواید آن  
 و نتائج خطرناک منافی و ضرورت بازماندن از آن همچنین دیگر مسائل ضروری را  
 بر آیات بیانات کلام اللہ ظاهر ساخته دلائل عقلیہ و نقلیہ بطور شواهد برآل آورده

ثابت فرمودند که برقرآن کریم از علوم و فنون جدیده هیچ اثر نخبه‌میده دارد و شدن  
 صورت امکان ندارد. زیرا که ممکن نیست که فعل خدا با قول خدا مخالفت بود. هر  
 کلامیکه مخالفت فعل الهی باشد. آن کلام خدا نیست و آنچه کلام خداست با فعل خدا  
 مخالفت ندارد. نتیجتاً بیان این علوم آں شد که درین وقت محض جماعت احمدیه  
 از یک جانب به تحصیل علوم جدیده بکمال توجه اشتغال دارد و از جانب دیگر بر  
 جمیع عقاید اسلامیة نه به داعیة سیاسی و رعایت مصالح ملی یا بنا بر تعصب قومی بلکه  
 بصدق تمام و خلوص مالا کلام و نه تقلیداً بلکه علی وجه البصیرة یقیناً و اثنق میدارد  
 و پیش دشمن و دوست بر صداقت آن ادله نیره می آورد و دیگر جمله کرده های  
 مسلمانان بسبب بے بهره بودن از این علوم حقیر یا راه انکار علوم جدیده ورنه بی  
 وکتساب آنها را کفر قرار داده اند و باین طور ایمان موهوم خود را از صدمه علوم  
 جدیده محفوظ و مصون گردانیده اند و یا از اثر آن علوم جدیده متاثر نشده علانیة  
 و جہراً دین و ایمان را داگذاشته اند و در ظاهر از خوف مردم اظهار اسلام  
 می کنند. اما در دل خود صد گونه شکوک بر تعلیم اسلام می دارند.

علم اصولی سوم متعلق قرآن کریم حضرت اقدس راجع تعالی این عطا فرموده  
 است که هر شک و شبهتے که عقل انسانی نسبت مصحف مجید پیش می آورد جوابش  
 در قرآن کریم موجود است و این مضمون را چندان وسعت و اہمیت دادند که  
 عقل انسانی را در حیرت می اندازد و جواب هر شک و شبهتے از قرآن کریم آردند  
 نہ اینچنین کہ باین سخن پناه جستہ باشند کہ از آنجا کہ قرآن کریم فلاں خیال را رد میکند  
 آن خیال ناقابل پذیرائی است. بلکه آن خیال را بہ آن دلائل قرآنیہ رد ساختند

کہ اگرچہ آہنا از قرآن کریم ماخوذ است لیکن از اسجا کہ بر علم و عقل بینی است۔ لہذا  
 مردم ہر مذہب و ملت بر تسلیم نمودن آل مجبور می گردند ❖  
 چہارم علم اصولی قرآن کریم کہ از بارگاہ صدیت حضرت اقدس را کرامت  
 شدہ این است۔ کہ ہر چند قبل ازین مسلمانان بالعموم بیان می نمودند کہ قرآن کریم  
 از جملہ کتب سماوی افضل است لیکن بیچ کس پر ثبوت رسانیدن نمی توانست  
 کہ بر کتب مفترسہ یا دیگر تصانیف اورا کدام فضیلت و مزیتے حاصل است  
 کہ بوسیله آل این کتاب مقدس بے نظیر و بے مثل اعتقاد کردہ می شود حضرت  
 اقدس این معنوں را بدلائل بیان فرمودہ خود قرآن بدان وسعت و خوبی مہربان  
 نمودہ کہ از خواندنش دل انسان در وجد می آید و میخواہد کہ برسیدہ السادات  
 علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیات بایک جان نئے بلکہ با صد ہزاران قربان گردد کہ  
 خدا نئے تعالی بطفیل ذات پاک او اینچنین تعلیم نادر با عنایت فرمودہ است۔  
 پنجم علم اصولی کہ حضرت اقدس را من جانب اللہ مرحمت شدہ این است  
 کہ قرآن کریم ذوالوجہ و المعانی است۔ بطونے بسیار میدارد۔ انسان بہر عقل  
 بہر فہم کہ دارد بخواند مطابق استعداد و فہم و عقل خود تعلیمات حقہ را در آن  
 خواہد یافت۔ الفاظ ہماں یک است۔ اما مطالب حقہ لاتعد و تحصی است۔ اگر  
 شخصہ کہ در علم چندان دسترسے نداشته باشد اورا بخواند در آن تعلیم مطابق  
 اورا کہ خود بیاید کہ اورا ایمان بدان آوردن بیچ مشکل نباشد و اگر صاحب  
 عقل و استعداد متوسط بخواند بر حسب علم و فہم خود از ان فائدہ برمی گیرد و اگر  
 صاحب عقل سلیم و مالک استعداد وسیع براں غور و تدبر نماید موافق ذہن رسالت

علوم عالیہ ازان حاصل می کند و اینچنین نیست که مردم کم علم اس کتاب را از بنفتم  
استعداد خود بالاتر دانسته دست ازان بردارند و یا عما حیجان علوم و استعداد  
بلند یک کتاب ساده اش پنداشته در ان سامان و بستگی خود و اسباب ترقی علوم

را نیابند  
ششم علم اصولی متعلق قرآن مجید که حضرت اقدس را داده شده است این  
که قرآن کریم و ذکر حکیم علاوه علوم روحانی علوم مادی را که دانستن آن ضروری است  
نیز بیان می نماید و انکشاف آن علوم با ترقی زمانه دوش بدوش در افزونی است  
تا ایمان مردم هر زمانه ازان تازگی پذیرد.

هفتم متعلق قرآن مجید آن اصول و ضوابط را حضرت باری عز اسمه با روح  
تعلیم فرمود است که اگر یک دانشمند آن را پیش نظر دارد بحال الله و قوتہ و تفسیر  
نمودن آیات که میله از غلیظها محفوظ تواند ماند و بعد آن بر انسان انکشاف علوم تازه  
بنامه ذبینه صورت می پذیرد و هر بار که قرآن کریم را بخواند بملئے سے موجب لذت  
چید و سرور مزید میگردد

هشتم علم اصولی حضرت اقدس را متعلق قرآن کریم این عطا شده است که  
خداوند تعالی حضرت مدوح را تمام مدارج ترقیات روحانی از قرآن کریم تعلیم داده  
است و آن علوم که قبل ازین مردم بقوت عقل در دریافت کردن آن اکثر اوقات  
غلیظ کرده اند حضرت موصوف را متعلق آن علم صحیح از قرآن کریم کرامت شده است  
و خدا تعالی حضرت ایشان را فهمانیده که تمام حالات روحانیه ادنی باشد یا اعلی  
در قرآن کریم با ترتیب بیان شده است که بران عمل پیراشده انسان بنجد تعالی



میتواند رسید و ثمرات ایمان و ایقان و اعمال و افعال خود حاصل می تواند کرد و  
 این امر قبل ازین مرسوم را حاصل نبود. زیرا که ایشان را از آیات شکی استلال  
 می کردند. مگر همه مدارج روحانیه را که قرآن بجا نموده ایشان را معلوم نبود.  
 بهم علم اصولی حضرت اقدس را چنین مرحمت شده است که قرآن کریم من اوله  
 الی آخره چه شور و تها و چه آیات جمله به ترتیب خاص نازل شده است هر فقره و هر جمله  
 و هر آیت بر جائے خودش موزون و در ترتیب صحیح و نظام ابلغ سیدار و در پرتب ترتیب  
 بهتر ازین صورت نمی بسد. در ترتیب دیگر کتب در مقابلہ آں بکسر ترح است  
 زیرا که در ترتیب کتب دیگر محض همین یک امر ملحوظ نظر می باشد که مضامین متناسبه  
 یکے بعد دیگرے جمع کرده آید. لیکن در ترتیب قرآن خصوصیتے دیگر است که در ان  
 ترتیب مضامین در محض بلحاظ مضامین است. بلکه بطرز است که بجهات مختلفه  
 ترتیبش فهمیدن ممکن است یعنی اگر مطالب مختلفه را پیش نظر دارند. برائے  
 هر مطلبه در وے ترتیبے یافته می شود. این نیت که اگر صرف یک تفسیر کرده آید  
 ترتیبش برقرار ماند و برائے تفسیر دیگر در ترتیبش خلل واقع می گردد. بلکه  
 هر قدر معانی صحیح که مطابق اصول تفسیر است. مراعات آں همه معانی در ان  
 مد نظر داشته شده است. ازین جهت بهر معنی که تفسیر کرده آید در ترتیبش فسخ  
 پدید نمی آید و این صفت مخصوص بغیر از قرآن مجید در هیچ کلام یافته نمی شود و  
 نیافتہ تواند شد.

و همچنین بهم علم اصولی سچ موعود را این داده شده است که قرآن کریم  
 مدارج نیکی یا بدی ها که در قرآن کریم مدارج نیکان و بدال بیان کرده شده است

یعنی دانموده شده است - بر بسط و تفصیل بیان کرده و امی نماید که از کدام نیکی  
 نیکی دیگر حاصل می آید و از کدام بدی بدی دیگر می زاید - بذریعہ این علم عظیم الشان  
 انسان در اصلاح اخلاق نفع بزرگ و فائدہ سترگ تواند برداشت - زیرا که  
 بصورت این علم تدریجاً نیکوئی ہائے بسیار حاصل تواند کرد کہ قبل ازین با وجود سستی  
 و افزای حاصل نمودن آن قاصر بود و اکنون بوسیله جمیلہ آن علم از خصلے بدیہا اجتناب  
 تواند ورزید کہ پیش ازین با وجود جدوجہد بلیغ پرہیز از آن ممکن نبود - گویا حضرت  
 اقدس یک معجزہ عظیم الشان از دستر آن کریم نمایان کرده است کہ بر انسان  
 سرچشمہ ہر نیکی و بدی ہویدامی گردد کہ نفس انسانی بساعل آن رسیده آتش عطش  
 خود را خاموش می نماید و طوفان تباہی خیز معاصی از جوش و خروش باز می آید  
 یا از ہم این علم داده شده است کہ سورہ فاتحہ خلاصہ تمام مضامین قرآنی است  
 و برائے قرآن کریم بمنزلہ رمتن است و جملہ مسائل اصولیہ بالا جمال درین سورہ  
 مندرج است و حضرت اقدس این اصل را با تفصیل در ضخیم تفاسیر خود  
 بیان فرمودہ است و از بس مضامین لطیف و تازگی بخش ایمان ازین سورہ آخذ  
 نموده است و بذریعہ این علم کار حفاظت دین اسلام خیلے آسان و سہل گردیدہ  
 زیرا کہ ہر امرے کہ از تفصیل قرآن در فہم انسان نیاید درین محل یک نظر  
 انداختہ آن را می تواند و مہن ہچنین یک سورہ را پیش نظر داشتہ مقابله تمام  
 ادیان باطلہ تواند کرد و جملہ مدارج روحانیہ را تواند شناخت -

الفرض این بیان بعضی امثلہ اصولی بود کہ بیان کرده ام - علاوہ ازین علم  
 دوازدهم متعلق قرآن کریم حضرت اقدس را بطور تفصیل از بارگاہ خدا موبست گردیدہ

است که بذریعہ اُن تراجم آیات مختلفہ و معانی اُن را بیان فرمودہ اند و متعلق ضروریات، زمانہ ہدایات قرآنی را دانمودہ اند کہ اگر اُن ہمہ را بیان کردہ آید این مجال متحمل اُن نتواند شد۔ بلکہ برائے اُن مجلدات ضخیمہ بکار است۔

الحاصل این چشمہ ماٹے علوم کدنی این مدعا را بسپایہ ثبوت می رساند۔ کہ حضرت اقدس را با اُن مسدّد فیوض کل کہ علیم و خیر است و لایحیطون بشیء من علمہ در شان اوست تعلقے خاص بود است۔ زیرا کہ از طاقت انسان بیرون است کہ اینچنین علوم لطیفہ و نازک را بعقل ناقص خود دریابد۔ ہر گاہ بذریعہ اُن علوم و اُن اصول کہ حضرت اقدس بیان فرمودہ قرآن کریم تدریسی کنیم ما را در ہر آیت کہ یہ بحر مانے زخار ناپیدا کنار علوم متلاطم بنظمی آید۔

حضرت اقدس سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ اگر بزرگمندان و انداختہ بارہا معاندان و مخالفان خود را متوجہ ساختہ است کہ اگر بزرگمندان کاذب ہستم پس سبب چیست کہ اینچنین علوم باریک در باریک و نازک در نازک خدا تعالیٰ مرا عطا فرمودہ است و یار بار معاندان خود را دعوت مناسبتہ دادند کہ اگر از شما عالمے یا شیخے یا پیرے با خدا تعالیٰ تعلقے میدارد باید کہ در مقابلہ من استادہ شود و حقائق و معارف قرآن را بیان سازد و چنان باید کرد کہ شخصے ثالث بطریق قرعہ اندازی یک حصہ قرآن کریم را بر آوردہ حوالہ ہر دو فریق نماید و ہر دو تفسیر اُن را کہ شامل بر معارف و معانی جدیدہ باشد بنویسد و باز مشاہدہ این امر باید نمود کہ حضرت باری عز اسمہ مدد کہ ام فریق می نماید :

آتا با وجود ترغیب و ترہیب و تحریص متکاثرہ و دعوات متواترہ بیچ کس در میدان مقابلہ و مناظرہ پائے خود از خانہ بیرون نہ نہاد و چگونہ ممکن بود۔ زیرا کہ مقابلہ حضرت اقدسؑ اس ایک صعوبت ترین امرے بود۔ حتی کہ با خدام حضرت اقدسؑ در علوم قرآنی بیچ کس مقابلہ نتواند کرد۔ چو کہ قرآن کریم درین وقت محض بر آستادیں و امانت رنکبا محدث۔

قبل از اختتام این مضمون نظم فارسی حضرت اقدسؑ کہ در مدح قرآن کریم است۔ ہدیہ ناظرین می نمایم کہ حضرت اقدسؑ مردم را در ان بجانب علوم قرآنیہ متوجہ ساخته است۔ و ہذا۔

بر غنچہ ہائے دلہا با و صبا و زیدہ  
وین لبری و خوبی کس در رقم ندیدہ  
وین یوسفی کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ  
قد ہلال نازک زین نازکی خمیدہ  
شہدیت آسمانی از وحی حق چکیدہ  
ہر دم شب پرستے در گنج خود خزیدہ  
الا کسے کہ باشد بار ویش آرمیدہ  
داں بیخیز عالم کیں عالمے ندیدہ  
بد قسمت آنکہ از مے سوزد گرد دیدہ  
آن را بشر بد نام کہ ہر شے بر میدہ  
تو نور آن خدائی کیں خلق آفریدہ

از نور پاک آن صبح صفا و میدہ  
این روشنی و لعل شمس الضحی اندازد  
یوسف بقصر چاہے محبوس ماند تنہا  
از مشرق معانی صد ماد قاتی آورد  
کیفیت علمش زانی چہ شان آورد  
آن نیز صداقت چون روح عالم آورد  
رؤئے یقین بیند ہرگز کسے بدینا  
آنکس کہ عاشقش شد شد مضمون معارف  
باران فضل چمن آمد بمقدم او  
میل بدی نباشد الا مے ز شیطان  
لے کان در بای دانم کہ از کجائی

میلم مانند باکس محبوب من توئی بس  
زیرا که زان فغان رس نورت بھارید

## دلیل دہم

(اجتہاد امور غیبیہ)

دلیل دہم بر صد اقت حضرت اقدس کہ آں ہم در حقیقت بر صد ہا بلکہ ہزار ہا دلائل  
مشتمل است این است کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ محض بواہبت خویش مسیح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام را بکثرت ہر چہ تمام تر بر اسرار غیب الہی بخشیدہ است  
کہ ازان ثابت می شود کہ حضرت اقدس افرستادہ بارگاہ ایزدی است۔  
خدا تعالیٰ در قرآن کریم می فرماید: - وَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ  
أُذِنَ لِي مِنْ رَسُوْلٍ (سورہ جن رکوع ۲) یعنی ایزد تعالیٰ و تقدس بر غیب  
بکثرت کسے را اطلاع نمی بخشد بجز رسولی کہ برگزیدہ او باشد و معنی انظر علیہ  
این است کہ او را بر غیب غلبہ دادہ است۔ پس ہر کسے کہ بر امور غیبیہ بکثرت  
اطلاع یابد و ہمیش مثل آب مصفا بود و از کدورت دالایش ہر قسم  
پاک و ستبر باشد و او را از حق تعالیٰ نشان ہائے روشن دادہ آید۔ لاجرم  
او مامور و مرسل حضرت بیچون است۔ جَلَّتْ آلاؤْہَا - و انکار او در حقیقت  
انکار قرآن کریم است۔ زیرا کہ در اں این قاعدہ معرفت مامور بیان شدہ  
است کہ کسے را بجز از رسول خود خدا تعالیٰ بر امور غیبیہ بکثرت اطلاع

نمیدهد و نیز آنکار جمله انبیاء است علیهم السلام که همواره در صداقت و دعوی خود  
 همین دلیل را پیش کرده اند و در کتاب مقدس نیز مسطور است که علامت نبی  
 کاذب این است که هر چه او بگوید راست بر نیاید.

هر گاه به این معیار دعوی حضرت اقدس راحی نمایم - ما را صداقت آن  
 انسان کامل همچو آن روز روشن آشکارا میگردد که آفتابش به نصف النهار  
 رسیده باشد حضرت علام الغیوب بر ذات شریفش به آن توان و کثرت امور غیب  
 ظاهر نمود که به استثنائے سید الاولین و آخرین صلی الله علیه و سلم در پیش خبرها  
 احدی از رسولان امم سابقه نظیرش نبود است و احق که تعداد آن پیش خبرها  
 که حضرت اقدس بیان نموده باین کثرت و وفرت است که اگر آن پیش خبرها  
 و اخبارات عن الغیب را تقسیم کرده شود هر حصه آن بجهت اثبات ثبوت  
 چند انبیاء کفایت می کند :

من اذان جمله در دوزده پیش خبری را بطور نمونه پیش می کنم این پیش خبری  
 که حضرت اقدس بیان فرموده و بوقوع پیوسته چندین در چندین انواع است  
 بعضی متعلق تغیرات جو السماء بعضی متعلق به امور مذہبی و بعضی متعلق به قابلیت  
 و مانعی و بعضی متعلق ترقی نسل انسانی است و بعضی متعلق قطع نسل آن و بعضی  
 متعلق به تغیرات ارضی و بعضی متعلق تعلقات دول و بعضی متعلق به رعایا و  
 حکام و بعضی متعلق به ترقیات خود و جماعت خود و بعضی هلاکت دشمنان و  
 بعضی متعلق مالات آینده دنیا. الغرض به امور مختلف و انواع و اقسام این  
 پیش خبری را متعلق بود است که فهرست اقسام آن نیز طویل می کشد

اکنون دوازده پیش خبری ها که بوقوع آمده درین عجاله میان می کنیم و  
از همه اول آن پیش خبری را می نگارم که بکتاب افغانستان تعلق میدارد.

## پیش خبری اول

مشعل شها و صاحبزاده عبد اللطیف مولوی عمده الرحمن شهبان دین و اتمنا با بول  
لے پاوشاه والا جاہ! حق تعالی جسم و جان و دین و ایمان ترا در حفا  
خود دارد و از نشا بچ برداں غلط نمیی با و غلط کاری ها که در اقدام و از کاسا  
آن ذات همایون را در غلے نموده است مصون و مامون دارد۔  
چهل سال قبل ازین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام را منجا  
الهام شده بود۔ شاتان تذبحان و کل من علیہا فان۔ یعنی دو  
بزدلی کرده شوند و هر کس که بران سر زمین بود و باش دارد لابد فنا گردد  
حالا ما می بینیم که موافق علم تعبیر الرویا از لفظ شاة دو چیز مراد می باشد  
یکے زن با انقیاد و یکے رعیت مطیع و منقاد۔ چونکہ فقره آئندہ یعنی تذبحان  
بازنان مسیح تعلق ندارد۔ زیرا کہ در معرض قتل آمدن کار مردان است  
نه شیوه زنان۔ بناء علیہ قیاس غالب مقتضی همین است که دو مرد و لا در  
پر جگہ مطیع و منقاد فرمان نمانند خود بغیر صدور جرم یا خطای و شکستن قانون  
یا آئینے که در پاداش آن قتل باشد ناحق و ناروا بقتل برسند و بعد از آن بران  
دیارتباهی و مرگامرگی روئے نماید و بلاکت عظیمی بران سر زمین نازل بود

کہ الہام کل من علیہا فان دلالت بران میدارد :

دریں پیش خبری ہر چند نسبت سرزمین خاص یا شہر خاص اشارتے یا  
وضاحتے نبود مگر از خواستے کلام و منطوق الہام مستفاد می شد کہ اولاً این قصہ  
بائکہ در ملک اسامی مقبوضہ دولت انگلیس صورت پذیر نشود بلکہ در مملکتے بظہور آید  
کہ مردم در ان ملک با وجود اطاعتها تو این ملی مورد غضب عوام کالانعام  
گردیدہ بقتل ہم می رسند۔

دوّم این کہ آن ہر دو مقتول از پیروان این ملہم من اللہ باشند و نیز  
ملہم را نسبت مقتولان اطاعت کیش خبر دادن و بیچہ ندارد۔

سوم این کہ این مقتولان بنا واجب قتل کردہ شوند و این قتل برپاداش  
بیچ جرم سیاسی یا ملی واقع نگردد۔ زیرا کہ ذبح بزرگہرگز بیچہ کردہ و نارسانہ نمی باشد  
چہارم این کہ باعث ارتکاب این فعل نا واجب بران سرزمین مرگ عالم نازل  
گردد :

اے بادشاہ و االاجاہ ! این ہر چہ امور با ہم متحد گشتہ این پیشخبری را  
از پیش خبریہائے معمولی فیعلے بالامی برد و امتیاز تمام می بخشد و بیچ کس یا را نے  
این سخن ندارد کہ بگوید کہ از آنجا کہ دریں پیش خبری تعیین بیچ ہلکے یا شہرے نیست  
لذا بہم است نے نے چنین نیست بلکہ اصل سخن این است کہ امور اربعہ مذکور  
بہم آدہ عظمت و تعیین این پیشخبری را ثابت می کند۔ زیرا کہ جمع آمدن این امور  
اربعہ بطریق اتفاق صورت امکان ندارد۔

غیب

بعد ازین پیش خبری قریباً تا بیست سال بیچ سامان وقوع آں از چوہ



بمنصہ ظہور ہویدا نشد لیکن پس اذان کہ بستت سال تمام بریں الہام بگشت  
 از خدا تعالی سامان وقوع آن آشکار گشت و دست غیب پرده از رخ واقعات  
 کشود تا آن امر مخفی صورت ظہور پذیرفته حیرت بر حیرت افزود کہ بیک ناگاہ  
 شخصی کتابے با خود از مصنفات حضرت اقدس <sup>بہ</sup> ملک افغانستان برود بدست  
 یک عالمی حقائق آگاہ باشده دو سید گاہ ضلع خوست داو دبر لوستے او  
 باب معرفت جدید کشادہ آں عالم از سادات عظام آں دیار و معروف و  
 مشہور روزگار بود رعایا و برایا و حکام و الامقام اورا بنگاہ و عنایت احترام  
 می دیدند۔ بلکہ بعض اکابر آں ملک غاشیہ تلمذ او بردوش می کشیدند و بوجہ  
 شرافت نسبی و فضیلت جسمی و جوہر دیانت ذات و مکارم صفات او باو  
 سورت و ارادت میداشتند و تمم محبت او در دل خود می کاشتند۔ بالآخر  
 آں عالم با عمل را بعد تدبیر و اخور متکاثر از مطالعہ آں کتاب مستطاب  
 از وجہ تحقیق این نسبت حضرت اقدس <sup>بج</sup> کے اخلاص و عقیدت پیداشد کہ  
 در دل خود اندیشہ کرد کہ اینچنین مالکے عاوی و براہین بجز ما مومنین اللہ دیگر  
 کسے نتواند بود۔ پس یک تلمیذ رشید را بہت تحقیقات مزید در دارالامان قادیان  
 فرستاد و اورا اجازت داد کہ بعد از اطمینان تام از جانب <sup>بے</sup> بردست  
 حضرت اقدس <sup>بج</sup> بیعت بخند۔ نام آں تلمیذ مولوی عبدالرحمن بود تلمیذ موصوف  
 پیش حضرت اقدس <sup>بج</sup> رسیدہ بعد اطمینان کامل از جانب استاد خود صاحبزادہ  
 سیار عبداللطیف دست ورجیت دادہ و کتب مصنفہ حضرت اقدس <sup>بج</sup> را با خود  
 گرفتہ بجانب افغانستان مراجعت نمود۔ قبل از واقعه شہادت صاحبزادہ <sup>بج</sup>

مولوی عبد الرحمن چند بار بقادریان رسیدہ اقامت میکرد و از مطالعہ مصنفات حضرت لذت برد و حالتی می اندوخت و محقق و معارف قرآن می آموخت چون دلش از محبت بادشاہ وقت و ابنائے ملک خود پیریز بود بے تابانه ارادہ نمود کہ در شہر کابل رشتہ ایس فیڈرا بگوشش ہوش بادشاہ چم جاہ امیر عبد الرحمن خان فرمانروائے افغانستان رسانیدہ عند اللہ باجور و نزد یک بادشاہ سعی و مشکورہ گردود اما ہیں کہ آن خیر اندیش شاہ و درویش بہ پایہ تخت کابل رسید بعض بد <sup>سگات</sup> کوتاہ عقل و بد خواہان حکومت سخنان مخالفانہ از طبع خود وضع ساختہ بدر بار رسانید کہ این شخص از اسلام برگشتہ است و ارتداد اختیار کردہ و واجب القتل است۔ بادشاہ وقت بقتوی ملایان ناچار گشتہ حکم بقتل او داد و بہ جزائے محبتہ کہ با بادشاہ و ملک خود سیداشت کہ او صوبت سفر ہندوستان بر خود گوارا کرد و باز بوقت مراجعت بوطن خود درخواست نارسیدہ خواست کہ مرثوۃ ایس تہنیت یا کہ سبج دوران و مہدی آخر زمان در سر زمین قادیان از جانب خداے منان نازل شدہ است۔ اولاً بیاد بادشاہ خود برساند و جائزہ بخشین و آفرین حاصل نماید۔ در مزدگانی ایس نوید جاوید معاندان جامہ درگوشن پیچیدہ بر زمین انداخت و نفس بند نمودہ شہید ساختند۔ انالہ و انالیہ را چون۔

آپچوں دریں واقعہ دست خدا کا رمی کرد۔ بناؤ علیہ آنچه شدنی بود شد۔ زیرا کہ او تعالیٰ بست سال ازیں واقعہ بحضرت اقدس خیر دادہ بود۔ کہ دو کس و فاشعار از افراد رعیت بے جرم و بے خطائے قانون شکنی قتل گردند لاجرم قتلے آہی کار خود کرد و پس بذر پیچہ این قتل ازان دو کس کہ نسبت قتل ایشان

خبر داده شدہ بودیکے قتل رسید

آپوں بریں واقعہ یکا دو سال بگذشت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف طالب اللہ  
 شہزادہ و محل الجذبتہ متواہ بہار اوج از وطن مالوفہ برآمد و از آنجا کہ با حضرت اقدس  
 بیعت کر وہ بود۔ خواست کہ دریں سفر شرف ملاقات حاصل کردہ رہے کہ درین سفر فقیرین  
 شود چنانچہ بہ ایں ارادہ در قادیان رسیدہ و آنچہ بذریعہ کتب فہمیدہ بود با چشم سر  
 بدید بلکہ اثر صحبت بیش از پیش یافت و بوجہ صفائی قلب بجانب بیت منجذب  
 شدہ عزم حج البیت یرسال دیگر انداخت بقادیان پائید بعد چندے چون  
 بوطن مالوفہ خواست رسید ارادہ کرد تا با دشاہ را از ان نعمت عظمیٰ کہ دریں سیاحت  
 حاصل کردہ بود ارمغانے پیش کش نماید۔ چنانچہ چار مکتوب بہ چار ارکان کابل بطور  
 نوبت فرستاد بہ و رو د ایں مکاتیب مردم بے بصیرت و انداں شاہ والا جاہ  
 امیر صید اللہ خان را بر خلاف صاحبزادہ موصوفتا نمودند و اتہامات و بہتانات  
 افترا کردہ نسبت آں خیر خواہ رعایا و بادشاہ حکم گرفتاری بنام گورنر خواست از دربار  
 کابل حاصل نمودند۔ چون سید بے گناہ در دربار بادشاہ رسید۔ بفرمان شاہی سپرد  
 ملایان کردہ شد۔ اما ایشان سپح الزام بر ذات او ثابت نتوانستند کرد۔ لیکن بعض  
 حق ناشناسان کہ بمقابلہ نام و مفاد سلطنت خواہشات خود مد نظر میداشتند۔ امیر صاحب  
 را اشتعال دادند کہ اگر ایں سید را را نگردہ آید مردم تحت امر او در آیند و جوش جہاد  
 در دل رعایا جمود پذیرد و حکومت انقصانے رسد۔ پس بجهت اوفتوی سنگسار کردن  
 دادند۔ امیر صاحب موصوفت بخیمال خود خیر خواہی کردہ و سے لا ترغیب تو بہ داد۔ مگر  
 صاحبزادہ صمدوح بہ پاسخ گفت کہ من حقیقتاً مسلمان ہستم از اسلام حقیقی کہ میدارم

توبہ کردہ چگونہ کا فرشوم۔ بایں صورتوں میں اہ حق را بعد مشقت و فتنہ بسیار یافته ام تمی الم  
گذاشت بہر گاہ بادشاہ ما از رجوع او یاس حاصل شد۔ رو بروی جو غصہ اور از شہر  
بیرون بردہ سنگسار نمودند :

و آن سید ذی وقار و فادار جان نثار بادشاہ و ملک خود شکار سازش چند خود  
مطلبان گردید و مردم خود غرض بدیں گونه امیر صاحب امثالہ دادند کہ زندہ داشتن  
ایں سید سلطنت را خیلے زبان دارد۔ حالانکہ وجود چنین مرد راستی شعار و راست کار  
دورست کردار کہ جان خود را فدائے دین و مذہب کند بر آں ملک ملت ضروری بلکہ ناپای  
می باشد کہ حضرت باری عز اسمہ طفیل اینچنین بندگان ستودہ صفات ہر آفت را از ملک دولت  
دور میدارد و خود غرضان ایں امر را کہ در حضور شاہ پیش کردند کہ اگر ایں شخص زندہ می ماند  
مردم در حصول ثواب جہاد خیلے تلاش در زند و لیکن ایں سخن بر زبان نیاورند کہ ایں سید  
در سلک جماعتیکہ نساک است عقیدہ شاہ ایں است کہ زیر ہر حکومت کہ متماثلانہ زندہ  
دارند از دل جان فرمان پذیر و کامل اخلاص باشند و بہ اشاعت عقائدش جہاد عایا  
جان نثار بادشاہ شدہ از خاند جنگی با و اختلافات دور مانده با ہم کمتر ستیزند و ہر جا کہ  
قطرہ از عرق بدن بادشاہ بچکد۔ در آنجا خون بریزند۔ بلکہ بر جائے آن ہمہ سخنہائے مخالفانہ عرض  
کردند۔ اما حرف حق از زبان شاہ نہ بر آید کہ ایں کس با آن سلسلہ عالیہ تعلق میدارد کہ تعلیم  
ایں است کہ از سازشہائے غصیہ احمر از کنید۔ رشوت نگیرید۔ دروغ گوئید۔ نفاق نوزید  
و بلجئے ایں اخلاق نہ صرف تعلیم دادہ می شود بلکہ برین تعلیم عامل و پابند کردہ می آید و در صورت  
اشاعت خیالاتش حالت ملک ملت آراستہ و پیراستہ شدہ قوم را ترقیات ہر قسم حاصل گردد  
بادشاہ درین امر غور و افکار نمود کہ ایں کس منکر آن جہاد است کہ بلا سند مذہبی

وبیہ دست اندازی قوم اہل ہند در امور مذہبیہ بر اقوام غیر تاخت تاراج کردہ آید۔ نہ مگر جہاں  
 حقیقی و دفاعی است کہ خود جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم عمل یہاں ننودہ است و همچنین  
 این شخص مگر جہاد سیاسیہ ہم نیست کہ ہر قوم برائے بقا و قیام مفاد خود با دیگران می کند۔  
 و بجانب این امر ہم توجہ نظر نمود کہ عقیدہ این قوم این است کہ با اقوام غیر کہ در امور  
 مذہبیہ مسلمانان دست اندازی نمی کنند۔ برنامہ جہاد جنگ جدال نباید کرد تا با اسلام  
 اعتراض واقع نگردد۔ بان البته اگر بنظر فوائد سیاسیہ و حفاظت حقوق ملیہ ضرورت  
 جنگ پیش آید۔ در اں صورت با اقوام غیر جنگ بتیوال کرد لیکن نام آں جہاد نیست  
 زیرا کہ ہر فتحیکہ بر مے نیک نامی اسلام را قربان کردہ شود از شکست بدر جہاد تراز است  
 الغرض مردم صاحب غرض حالات غلط پیش در گاہ سلطنت عرض نمودہ صاحب جزاؤ  
 عبداللطیف را بلا وجہ شہید ساختند۔ و بہ ایں طور حصہ اول پیشخبری کہ شائان تدمکان  
 بود۔ بوقوع انجامید کہ دو نفر ایں جماعت کہ بغایت وفادار و اطاعت گدہ ار بودند۔ با وجود  
 ہر گونہ مطیع و منقاد بودن بادشاہ وقت ہجو بڑے گناہ ذبح کردہ شدند۔  
 و حصہ دیگر بعد از وقوع ایں سانحہ در آں ملک تباہی آورد و آثار کئی من  
 علیہما خان ہوید اگر دید۔ و در قوع آں بیسجہ دیر نکشید۔ ہنوز بر شہادت آں سید  
 مرحوم یک ماہ نگذشتہ بود کہ دبائے ہیمنہ در کابل روئے نمود و بہ ایں کثرت و  
 و وفرت مردم ملک ہلاک شدند کہ بزرگ و کوچک ازیں مصیبت ناگہانی در فزع ہم  
 افتادند و دلہائے مردم خوف زدہ شدہ و بالعموم سکان کابل محسوس کردند کہ ایں بلا  
 از رجم آں سید محسوم مظلوم بر سر مردم رسید است۔ چنانچہ شخصے بے تعلق میسٹر  
 لے فرانک مارٹن نام کہ تا چند سال در حکومت افغانستان بر عہدہ مسیف اجنبیہ متنا

بود۔ گوہی خود را در کتاب مسیحی بر اندر دی بسویوٹ امیر بیان کرده کہ این و بلئے  
ہیضہ خیر منقرب بود۔ زیرا کہ بر دور ہائے گذشتہ وبائے ہیضہ کہ در افغانستان واقع  
شدہ بود تا چار سال چنین وبائے نمودار شدن متوقع نبود۔

لہذا این مرض ہیضہ منجانب اللہ یک نشان خاص بود و عجب اینکه حق تعالیٰ برائے  
مزید تقویت این پیش خبری بصاحبزادہ عبداللطیف شہید نیز اطلاع این معنی  
داده بود۔ چنانچہ قبل از شہادت خود با مردم گفتہ بود کہ من بعد از شہادت خود بر  
می بینم کہ قیامتے متوجہ مردم شدہ است۔ الحاصل اثر این بلائے ہیضہ بر شہداء انہما  
کابل افتاد۔ نہ ثربا از حملہ آں محفوظ ماندند نہ امرائے و نہ کسانیکہ ہر گزہ سامان حفظان  
صحت ہتیا داشتند از دستبرد این بلائے جان نشان رستگار بودند و کسانیکہ در رحم کردن  
شہید مرحوم دستے داشتند بہرہ وافر از ان بلائے عظیم حاصل نمودند و بعضے از انہما  
خود مبتلا گشتند و از بعضے قرابتیان عزیز ہلاک شدند۔

الغرض بعد از مدت بست سال این پیش خبری لفظاً لفظاً بوقوع آمد و بانشا ہنما  
قہری شان ماسور را ظاہر ساخت و بر اہل بصیرت ابواب ایمان ایقان بگشاو۔  
کہ ام کس میتواند گفت کہ اینچنین پیش خبری کار انسانی است و کہ ام انسان  
در حالیکہ بایمان ہم بروک ایمان نیارودہ باشد۔ اینچنین خبر را قبل از وقوع واقع  
بیان تواند کرد کہ ہر فے در زمان آئینہ مریدان و معتقدان بکثرت گرد آئیند و بسیار  
مردم بروک ایمان آرنند حتی کہ سلسلہ اش بعد چندے در ممالک غیر شائع گردد و  
باز در مریڈش در ان ممالک محض بجرم ایمان آوردن بروکے نہ پیدا داش گناہ دیگر  
شہید گردند۔ و بعد از شہادت ایشان خدا تعالیٰ در ان سر زمین بوجہ باد روازہ ہلاکت

کشاید و نمونہ قیامت بر پانامید و خیلے کسان ہلاک شوند۔ اگر بیچ بندہ انجمنین اخبار  
 را پیش از وقت بیان مینو اند کرد پس در کلام خدا و کلام بندہ بیچ اینها نیست  
 درین مقام از الہ این شبہ لازم می نماید کہ ہر گاہ در الہام کل من علیہا فان  
 واقع شدہ یعنی بہر مردم آن سر زمین شربت مامت چشند پس می بایست کہ کل  
 مردم کابل ہلاک می شدند و ظاہر است کہ بہر مردم شہر کابل ہلاک نشدند بلکہ بسیار  
 از ایشان زندہ ماندند۔ جوابش این است کہ لفظ کل گاہتے بمعنی بعض نیز استعمال  
 می شود و ضرور نیست کہ در ہر مقام این لفظ متضمن معنی جمع باشد۔ چنانچہ در  
 مصحف مجید حق تعالی نگس نخل را امر فرمودہ تکلی من کل الثمرات یعنی بخور از  
 کل ثمرات۔ حالانکہ نگس شہد از ہر میوہ نمی خورد۔ بلکہ از بعض میوہ جات طعام خود  
 حاصل می نماید۔ پس درین مقام لفظ کل افادہ بمعنی بعض می دہد و همچنین نسبت  
 ملکہ سبا ارشاد شدہ است و ادقیت من کل شیء یعنی او را ہر چیز دادہ شدہ  
 بود۔ حالانکہ او از دنیاے دین بر علائقہ بس مختصر حکومت میداشت پس درین  
 آیت نیز همین معنی است کہ خدا تعالی ملکہ سبا را اکثر اشیاء عنایت کردہ بود نہ کل  
 اشیاء دنیا حقیقت سخن این است کہ بسا اوقات لفظ کل بر معنی عمومیت اکثریت  
 اطلاق می یابد و از کل افرادش حصہ نمایان دروسے شامل می باشد و این  
 ہر دو امر در دوائے ہیبت کہ بعد از قتل سید مرحوم در کابل اود نماشد موجود بود  
 بر ہر تنفسے خوف دہراس استیلا یافتہ بود و گروہ کثیر در آن ہلاک شدند حتی کہ  
 یکا باشندہ مملکت برطانیہ کہ از حقیقت الہام بیچ واقفیت نداشت آن  
 حالات را بخصوصیت در کتاب خویش نگاشت

اعتراض دیگر که وارد می شود این است که در ابهام لفظ **تَدْبَحَانِ** واقع شده است و آن دلالت میدارد بر بریدن گلو - مگر ازین دو شاهد ار یک به خبره کردن و دیگر برجم نمودن شهادت یافت است پس ذبح بوقوع نیامده است - مگر این اعتراض از قنوت تدبر ناشی میشود - زیرا که در کلام عرب ذبح بمعنی هلاک کردن در بسیار مقام مستعمل شده است - چنانچه در واقعه حضرت موسی علیه السلام وارد است **يَذَّبِحُونَ** آفتانگه یعنی پسران شمارا ذبح میکردند - بحالیکه از تاریخ ثابت است که فرعونیان پسران بنی اسرائیل را ذبح نمی کردند - بلکه فرعون نخست قابله را حکم داد و بود که اطفال را بمیرانند چون قدری بر سر رحم آمد حکم داد که بدریا اندازند - کتاب المقدس خروج باب ۲۲ و اعمال الرسل باب ۷ آیه ۹ ایضا کتاب المود) علاوه برین از لغت نیز مستفاد می شود که ذبح بمعنی هلاکت است چنانچه صاحب تلخ العروس در شرح قاموس می نویسد - **الذبح** الهلاك (جلد ۲ ص ۱۴۱) پس این اعتراض که سید عبداللطیف و مولوی عبدالرحمن ذبح نشده اند بلکه بذریعہ رحم و خیر هلاک گشته اند صحیح نیست - زیرا که ذبح در اصل معنی هلاکت میدارد و بهر صورتیکه باشد و گلو بریدن نوعی ازان است .

## پیش خبری دویم

نسبت انقلاب سلطنت ایران

از جمله پیش خبری است حضرتنا قدس سیح موعود علیه السلام که کثیر التعداد است پیش خبری دویم که اراده بیان کردن آن میداریم متعلق بملکت همسایه آن بادشاه عالیجاه است



یعنی سلطنت ایران و بادشاہ کجکلاہ آں مرز و بوم -

حضرت اقدس را بتاریخ پانزدہم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء اہام شد کہ (تزلزل در ایوان کسری) قتل  
 اہام حسب عادت مٹرہ و مطابق معمول روزمرہ درجرائد و اخبارات و رسائل آرد و نگہبشہ  
 این سلسلہ عالمیہ شائع گردید۔ در وقت اشاعت این اہام حالت شاہ کجکلاہ ایران بغایت  
 محفوظ بود۔ زیرا کہ در سنہ ۱۹۰۵ء ایران مطالبات باشدگان ملک پذیرفتہ اعلان قیام  
 پارلیمان (پارلیمنٹ) دادہ بود۔ ازین جہت اورا در کل مملکت محروسہ قبولیت عام  
 حاصل گشتہ بود دہر کہ وہم بر غلطی پارلیمان اظہار خوشنودی می نمود کہ بادشاہ بلاوقوعے  
 کشمکشے رعایائے ملک را حقوق نیابت بخشیدہ است و دیگر سلطنتہائے عالم نتیجہ این  
 تجربہ جدیدہ کہ بغیر از جاپان برائے جمیع ممالک ایشیا یک امر عجیب کار غریب بود بنگاہ  
 شوق و امید انتظار می کشیدند و لیکن اذان نتایج خطرناک کہ باعث این قسم حکومت علمی  
 در اقوام نیم تعلیم یافتہ و ملک نا تجربہ کار پیدا شدن ممکن بود ہیچ واقفیت نمیداشتند۔  
 درین حال از حضرت اقدس شائع شدن اینچنین اہام کہ (تزلزل در ایوان  
 کسری قتل) اگرچہ در نگاہ عالمیان باعث حیرت می نمودند مگر در نظر خاقان الماوض  
 و السلوات کہ آں کار باکہ در چشم خلایق عجیب می نماید ہمہ سرسری است۔ مملکت ایران  
 بر نازہ ترین آزادی خود شاد و شاہ مظفر الدین بر قبولیت خود مبتہج و مسرور بود کہ  
 در سنہ ۱۹۰۶ء شاہ موصوف بصر پنجاہ و پنج سالگی از دنیا رخت رحلت بر بست فرزندش  
 محمد علی میرزا بر تخت نشست۔ ہر چند محمد علی میرزا نسبت بہ حکومت نیابتی و استحکام مجلس شورای اعلان جاری و لیکن بعد  
 آں آثار در چشم عالمیان نمودار گردید کہ نسبت آں حضرت اقدس را بدریغہ اہام خبر دادہ  
 شدہ بود و چنانچہ بعد از گذشتن سالے از اہام در ملک ایران آثار فتنہ و فساد آرد نمود۔

در میان بادشاه و پارییمان مخالفت شد بدیدار شد در مطالب پارییمان از جانب بادشاه  
 لیت و لعل آغاز گردید بالاخر بتاکید مجلس و کلام بادشاه وعده کرد که او آن شخص را که در خیال افراد  
 مجلس مبدع فساد و عناد بود ندازد در بار علیحدہ خواهد نمود و خود نیز اراده کرد که از طهران کوچ  
 نماید در بین این تغییر مکانی ما بین فرج کاسک که محافظ بادشاه بودند و حامیان قوم پریان  
 اختلاف واقع شد و الهام در یک ننگ بر این گونه صورت وقوع یافت که ایوان را المسجونین  
 بضر بگولهائے توپ منهدم گردانیده شد و بادشاه پارییمان را موقوف ساخت -  
 ازین عمل بادشاه در تمام مملکت ایران سیل بغاوت طوفان فساد برپا کرد و در لاریان  
 و لاهیجان و ابر آباد و بو شهر و شیراز و تمام سمت جنوبی ایران دلدادگان جمہوریت  
 حکام و عمال شاہی را معزول ساخته عثمان حکومت بدست خود گرفتند و خانہ جنگی  
 آغاز شد چون شاه دید که حالت نازک است خزانه و اسباب را در ملک روس  
 فرستاده تمام ہمت خود در فرود کردن نائزہ بغاوت صرف کرد - اما بجائے اینکه  
 فساد فرو نشیند و بالا گردید دیونا فیونا گارو بہتر ترقی آورد حتی کہ دریاہ جنوری ۱۹۰۹  
 در اصفهان ہم شگوفہ بغاوت بشکفت و سرداران بختیاری ہم با قوم پریان متحد شدند  
 و افواج شاہی را شکست دادند - این حالت دیدہ ہراس بر بادشاه مستولی شد و  
 بجزوف تمام بلعے حفاظت حکومت نیابتی عہد تازہ بر بست بار بار اعلان کرد کہ حکومت  
 استبدادی فروغ ندید و گم وعده آہی برنگردید خوف ہراس در ایوان کسری زیادہ تر پیدا شد  
 گرفت تا انجام کار آن روز سیاہ بر سر رسید کہ فوج کاسک نیز کہ بادشاه را بران بسیار ناز بود  
 بادشاه را تنہا گذاشتہ بازمہ باغبیان در پیوست و بادشاه با حرم خود از ایوان شاہی  
 برآمدہ بتاریخ ۵ ژوئیلہ ۱۹۰۹ در سفارت خانہ دولت دوس شاہ گرفت بعد از اتمام دویم سال کامل

کہ الہام حضرت اقدس علیہ السلام کہ تزلزل در ایوان کسری فساد ظہور پذیر  
 گردید۔ و از ایران حکومت استبداد منقطع گشت۔ و تجربہ جدید حکومت  
 جمہوریت کہ نتائج آن بغیر ذات حق تعالیٰ هیچکس نمیداند ہویدا گشت۔  
 ابرسیاہ خوف و فرع و یاس و حرمان در ماہ جون و جولائی ہر قدر کہ بر  
 ایوان کسری غومیزد آن حالت را ہماں کس اندازہ تواند کرد کہ برای العین  
 آن انقلاب را مشاہدہ کردہ باشد۔ و یا آن کس ازین نیرنگی روزگار بمرت  
 حاصل می تواند کرد کہ او را از جانب خدا فوق العادت قوت تخیلہ عطا شدہ باشد  
 مگر برائے اہل بصیرت این نشان در ثبوت حضرت مسیح موعود دلیلے است  
 بین و آیتے است روشن۔ مگر آن مردم خیلے کم اند کہ ازاں فائدہ برگیرند

## پیش خبری سویم

پیش خبری متعلق پادری آتھم کہ بذریعہ آن بر جملہ عیسائیاں  
 عالم عموماً و بر عیسائیاں ہند خصوصاً اتمام حجت شدہ است  
 مثال سویم از پیش خبری ہائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بر طرف  
 نصاریٰ شائع فرمودہ است و از طرف اسلام بر ایشاں اتمام حجت نمود  
 بیان می کنم۔

لے بادشاہ والا جاہ انمیدانم کہ ذات ہمایوں ازین حال کما حقہ  
 واقفیت میدارند یا نہ کہ مبتغان مذہب عیسویہ و واعظین آن گروہ شنیعہ  
 چہ قدر از روایات فلت و عقائد غیر صحیحہ بعض مسلمانان فائدہ بر گرفتہ بر ذات

مستجمع صفات سیدنا و سید الثقلین نورالکونین سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم  
 سخت تریں حملہ با بکار بردن را عادت خود کرده اند۔ مگر شدت حملہ ہائے ایشان  
 بحدے کہ سی یا چہل سال قبل ازیں رسیدہ بود نظیر آں دریں جزو زمان نشأ  
 دا دن نامکن است۔ حضرت اقدس بر زبان درازی ہائے از حد و رجا گزشتہ  
 ایشان نگاہ انداختہ از خدا تعالی توفیق یافتہ با قوت تمام مقابلہ آں گروہ آغاز  
 کرد تا آنکہ سچی حملہ آوراں تاب آں نیاوردہ بر جائے خود قائم ماندہ را و فرار اختیار  
 کردند۔ و اکتوں گرد آں طرز تحریر کہ در آں آواں اختیار کردہ بود ندنمی گردند۔  
 کسے کہ در میان ایشان در گندہ دہانی و بدزبانی از اقران خویش گوئے سبقت  
 برودہ بود شخصے ذی وجاہت عبداللہ آتھم نام از صاحب منصبان دولت  
 انگلیس بود۔ بارے چنان اتفاق افتاد کہ مسلمانان و عیسائیان خواستند کہ  
 در میان حضرت اقدس و آتھم یک مناظرہ مذہبی واقع گردد۔ در بین مناظرہ  
 ڈپٹی آتھم با وجود اعاسے کمال علم چوں غریبے کہ دست بہ رخس و خاشاک  
 میزند خیلے دست و پا زد مگر کارے از پیش بردن نتوانست و در میان خویش  
 و بیگانہ و دوست و دشمن او را ذلت روزی شد۔ چوں در دوران مباحثہ ذکر  
 معجزات ہم در میان آمدہ بود۔ مشیت الہی تقاضا کرد تا این مباحثہ از معجزہ  
 خالی ماند۔ لہذا حضرت اقدس را از جانب حق تعالی الہام شد کہ صورت مبالغہ  
 اختیار باید نمود۔ چنانچہ حضرت اقدس طرز مبالغہ اختیار فرمودہ در بارہ انجام آتھم  
 پیش خبری فرمودند کہ مضمونش اینست ” ہر فریقے کہ ازیں ہر دو عمد و دفع  
 را اختیار میکند و خدائے واحد قہار را گزاشتہ یک انسان ضعیف البتہ ان لہذا

یا پور خدا پنداشته است اولیاً با ما هم ایام مباحثه یعنی مقابله یک روز یک ماه بشمار آورد  
در مدت پانزده ماه در باویه بقیتمند و او را ذلت و تکلیف شدیدی پیش آید بشرطیکه رجوع  
الی الحق نکند؟

چون کاغذ تحریر آخری مباحثه از جانب حضرت اقدس بود حضرت ایشان  
این پیش خبری را شامل آن تحریر نمودند نوشتند که اگر این پیش خبری صورت وقوع  
یافت لابد ثابت گردد که رسول کریم صلعم که نسبت ذات مبارک ایشان آتقم در  
کتاب خود مستحلی به اندرونه بابل نمود بانه من ذلک لقب و جمال نوشته است  
فرستاده خدا و رسول بر حق است۔

دیر پیش خبری بیان دو امر شده بود۔ اول اینکه فریق خدا داننده و خدا گوینده  
مسح علیه السلام یعنی ژپنی آتقم در مدت پانزده ماه بوجه صد و تقصیب و بدگویی خود در  
باویه انداخته خواهد شد۔ دوم۔ اینکه اگر این فریق بجانب حق رجوع کند و برگشته خود  
پشیمان شود و بر غلطی خود آگاه گردد از عذاب محفوظ ماند۔ اگر فریق مخالفت رجوع بسو  
حق نمیکرد و بر ضد و عناد خود قائم می ماند و هلاک میگردد پیش خبری باطل میشد و اگر رجوع  
میکرد و در مدت پانزده ماه می مرد یا زخم پیش خبری بطلان می پذیرفت۔ زیرا که این پیش خبری  
آگهی میداد که در علم الهی عمر آتقم از پانزده ماه زاید است۔ و آتقم در پانزده ماه در حال  
صورت خواهد مرد و قتیکه او بر ضد و عناد خود قائم ماند۔ و با تا ازل اندک معلوم میگردد که از  
هر دو صورت پیشگویی هر دو پہلوئے صورت دوم از هر دو پہلوئے صورت اول  
زیاده شاندار است۔ زیرا که هر دو پہلوئے صورت اول این بود که اگر آتقم بر ضد خود  
مستحکم ماند در پانزده ماه می مرد و بر ضد خود بودش یک امر طبعی بود زیرا که او عالم نامو

گروہ عیسائیاں و مصنف کتب متعددہ بود کہ در تائید دین عیسویت و تردید دین متین  
اسلام گاشته بود۔ و در حقیقت عرفی و تبادلی نیز معزز و باوجاہت ظاہری بود و باحکام  
سلطنت انگلشیہ تعلقات و معرفت میداشت۔ چرا کہ خود نیز منصب یافته بود و در  
بشپ گری مذہبی جتنی میداشت کہ دریں مباحثہ عظیم الشان از جملہ پادریان بوجہ  
سر آمد بودن ایشان باخصوص برائے مباحثہ منتخب شدہ بود و دیگر پادریان و عظم  
بطریق نیابت مددگار او بودند پس نسبت این جنس شخصے ہمیں خیال پیدامی شد  
کہ او را بر دینے کہ میداشت یعنی بر عیسویت یقین کامل باشد۔ و بعد از مناظر و مباحث  
قراریا فتن او در مباحثہ آفندرتائید و حمایت دین عیسوی کردن او اعتماد قوی بود کہ  
گاہے برائے طرفہ العین ہم قوت معجزانہ مذہب اسلام را در دل خود جاسے نہ بد و برائے  
یک لحظہ انکار الوہیتہ ابن مریم نکند و این امر کہ اندرین صورت موت او در پانزود  
ماہ اگر چہ فی حدواتہ شانے میداشت مگر موت شخصے ثصت و پنج سالہ یک شب پیدامیکرد  
کہ شاید پیمانہ عمر لبریز گشته بود۔

مگر بمقابلہ صورت مندرکہ بالا ہر دو پہلوے صورت ثانیہ یعنی ایچکہ اگر آتھم رجوع کند  
در مدت پانزود ماہ ہماویمہ موت نیفتد زیادہ شاندار است و پہلوے اولین این صورت  
کہ آتھم رجوع کند ازین امر کہ او بر ضد خود قائم ماند زیادہ شاندار است و پہلوے دو  
یہمین نیز کہ او تا پانزود ماہ نمیرد از در پانزود ماہ مردنش زیادہ باوقعت است۔  
زیرا کہ موت انسانے از دست انسانے دیگر نیز وارد میتواند شد مگر کسے را تا پانزود  
ماہ زندہ گزارشتن در اختیار کسے نیست۔

پس اگر صورت دومین پیشگوی بوقوعے آمد آن از وقوع صورت اولین زیادہ

باشوکت تر بود۔ و خدا تعالیٰ کہ پیش قدرت او هیچ امر ناممکن نیست پہلوئے دویمین را کہ زیادہ مشکل بود اختیار کرد یعنی حق تعالیٰ رعب خود را در دلش انداخت۔ و اول اثر این پیشگوئی این ظاہر شد کہ آن ختم در عین مجلس مباحثہ دست بر سر دو گوش خود نہادہ گفت کہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را دجال نمی گوید۔

بر شیوع این پیش خبری چشمہائے تمام ہندوستان بدیں سوئے نگران بود کہ بہ بینیم کہ شتر بکدام پہلوی نشینند مگر خدا تعالیٰ نخواست کہ مخلوق او در انتظار پانزہ ماہ باندیش متصل اشاعت این پیش خبری تصرف خود بکار آورد کہ در حالت آن ختم فلق واضطراب پیدا گردید تا آنکہ در یک مقام فرانش نامند۔ و تفسیر عظیم در حالت بیفتاد سخت کار و بار تصنیف کتب و رسالجات کہ در تالیف عیسویت می نگاشت و خود را ہموارہ در نزد اسلام مصروف میداشت بجلی واگذاشت۔ ظاہر است کہ ہرچو بیستفہ و مصتفہ را از کار و بار تبلیغ و تصنیف خود قطعاً دست افشانندہ خاموش نشستن سرسری نیست۔ بلکہ دلیلہ است بر این کہ در دل او این احساس پیدا آگشته بود کہ ہرچہ اسلام میگوید ہماں حرف راست است و دانست کہ در مقابلہ کردن اسلام راہ غلط رفتہ است۔ و نہ ہمیں کرد کہ خاموشی ورزید بلکہ در باوید روحانی آگندہ شد یعنی دیرین خیال کہ او دیرین مقابلہ غلطی خوردہ است تا بحمد سے سرا سیمہ در پریشان خاطر شدہ رفت کہ اور انظار رائے عجیب و غریب پیش آمدن شروع شد۔ چنانچہ بسا اوقات بدوستان و خوبیشان خود میگفت کہ او را مار با بنظر می آید نہ کہ برائے گزینش براو حملہ می کردند۔ و گاہے میبید کہ سگان برائے اذیت رساندن در عقیش می دونند و گاہے نجیانش می آمد کہ مردم نیزہ بر او برسے بورش کردند۔ حالانکہ نہ مار و سگ

این چنین تعلیم داده میتوانستند شد که عبدالدا آتھم را رفتہ بکنند۔ و نہ در ہندوستان  
 عام آزادی اسلحہ است کہ مردم در رہبہائے شہر یا نیزہ گرفتہ ایستادہ می شدند تا  
 آتھم را بکشند۔ اما در حقیقت این یک باویہ بود کہ در روشش یہ این سبب پیدا شد  
 بود کہ او از این امر پیشانی شد کہ چرا برخلاف اسلام بر حمایت مسیحیت ایستادہ گشت۔  
 و این باویہ بہ بدل آن باویہ کبیر بود کہ اگر آتھم بر ضد خود قائم می ماند دوران انداختہ  
 شدنی بود۔ و اگر فی الواقع ایمانش بر مسیحیت قائم می ماند و اسلام را بچیناں باطل می  
 پنداشت کہ قبل از ان می آگاشت۔ و برین صورت چگونہ ممکن بود کہ در حتم و ساوس  
 و خطرات می افتاد۔ و نوبت بہ اینجا کے میرسید کہ جانوران موذی مثل مار و مور را دشمن  
 خود قیاس کند و خیال کند کہ سگان بر او حملہ می کنند۔ و اگر خدا را دشمن خود نہ پنداشتہ  
 بود چگونہ تمام مخلوق خدا در نگاہ او دشمن و مخالف می نمود۔ و کار و بار فراخص عیسویت را  
 یک لحنت پس پشت انداختہ از کجا در شہر ہائے دور دست گریزاں و اُفتال و  
 خیزاں و بیقرار و بے یار و بے عنخوار حیران و پریشان و سرگردان در بدر می شد۔  
 الغرض شق دوم یعنی رجوع الی الحق کہ از شق اولین زیادہ مشکلتر بود و خدا  
 در الہام از ان خیر داده بود بہ عجیب ترین رنگے و روشن ترین حالتے جلوه نلہو  
 نمود یعنی آن وقت رسید کہ دل آتھم نسبت اعتقاد الوہیت مسیح ابن مریم در  
 شک افتاد و صداقت اسلام بر دلش نقش ثروت بست۔ آنگاہ دوم حصہ خبر الہی  
 بوقوع انجامید یعنی با آنکہ خوف و ہراس او را بر بستہ مرگ بے حس و حرکت انداختہ  
 بود باز ہم خدا تعالی او را از مردن بازداشت و نیم جاننش در قید حیات مجوس ماند  
 تا برین فرمان حق راست آمد کہ اگر رجوع نماید از مردن محفوظ ماند۔



این پیشگیری بزرگ برائے بازکردن چشم عالمیان کافی بود۔ اما اگر این واقعہ  
 بناموشی می گزشت بعد چند سہ سالے این سخن می بود کہ مردم میگفتند کہ آتھم ہرگز  
 رجوع نہ کردہ بود و شتابہ تکلف و تصنع رجوع را بطرف او منسوب می کنند پس برائے  
 وضاحت مزید این پیشگیری خدا تعالیٰ گروہے را از میان عیسائیان و مسلمانان  
 برانگیخت کہ تا در حمایت یک سچی خود غما بر پا کردند کہ آتھم نہ مرد است و پیشگیری غلط  
 برآمد است۔ در جواب این خود غما مردم گفتند شد کہ این پیشگیری در خود و صورت  
 داشت ازاں ہر دو صورت صورت ثانی بوضاحت تمام واقع گردید است۔ مگر  
 افسوس کہ ہمدانکار کردند و گفتند کہ آتھم ہرگز رجوع نہ کردہ۔ حضرت اقدس برای  
 حالت آتھم را دعوت و ادک ہر چہ و کلائے تو یعنی بعض مسلمانان و عیسائیان میگویند  
 اگر در حقیقت راست است پس باید کہ قسم خوردہ اعلان کن کہ دریں مدت در دل  
 تو خیال صداقت اسلام و بطلان عقاید عیسویت پیدا نہ شدہ است۔ مگر آتھم  
 از سوگند خوردن انکار کرد۔ و بغیر از سوگند یا و کرون اعلائے نبوشت کہ من کہن  
 نیز مذہب عیسویت را راست و حق میدانم۔ مگر قادر علی الاطلاق کہ تصرفش بر  
 دل و و ماغ مردم است در میان این اعلانات این حرف نیز از قلمش بر آورد  
 کہ من مسیح را ہچو دیگر عیسائیان خدا نمی پذیرم۔ و چنانچہ الفاظ الہام بالانقل شد  
 و مضمون پیشگیری ہمیں بود کہ ہر کہ بندہ خدا را خدا پذیرد در قصر تاویہ سزگون ہفتند  
 و آتھم اقرار کرد کہ من مسیح را ہرگز خدا نمیدانم و از حضرت اقدس نسبت این مدعا  
 بر آتھم تاکید از ورادہ شد کہ اگر اوفی الحقیقت اندرین ایام نسبت صداقت  
 مذہب خود متر و گشتہ بود و یا احساس صداقت اسلام در دلش پیدا نہ شدہ بود

باید کہ اعلان آں بہ حلف بکنند کہ من دریں ایام بر خیالات و عقائد خود بہماں حالت  
 قائم ماندہ ام کہ پیش ازیں در دل من جاگزین بود پس اگر قسم بخورد و تا یک سیال  
 عذاب برو نازل نشود ما کاذب با شیم و متصل آں ایں اعلان نیز دادند کہ اگر آتھم  
 قسم بخورد ما اور ایک ہزار روپیہ انعام میدہم۔ آتھم جواب داد کہ در مذہب عیسوی  
 قسم خوردن جائز نیست۔ حالانکہ در اناجیل مرقوم است کہ حواریان مسیح اکثر قسم  
 خورده اند۔ بلکہ در حکومتہائے عیسویہ بیچ صاحب منصب را بغیر خوردن قسم و بردار  
 حلف بیچ منصب اعلیٰ و عہدہ بلند حاصل نمی شود بادشایان و حجان عدالت دارگان  
 پارلیمان و صاحب منصبان ملکی و مالی و سرعسکران افواج و شاہدان مقدمات را  
 ہمیشہ قسم دادہ میشود۔ بلکہ در عدالتہائے مسیحی ایں قانون است کہ قسم خوردن را صرف  
 برائے مسیحیان مخصوص کردہ اند۔ و از اقوام دیگر در عدالتہا قسم گرفتہ نمی شود بلکہ  
 در وقت شہادت صرف ہمیں میگویند کہ من خدا را حاضر و ناظر دانستہ گواہی میدہم  
 پس ہر گاہ نزد عیسائیان قسم خوردن صرف حق عیسائیان است و بس۔ بنا بر اں خدا را آتھم  
 بسیار نامعقول بود تا کہ از بار قسم خوردن و اہد زیر اگر او خیلے نظارہائے ہیبت ناک را پیش  
 ازیں کچھ خود دیدہ و خیلے تر سیدہ بود و آں ہمہ نظارہ ہائے اورا یقین میدادند کہ اگر قسم بخورد لاجہا  
 ہلاک گردد و حقیقت قسم ناک خوردن آتھم زیادہ تر بوضاحت بر ما ہویدا می شود ہر گاہ ما گناہ  
 می کنیم کہ عیسائیان را بیچ منصبہ مذہبی بغیر از حلف برداشتن منجانب دولتہائے  
 ایشان میسر نمی گردد و صاحب منصبان مذہب پراٹسٹنٹ را کہ آتھم باں تعلق  
 میداشتند دوگونہ قسم خوردن واجب میباشد یکے بچہت ہمیشہ ہوا دار ماندن  
 از ہر کلیسیا و دیگر برائے وفادار بودن بچہت سلطنت خود چوں ایں سخن را

که مذکور شد حضرت اقدس بجانب آنتم بذر بیخه استنهار چاپ زده فرستاد و او در  
 جواب سکوت اغتیار کرد و حضرت اقدس رقم انعام را بتدریج افزایش داده تا چهار  
 هزار روپیه رسانیده فرمود که باید بے انتظار و گذشتن سال تمام رقم انعام را قسم  
 خورده بدست آرد. اما چون آن حالت را که بروی در ایام پانزده ماه طاری  
 گشته بود و میخواست که از نگاه قوم خود پوشیده داند و ازین جهت قسم خوردن نتوانست  
 ناچار از قسم ابا کرد و بنحاشی ایام خود را گذرانید. و نوشتن مضامین تردید اسلام  
 را و با زبان تبلیغ دین مسجیت نمودن را بجای موقوف کرد. ازین حالت او صد ا  
 پیشگیری زیاده و اضحتر گشت. و خدا بتعالی باین طریق از دشمن اسلام اقرار  
 ربوع از عقیده الوهیت مسیح کنانید. و با وجود آنکه در همان مباحثه که در آن پیش  
 خبری کرده شده بود در یک پرچه بحث خجسته زور بر اثبات الوهیت مسیح زده بود  
 و جمیع صفات الهیه را بر نعم خود در مسیح ثابت میکرد و مگر باز هم حق تعالی خیالاتش را که  
 درباره صداقت اسلام و ردول مینداشت از او مطلع و اظهارش که در مطالبه قسم  
 اختیار کرد و بطور آورد.

و فرغ این پیشگیری با شوکت و عظمت خود در رنگیت که یک سعید لفظت  
 را از آن ترقی ایمان حاصل میگردد. و تجلی الهی را بچشم خود معانته می نماید زیرا که در دل  
 شخصی اش در تریس مخالفت اسلام و اعدای عدو دین متین و سرگروه قوم نصاری که  
 برخلاف اسلام از جانب ایشان مناظر و مباحث مقرر شده بود و تمام عمر او در تائید  
 عیسویت و تردید اسلام صرف گشته بود و بیکبار خیالات صداقت اسلام را م قسم  
 ساختن و شکوک در عقاید متضمنه او پیدا نمودن و به تبدیل خیالاتش تا پانزده ماه او

زند و داشتن از طاقت بشری خارج است۔

## پیش خبری چہارم

بحق ڈوئی متوطن امریکہ۔ ازین پیش خبری کہ در سخی ڈوئی مدعی امریکہ  
است بر عیسائیاں کل دنیا عموماً و براہل امریکہ خصوصاً اتمام حجت

شدہ است

انکوں یک پیش خبری دیگر را کہ بذریعہ آن عموماً بر نصاریٰ کل دنیا و بالتخصیص  
بر عیسائیاں و بار مغرب حجت تمام شد است ذکر می نمایم۔ انگلند ڈوئی نام شخصے  
در امریکہ خبیله مشہور و معروف بود مستط الراس و منبت الاقدام خویش اگر چه سرور  
آسٹریلیا میداشت ولیکن بعد از اس در ملک امریکا اقامت گزیدہ در ۱۸۹۲ء عموماً عظیم  
مذہبی آغاز نمود۔ و در اسرِع اوقات بسببِ این دعوی کہ اورا بغیر دادن دوا  
طاقت شفا بخشی حاصل است قبولیت تمام پیدا شد و در سنہ ۱۹۰۰ء دعوی کرد کہ او  
برائے آمد ثانی مسیح بمنزلہ ایلیاست و برائے رفت و رو بہ راهش مبعوث گشتہ است  
و چون بسببِ ظاہر شدن علاماتِ بعثتِ مسیح کسانے را کہ بہ مذہبِ عیسوی تعلق  
دارند انتظار آمد ثانی مسیح بدرجہ غایت است۔ بناءً علیہ اورا بہ سببِ این دعوی  
عروج کامل شد۔ و در امریکا قطعہ زمین خریدہ در اس شہرے صحیحون تام آباد کرد  
و مناوی داد کہ مسیح درین شہر نازل گردد۔ جماعت متتولینِ اس دیار بہ امید اینکہ از  
ہمہ اول مسیح را بہ بینند۔ در اس شہر قطعات اراضی خریدہ مکانات سکونتی قیمتی  
لکھو کہا روپیہ تعمیر کردند۔ و او در اس شہر مثل بادشاہانِ ذی شوکت بسرمی برد و

مریدان و معتقدانِش در مدتِ قلیل از یک لک تجاوز ذکر و تہذیب و در تمام بلادِ سیحہ  
 برائے تبلیغِ کار خیلے منادی کنندگان را پیشِ خود جمع کرد۔ چون بادینِ اسلام عدوانتہ  
 شدید میباشند ہمیشہ بر خلافتِ این دو پرنسپل سخت کلامی می کرد۔ بالآخر در سنہ ۱۹۰۹ء  
 اعلان داد کہ اگر مسلمانانِ دینِ عیسوی را قبول کنند فیہا ورنہ ہمہ ہلاک شوند چون  
 حضرت اقدس را ازین معنی خبر حاصل شد عجالتہً یک اشتہار شائع فرمودند و  
 فضیلتِ اسلام در آن ثابت کرده نوشتند کہ برائے صداقتِ کیشِ عیسوی بلوغت  
 نفوسِ اہلِ اسلام را ہلاک ساختن چہ ضروری است۔ مرا کہ حقِ تعالیٰ مسیح موعود  
 ساخت است بر تو واجب است کہ با من مباحثہ کنی تا خدا بتعالیٰ در میانِ صداد  
 و کاذب فیصلہ فرماید و مردم را نیز ازین فیصلہ مددے و سہولتے دست دہد  
 این اشتہار منجانبِ حضرت اقدس در سنہ ۱۹۰۹ء بہ این کثرت درویار یورپ امریکا  
 شائع و ذائع گردید کہ تقریباً تا یک سال در برابر یورپ و امریکہ بر این اشتہار  
 رائے زنی ہا کرده شد۔ و اکثر اہلِ الرائے بہ نظر غائر در آن میدیدند و از آن میان  
 چہل اہلِ مطالع کہ بہ این مناظرہ و مقابلہ خیلے و بستگی میداشتند جرأتِ خود را سخا  
 ازین مضمون در ہندوستان میفرستادند۔ از کثرتِ اشاعتِ این قدر جرأت و سخا  
 اندازہ میتوان کرد کہ زیادہ از دو بلینون نفوس را ازین مقابلہ آگاہی حاصل بود۔  
 اما ڈوئی بچواسی اشتہار نہ پر و اختہ بر اسلام دُعائے بد کرد و حملہ ہائے سفیہانہ  
 آغاز نمود۔ بالآخر بتاریخ چہار و ہم فروری سنہ ۱۹۰۹ء در جریدہ خود این سخن شائع  
 نمود کہ من از خدا بتعالیٰ درخواست کردہ ام کہ بزودی آں روز فرا برسد کہ اسلام  
 را از صفحہ دنیا بردارد۔ و این نیز تحریر نمود کہ لے خدا دُعائے مرا قبول کن کہ اسلام

را ہلاک سازے۔ باز بتاریخ پنجم ماہ اگست ۱۹۰۳ء منع بنگاشت کہ صحیحون آن دلغ  
 بدنامے انسانیت را کہ اسلام نام میدارد غیر از ہلاک کردن نگذارد۔ حضرت  
 اقدس دانستند کہ این دشمن اسلام از عناد خود باز نمی آید ہمہدین سال یکشتہ  
 کہ نامش بدین عنوان است (پیش خبری نسبت ڈوئی و بگٹ) شائع فرمودند۔  
 و در اس اشتہار نگاشتند کہ ما را حق تعالی بجهت قائم کردن توحید و نیست کردن  
 شرک مامور نمود است و اطلاع داد است کہ اگر ڈوئی در مقابلہ من صراحتاً  
 کفایت با من مبادہ بکند بحسرت تمام بموجودگی من در غم و اندوه بننگاشته و اصل  
 ہتم گردد۔ و حضرت اقدس این ہم نوشت کہ ما اورا قبل ازین ہم دعوت مبادلہ  
 داده ایم و اوقات حال جواب آں التفات نگذردہ است۔ اکنون اورا ہمت بیفت  
 ماہ برسے و ادن جواب میدہم و بالیقین بدانند کہ ہر شہر صحیحون او آفتے نازل  
 گردد۔ حضرت اقدس در آخر کار بلا انتظار جواب ڈوئی دعا کردند کہ لے خدا این  
 داہری را فیصل بنا و دروغ بانی ڈوئی و بگٹ را بر مردم فاش بفرما۔

این اشتہار بکثرت تمام در ممالک مغرب اشاعت یافت و در جراند  
 امصار مشہورہ مثلاً کلاسکو ہیلڈ و انگلستان نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر  
 امریکا و یورپ وغیرہ شائع گردید و بیونہام مردم را بران اطلاع حاصل شد۔  
 طلوع ڈوئی بوقت شائع شدن این اشتہار بر عروج کمال بود و تعداد  
 پیروانش ترقی افزود و مبداشت و اکثر منتقدانش تمول و ذی ثروت بودند کہ  
 تخمیناً در سہ سال سی لاک روپیہ بطور تندر و تعالیف پیشکش او میکردند۔ و خیل  
 کارخانہ جات را مالک بود و قریباً شش کروڑ روپیہ نقد و خزائن مبداشت۔

و از بعضی نواب و امارا علمه و فحلہ زیادہ پیشکش بود۔ و اس قدر تنومند و تند سرت  
 و توانا بود کہ صحت و تند سرتی خود را یک معجزہ قرار میداد و میگفت کہ من حکم خود دیگر  
 را صحت و توانائی مینوانم بخشید۔ الفرض از ہر جہت صحت و مال و کثرت دولت  
 و خدم و حشم پیش خود میداشت۔

بعد از شائع شدن اشتہار حضرت اقدس اکثر مردم از دو سوال میکردند  
 کہ چرا جواب اشتہارات حضرت اقدس را نمیدہی۔ او در جواب میگفت کہ مردم  
 بیگویند کہ چرا جواب فلاں فلاں سخن را نمیدہی۔ آیا شما خیال میدارید کہ من جواب  
 کرے چند و یا مورچہ ہائے ناتواناں بدہم (اگر پائے خود برایشان بگذارم آنها را  
 پامال توانم کرد۔ مگر من این کار اوقع میدہم تا از نگاہ من دور تر رفتہ چندے  
 زندگانی بکنند۔

بسا اوقات انسان از بے شعوری بزعم خود کاروانائی میکند اما در حقیقت  
 آن کار از راہ نادانی از وسر زودہ باشد ہمیریں طریق ڈوئی نیز با وجودیکہ از مقابلہ پہلو  
 میکرد و در مقابل ایستاد و اورا بچ معلوم نشد۔ با وجود اینکہ حضرت اقدس اورا نوشتہ  
 بود کہ اگر اشارتہ نیز در مقابلہ بایسند باز ہم بدرو اندوہ و حسرت و حرمان در  
 روزگار حیات من ہلاک شود و لیکن ڈوئی حضرت اقدس را یک ضعیف کرے یا موچہ  
 ناتوانے قرار داد و نیز بہ این ادعائے کہ اگر پائے بروئے ہم اورا پامال می سازم۔  
 خویشتن را مقابل کرد و کلمہ سابقہ الہیہ را بر خود وارد نمود۔ سرکشی و تکبرش  
 بر این حد اکتفا نکرد بلکہ بعد چندے ذکر حضرت اقدس بر زبان آوردہ در شان  
 رفیعش کلمہ بیوقوف سبح محض از زبان بر آورد۔ و گفت اگر من بروئے زمین ہنر خدا

نیست پس هیچکس پیغمبر نیست۔ و بتاریخ پنجم دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء علی الاعلان بر سر مقابلہ  
سینہ سپر کرد و اعلان داد کہ فرشتہ خدا با من گفت است کہ تو بر دشمن خود غالب می  
گویا بمقابلہ پیشخبری حضرت پیش خبری ہلاکت ایشان بیان کرد۔ و این مقابلہ او کہ  
اولاً اشارت شروع شد و آہستہ آہستہ بجانب صراحت منجر شد زود بار آورگر دید۔  
و بعد ازین حملہ آخری چون در مقابل ایستاد۔ حضرت اقدس بر خلاف او پیروے در  
جراہ نوشتن و کلمہ از زبان بر آوردن موقوف فرمود و حکم فانتظر انہم منتظر  
چشم انتظار بر فیصلہ الہی کشادند۔

آخر خدا یکے بطش او بتاریخ است و لیکن خیمے شدید است دست خود را  
دراز کرد و پایش را کہ بر مسیح محمدی نہادن آرزو میداشتت بمرض فاج شل گردانید۔  
و طاقت پائے بر مسیح خدا نہادن او را خدا کے میداد۔ بلکہ او را بارے آن نہاند  
کہ پائے خود را راست بر زمین ہند۔ غضب اللہ الواحد القہار در صورت فاج  
بروے بریخت و بعد چندے افاقنت روئے داد۔ مگر بعد از دو ماہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۹  
آن مرض ہلک حملہ دیگر بکار برو و بقیہ طاقتش را نیز چون رشتہ بوسیدہ گینخت۔ و  
چون خیمے ضعیف و نحیف و ناتوان و ناچار گردید کار خود را بہ نواب خود سپردہ و  
جزیرہ کہ آب و ہوائش بحیث مفلوجان مفید بود سکونت اختیار کرد۔ مگر خدا او را  
انجانیز نگذاشتت و بطش الہی را وہ نمود کہ چہناں کہ ڈوئی مسیح محمدی را کہ سے گفتے بود  
مثل یک گرم مزبلہ در نظر مردم خفیر نماید۔ و مال مناعیکہ برو سے فخر و مہیا است۔  
و بہ نپدار آن اینقدر جرات و جسارت و تکبر و غرور پیش گرفته بود سرمایہ دولت  
در سوائی او گرداند۔ چنانچہ صورت حال چہناں واقع شد کہ بیمار شدن و بہ جزیرہ رشتش



در اول مریدان او شبیه افناد که او دعوی میکرد که من بهاریان را نه بدعا بلکه حکم خود شنفا  
 میبدم حال که امرو واقف شد است که خود درین مرض چنانچه بنمنا گشت است که  
 ازاں صورت رمانی نمی بید - پس در غیبت او در جستجوی این راز شدند و در نهان  
 خانه اش که کسی را در آن بار نمیداد تفحص کردند - بکثرت قرابه های شراب خانه  
 خراب دیدند - وزن و فرزندش گواهی دادند که آن عیسانی نزا دینیاں از نظر  
 آن نصرانیان بکثرت مالا کلام شرب الیهو و میگردد مگر در نظا هر مریدان و معتقدان  
 خود را بشدت تمام ازاں باز میباشند - و اجازت هیچ مسکره نمیداد حتی که از  
 تمباکو نوشی نیز منع میکرد - وزن و دوی بیان کرد که من در آیام غربت او همراز و  
 دمساز او بودم مگر کنون حالات پیدا و را دیده خیل افسوس میخورم که بغیر از من  
 بازن دیگر تعلق ناجائز میبارد و بر خلافت دیانت سچی این مسئله اختراع کرده  
 است که در یک وقت چند زن در پیش خود داشتن نیز جائز است - و با این  
 جیله زن دیگر کردن اراده میدارد - و تخریبات آن زن که در جواب خطوط و طی  
 نگاشته بود پیش مردم گذاشت - ازین سبب غیظ و غضب مردم زیاد تر  
 گشت - و چون فرد حساب جمع و خرج برگرفتند ظاهر شد که پنجاه لک روپیه بن  
 کرده است و زیاد از لک روپیه دختران دوشیزه و نو خواستد را بر لے  
 کاربرد و خضیه سوغات و تحائف فرستاد است - بنابراین از جانب جماعت او  
 با پیغام تلغراف دادند که جمله اراکین مجلس به اتفاق همه گریه سراف و نیز بر  
 وریا کاری و غلط بیانی و بددیانتی و تصرف بیجا و غضب و زور و کلام مباهله  
 آمیز شما اعتراض میدارند لهذا خود را ازین منصب معزول پندارید -

ڈوٹی اس الزامات را تریبہ کردن نتوانست۔ انجام کار ہمہ سرید اشس  
 مخالفت نشدند۔ ناچار استدعا کر کہ مریدان را یک نظر بہ میند تا یک جملہ ایشانرا  
 بجانب خود مائل سازد۔ آخر بدین تصور باطل متوجہ صیون شد۔ مگر بغیر از چند نفر  
 مفتقدان و پیروان او تا استنسیوں بجهت استقبال بیرون نیامدند و اکابر  
 جماعت بحال او اصلاً ملتفت نشدند۔ از کم توجہی ایشان خیلہ تنگ آمدہ رو  
 بعدالت آورد۔ لیکن از انجانب بر بیت المال قوم اور آقبضہ مبشر شد و صرف  
 قدرے قلیلے برائے قوت لایموتش دمانیدہ شد۔ و یکیسی او بہ حد سے رسبید  
 کہ پیش خدمتان حبشی بر دوش ہا برداشتنے نیمی جان اور از جائے بہ جائے  
 می بردند و در نہایت پریشانی و سرگردانی روزگار خود را بسر می برد و در و در بخش  
 را دیدہ دوچار فقر از رفیقانش کہ ہنوز اور انزک نکرده بودند مشورہ کردند و بر چارگی  
 او نظر کردہ شخصے از رفیقانش مشورہ داد کہ روئے بدکنوران نامور آوردہ علاج  
 و دولے ڈاکٹری بکند۔ مگر او بہ این وجہ از علاج انکار میکرد کہ مردم میگوبند قبل  
 ازین دیگران را از علاج منع میکرد و اکنون خود بجانب علاج محتاج گردید است  
 آخر وقتیکہ بجلہ لکہا مریدان محض دو صد نفر باقی ماندند و از جانب عدالتہائیز ناگاہ  
 و نامراد ماند۔ و مرض شدت گرفت۔ تخیل آل نیاوردہ دیوانہ شد۔ روز سے چند مرید  
 بفرض استماع و عظیم اور فتنند۔ دیدند کہ برہ عضو خود لنتہ ہائے کہنہ بستہ است و  
 میگوبند نام من جبری است۔ و تمام شب با شیطان در ستیز و آویز بودم و  
 درین جنگ سرسکرا افواج شیطان کشتہ شدہ است۔ و او خود ہم زخم خوردہ  
 بر روئے زمین پلاس و اربہن افتاد است ہمہ مردم ازین سخنان بے سرو پا

دانستند کہ کارش بہ دیوانگی رسیدہ است۔ ناچار اور اتہاگذاشتہ سر خود گرفتار  
و بتاریخ ۸ ماہ مارچ ۱۸۵۷ء الفاطیہ پیشخبری ہفت ماہیہ حضرت اقدس کہ ڈوی  
دنگاہ من بحسرت تمام و اندوہ و حرمان مالاکلام دنیائے فانی راگذاشتہ یعنی  
نشد لفظاً لفظاً بوقوع پیوست۔ یعنی یہاں ڈوی کہ خود را پیغمبر خدا و امی نمود بحسرت  
و اندوہ تمام ناکام و ناشاد و نامراد جان خود بداد۔ وقت مُردن او صرف چار نفر  
بر بالین سرش بودند ہنگی سرمایہ اش قریباً نسی روپیہ بود۔

اسے بادشاہ عالی پایگاہ ایچ موتے با حسرت و یاس زیادہ از بس ممکن  
نیست۔ بالیقین اس واقعہ ایست عبرت انگیز و سائنحہ ایست حیرت خیز و برا  
اہل یورپ و امریکانشانے است رخشاں چنانچہ بیارے از جراند اہل  
فرنگ اس امر را تسلیم کردہ اند کہ پیشخبری تہی ہندوستان بہ اتمام رسید و بر تسلیم  
صدافت اس پیشخبری مجبور گشتہ اند۔ و نام چندے از اس جراند مع کیفیت مر  
ایشاں ہدیہ ناظرین می نمایم۔

ڈنول گروٹ جریدہ امریکامی نگارو۔ اگر احمد پیر و انش بریں پیشخبری کہ چند  
ماہ می گذرد کہ بہ صحت تمام بوقوع آمدہ فخر و مبایات کنند برایشاں پیچ الزام  
عائد ننواند بود۔ ۷ جون ۱۸۵۷ء۔

”ترتیب سیکر جریدہ امریکامی نو پسند“ حالات ظاہرہ و خلافت نادر زندہ  
ماندن دعوت دہندہ بود۔ مگر او گوئے سبقت ر بود یعنی عمر حضرت اقدس از عمر  
ڈوی زیادہ بود و نسبت ایشاں قوی تر و جوان بود۔

روزنامہ بوٹن ہیرلڈ نام کہ از امریکاشائع می شود رقمطراز است کہ بعد

موتِ ڈوئی شہرتِ نبی ہندوستانِ بلندِی پذیرفتہ است۔ آیا اس راست  
 نیست کہ اویں پشخیری موتِ ڈوئی کردہ بود کہ اس در زندگی اویں پشخیری واقع خواہد  
 شد و مویش باخیلے در دو حسرت خواهد بود۔ عمرِ ڈوئی شخصت و پنج سال بود و عمر  
 پشخیری دہندہ ہفتاد و پنج سال“

الغرض از بس جرائم و اقباساتِ آہنا پشخیری بر آید کہ بردہا سے جرائم نگار  
 و روزنامہ نویسانِ قومِ مسیحی و دہریہ اثرے قوی از بس پشخیری پیدا گشتہ بود۔ و  
 از تبارِ حج حیرت انگیزش خیلے متاثر شدہ بودند حتی کہ اس اثر را از درج کردن  
 جرائم و روزنامہا سے خویش باز ماندن نتوانستند۔ پس اس امر یقینی است کہ  
 ہر گاہ اس نشانِ شوکتِ اقترانِ پیش چشم دانشمندانِ یورپ و امریکا بزور  
 ہر چہ تمام تر گزاشتنے آید ایشان شہادتِ بسیارے از اہلِ جرائم ملک و قوم و مذہب  
 خود را دیدہ از صداقتِ آن الحار کردن نتوانند۔ بلکہ لایذ تسلیم کنند کہ دینِ اسلام  
 از جانبِ خدا است۔ و مجبوراً عقائدِ دینِ عیسوی را ترک گفتہ در قبولِ اسلام  
 ہرگز تامل نہ نمایند بلکہ یقین کنند کہ بغیرِ داخل شدن در اسلام ہیچ انسان نجات  
 خود حاصل نتواند کرد و لہذا در پذیرفتنِ دینِ متینِ محمدیہ و ایمان آوردن بر  
 سید المرسلین صلعم و بر خادِم او مسیح موعود علیہ السلام در بیع نوازند۔ چنانچہ محمد  
 آثارِ آن حالاً ظہور پذیرفتن آغاز کردہ است و در امریکا دیرین وقت زیادہ از  
 ہفت صد کس در جماعت احمدیہ داخل گشتہ در و بر سر رو کائنات صلعم  
 می خوانند۔ ( اللہم فر دسؤد ولا تنقص )

## پیش خیری پنجم

ابن پیشخیری حضرت اقدس نسبت لیکھرام پشاور است  
 کہ بوجہ آں بر تمام ہنود انعام حجت شد است  
 حال امن ازاں پیشخیری ہائے حضرت اقدس کہ بر ہنود برائے اظہار  
 صداقت اسلام کردہ شدہ بودند یک پیشخیری را بیان می کنم۔ و ابن پیشخیری  
 یکے ازاں پیشخیری ہاست کہ بروقت خود وقوع یافتہ دہائے لکو کہ ہاروم  
 را الرزائیدہ و صداقت اسلام را در قلوب متکمن ساختہ و صد ہا اشخاص  
 ازاں پیشخیری ہا متاثر شدہ ظاہراً ایمان آورده اند و برابر مسلمان شدہ  
 میروند۔

تفصیل این پیشخیری بدین منوال است کہ از چہل یا پنجاہ سال یک  
 فرقہ جدیدہ در میان ہندو اں سر برافراستہ است کہ خود را آریہ سماج می  
 گویند۔ این قوم حالت خرابی مسلمانان این زمانہ را کہ ظاہر است۔ دیدہ تدبیر  
 اندیشیدند کہ مسلمانان را ہندو باید کرد۔ و بحجت حصول این مقصد پیشوایان  
 این قوم ہمیشہ بر خطرات دین منین اسلام طومار ہائے بد زبانی و گندہ دہانی  
 شائع میکرد لیکن پنجاہ اشخاص شخصہ و لیکھرام نام کہ نسبت اسلام و شارع  
 علیہ اسلام در اعتراضات گندہ نوشتن و شائع ساختن از ہمہ بد زبانی تیز و  
 ہرزہ درائے تیز بود۔ حضرت اقدس باو سے بار ہا گفتگو فرمودند اورا قائل صداقت  
 اسلام گردانیدند۔ لیکن چند آنکہ حضرت اقدس اورا بجا لطفتتہ پر جانب صداقت

اسلام ترغیب دادند۔ اوہاں قدر در تعصب و عناد ترقی نمود و آیات کریمہ را  
 بوجہ قسادت قلبی و خبت طبع آسچنان ترجمہ کردہ و چاپ کردہ شائع می کرد کہ  
 خواندن آن بر انسان شرافت منس خیلے ناگواری آمد بہ نزدیک آن بد باطن  
 در دنیا بدترین کسے آن بود کہ مستحج تمام فضائل روحانی و جامع جمیع کمالات  
 انسانی بود است صلعم۔ و از ہمہ بدترین کتابے آنست کہ محزن ہمہ علوم و گنجینہ  
 خصائل کمالات است۔ ظاہر است کہ نور آفتاب بینائی چشم بہار را آسیب  
 میرساند پس حال او نیز ہمہ میں قیاس بود۔ آخر کار چون بحث و مباحثہ طول  
 کشید و آن بدشعار در بد گوئی بہ نسبت سیدنا و سید التقلین صلعم ترقی روز  
 افزوں نمود و بہ نسبت حضرت مسیح موعود ہم تمسخر و استہزاء پیش گرفت کہ چرا  
 نشانے برائے من نمی نماید پس حضرت اقدس در بارہ او رجوع بحتی صل و علا آورد  
 و دعا فرمودند۔ خدا یتعالیٰ با حضرت خبر داد کہ برائے او این نشان مقرر شدہ است  
 کہ عنقریب او ہلاک گردد۔

حضرت اقدس قبل از اشاعت پیشخبری ازو سے دریافت فرمودند کہ  
 اگر نزابہ اشاعت این پیشخبری رنجے میرسد آنرا بیان کن تا شائع نہ کردہ آید  
 لیکہرام در جواب نوشت کہ من از پیشخبری ماے شما باکے ندارم۔ ہر چه میخواہید  
 بلا تردد اشاعت نماید۔ چوں در پیشخبری تعیین وقت نبود۔ او مطالبہ تعیین  
 وقت نمود۔ حضرت اقدس تا آن زمان کہ خدا یتعالیٰ وقت مقرر فرماید توقف  
 ورزیدند۔ آخر الہام شد کہ از ابتدائے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء در میان شش  
 سال بر سر لیکہرام عذاب الیم نازل گردد کہ نتیجہ آن موت باشد۔ حضرت اقدس

این پیشخیزی را شائع فرمودند و نیز این الہام را کہ در بارہ لیکھرام بود و  
 پیشخیزی درج نمودند یعنی عجل جسد له خوار۔ له نصب و عذاب  
 یعنی این شخص مثل گو سالہ سامری است کہ مثل گاؤ صد امیکند۔ و او را از وقتا<sup>ثبت</sup>  
 بہرہ نیست۔ برائے او بلائے و عذابے مقرر است۔ بعد ازین حضرت اقدس  
 نوشتند کہ حال ابرہہ مردم جلد مذاہب ظاہر میکنم کہ اگر بر لیکھرام از تاریخ قوم فوتی  
 ۱۸۹۳ء در مدت شش سال عذابیکہ از تکلیفات سرسری تا در و خارق عادت  
 بود کہ با خود سپینتہ داشتند باشد نازل نشود پس باید کہ ہمہ مردم بدانند کہ من از  
 جانب خدا مبعوث نگشتمہ ام۔ و بعد از اشاعت این پیشخیزی یک پیشخیزی دیگر  
 کہ متضمن بر مزید وضاحت ہلاکت او بود مشہر ساختند۔ وہو ہذا۔ شعر  
 و بشرنی ربی و قال مبشراً۔۔ ستعرف یوم العید و العید اقرب  
 و منها ما وعدنی ربی و استجاب دعائی و اخبیرنی ربی فی رجل مفسد  
 عدو اللہ و رسولہ مسہمی لیکھرام الفیشاوری و اخبیرنی ربی انہ من  
 الہاکلین۔ انہ کان یسب نبی اللہ فبشرنی ربی بموتہ فی سنتہ سنۃ ان  
 فی ذلک لآیات للطالمین۔ یعنی خدا بتعالیٰ مر ایشارت دادہ کہ تو روز عید  
 خواہی دید و آن روز باروز عید الحق باشد۔ و نیز قوم فرمودند کہ ازاں افضال الہی  
 کہ بر من نازل شدہ یکے این است کہ خدا بتعالیٰ در حق شخص لیکھرام دعائے مرا  
 بشنید و قبول کرد و خبر داد کہ عنقریب او روئے ہلاکت بیند۔ این دنی الطبع در  
 حق رسول کریم صلعم القا نا شائستہ از زبان می برآرد من بروئے دعائے بد کردہ  
 ام و خدا بتعالیٰ مرا آگاہ فرمود است کہ در مدت شش سال او در ہلاکت افتد

و درین پیشخبری از برائے طالبانِ حق نشانِ عظیم الشان است۔ بعد ازین تشریحی دیگر  
 که واضح و آشکارا تر بود ظاهر گشت۔ و آن در کتاب برکاتِ الدعا کہ مصنفِ حضرت  
 اقدس است زیر عنوان ”در باره لبیکھرام پشاور سی خبر سے دیگر“ شائع کرده شد  
 و در آن درج است ”کہ امر و زبیر تاریخِ دویم اپریل ۱۹۱۹ء کو مطابق چہار دہم  
 رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ بمجرى مقدس بوقت صبح در حالتِ بودگی دیدم کہ  
 من در کائناتِ وسیع نشستم۔ ام و چند احباب در من حلقہ زودہ اند کہ میں آشنا  
 شخصے قوی پہلے نمونہ در شکلِ حبیب کہ گویا از چشمانش خون می چکید پیش روئے من  
 آمدہ اسناد۔ چون چشم کشادہ بجانبا او نگریستم دیدم کہ شخصے است بشکلِ عجیب و  
 شاملِ غریب گویا انسان نیست بلکہ او از ملائکہ شداد و غلاظ است کہ از دیدن او  
 ہیبت بردہا طاری می شود۔ و میں کہ من او را دیدم از من پرسید کہ لبیکھرام کجاست؟  
 دنام شخصے دیگر ہم بر زبان آورد۔ فی الفور دستم کہ این فرستادہ خدا بر اسے  
 سزا داد لبیکھرام و آن شخص دیگر ما مور شدہ است“ پس حضرت اقدس در  
 کتابے دیگر کہ آن ہم از مصنفاتِ حضرت اقدس است و آیتہ مکالاتِ اسلام  
 تام دارد منطلق لبیکھرام این اشعار شائع فرمودند۔

ہم از نورِ نمسایانِ محمد	الہے منکر از شانِ محمد
بیا بستگہ ز غلمانِ محمد	کرامت گر چہ بے نام و نشانِ آ
بترس از تیغِ برانِ محمد	الہے دشمنِ نادان و بیراہ

ازین تمام پیشخبری ہا کہ بالا ذکر آن شد و اصرح می شود کہ حضرت اقدس را  
 نسبت ہلاکت او در اوقات مختلفہ از جانبِ خدایتعالی الہام شدہ بود کہ۔



- (۱) لیکھرام بعد از یکہ نتیجہ اش موت با شد ہلاک گرو۔
- (۲) این عذاب موت در مدت شش سال نازل شود۔
- (۳) موت لیکھرام در روزے واقع شود کہ لمخ بر روز عید باشد۔ خواہ اول از عید خواہ بعد از عید۔
- (۴) باوے ہاں سلوک کردہ شود کہ یگو سالہ سامری بعل آمدہ بود یعنی اول پارہ پارہ شدن باز سوختن شدن سپس بد زیا افگندہ شدن۔
- (۵) برائے ہلاکت وے شخصہ کہ از چشمہ امیش خون می چکد مامور شدہ است۔
- (۶) عرضہ تیغ محمدی گرو۔
- این علامات و نشانات آنقدر واضح است کہ در منطوق و مفہوم و معانی آن احدے را گنجایش شک و شبہ نیست۔
- چون پنج سال کامل برین پیشگیری ہا کہ متعلق لیکھرام بودند بگذشت دشمنان خندہ زناں استہزاء آغاز کردند کہ اینقدر مدت دراز بگذشت و چیزے واقع نشد۔ مرزا صاحب کاوب ثابت شد۔
- از حسن اتفاق عید الفطر باروز جمعہ جمع شد۔ روز دہم بروز شنبہ بوقت عصر شخصہ لیکھرام را با خنجر تیز اندرون خانہ اش شکم بدرید۔ تاروز یکشنبہ نفس شماری نمودہ پیالہ مرگ بدم در کشید۔ و سخن خدا بیتالہ بانام تقاصیل خود بہ اتمام رسید۔ زیرا کہ در اہدام الہی بود کہ در مدت شش سال می میرد۔ ہاں طو در شش سال بلکہ پیش از شش سال بمرد۔
- نسبت موت او خبر داده شدہ بود کہ روز دوم عید واقع گرد و خود آن روز

برائے مومنان عید سے باشد۔ ہچچاں بظہور رسید۔ و این نیز اطلاع داده  
 شدہ بود کہ شخصے کہ از چشمانش خون می چکد۔ اور ابکشند۔ ہچچیں وقوع یافت۔  
 و ازین خبر نیز آگہی داده شدہ بود کہ بایتیغ محمدی کشتہ گرد۔ آخر کار دست قضا  
 بایتیغ بیدریغ بیاداش آں شوخیا کہ نسبت ذات اظہر صلعم کردہ بود شکس را  
 پارہ لوجان را از جسمش آوارہ نمود۔ و اشعار سے براں رفتہ بود کہ باو سے معاملہ  
 گو سالہ سامری پیش آید۔

پس گو سالہ سامری دار در روز سبت یعنی شنبہ پہلویش دریدہ شد  
 و چنانکہ گو سالہ سامری را بعد از پارہ پارہ کردن سوختہ بودند و خاکسترش را اور  
 دریا انداختہ بودند ہچچاں سبب ہندو بودنش ہندواں بسوختند و خاکسترش  
 را بدریاسے راوی انداختند۔

تفصیل واقعہ قتلش این چنین بیان کردہ اند کہ شخصے سیاہ قام با چشم  
 خون آشام پیش لیکھرام آمدہ گفت من مذہب اسلام میدارم ولیکن ہندو شدنا  
 میخواستہم لیکھرام باوجود ہمایش مردم کہ زہار این کس را پیش خود اجازت آید  
 و نشستن و حرف زدن نہد مگر آں اجل رسیدہ ہیچ پروائے آں نصالح نکرده  
 بجهت ہندو سافتن او ہماں روز شنبہ را کہ دراں خود ہلاک گشت معین سنا  
 و قبل از قتل شدن چیزے می نوشتت و او را برائے آوردن کتابے حکم داد۔

بظاہر چنان معلوم شد کہ آں قاتل برائے دادن چیز مطلوبہ پیش او آمد و خنجر  
 را تا دستہ در شکمش سپوخت۔ و آں چنان خنجر اور اندرون شکمش بگردانید کہ  
 تمام احشاء و اعنائش را برید۔ حسب بیان قرابت داران و سگوواران او فی الفو

آں قاتل چابک دست از پیش چشم مردم بدرجبت وغائب شد لیکن ام در آن وقت  
بر بالاخانہ خود نشستہ بود و در زیر مکانش قریب دروازہ خیلے زتاں و مردان جمع  
بودند و گفتگو ہامی نمودند۔

اما بیچکس گواہی نمیدہد کہ قاتل او از بالاخانہ پائیں شد۔ زن و مادرش مع  
دیگر کساں در منزل پائیں نشستہ با ہم گرم صحبت بودند۔ یقین آں ہر دو اینست  
کہ قاتل لیکن ام از بالاخانہ پائیں نیامدہ است۔ حاضران بے بیج درنگ در  
جستجوئے او بہر طرف نگاہاں کردند مگر سراغ او نیافتند۔ واللہ اعلم کہ بر آسمان پرید  
یا در زیر زمین خزید۔

لیکن ام در ورو شدید و اندوہ تمام مبتلا شدہ بروز یکیشتمہ ہلاک شد۔ و آں  
کشف حضرت اقدس کہ در آن ظاہر کردہ شدہ بود کہ شخصے چالاک بیباک کہ خون  
از چشمانش میچکد نسبت لیکن ام می پرسد بجهت حضرت موصوف بطور نشانی  
تاقیام قیامت باقی ماند۔ و برلئے کسانیکہ بر ذات نبی کریم در رؤف و رحیم صلی اللہ  
علیہ وسلم بدزبانی و گندہ دہنی میگردند عبرتہ شد۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## پیش خبری ششم

پیش خبری نسبت شاہزادہ دلپس سنگھ کہ از ان

بر قوم سکھاں حجتہ تمام شد۔

اکنوں منجلہ آں پیش خبری با یک پیش خبری را بیان میکنم کہ بروقت خود واقف  
شدہ برلئے سکھاں بر صداقت اسلام دلیلے ساطع و بر حقیقت حضرت مسیح میثود

عبدالسلام مجتہ قاطع گردید است۔

چوں انگریزاں مملکت پنجاب را مستخر نمودند۔ در ذیل مصالح ملکی شاہزادہ  
 ولیپ سنگھ پسر راجہ رنجیت سنگھ را کہ وارث حکومت پنجاب و خرد سال بود بہ لندن  
 بفرودند۔ مدتی آنجا بسر برد و او را اجازت بازپس آمدن حاصل نشد۔ تا آنکہ سر  
 زمین پنجاب از قبضہ سکھاں برآمدہ من کل الوجوہ در تسلط دولت انگلیشیہ درآمد۔  
 بعد غدر دہلی چون پائے حکومت سلطنت مغلیہ از ملک ہندوستان بدر شد  
 ویسج خطرہ نمازد۔ شاہزادہ ولیپ سنگھ صاحب بہادر ارادہ ملک پنجاب نمود و در  
 عام و خاص شہرت پیدا شد۔ عنقریب شاہزادہ موصوف وار و پنجاب خواہد شد۔  
 دین اثنا حضرت اقدس را الہام شد کہ او دین ارادہ کامیاب نگردد۔ حضرت  
 اقدس بسیارے از مردم خصوصاً ہندواں را از مضمون الہام آگہی دادند و  
 در یک استہوار نیز یہ ایں معنی ایماے نمودند کہ رئیس پنجاب را در حالت ارادہ  
 ورود ابتلائے پیش آید کہ در پنجاب تباہی بوقت اشاعت الہام بچکس را این  
 وہم دلمان ہرگز نبود کہ او از ورود بساغل ہندوستان بازداشتہ آید۔ بلکہ این خبر  
 بشدت تمام شہرت پذیرفتہ بود کہ عنقریب در ہندوستان داخل گردد۔ لیکن بعد  
 از روانہ شدن او از لندن حکومت ہند را اندیشہ پیدا شد کہ در ملک پنجاب رسیدن  
 ولیپ سنگھ مفاد ملکی را منافی است۔ زیرا کہ چند آنکہ خیر آندش شائع می شد و قوم  
 سکھاں بر بنائے روایات قدیمہ تودوشے می افزود۔ حکومت ہند دین اندیشہ  
 افتاد کہ مبادا بر آندش در ملک فتنہ و فساد عاوت گردد۔ لہذا او را از ورود بساغل  
 ہندوستان بازداشتند۔ ایں خبر مانعت مردم را وقتے معلوم شد کہ در دل خود

قطعاً فیصلہ کردہ بودند کہ در چند روز در زاد و بوم برسد۔ بر دل قوم سکھان از رسیدن  
 آن خبر صد مہ عظیم وارد شد۔ اما جلالت واحد ذوالجلال والاکرام بقوت تمام ظاہر  
 گردید کہ حق تعالی نوشتہ دلہائے مردم را در آن وقت میخواند و میداند کہ ہنوز خود  
 مردم از راز دل خود بے خبری باشند۔

## پیش خبری ہفتم

این پیش خبری نسبت طاعون است کہ از آن ثابت می گرد و کہ حق تعالی  
 مالک سلسلہ اسباب باریک درباریک است۔ بعد بیان پیش خبری متعلقہ افغانسان  
 و مالک ملحقہ اش چہار پیش خبری ہائے حضرت اقدس بیان نموده ام کہ بہ آہنما برستہ  
 اقوام محبت قائم شد۔ حالاً آن پیش خبری ہا را بیان میکنم کہ بذریعہ آن بر جمیع اقوام  
 ہندوستان خصوصاً بر لائے ہر سکونت دارندہ سطح زمین عموماً احقاق حق کردہ شدہ  
 است کہ از آن ثابت می شود کہ حق تعالی بر سلسلہ اسباب کہ خیلے باریک و در نظر  
 مردم تاریک است بلکہ وہم و گمان انسان بسر حد آن نتواند رسید قادر و توانا است  
 و آن ہمہ را در تائید و تشدید کار ما موران خود آمادہ می سازد۔ حضرت اقدس این  
 نوع پیش خبری ہا بسیار کردہ است کہ در وقت خود ہوید اگر دید است و بعضے  
 در زمان آہندہ بوقوع برسد۔ مگر از آن میان بطور مثال آن پیش خبری را  
 بیان میکنم کہ نسبت طاعون است کہ در آن این خصوصیت است کہ خیرش مخیر  
 صادق صلی اللہ علیہ وسلم ہم بیان فرمود۔ لامحالہ این وبائے ہمگاہ در زمانہ مسیح  
 موعود ہوید اگر دو۔

ہر گاہ بموجب خیر رسول کریم صلعم در شب سیزدہم ماہ رمضان خسوفِ قمر  
 و در روز بیست و ہشتم بہاں ماہ مبارک کسوفِ شمس واقع شدہ حضرت باری  
 عز اسمہ بچنانیسیح موعود الہام نمود کہ اگر مردم ازین نشان انکار و زبردند و  
 بیچ فائدہ ایمان از ان بزرگتر کنند و مامور را قبول مگردند برایشان عذاب نازل  
 خواہد شد چنانچہ الفاظِ خود حضرت اقدس دریں بارہ اینست و حاصل الکلام  
 ان المكسوف والمخسوف آیتان مخوفتان اذا اجتمعافوقھما پیدا  
 شدید من الرحمن وإشارة ان العذاب قد تقور و اکدمن اللہ  
 لاهل العداوان (نور الحق حصہ دوم) یعنی کسوف و خسوف ہر دو از جانب  
 خدا بیتیغالی نشانہائے خوفناک است و چون ہر دو ہم جمع آئند چنان کہ درین  
 وقت جمع آمدہ اند از جانبِ خدا بطورِ تنبیہ می باشند و اشارہ می نمایند کہ  
 عذاب مقرر شدہ است برائے کسانی کہ از سرکشی باز نمی مانند۔ بعد از ان حق تقا  
 برائے وقوع این پیشگیری در دل حضرت القا نمود کہ استدعا کے وبائے علم  
 کنند۔ چنانچہ در قصیدہ عربیہ کہ در ۱۸۹۲ء طبع شدہ می فرمایند۔

فلما طغى الفسق المبيد بسيله | تمثيت لو كان الوباء المتبر  
 فان هلاك الناس عدا اول الفسق | احب واولى من ضلال عيسى

یعنی ہر گاہ فسقِ ہلاک کننده مردم چون سیلابِ سرخوردہ بر آورد آن وقت از خدا بیتیغالی  
 استدعا کردم کہ کاش وبائے ہلاک کننده بیاید و مردم را ہلاک نماید۔ زیرا کہ  
 نزد عقلمندان مرگ پسندیدہ تر است ازین کہ مردم در گمراہی تباہ کننده مبتلا  
 گردند۔

حضرت اقدس بعدہ در ۱۸۹۶ء در کتاب سراج منیر تحریر فرمودند کہ ایں عجز  
 را الہام شدہ است "یا مسیم الخلق عدوانا" یعنی اے مسیح خلق و  
 مرض متعدی بما توجه فرما۔ بعد ازاں فرمودند کہ "نگاہ کنید ایں خبر اے کد ا  
 زمانہ است و معلوم نمی شود کہ کسے بوقوع می آید۔ وقتے است کہ بدعای  
 میرند و وقتے می آید کہ بدعا زندہ می گردند۔" وقتے کہ ایں پیشگوئی آخرین  
 شائع شد در اں وقت طاعون صرف در شہر بمبئی نمودار شدہ بود و یک سال  
 ماندہ با زائل گشت و مردم خوش بودند کہ دکن و اں اکتوں سد باب طاعون  
 کردہ اند۔ مگر حضرت اقدس را از حق تعالی اطلاعات بر خلاف آں میرسید چو  
 مردم حملہ اولین ایں مرض را حملہ عارضی و اتفاقی پنداشتند و در ملک پنجاب  
 محض در یک دو قریہ ایں مرض بغایت کمی رونما شدہ بود و باقی تمام ملک ازاں  
 محفوظ بود و در شہر بمبئی نیز شرارہ ایں آتش رو نمود آورده بود۔ در اں وقت حضرت  
 اقدس اعلا نے دیگر شائع فرمودند "کہ امرسیت ضروری کہ ما را اوش ہمدردی  
 بنی نوع انسان بر نگاشتن آں آمادہ ساختہ است و ما خوب میدانیم کہ کسے  
 کہ از روحانیت بہرہ ندارند بر جن ما استہزاء و تمسخر نمایند۔ مگر بر ما فرض است  
 کہ آںرا بسبب ہمدردی بندگان خدا بیان نمایم و آں اینست کہ امر و تیار بخ  
 ششم فروری ۱۸۹۵ء روز یکشنبہ در رویا دیدہ ایم کہ ملائکہ در تختہ اضلاع  
 پنجاب نویا و ہائے نہایت بد شکل سیاہ رنگ و کوتاہ و خیلے خوفناک اند و زمین می  
 نشانند۔ و ما از بعض نشانگان آں پرسیدیم کہ ایں چہ چیزے است شخصے  
 جواب داد کہ درختان طاعون است کہ عنقریب دیں ملک بر گٹ بار پیدہ کنند۔

مگر اگر گفتوئے او ایں امر بر ما مشتبه ماند که در سرمائے آئینده برپا شود و نشر کند یا در سرمائے حال۔

اس حاصل منظر آں نو باد ہائے سیاہ بغایت ہیبت ناک بود کہ ما دیدہ ایم و ما را پیش ازین نسبت طاعون الہام نیز شدہ بود۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُخَبِّرُ مَا يَقُومُ حَتَّىٰ يُعَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ۔** انہ او ای القریبہ۔ یعنی تا وقتیکہ مرض معصیت از دلہا دور نشود و بائے ظاہری ہم دور نگردد۔ و در آخر آں اشتہا چند اشعار فارسی نیز درج نمودند۔ و آں ایں است۔

گر آں چیزیکہ می بینم عزیزاں نیز دیدند	ز دنیا تو بہ کردند بے چشم زار و خونبار
خورتا ہاں سب گشت است از بدکاری موم	زمین طاعون ہی آرد بے توبہ انداز
بہ تشویش قیامت ما ندایں تشویش گریہی	علاجے نیست بہر دفع آں جہو حسن کردا
من از بہر دین گفتم تو خود ہم فکر کن باسے	خرد از بہر ایں روزاست لے دانا و ہشیار

ازین پیش خبری با ظاہر است کہ حضرت اقدس قبل از ۹۳ھ و خبر غذا خطر ناک و من بعد بہ الفاظ پوست کنندہ پیش خبری و با فرمودند۔ و باز وقتیکہ ہنوز در ہندوستان آغاز طاعون نمودار شدہ بود و بخصوصیت خبرتیا ہی پنجاب دادہ بودند۔ طاعون آئیندہ را نمونہ قیامت قرار دادند و فرمودند کہ ایں طاعون دور نشود تا وقتیکہ مردم اصلاح دلہاے خود نکنند۔

و بعد ازین ہر چہ واقع شد تحریر و تقریر در ادائے آں قاصر است۔ ابتداءے طاعون اگرچہ از بمبئی شد و قیاس اقتضائے آں میکرد کہ زور او در آں شہر سخت تر باشد۔ مگر بمبئی را پس انگندہ طاعون در ملک پنجاب اقامت



گزیید۔ وہ آں شدت حملہ آورد کہ در ہر بار سر ہر ہفتہ بقدر سی ہزار اموات بوقوع آمد۔ و در ہر سال لگو کہا مردم لقمہ نہنگ اہل گشتند۔ ہزار ہا وکتوریاں بر شخصیں و تجاریب معین شدند و انواع انواع چارہ گر بہا بروئے کار آوردند۔ مگر ایچ فائدہ مترتب نشد۔ و در ہر سال بشدتئے حملہ طاعون بظہور می آمد کہ حکومت ہند و محکمہ حفظان الصحۃ تشناخص الایصار و انگشت بدنان می ماند۔ و خیلے مردم لہاں کردند کہ این عذاب از انکار مسیح موعود نمودار شدہ است۔ ہزار ہا بلکہ لگو کہا مردم این نشان قہری را دیدہ بصداقت حضرت اقدس قائل گشتند و بر مامو من اللہ ایمان آوردند۔ و ما وقتیکہ حق تعالی مامویر خود را اطلاع نہ داد کہ طاعون برقت و تپ باقی است در زور طاعون ایچ کمی واقع مگردید۔ بعد از ان زور طاعون رو بھی آورد و برابر کم شدہ رفت۔ مگر از بعض الہامات حضرت اقدس مستنبط میشود کہ حملہ لاسے این مرض چہ دریں ملک و چہ در دیگر ممالک بار دیگر نیز بظہور آید۔

خدا بیتی عالی بندگان عاجز خود را در پناہ خود دارد۔ نزدیک من این پیش خبری چنداں وضاحتی میدار کہ مومنان و کافران را برائے اعتراف صداقت مسیح موعود مجبور می نماید۔ و بعد ازین اگر کسی در ضد و تعصب ترقی کند حالت اذ قابل رحم است ہر کہ چشم خرد میدارد و نواند و دید کہ (اول) اینکہ خبر طاعون بہ عرصہ دراز قبل از انتشار آں دادہ شدہ بود و ایں زمان مسیح قانون طبی ایجاد نشدہ کہ بذر بیہ آں نسبت و بائے ہیضہ یا طاعون قبل از برپاشدن ایں امراض خبر دادہ آید۔ (دویم) بر نمودار شدن طاعون مردم بلا بہ کرات و مرآت مطلع کردہ شدہ بود کہ ایں

دورہ طاعون راسر سری یا انفافیر خیال بناید کہ وبلکہ سال بسال زور اور زیادہ باشد  
 (سویم) و این خبر نیز قبل از وقت داده شده بود کہ زور این مرض در ملک پنجاب  
 بشدت تمام رونما گردود۔ و واقعات آئندہ اثبات این امر نمودند کہ بد نسبت دیگر  
 ممالک در ملک پنجاب اموات بکثرت رونے نمود است۔ (چہارم) دکتوران منواتر  
 خوشخبری باشائع نمودند کہ اکنون تمام این مرض را بدست آورده ایم مگر حضرت  
 اقدس آگهی دادند کہ زور این مرض مہلک ہرگز کم نگردد تا آن زمان حق تعالی خود علاج  
 او نفرماید۔ و بچناناں بوقوع آمد کہ حملہ ہائے آں تا نہ سال بشدت تمام بماند (پنجم)  
 در آخر خدا تعالی خود رحم فرمود و وعدہ شکستن حدت آں و بانمود و خبر داد کہ دورہ  
 طاعون گذشت دورہ تب ہنوز باقی است۔ چنانچہ بعد از بی الہام شدت و ہائے  
 طاعون کم شد و در ملک پنجاب دورہ حمیات شدیدہ پدید آمد کہ از ان بیخ خانہ  
 خالی نماند۔ در کاغذات کوائف حفظان لصحت تسلیم کرده شد کہ حملہ حمیات آں  
 زمانہ غیر معمولی بود۔

## پیش خبری ہشتم

پیش خبری زلزله عظیمہ است کہ یہ آں بر تمام ملل و نخل باطلہ حجت  
 تمام گردید و بہ ثبوت رسید کہ قادر علی الاطلاق جل جلالہ در تیرہ  
 ارض بچناناں فرمانروا است چنانکہ بر سطح غیرا حکمران است  
 اکنون از ان پیشین خبری ہائے حضرت اقدس کہ نہ صرف ذات باری عز اسمہ  
 را در زیر زمین و بر ساحت و فضا ہائے آں یکساں جاری و ساری ثابت می کنند

یک پیش خبری را بیان می‌کنم۔

این پیش خبری متعلق زلزله عظیم است که در ملک پنجاب بتاریخ چهارم ماه  
اپریل ششده حادث شد۔ و بذریعہ آن برپیروان ادیان مختلفہ از صدق اسلام  
و صداقت مسیح موعود علیہ السلام محنتی نیرہ قائم شد۔ و بارہ این زلزله از حضرت  
اقدس این الہام شائع شدہ بود۔ (آسیب زلزله) و دعفت الیدیار جماعها  
و مقاہما) یعنی یک زلزله شدید خیلے خطرناک واقع شود کہ بوجہ آن مکانات  
متعلقہ رہائش مستقلہ مردم و مقامات اقامتہ عارضیہ بارگہائے فوجی  
تباہ گردد۔

این الہامات بجز اند متعدوہ متعلقہ سلسلہ احمدیہ درہاں اوقات اشاعت  
پذیرفتہ بود و وقوع این الہامات از روی الفاظ ظاہرہ چنان بعید از قیاس  
خیال کردہ می شد کہ شاید شدت طاعون ازاں مراد باشد۔ مگر نزد حضرت حق  
چیزے دیگر مفدّر بود۔ در ذیل فرمایش قلہ گوہ آتش فشان کا نگہ را کہ ماہر ان طبقا  
الارض بوشش آن را بے ضرر پنداشتہ بودند و آتش افشانی او را از دیرباز  
ہندوان توہم پرست بہ خبر تقاضائے قربانی یک ہنکے مادہ یعنی دویہی (براک  
بسیج کا سے) و مصرفی نمی نمیدند۔ و ماہر ان علم طبقات الارض نسبت آن خیال  
میداشتند کہ حالا فوران او بوجہ کم آتش بر آمدن کلی تمام شدہ است و بسیج  
خطرہ نیاہی ازاں صورت امکان ندارد و از صد ہا سال بگذر و شعلہ نارش  
صتم خانہ لائے سر بہ فلک کشیدہ بہ صورت زرکثیر تعمیر کردہ بودند و خیلے صنم  
پرستان و رانچا سکونت می داشتند۔ و مردم بے شمار برائے دیدار ستیان

بیجان فریارت شعلہائے آتش فشاں بد آنجا میرفتند حکم داده شد تا اندرون  
خود جو شے نوید آکند و بر صداقت مامور او گواہی دہد۔

اندیس الہام چنانچہ از الفاظش معلوم میشود در خیال عقلمای خیر واقع  
شدن زلزله کہ در بر باد کہ دن سخت تر بی باشد داده شدہ بود کہ در آن بکثرت نماز  
باشند کہ برائے بود و باش عارضی بنا کردہ میشوند یعنی کیمپ وغیرہ۔ و ظاہر  
است کہ بہ این صفت یا ہما نختا ہما و ہما نسر ایامی باشند یا بار کہائے فوجی کہ  
آمد و رفت افواج در آن میشود نیز از ہمیں قبیل اند کہ برائے سکونت مستقلہ  
نمی باشند۔

این اعتراض نتوان کرد کہ لفظ محملہا کہ پیش از مقامہا آمدہ برائے امر  
متذکرہ بالانیست۔ و ہمچنین این نیز خیال نباید کرد کہ دریں مصرع شاعر بر  
تمام نمودن قافیہ آن را نخت آورده و مقامہا را بعد از آن۔ بلکہ اصل سخن  
این است کہ خدا بیتی عالی را در انتخاب این مصرع با الہام خود بیج حاجت و ضرورت  
نہود۔ و او تعالی عبارتے دیگر بجایش ارشاد فرمودن می توانست۔ و ہمچنین این  
مصرع الہی برائے تعلق دادن مصرع دیگر الہام نشدہ بود کہ رعائتش با قافیہ دیگر  
بمنظر باشد و ہمیں نمط چونکہ این مصرع با کدام شعرے منضم شدنی نہود تا  
رعایت قافیہ را ملحوظ داشتہ می شد۔ پس دریں صورت خدا بیتی عالی الفاظ این  
مصرع را مقدم و مؤخر کردن میتوانست۔ اما این مصرع را بغیر تقدیم و تاخیر  
و بغیر رد و بدل بعینہا بہیبت کذا می در الہام نازل فرمودن برائے اثبات این  
غرض منتخب شد تا خدا بیتی عالی ظاہر کند کہ زلزله عظیمہ در مقامے واقع شدن منظور

علم الہی است کہ در انجا مکانات عارضی و عمارات مسافر خانہا بکثرت باشد و چنانچہ  
ظاہر است اینچنین عمارات زیادہ تر در مسافر خانہا و قشونہا و سیرگاہ ہا و  
زیارت گاہ مامی باشد۔ پس خیر وقوع این چنین زلزلہ شدہ نسبت یک مقام  
از چنین مقامات دادہ شدہ بود و ہمچنان وقوع آمد۔

بعد چندے از اشاعت این الہام ہنگامیکہ مردم را وہم و گمان وقوع آن  
نماندہ بود بیک ناگاہ کہ وہ آتش افشان کا نگڑہ کہ خاموش و در حالت سکون بود در  
حرکت آمد۔ و بتاریخ چہارم اپریل ۱۹۰۵ء بوقت صبح ہمیں کہ مردم از نماز فجر فارغ  
شدند تا صد مایل زمین را جنبش داد۔ شہر کا نگڑہ و جبت خانہ اش و مہانسہرہا  
و مسافر خانہا جملہ در زمین خست شد۔ محکمہ انگلیس کہ در وہم سالہ بفاصلہ  
ہشت میل واقعہ بود سپاہ خانہا پیش ہمہ با زمین برابر شد۔ مکانات انگریزاں  
کہ برائے بیسلاق یعنی اقامت موسم گرما ساختہ بودند بجلی منہدم گشت و با زمین  
پیوست۔ و عمارات قشون و لہوزی و کلوہ نیز ریزہ ریزہ و در ہم بہم شد۔ و ہمچنین  
خیلے قری و امصار را نیز ازیں آسیب صدمہ عظیم رسید بست ہزار نفوس  
ازیں آفت شکار ہنگام اجل شدند۔ ماہران علم طبقات الارض حیران بودند  
کہ آیا باعث این زلزلہ چہ چیز بود۔ مگر چہ میدانستند کہ بسبب این زلزلہ تکذیب مروج  
بود۔ و مقصد آن این بود کہ مردم بجانہ و عوایش متوجہ گردند۔ حکما و عقلا  
سبب آنرا در زمین جستجو کردند مگر در حقیقت باعث آن از فراز چرخ بریں بود  
و کوہ کا نگڑہ کہ آتش فشانی اش از زمین ہائے مردم فراموش شدہ بود حکم پروردگار  
خود بجای آورد۔ علاوہ ازیں زلزلہ حضرت اقدس خیر بسیار زلزلہ دیگر نیز دادہ بودند

کہ بعضے بروقت خود واقع شدند و بعضے واقع شدنی اند۔

## پیش خبری ہم

پیش خبری جنگ عظیم کہ برہمہ عالمیان جتنے است حکم و استوار  
کہ ازاں بہ اثبات رسیده کہ همچنان کہ حق تعالیٰ بر جادات و نباتات  
حاکم است ہمہراں نسق بر دلہائے سلاطین حکمران کہ در نشہ حکومت  
پرست و لایقفل گشتہ خود را از دائرہ سلطوت و جبر و تشس آزاد  
می پندارند نیز حکمران است۔

مثالے ہم ازاں پیش خبریہائے کہ برہمہ روئے زمین حجت ثابت شدہ اند  
منتخب میکنم کہ بواسطہ آں ثابت شدہ کہ دلہائے ارباب حکومت همچنان در قبضہ  
قدرت اوست همچنان کہ دلہائے عامۃ الناس۔ و بنی نوع انسان همچنان در تحت  
تصرف اوست چنانکہ مخلوقات دیگر۔

ایں پیش خبری در شہادہ شائع شدہ بود و در آں ازاں جنگ عظیم خردوج  
بود۔ ہماں جنگ کہ در چند سال گذشتہ در ہر گوشہ زمین مردم را حیران و  
سرگردان ساختہ و ہوش و حواس کافۃ الناس را پر آگندہ و دل ہر کہومہ را  
از خوف آگندہ بود۔ و ہنوز ہم اثر آں بلی زائل نشدہ بلکہ شرارہ شرارتش از کدام  
کدام جائے گاہے گاہے سر بر میزند۔

اصل الفاظ الہام کہ در آں نسبت این حرب و ضرب خیر دادہ شدہ بود  
موہم ز لزلہ عظیم بود و لیکن از علاماتے کہ متعلق آں بیان کردہ شدہ بود ظاہر

عی شد کہ سولے زلزلہ میں مصیبتیں دیگر است کہ پیشن خواهد آمد۔ والہامات و دیگر تائیدیں خیال میکنند  
چنانچہ آن الہامات کہ در آن در بارہ این جنگ خبر داده شده بود این است۔ نشانی تازہ۔

اسیب نشان تازہ۔ زلزلة الساعة۔ قوا القسکم۔ نزلت لک۔ لک نری

آیات منہدم ما یعمرون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مومنون

کففت عن بنی اسرائیل۔ ان فرعون و ہامان و جنودہم کالوا خاطبین

فتح نمایاں ہماری فتح۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃ۔ و ہمچنین این الہام نیز بکرات

از جناب باری القاشدہ کہ سہمہ بر افتاد و زلزلہ آمد۔ آتش فشاں مصالح الحرب۔ بیل عرب

عفت الیدیار کذکری۔ اریک زلزلة الساعة۔ بریکم اللہ زلزلة الساعة

لمن الملک الیوم للواحد القہار۔ ترجمہ۔ زلزلہ نمونہ قیامت۔ جانہ کے

خود را نگاہ دارید۔ میں برلے تو نازل شدم۔ ما برلے تو نشانہا کے بسیار بنمایم۔ آنچہ مردم

بنایا میکنند ہمہ منہدم گردو۔ گو بہ نزد من شہادتے است از طرف خدا بتعالی۔ آیتا شہایان می

آید۔ مصیبت بنی اسرائیل را دور کردم۔ فرعون و ہامان و لشکر یاسے ہر دو خطا کارانند۔

فتح نمایاں۔ میں با فوج ناگاہ بہ نزد تو می آیم۔ کہ سہمہ بر افتاد و زلزلہ در آمد۔ برلے اہل عرب

را ہر ہالے خوب پیدا شود۔ کہ بران گام زدن برلے شاں مفید است۔ خانہا آچنان خو

شوند چنانکہ ذکر میں از ہلما محو شدہ است۔ تر از زلزلہ کہ نمونہ قیامت باشد بنمایم۔ خدا شہا

را زلزلہ کہ نمونہ قیامت باشد بنماید۔ برلے کیست ملک امر و تر برلے خدا کے واحد قہار۔

و تشریح مزید ہمیں زلزلہ را در یک نظمی فرمودہ اند کہ خلاصہ اش اینست۔

چند روزے بعد زامروز آید از حق یک نشان

زاں بگردش افتد این وہ ما و شہر و مغمزار

انقلابے آید از قہر خدا بر کائنات

بہر عریبانے نماذ تاب تا بند و ازاد

سخت زلزله در افتد تا بجه خمیش خورد  
چشم تا بر هم زنی گردد زمین زیر و زبر  
هر که شب میداشت پوشاک بزرگ یا من  
هوش انسان بر پردمچوں حواس طائراں  
سخت آفت باشد آن ساعت پئے همراه  
چشمهائے کوه سدا از رنگ خون گشتگان  
مضمحل گردد ز خوف و دهرشتان جن انس  
این نشان حق نمودار است از قهر و غضب  
ہاں کن انکار و جیمے سفید ناشناس  
این سخن وحی حق است این سالی بر آید بیخطا  
زین گماں بگذر کہ باشد بگمانیہا معاف

جاندار و مردم و اشجار و کھسار و بحار  
جو ہماے خون رواں گردد چو آب رود با  
صبح چون بر خاست باشد چون در خان چنان  
نغمہ خود را کند بسیار کبوتر ہم ہزار  
راہ را نشناسد از پیشوشی خود را ہوار  
احمر قافی نماید چون شراب انجبار  
زار اگر باشد در آن ساعت بود با حال زار  
حلمہ نا آرد فلک با خنجبر خود بار بار  
بر ہمیں از صدق من باشد ہمہ دار و مدار  
چند روزے صبر کن چون متقی و بردبار  
قرض تست این یک بیک باز آید از قرضدار

این زلزله چنان سخت باشد کہ از آن بر نوع انسان و حیوان و قری و شہر ناو زراعت  
نہای دارد شود و شخصے از سر سگی در بر سگی جامہ بر تن خود راست نتواند پوشید مسافرا  
در آن سخت صعوبت پیش آید و بعض مردم از اثر آن متاثر شدہ تا دور دست از راہ است  
بیراہ شدہ قطع طریق کنند و در زمین شگا ہا و مغارا یافتند و جو ہماے خون رواں  
گردد و رود بار بار از خون گشتگان شرح شود و این آفت بر تمام روئے زمین نزول یابد  
کوچک و بزرگ و جملہ حکومتها از صدمہ آن ناتوان و شکستہ گردند زار روس علی الخصوص  
بحالت زار گرفتار آید اثر این حادثہ بر بندگان نیز واقع شود حواس با خنہ شوند و نغمہ با



تو در آفراموشی کنند۔

علاوہ ازیں حضرت اقدس را الہام شدہ بود۔ ع

رواں گردند کشتی با شود تا جنگ و کشتیہا۔

لنگر بردارید۔ و حضرت اقدس این نیز تجویز فرمود کہ این ہمہ در مدت شانزدہ سال صوت وقوع پذیرد پیشتر ازیں حضرت اقدس را ایک الہامی شدہ بود کہ ازاں معلوم می شد کہ این زلزله در وقت حیات ایشان واقع شود۔ اما بعد ازاں خدا تعالیٰ بہ الہام خود یک عالم نسبت این زلزله بحضرت ایشان تعلیم داد کہ (لے خدا این زلزله مرا نما) چنانچہ ہمچنین واقع شد و این جنگ عالمگیر بعد عرصہ شانزدہ سال روسے خود بنمود لیکن در زندگی حضرت پیش نیامد۔

قبل ازیں نوشتہ شدہ است کہ دریں پیش خبری لفظ زلزله آمدہ مگر مراد ازاں جنگ عظیم بود۔ اکنون من آن دلائل بیان میکنم کہ ازاں معلوم می شود کہ در آن انجا خبر ہمچنین جنگ عظیم دادہ شدہ بود۔

(اول) در لغت عرب لفظ زلزله برائے معنی جنگ بلکہ نسبت ہر آفت شدید مستعمل شد

است و در قرآن کریم نیز این لفظ بمعنی جنگ عظیم آمدہ است۔ کما قال اللہ تعالیٰ

اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ

وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُونَا۔ هُنَالِكَ

أَبْشَى السَّوْءِ مِمَّنْ وَرَأَيْتُمُ اللَّامَةَ الْآسِفَةَ يَأْخُذُهَا الْحَزَابُ (یعنی یاد

کنید وقتے را کہ دشمنان از جانب بالا و نیز از طرف پائین شما حملہ آور ہو و ہر دو چشمہا خیر و

وہا بملفوظ ہمارے سیدہ بود و شما نسبت خدا تعالیٰ گمانہائے گوناگون میکردید۔ و پس

موقع مومنوں در آزمائش سخت انداختہ شدہ وہ آفت عظیم بتلاگردانیدہ شدہ بودند۔  
 پس چون لفظ زلزله برائے ہر آفت اطلاق می یابد و در قرآن کریم حتی جنگ و جدال  
 استعمال یافت است اندرین صورت الفاظ پیشگوی تحمل آن است اگر معنی این پیشگوی  
 بجائے زلزله چیزے دیگر کردہ شود۔

(۲) چون حضرت مسیح موعود این پیش خبری را شائع فرمودند این تفسیر باو سے ضم نمودند  
 کہ اگر چه در پیش خبری ظاہر الفاظ بجانب زلزله اشارہ میکنند ولیکن ممکن است کہ سولے  
 زلزله زمین آفتے دیگر باشد کہ نظامہ قیامت بچشم مردم وانماید کہ نظیر آن چشم زمانہ ہرگز  
 ندیدہ باشد و بر جانہا و عمارتہا تباہی و بربادی وارد آید۔ (بر این امر حدیث حصہ پنجم ص ۳۸)  
 پس قبل از وقوع پیش خبری ذہن ہلم نیز بہ این جانب منتقل گشتہ بود کہ عجیب نیست  
 کہ مراد از زلزله مصیبتے دیگر باشد۔ ہر چند مخالفان برین امر اصرار شدید کردہ بودند کہ از یہ  
 لفظ معنی دیگر مراد نباید گرفت مگر حضرت اقدس بالتواتر جواب اعتراضات شاہن ہیں  
 نگاشتند کہ چون زلزله در محاورات کتب الہی مختلف المعانی است پس چگونہ این  
 لفظ را در معنی خاص محصور کردہ شود۔ کہ این آں علامات را بیان می نماید کہ بیان کردن  
 آنہا قبل از وقت کار انسان نیست۔ و نیز از وقت ظہور واقعہ ہم اطلاع میدہد۔ و  
 این پیش خبری آں وقت را نیز بیان می کند کہ در آن ظہور آں واقعہ خواہد شد۔ و نیز این  
 ہم ظاہری سازد کہ نظیر آں واقعہ پیشتر نشدہ باشد۔

(۳) الفاظ پیش خبری خود ظاہر میکنند کہ مراد از زلزله لرزش زمین نیست بلکہ از ال  
 مصیبتے دیگر مراد است زیرا کہ (۱) در پیش خبری بیان شدہ کہ این زلزله بزمام دنیا  
 واقعہ شود۔ و ظاہر است کہ زلزله زمین در تمام سرتین عالم در یکبار حادث نمی گردد۔

بلکه در بعضی قطعات ارض هویدای شود یعنی جائے جائے می آیدند در همه جا. (۳) از پیشخبری  
 معلوم میشود که در وقت آن زلزله بر مسافران راه پیوند دشوار گردید بلکه از راه بے راه شوند  
 و ظاهراًست که اثر زلزله یعنی زمین لرز بر مسافرنی باشد بلکه خطر آن بر کسانے باشد که در آن  
 وقت درون شهر یا معموره یا مکانات مسکونه می باشند پس آن زلزله که در مسافران  
 را مصیبت پیش می آید و راهها را گداشته براه روی پیش گیرند آن آفت محاسبات است  
 زیرا که مسافران و سیاحان صفوف جنود را نمی توانند نگاهت. بلکه آن راه را گداشته  
 چپ و راست سرگردان میگرددند. (۳) و نیز از پیشخبری معلوم می شود که اثر آن زلزله  
 بر زراعتها و بوستان یا آفتدنگ ظاهر است که اثر تباهی زلزله ارضی بر زراعتها و بوستان  
 هیچ نمی باشد. بلکه از جنگ و جدال باغات و زراعات پائمال میگردد. و از آتش افشانی  
 توپ و تفنگ درختان و اراضی مزروع سوخته فاکتری شود. و گاهی بنظر مصراع  
 جنگی و انتظامات حربی زراعت و باغ و بوستان را تباه میکنند (۴) از الفاظ  
 پیش خبری ظاهر میگردد که اثر این زلزله بر طائران و پرندگان خیلے سخت باشد که  
 لغات و دستان سراسرها را فراموش نمایند و هوش و حواس از سرایشان سپرد. این  
 اثر بر پرندگان هوای زلزله ارضی بسیار واقع نمی شود. زیرا که به وجه خفیف الحظه بودن  
 حرکت ارضی را محسوس میکنند خصوصاً وقتی که طائر در پرواز باشد بسیار اثر آن در نمی  
 باید مگر در میدان حرب و ضرب از آواز توپ و تفنگ خیلے اضطراب و قلق در پرندگان  
 هواییدی آید و از قطع شدن اشجار و گوله باری و ادم طیور بجانب آن علاقه نمی کنند  
 و حواس ایشان مفقود می گردد. (۵) در الهامات متعلقه زلزله یک جمله کففت عن  
 بنی اسرائیل نیز آمده است که معنیش اینست که بنی اسرائیل را از شر نگاه داشتند

این جمله را با زمین لرزه هیچ تعلق نیست. لهذا ازین الهام یقیناً مراد از واقعه ایست که  
 قوم بنی اسرائیل را از آن نفع رسید است. و انشاء الله بیان میکنم که این نیز یک  
 علامت جنگ بود که ظهور رسید. و این امر را هم تفصیل بدیم که ذکر آن در قرآن کریم نیز  
 آمده است (۷) و از الفاظ پیش خبری معلوم میشود که مراد از زلزله جنگ است زیرا که  
 در الهامات زلزله این بیان شده است که لشکر فرعون و یامان خطاکار اند. و معلوم می  
 شود  
 که این اشارت بجانب قیصر جرمن است که خویشتر را قایم مقام و نائب خدا ظاهر می  
 ساخت و همچنانکه فرعون میگفت **أَنَا رَبُّكُمْ أَلاَ اَعْلَىٰ** او نیز خود را از همه سلاطین روی  
 زمین برتر و بالاتری پنداشت. و از یامان شاه اسپر یا مراد است که در ذات خود چیزی  
 نبود و بر عجم امیر اطور جرمن حرکت میکرد. اگر از لفظ زلزله جنگ مراد گرفته نشود بلکه زلزله  
 مراد قرار داده آید در معنی کردن **إِنَّ فَزَعُونَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا**  
**خَاطِئِينَ** خیل وقت پیش آید (۷) در الهامات این زلزله الهام انی مع  
 الافواج آتیک بغتة نیز بار بار نازل شده که از آن معلوم میشود که بطرف جنگ  
 اشاره است. (۸) و نیز در الهام بیان شده است که کوهی آتش فشان بشکافد  
 که مصیختها کس عرب بوسه وابسته بود و ایشان از خانه ها بر آید. و ظاهراً است که  
 این نیز بالزله زمین تعلق ندارد. بناء علی هذا ظاهر میگردد  
 که مراد از شکافتن کوه آتش فشان ظهور جوش طبل است که مخفی بود و بسبب هیجان  
 و قوه پیش آید. و آن وقت عرب مصلحت خود را در آن بینند که خاموش ماندن ایشان  
 در حین هنگام خلافت مصلح است. و از خانه های خود بر آمده ازین موقع فائده بردارند  
 (۹) **الذَّلَّةُ لِمَنِ الْمُلْكُ الیَوْمَ** که در الهام آمده از آن هویدایم گردد که در آن

زمان مصائب افزان بادشاهی در قبضه تصرف مالک الملک حقیقی باشد۔ و این الهام  
ظاہری نماید کہ جملہ حکومتها درین کشمکش کلی مضحک گردد۔ و حضرت واحد قهار حکومت خود  
را با نشانہائے قہری در نظر عالم جلوہ گر سازد۔

۱۰) در یک الهام این است کہ کوہ برافشاؤ و زلزله پیدا شد۔ این امر انو آموزان مدارک  
نیز میدانند کہ زلازل از بر افتادن کوہها حادث نمیکرد بلکه برعکس آن جبال شامخہ  
از ہیجان زلازل برمی افتد پس ازین الفاظ نیز بتبادری شود کہ در الهام زمین لرزہ  
مراد نیست بلکہ بطریق استفسار مراد از آن چیزیست دیگر است و آن همین است کہ  
مصیبت عظیم نازل شود کہ بسبب آن در دنیا زلزله واقع گردد۔ و مردم با یکدیگر  
در آفت و صورت محاربه عظیم پیدا آید۔

۴) چهارم ثبوت این امر کہ از زلزله آفتی دیگر مراد است این است کہ  
الهاماتے دیگر کہ ہمدراں ایام شدہ بود بر جنگ عظیم دلالت میداشت۔ مثلاً این  
الهام کہ لنگر را بر دار بید یعنی ہر قوم افواج بحری را حکم دہد کہ ہر وقت مستعد کارزار  
و آمادہ پیکار باشند۔ و همچنین این الهام کہ (رواں کردند کشتیہا کہ گرد جنگ کشتیہا)  
یعنی مراکب افواج بحری بکثرت این شو و آن سوتر و نمایند تا مواقع جنگ بحری  
را بدست آرند۔

بعد اثبات این مدعا کہ در پیشگیری مراد از زلزله جنگ عظیم است کہ در آیام  
گذشتہ بوقوع آمدہ است۔ اکنون در اجزائے مختلفہ این پیش خیری غور باید کرد کہ  
چگونہ صورت وقوع پذیرفتہ است۔ اولاً اینکہ درین پیش خیری بیان شدہ است  
کہ ابتدائے آن بدین صورت نمودار گردد کہ نخست مصیبتے رونماید و در نتیجہ آن این

زلزله در دنیا چهره کشاید چنانچه هم برین نسق مصیبت قتل شاهزاده آستریا و گمیش  
 موجب آغاز این محاربه گردید. و اختلافات مفاد ملی و ملکی و سیاسی را در این دخل  
 نمود. و خبری دیگر درین پیشینگی این داده شده بود که تمام روسی زمین ازاں متناثر  
 گردد. پس من کل الوجوه این امر ثابت شد که قبل ازین مسیح مصیبتی آنچنین خطرناک  
 در دنیا وجود نه پذیرفته است که اثر آن در همه اکناف و اطراف کل عالم پدید آمد باشد  
 یورپ خود مرکز این جنگ بود. مگر بیچاره ایشیا نیز درین آفت ملوث گردید.  
 در ملک چین جنگ واقع شد. جاپون شریک جنگ عظیم گردید. هندوستان هم شمولیت  
 درزید. مراکش جنگی جز من اکثر بر سواحل هندوستان تا ختن آورد. در حدود ایران جنگ  
 ترکان و افواج انگلشیه واقع شد و با تفصل جز منی فتنه و فساد ایران صورت وقوع  
 یافت. در عراق و شام و فلسطین و سائیر یا حرب و ضرب نمودار شد. در افریقہ نیز  
 بهر چار گوشه جنگ برپا شد. در افریقہ جنوبی حکومت سوخته افریقہ برحدود ویست  
 افریقہ جز منی حمله با آورد. و خود در جنوبی افریقہ بغاوتی شدید برپا شد و در مستعمرات نوآباد  
 افریقہ مشرقی متعلقه جز من و بر ساحل مغربیه در کیران و نیز بر ساحل مغربی نهر سویز و در  
 مصر که الحاق به طرابلس است کارزار واقع شد. برعلاقه آسترلییشیا مراکش جز من حمله آورد  
 و در انجام کار گرفتار آمد و در ملک نیوگالنا جنگ پدیدار گشت. و بر ساحل امریکایا بین  
 افواج بحری جز من و انگلیس بیچاره پدید آمد و ملک کینڈا و ریاستهای متحده درین  
 کارزار شرکت درزیدند. و ریاستهای مختلفه جنوبی امریکایا نیز بر خلاف جز من اعلان جنگ  
 دادند الغرض مسیح قطعہ از قطعات ارض باقی نماند که ازاں اثر این جنگ و جدال محفوظ  
 مانده ضرر جان و مال نه بروداشته باشد.

ہمچنین دریں پیش خبری علامتے دیگر ایں بیان کرده شده بود کہ شہر باکو سیاہ و  
 مرغزار باوز را عتہا تلف گردد۔ چنانچہ ہمچنین بوقوع آمد بسیاحے از کوہ بچیا از کثرت گولہ  
 باری و حفر نقبہا نیست و نابود شد۔ و جبلہ شہر باویران شد حتی کہ جرمن را بگا از سر تو تمیز گوش  
 چندیں اربسار و پیہ بتاوان دادن افتاد۔ و تا حال گردش زبر بار آں تاوان خم است۔  
 لاریب در اکثر کوہسار از کثرت گولہ باری سفاکھا افتاد و از نقصان بائین وزراعات  
 و باغات وغیرہ کہ وقوع یافتہ حد و پایا نے ندارد۔ ہر فوج کہ در تلک غیر رسید کشتہا و  
 باخھا و شہر با را برابر با و کرد۔ حتی کہ از سیرہ بیگانہ ہم تاسے و نشانی نگذاشت۔ چون  
 سلسلہ امتداد توپ خانہا در اں جنگ تا ہزار ہا فرسنگ بود ہر چہ بواسطہ گولہ باری  
 نقصان واقع شد حساب برداشتن آں شکل است۔

یک علامت ایں بیان کرده شده بود کہ ہوش و حواس جانور اں خواہد پرید چنانچہ  
 ہمچنین ہوید اگر دید کہ در علاقہا نیکہ جنگ بر پا بود جانوران اں سر زمین نیست و  
 نابود شدند۔ علامتے دیگر دریں پیش خبری ایں بیان کرده شده بود کہ زمین زیر وز  
 گردد۔ چنانچہ در سر زمین فرانس و سربا و روس از کثرت گولہ باری در بعض مقامات چنان  
 مغار ہائے عمیق پیدا شد کہ از زیر آں آب بر آمد۔ و ہمچنین از زور دادن طرفین جنگ  
 خندق ہر حصہ ملک کندہ شد حتی کہ ہرگز معلوم نمی شود کہ گاہے در انجا آبادانی بودہ است  
 بلکہ تا جا نیکہ نظر کار میکنند۔ از خندقھا و دہما کریو با و غار ہائے کوہستان بنظمی آید۔  
 ہمچنین علامتے دیگر بیان شدہ بود کہ آب جوئبار با و رود بار با از خون سرخ شود  
 و جوئبار ہائے خون جاری گردد۔ چنانچہ بلا سبالغہ ہمچنین واقع شد۔ در بعض اوقات از  
 کثرت خون ریزی کہ در معرکہ قتال روئے داد تا سہلہا آب انہا سرخ بود و در ہر سرحد و خود

آنقدر مردم جام موتِ احمق پشیدند کہ میتواں گفت کہ جو ہمارے خون رواں شد است۔  
 علامت دیگر این بیان شدہ بود کہ در اں اوقات بر مسافران آمد و شد خیلے صعوبت  
 و بعضے ازاں بارہ گم کنند چنانچہ این علامت نیز ہو بہو ظہور پذیر گردید و در صحاری و برای  
 از نشرو پینادر شدن افواج و در بجا زخار از حملہاے جہاز ہائے ابدوز تالیفے کہ بہ  
 مسافران رسید اندازہ آں نتواں کرد۔ در ابتداءے جنگ ہزار ہا و لکو کہا مسافران در  
 ممالک دشمنان محصور شدند۔ و بعضے تا ہزار ہا میل راہ راج کردہ و از راہ بیراہ گشتہ وطن  
 رسیدند۔ و در دوران جنگ سپاہیان فوج را بوجہ قبضہ نمودن دشمن بر شواہ و گزر گاہ ہا  
 و منزل ہا تا صد ہا فرسنگ راہ راست گذاشتہ راہ کچ پیو دن پیش می آمد۔ افراد افواج  
 انگلیس و ملک فرانس بوجہ نابلد بودن از اکثر طرق و شواہ راہ غلطی کردند چون  
 اینچنین واقعات بکثرت رونے نمود۔ آخر کار نام سرباز و نمبر اور او نام دستہ فوج بر تختہ  
 نوشتہ در گلوبش می آویختند تا اگر راہ را گم کند بہ ایں جیلہ بمنزل خود برسد۔

و علامتے دیگر کہ در پیش خبری بیان گشتہ بود ایں است کہ (یورپ آنچہ بنامی  
 کند مہندم کردہ آید) ایں علامت نیز حسب منطوق پیش خبری ظاہر گشت چنانچہ در ایں  
 جدال و قتال علاوہ از برکنندہ شدن عمارات کثیرہ ظاہری بنیاد تمدن ایشان نیز از بیخ  
 و بن برکنندہ شد است و اکنون بچیت بر آمدن خود ازاں دام گلوگیر خیلے دست و پا  
 میزنند و لیکن روئے کامیابی نمی بینند۔ بالیقین بعد از چند گاہ جملہ عالم خود برای الیقین  
 مشاہدہ کند کہ تمدنیکہ قبل از جنگ اٹالی یورپ را حاصل بود قائم نہاں است۔ و در عرض  
 آں آں رسوم را اختیار کنند کہ در انجام کار توجہ ایشان را بجا تب اسلام مائل نماید۔ و  
 ایں امر از خدا بتخالی مقدر شدہ است و بیچیکس ایں امر را باز نتواند داشت۔



و علامته و بگر در میان پیش خبری این بود که تکلیفی که بنی اسرائیل از دیگر اقوام سیر  
 حال ایشان را از ازل باز داشته آید چنانچه این علامت نیز بوضاحت تمام رونمائی هر خاص  
 عام شده است حقیقتش اینست که در اثنائے جنگ و پیکار مسطر بالفور که بحال  
 لارڈ بالفور است اعلان داد که جهودان که از وطن اصلی خود یعنی فلسطین آواره و در  
 ممالک دیگر سرگردان هستند باز به ایشان داده آید و حکومتهاے اتحادی بین این قرار  
 داد و اختماً نصب العین خود دارند که آن بے انصافها که نسبت بنی اسرائیل از ایشان  
 بوقوع آمده است بالضرور و در باید کرد. چنانچه بر حسب این وعده بعد از اختتام  
 جنگ فلسطین را از قبضه ترکان بر آورده دار القرار قوم یہود قرار داده اند و اکنون  
 در آن سرزمین طرز حکومت به این نوعیت جاری شده است که در نتیجه اش فلسطین  
 دار القرار آن قوم تواند شد. و جهود آن را از هر چار طرف در آنجا جمع کرده می آید. و  
 مطالبه قدیمه این قوم را که متعلق به اجتماع قوم خود در آن سرزمین بود بکلی تسلیم کرده اند.  
 و این امریت بس گفتنی انگیز و حیرت خیز که نسبت این واقعه قرآن کریم نیز از  
 سیزده صد سال پیشتر ایما فرموده است كما قال الله تعالى وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِ  
 لَيْسَئِىْ اِسْرَائِيْلَ اَسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَا وَعْدُ الْاٰخِرِ قَدْ جِئْنَا بِكُمْ لَقِيْنَاكُمْ  
 (بنی اسرائیل را خیر) یعنی بعد هلاک فرعون بنی اسرائیل را گفتیم که درین سرزمین بود  
 باش و درید پس هر گاه که وعده آخری برسد شمار از اطراف و اکناف عالم فراهم ساخته  
 درین سرزمین می آوریم بعضی مفسرین از لفظ الارض زمین مصر و از وعده پسین روز  
 قیامت مراد گرفته اند. مگر این هر دو امر غلط است. زیرا که بنی اسرائیل را گاهی  
 اذن بود و باش مصر از جانب خدا بتعالی حاصل نشده است. بلکه حکیم سکونت ارض مقدس

آمده بود و همانجا ایشان بود و باش اختیار کرده بودند و از وعده **الْآخِرَةِ** قیامت مراد نیست زیرا که قیامت را با سکونت ارض مقدسه هیچ تعلق نیست۔

سخن صحیح اینست که با ایشان وعده عطا کئے ارض مقدسه داده شده است و باز این گفته که هر گاه وعده **الْآخِرَةِ** بیاید ما شمارا یکی جمع کرده خواهیم آورد و بجانب این امر اشاره فرمود که بر لئے شما آن وقت در پیش است که ناگزیر در آن نرک وطن بگوئید۔ ولیکن در وقت وعده **الْآخِرَةِ** یعنی در وقت بعثت مسیح موعود که بعثت ثانیه است شمارا باز فراهم کرده بوطن می آیم چنانچه در تفسیر فتح البیان است که وعده **الْآخِرَةِ** وقت نزول عیسی من السماء است۔ خدا تعالی در اوائل همین سوره نسبت قوم یهود ذکر و زمانه بیان فرموده است حیث قال **فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبَرَّكُوا مَا عَاوَدُوا تَشْبِيرًا**۔ یعنی چون وعده دیگر بانجام رسد تا چهره ماے شمارا متغیر گردانند و در آیند و دشمنان شما در مسجد همچنان که در اول بار داخل شده بودند۔ و بر هر چه قدرت یا بند بر یاد دهند۔ ازین آیه معلوم میشود که درین مقام از وعده **الْآخِرَةِ** آن زمانه مراد است که بعد از زمانه مسیح اولی بر سر یهودان آمده بود مگر چونکه بعد ازین وعده **الْآخِرَةِ** بجائے اینکه جمع کرده شوند یهود را پرانگنده گردانید بودند ازین جهت ناچار تسلیم کردن می افتند که در مقام دیگر مراد از وعده **الْآخِرَةِ** زمانه ایست که بعد از نزول ثانی مسیح است و از حدیثنا **بِأَنَّكُمْ لَفِيْنَا مَرَادًا** اجتماع یهود است که این وقت در فلسطین صورت پذیراست۔ که از همه دنیا فراهم آورده ایشانرا آنجا متوطن ساخته اند۔ و آنچو در الهام حضرت اقدس وارد شده است که کففت عن بنتی اسرائیل ازاں مراد و روشن مخالفت اقوام عالم است که

بانی اسرائیل الی یومنا ہذا بودہ است کہ ایشان را اجازت نسبت سکونت دارالقراریہ قیدیہ  
ایشان نمیدادند۔

و همچنین علامتہ دیگر این بود کہ این حادثہ عظیم در مدت شانزده سال واقع گردد  
و لاریب درشت ۱۹ نسبت آل الہام شد و در سال ۱۹ بعد نہ سال این جنگ عالمگیر  
برپا شد۔

و علامتہ دیگر این بود کہ در آن وقت تمام مراکب و سفائن بحریہ از ہر جہت آمادہ باشد  
چنانچہ علاوہ آن اقوام کہ بر سر پرچاش بودند حکومتہائے دیگر نیز بجهت حفاظت ممالک  
خود مراکب بحری خود را ہر وقت مستعد میداشتند کہ مبادا دستہ بحری قومے در بحر متعلق  
سواحل ایشان حرکتی نامناسب بکنند کہ ازاں چار و تا چار جنگ پیش آید و یہ این  
غرض نیز کہ تا حفاظت حقوق خود بکنند۔

علامتہ دیگر در الہام این بود کہ در آن روز کار مراکب بحریہ در ہفت قلمزم ہر وقت  
گشت نمایند تا بایکدیگر در آمیزند یعنی آمادگی مراکب و سفائن بحری بقوت ہر چہ متاخر  
بنظر رسد و در جہہ چو کشتیہما بزور تمام دائر و سائر خواہند بود۔ چنانچہ ہر قدر مراکب و  
سفائن بحری کہ درین جنگ با استعمال آندہ اند و بر لئے کشک گشت زدہ اند مثال  
آن قبل ازین دیدہ نشدہ خاصتہ سفائن تباہ کنندہ و الورہا و کشتیہائے کوچک زبیر  
آب شنا کنندہ درین جنگ آنقدر بکار آورده شدند کہ قبل ازین ہیچ نشانے ازاں پیدا  
نبود۔ و در لفظ کشتیہما ایماے بود کہ درین پیکار و تبردہ نسبت و الورہائے بزرگ سفائن  
کوچک بکثرت استعمال شود۔

و علامتہ دیگر نسبت این آفت آن بود کہ یک بیک حادثہ گردد چنانچہ این جنگ

نجات پیرا گردید کہ مردم حیران ماندند و نامور مدبران عالم اقرار کردند کہ اگر چہ ایشان منظر جنگ عظیم بودند مگر یہ اس سرعت پیش زدن آلی کھلی غیر مترب بود۔ و مجبور قتل شہزادہ آسٹریا و شہزادہ خام او فوراً ایک جہان در ہیجان آمدہ بدوید و بے تحاشا در نایرہ آتش ہیجان خرید۔

و علاستے دیگر اس بود کہ دریں جنگ اس مواقع و مصلح روسے نماید کہ اہل عرب از اس منفع گردند و ہنگناں از خانہ باند آیند و درستیز بیاد و تیزند چنانچہ ہاں صورت پیش آمد کہ مجبور شمولیت ترکان دریں رستنا نیزہ جوش آزادی قوم کہ در دل باد یہ نشینان عرب ہیجان میکرد نگہ بجا حد سلطنت حکومت اتراک در دل نشان می افسرد و فرصت حصول مدعا دیدہ در مخالفت ترکان بحکمت آمد تا شمشیر در روسے سلطنت عثمانیہ کشیدند و بہ آخر از رفتہ فرمانبرداری اتراک آزاد گردیدند۔

و علاستے دیگر اس بود کہ خانہا مسار بلکہ بازمین ہوا رگروہ چنانچہ از اہام عفت الدیان محلہا و مقامہا ظاہر است در انجام کار ہچنان بوقوع آمد۔

در ہمہ عالم مرکز دار العشرت و نقطہ عیش و نشاط علاقہ شرقی فرانسا بود و سرزمین یورپ را شہراب خانہ خراب ازین ملک دستیاب می شد و تمام ہوا پرستان ممالک مغربہ بہ جهت حصول روسیای در ہینجا جمع می شدند۔ از فہر خدا ہمیں علاقہ نشنگ از یک سرتا سر دیگر دریں جنگ بہ فہنہ ہام توپ و نشنگ گردید۔ و آہنجاں کہ ذکر الہی دریں دیار منفقو بود و نقش عمرات آل ملک نیز ناپدید گردید۔

و علاستے دیگر اس بود کہ در اس فتح ما باشد یعنی باہر حکومت کہ جماعت مسیح موعود یار و مددگار باشد آنرا فتح حاصل آید۔ چنانچہ ہچنان نظر ہوا آمد حق تعالی بطفیل دعا لائے حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برطانیہ عظمیٰ را ازین مصیبت کبری نجات کرامت فرمود۔  
 اگرچہ در زعم خود مدبران دولت انگلس حصول این فتح را نتیجہ حسن تدابیر خویش  
 می انگارند لیکن اگر بفصیلات واقعات نگاه کنند البتہ ایشان را معلوم گردد کہ اتفاقات  
 عجیبہ غیر مترقبہ باعث این فتح عظیم شد است و از ان بالبداهت ثابت میشود کہ این عقده  
 کشائی محض بناحق تصرفات آسمانی بود است نہ بذریعہ تدابیر انسانی و آلات ہیولانی۔  
 علامتہ دیگر کہ در خود خیلے نشا نہا میدارد این بود کہ حالت زار روس انہر و زار شود  
 در زمان اشارت پیش خبری حالات زمانہ سراسر مخالف الفاظ پیش خبری بود و لیکن چون  
 لفظاً و معنیاً بطور رسید بحیثیت و انشوران ذی ہوش موجب حیرت شدید گردید۔  
 درین پیش خبری پیش خبری ہائے دیگر مندرج است۔ زیر کہ خبر داده شدہ بود کہ تا  
 وارد شدن این آفت از نقصان محفوظ و سلامت باشد۔ و در اثنا سلسلے این جنگ بر ذرات  
 و سہ صد و ہفتاد و ہزار گرد و لیکن چنان نبود کہ ناگاہ کشتنہ شود۔ زیرا کہ ہر کہ قتل رسد نسبت  
 ہرگز گفتہ نمی شود کہ در حال زار گرفتار است پس الفاظ امام بیابانگ بلند خبر میدادند کہ در  
 چنان عذابے کہ بس الیم و مصیبت فحیم باشد مبتلا بشود۔ و باز این امر نیز از پیش خبری  
 معلوم می شود کہ درین آفت خانمہ کار تاجداری زاران روس گردید و زیرا کہ الفاظ امام  
 تخصیص شخصی نمیکرد و واحد سے را معین نمی نمود۔ بلکہ زار را بحیثیت منصف ائمہ بطور  
 روس بودن بیان فرمود است۔ لہذا نظر دقیق صرف باید کرد کہ این پیش خبری ہرچہ  
 شان و شوکت خود واقع گردید است قبیل از وجود این آفت پر مخالفت خیلے مردم بر خلاف  
 زار منصوب ہائے بسیار عمل آورده بودند لیکن او از جملہ مکالمہ و جملہ شہادہ محفوظ ماند۔ اما  
 چون محاربت عظیم رو نمود و وقت مقرر فرمودہ حضرت باری تعالی شانہ بر سر رسید دفعہ زار

در سر نیز حالت زار گرفتار گشت و جمله دانشمندان روزگار از قدرت کردگار حیران و آشفت  
 در دین ماندند چنانچه از حالات معلوم می شود که هر گاه در ملک روس فتنه و فساد برپا شد  
 زار و راس وقت بجهت معائنۀ افواج بر سر حد مملکت خود رفته بود و بر وقت روانگی او  
 از دار السلطنت چنداں فساد می نمود که موحش باشد در ملک برپا نبود لیکن بعد از آن از غلط  
 کاری های یک گورنر در میان رعایا جو شمشه پیدا شد اما در حکومتها این چنین جو شمشه با  
 همیشه پیدا می شود و ظاهراً است که این چنین حکومت عظمی که به مضبوطی تمام قائم شده باشد  
 با این چنین فتنه و فساد قویاً از یاد رنجی افتد مگر دست تصرف الهی در پرده کار میگرداند زار  
 مردم از آن جو شمشه رعایا شنیده گورنر را حکم به سختی کردن داد و مگر این بار بر خلاف ایام گذشته  
 از سخت گیری گورنر جو شمشه مردم ترقی کرد زار آن گورنر را تغیر داده بر جای و گورنر دیگر  
 فرستاد و در عقب آن خود نیز بجانب دار السلطنت حرکت کرد تا بقدم خویش آتش  
 فتنه را فرو نشاند مگر در بین راه خبر رسید که آتش فساد و بالا شد است لهذا او را مشورت  
 دادند که درین وقت شورش در دار السلطنت داخل شدن مصلحت نیست مگر او پروا  
 این سخن نه کرده بگمان اینکه در موجودی او همه همچنان مردم فرو نشیند سر زده بصوب دار السلطنت  
 روان شد تزن مکتوک راه طے کرده بود که شنید که بغاوت عظیم سر بر زده است و باغبانان  
 و فتر وزارت را قابض گشته اند و حکومت ملی قائم گردید است از قدرت خدا این همه  
 تغیرات حیرت افزا در مدت یک روز صورت گرفت یعنی از صبح دوازدهم پانزدهم ۱۹۱۴  
 تا شام آن روز شاهنشاه عظیم الشان که نسبت بادشاهان کل دنیا ذی اختیار تر و از همه  
 صاحب اقتدار تر بود و خود را زاری یعنی محکوم احدی نشنوده و بر همه حکمرانی کننده میخواند  
 از حکومت معزول شده فرمانبردار رعایا گردید و بتاریخ پانزدهم پانزدهم ۱۹۱۴ م مجبوراً

اور این اعلان پدستخط خودش نوشتن افتاد که او و اولادش از تخت روس دست بردار  
 می شود و حسب پیشین خبری حضرت اقدس عثمان حکومت از خاندان زار بر لے دوام  
 بدر رفت۔ مگر هنوز بعض خصص کلام الہی باقی بود و نکولس دوم اندیشید کہ از حکومت  
 بیدخل شده جان خود و جان فرزندان خود را زار نگاه تواند داشت و بر مدخل املاک  
 ذاتیہ خود بہ خاموشی عمر خود را بسر نواند کرد۔ مگر از مثبت الہی این ارادہ او بسر نرسید۔  
 بتاریخ پانزدہم پانچ از تخت دست بردار شد و بتاریخ بست و یکم پانچ او را اسیر کردہ  
 بجانب سکوسیور وانہ کردند۔ و بتاریخ ۲۴ مارچ حکومت امریکا حکومت باغیاں را  
 صحیح تسلیم نمود۔ و بتاریخ بست و چہارم انگلستان و فرانس و اطالیہ نیز حکومت ایشان  
 را تسلیم نمودند تا ہمہ آردو ماہے زار ہتہاء مٹشود اگر دیدہ بریرا کہ برائی اجین مشاہدہ  
 نمود کہ آن حکومت ہائے ہم نوا کہ برایشان اعتماد داشتہ با جرم جنگ ہی کردیک ہفتہ چشم  
 از حکومت او گردانیدہ حکومت باغیاں را تسلیم نمودند و در حمایت او بیج حرفے از دہان  
 بیرون نیاروند۔ با وجود آن ہنوز در ارادہ الہی مصائب زیادہ برداشتن برائے او  
 مقدر بود تا زار از حالت زار خود قہر بر الہام خدائے واحد قہار ثبت کند۔ اگرچہ زار بحال  
 اسیر و گرفتار و از جان خود بیزار بود مگر ہنوز عثمان حکومت روس در دست یکے از  
 شاہزادگان خاندان شاہی بود کہ پوراؤ نام داشت و بہیں وجہ باز اردو در حالت قید  
 سلوک احترام آمیز کردہ می شد۔ و آن شہنشاہ ہنرمند حصہ دنیا بازن و فرزندان شغل  
 باغیاں ایام زندگانی رامی گزارانید۔ کہ در ماہ جولائی آن شاہزادہ نیز بر ترک حکومت مجبور شد  
 و سررشتہ حکومت در قبضہ اقتدار کسی آمد و سختی ہائے قید زیادہ شد مگر از حدود  
 انسانیت منجاور نہ بود۔ دریں اثنا دست قضا طرح نو در انداخت بتاریخ ۲۰ نومبر بغاوت

بولشویک کرسکی را ہم از حکومت معزول ساخت۔ ویراز حالت تازا ترقی کرد کہ از  
استماع آں دل یک انسان سنگدل نیز آب میگرد۔

زار از محل شاہی سکویہ آورده از جائے به جائے و از مقامے به مقامے مقیم  
می ساختند۔ بالآخر بچہ پست یاہ و ہانیدن آں مظالم کہ بذریعہ قید سائبریا پر عایا سئے  
بیکس رومپراشتت اور ادر اک طرنگ فرستادند۔ آیں شہریت نہایت کوچک  
کہ در مشرق کوہ پورال و از ماسکو چارده صد و چیل میل دور است۔ دریں شہر کارخانہ  
ماشینہائے کان کنی است کہ ہم در انجا ماشینہا ساختنہ می شود و ہم در کانہائے سائبریا  
اسیران شاہی در انجا کار و بار می کنند گویا در ان سرزمین پرده اور اہر لحظہ نقشہ اعمال  
اوپیش رویش نہادند۔

آں قوم بریں عذابہائے ذہنی اکتفانہ کردند بلکہ فرقہ سوویٹ در غذا و خورد و نوش  
او ہم تنگی آغاز کرد و قراوان حشی بچہائے خردسال اور آپیش روئے خودش و زنش  
بر نہایت بیدردی مشاقق میزدند و دختر و بچہ ایش را بطور ظالمانہ دق میکردند و از بیا  
ظلم و ستم دل شان نمی شد۔ ہر روز ستم تازہ ایجاد می نمودند۔ آخر روزے مادر را و برود  
ایستادہ کردہ بمواجدہ او بے بیانی و بے حرمتی پرده عصمت دختران دو مشیزہ او  
را دریدند۔ بچہارہ زارینہ نام این نظارہ جیاسوزنیا و درہ ہر گاہ روئے خود بجانب بگر  
می گردانید۔ آں سفاکان خیرہ چشم بطعن سنان اورا مجبور می کردند کہ او اں طرف کہ آں  
کار از وجہ انساہیت فرو افتادہ را کہ ظالمانہ بفعل می آوردند و آورده یہ چشم خود بہ بند  
انجام کار بعد دیدن این چنین مظالم و کشیدن اینقدر عذاب و چشیدن ذائقہ عقاب  
کہ غالباً از ابتدا سے دور تاریخ تا ایں زمانہ برادرے از بنی نوع انسان اینچنین آفت



نازل نشده باشد بتاریخ شان نزد ہم جو لائی مع اہل و عیال و ذریت و خاندان خود بخت  
 ترین عذاب قتل کردہ شدہ و سخن تمی برحق کہ (زار اگر باشد در اس ساعت بود با حال زار  
 بے کم و کار راست برآہ زار یہ اس حالت زار در گذشت و قبصر جرمن و شاہ اسپریا  
 از حکومت بے دخل شدند شہر ہا و یران و کوہ ہا پران و بنی نوع انسان بکثرت و و قتل  
 قتل شدند و جوہا سائے خون ہر طرف رواں گشت۔ عالمیہ زیر و زبر شد۔ مگر افسوس  
 کہ بنی آدم باز ہم انراں دیشلے بر صد اقسیت ماور من اللہ حاصل نکو و گنجینہ مانے مالک  
 الملک و الملکوت همچنانکہ از رحمت مالا مال است از عذاب و رحمت نیز خالی نیست  
 اما مبارک کسانے کہ در عین وقت امر الہی را بھنمندہ بجاسے ستیزہ با پروردگاہ خود  
 آشتی نمایند و بر شاہنامائے خداوندی کورانہ قدم نہ نہند۔ رحمت قد اشامل حال ایشان  
 می شود۔ و از برکات او حصہ میگیرند و وجودشان برائے عالم مبارک ثابت می گردد۔

## پیش خبری دہم

نشان ترقی دارالامان قادیان

تا این زمان آن نشان مانے عظیم الشان بیان کردہ ام کہ محض پہلوئے ترمیب  
 و انذار در خود میداشت۔ یا انذار و بشیر ہر دو را منتضمن بود۔ اکنون آن بشارات مگر  
 آیات را در حیز تخریمی آرم کہ محض پہلوئے بشیر را حاوی است۔ و از آنجملہ درین مقام  
 برستہ مثال اقتضار میکنم و این بشارات از ان قبیل است کہ بوجہ عمومیت خود زبان  
 نرد و سندان و دشمنان بودہ است۔ و حال ہم در پیروان ہر نذایب نسبت آں گواہ  
 دستیاب میتواند شد۔ و از وقتیکہ علم اینہا بحضرت اقدس دادہ شدہ در کتب حضرت

روزنامها مشالک و ذرائع شده آمده اند - و تخت آل پیشین خبری را بیان میکنیم که در آن  
ترقی قادیان از جانب حضرت منان با سیح موعود الهام شده است.

حضرت اقدس را اطلاع داده شد که ده قادیان ترقی حاصل کرده یک شهر عظیم مملکت  
و بمبئی گردد - گو یا مردم شماری و کثرت آبادی این قریه کوچک تا نه لک یا ده لک برسد  
معموری او شمالاً و شرقاً تا ساحل رود بیاس و سمت گیرد که از قادیان فاصله نه میل  
میدارد - بوقت اشاعت این پیشین خبری تعداد مردم قادیان از دویست و هشتاد و پنجاه تن  
از دویست خانوار چند مکان آبرو گنج باقیش جلد از خشیت خام بود - که این مکانات مسکنی  
یو ما فیوما حالت تنزل میداشت - یک خانه قابل رمایش بشرح چهار آنه یا پنج آنه  
بدست می آمد - قطعات اراضی بوجه ارزانی بجهت بنا کردن یک مکان قابل رمایش  
بقیمت ده یا دوازده روپیه بفرودخت میرسید - دشوار بود که کسی آرد و نسه روپیه  
از بازار بیک وقت بخرد - زیرا که ساکنان قادیان زمیندار بودند یا کاشتکار زنان شایسته  
بدست خود گندم در آسیا ساییده نان می پختند

برائے تعلیم اطفال خرد سال یک مدرسه ابتدائی از جانب دولت انگلیس جاری  
بود و در آن چهار یا پنج روپیه علاوه از مشا هر خود حاصل کرده کار و بار پوسنه خانه  
را نیز انجام میداد - و اک در مہفتہ دو بار میرسید تمام عمارات در حلقه تفصیل قصه  
بود - الغرض در چشم ظاهر بین بیچ سامانے بجهت وقوع این پیشین خبری یافته نمی شد  
زیرا که قادیان از لیون ریلوے بفاصله یازده میل دور واقع است - و راه مش  
تا یازده میل خام و ریگ تنان است - در ملکه که ریل جاری باشد شهر یک قریه گنجد  
بود - لاجرم صورت ترقی می بنید - درین قصه بیچ کار فانه هم نبود که بواسطه شمولیت

مزدوران ترقی معصومی آنرا کسے ترقب میداشت۔ نہ محکمہ درون قصیبہ بود که بذریعہ آن آبادی ترقی می کرد۔ نہ دریں مقام ضلع بود نہ تحصیل حتی که برائے سکونت پنج نفر سر بازان گزمره ہم یک مکان بچخته نمود۔ مرکز تجارت دیگر قری نیز نبود که به آن آبادی می افزود۔ در وقت شیوع این پیش خبری میدان حضرت زیاده از چند صد نفر در سلسله سعیت نمودند که ایشان را یک جافراهم آورده آبادی بلده را رونق می دادند۔

البته این سخن حقیقت دارد که میتوان گفت که چون دعوی حضرت اقدس شائع شده صورت امید پیدا کرده بود که شاید روزی چند میدان حضرت اینجا آمده سکونت ورزند و از سکونت ایشان آبادی این قصیبه و به ترقی نهد مگر کدام کس این امید در دل میداشت که تعداد میدان حضرت به این زودی بیفزاید که آبادی قادیان در مدت قلیل این چنین وسعت غیر معمول حاصل کند۔

(دویم) مثال این ترقی را مردم کجا دیده اند یا شنیده اند که میدان کار و بار را گذاشته و موطن و مسکن را پس پشت انداخته و از خویش و بیگانه دامن افشاندند در جوار شیخ یا مرشد یا استاد خود آره در همسایگی اذتوطن و زریده اند۔ بر بول مبارک حضرت مسیح ابن مریم علیه السلام ناصره نوزده صد سال می گذرد که هنوز هم بر صورت دایم است نہ بر میات شهرے۔ حضرت شیخ شهاب الدین ہروردی حضرت شیخ احمد شہرستانی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم نیز در قصبات سکونت میداشتند۔ منقط الراس و منبت الاقدام این بزرگواران هنوز هم بحالت خود است و بیچ صورت ترقی در آنها پیدا نشد است۔ و اگر بالفرض پیدا هم شد آن قدر نبود که ازاں حسابے نداشت بر گرفت نہ بر آن قلیل از ظہور قبولیت ایشان ہم آن مقامات معہور بودند۔ آیا

ساختن امصار آں چنان شکل است کہ بسیار بارشالان تاجدار بجانب پہلوئے اقتصادی نظر انداختہ شہر آباد کردہ اند و لیکن شہر اے نو تعمیر کردہ ایشان را چنانکہ باید ترقی نصیب است۔ بلکہ بعد چندے رو بویرا اینہا ہنادہ اند۔ آقا قادیان نظر پہلوئے اقتصادی بجائے نامناسب و خراب واقع شدہ است۔ نہ برکنار سکتہ اکتفید است۔ کہ مردم بطرح تجارت برائے حمل و نقل اموال التجارۃ در آنجا سکونت و رزندہ نہ ازاں اینقدر دور است کہ بسبب بعد مسافت از استنسیون ریل آنرا مرکز تجارت قرار دہند۔ پس نظر بر حال مذکورہ صورت ترقی آں از پس نامکن بود۔

و عجب اینکہ قادیان بر ساحل دریائے بائہر گمنہ نیست کہ در بعض اوقات ایں ہر دو چیز نیز در ترقی تجارت و آبادانی قصبہ ملعی باشند۔

الفرض ہر اسر در حالات مخالفت و بغیر موجود بودن سامان معموری پلدہ حضرت اقداس پیش خبری بیان فرمودند کہ انشاء اللہ قادیان ترقی روز افزوں حاصل نماید۔ بعد از اشاعت ایں پیش خبری حق تعالیٰ در جماعت احمدیہ ترقی کرامت فرمود۔ و نیز مع آں مدول ایں گروہ ایں خواہش نیز پیدا کرد کہ سواطن و مساکن خود را خیر باد گفتہ در قادیان سکونت اختیار نمایند۔ پس مردم بغیر بسج تحریک قصبات و قرملی و امصار و خانمان و خویش و تبار را ترک گفتہ در قادیان رطل اقامت انداختند و بہ تقلید ایشان دیگر مردم نیز سکونت ایں جا را اختیار کردن شروع نمودند۔ اگرچہ ہنوز برائے کامل وقوع پذیرفتن ایں پیش خبری ضرورت وقت است۔ آنا تا بہ حدے کہ بوقوع رسیدہ است آں نیز قابل حیرت است۔ در ایں وقت معموری ایں قصبہ چارونیم ہزار از دو چند آبادی سابق ہم زیادہ است۔ بر جائے فصیل شہر خیلے مکانات پختہ تعمیر گشتہ

است. اکنون در کشت زراعت طرح عمارات ریخته اند و آبادی این قصبه از حد و در بعضی  
 خود بسیار تجاوز کرده است. و قریباً تا یک میل بر آبادی قدیمه افزوده است و بسیار مکانات  
 ریخته تعمیر کرده اند. عمارات پرفضا و شاهراه هائے کشاوری حیثیت قصبه را بصورتیک  
 شهر تبدیل ساخته است. بازار لا وسیع گشته اند و فرش کوچی را خشت بسته اند. اگر امرو  
 کسے آرزوئے خریدن سودائے هزار ماروپیه دارد البته میتواند خرید بجائے یک سدر  
 ابتدائی دو مدیها کسے اعلیٰ برپا شده جاری است. یک مدرسه اهل بنو است و یک  
 مدرسه دختران است. و یک دارالعلوم دینی است. و بوستانه خانه که در آن در یک هفته  
 دو بار ذاک می رسد و یک مدرس به اضافه چند روپیہ کار میگرد. اکنون هفت یا هشت  
 کار پردازان روزانه در آن کار میکنند. و بصد شکل کار هر روز را به انجام میرسانند  
 انتظام سیم تلفات و پیش است. هفت جراند نامور مثل لفضل و الحکم الفاروق  
 تشجید الاذان. ریویو آف ریلیجنز اردو. ریویو آف ریلیجنز انگلیسی. جریده نور. بعض  
 در هفته دو بار. و بعض یکبار. و بعض در پانزده روز. و بعض در سه یا چهار روز  
 کوچک اشاعت می پذیرد پنج مطابح مصروف کار چاپ کردن کتب و رسائل و اخبارات  
 و جراند و اشتها رات و اعلانات است. یک نشین پلیس نیز جاری است. در ذاک  
 شهر هائے عظیم اگر غلط افتد و زیر و زبر شود ممکن دارد مگر قادیان شهرتے گرفته است که اگر  
 محض نامش را بر لفاظه نوشته در بوستانه خانه شهرتے گذاشته آید بغیر هیچ پس و پیش شد  
 یک راست در قادیان برسد. احاصل با وجود موجود بودن جمیع حالاته مخالف و سعیت  
 این قصبه ترقی روز افزون یافته است که نظیرش سطح زمین نشان دادن مشکل است  
 هر قدر اصول ترقی که بطور اقتصاد می برائے ترفیات امصار و قری بود است قادیان

بر خلاف آں جملہ ترقی غیر منترقب حاصل کردہ صدائے کلام خدائے عزوجل را ظاہر ساختہ  
 است۔ آں مردم کہ حالت سابقہ این شہر را بچشم خود دیدہ اند اگرچہ پیرو مذہب دیگر باشند  
 براعتراحت این امر محسوس گشتہ اند کہ ترقی این شہر اتفاقات غیر معمولی است۔ مگر افسوس  
 در دل خود اندیشہ نمی کنند کہ آیا ہمہ امور غیر معمولی بردست حضرت میرزا صاحب جمع  
 شدنی بود۔ ۹

## پیش خبری یازدہم

پیش خبری برائے نصرت مالی

از پیش خبری ہائے تبشیری بطور مثال این پیش خبری دیگر نسبت ادا مالی  
 است کہ در رنگ خود خیلے عجیب و در میان حالات غریبہ بزبان حقائق ترجمان حضرت  
 اقدس از فضل خدائے رحمان و رحیم جاری شد است۔ و در حقیقت این پیش خبری از  
 ہمہ پیش خبریہائے عظیم الشان اولین پیش خبری است۔ و تفصیلاتش بدین منوال است  
 کہ باکے والد ماجد حضرت اقدس بیمار شدند۔ ہنوز از حق تعالی نزول الہام بر حضرت شروع  
 نشدہ بود۔ روز سے نظر بظاہر اسباب علوم می شد کہ بیماری شاں رفع شدہ است و قدرے  
 عارضہ زجر باقی است حضرت اقدس را اولین الہام *وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ الْقَاسِدِ*۔  
 چون در لغت عرب طارق کسے را میگویند کہ در شب آید۔ بناءً علیہ بہ فہم حضرت اقدس  
 رسید کہ در وقت شب والد ماجد ایشان رحلت فرمائے عالم جاودانی گردد۔ و این الہام  
 بطریق تعزیت از جانب حضرت باری عز اسمہ از او کمال ترجم القاسد است۔ و برائے  
 تکلیفات آئندہ اظہار ہمدردی است۔ چون بسیار مدخل خاندان بجاہت والد شان

متعلق و پیشین و انعام دولت انگلیس و ہینس بسیار حصہ جائداد با زندگی شان ایستہ  
 بود بنا علیہ ازیں الہام بہ اقتضا کے بشریت حضرت اقدس را خیلے در دل پیدا شد  
 کہ از وفات شان بسیارے از وسائل مداخل منقطع گردو۔ و مدد معاش و انعام دولت  
 انگلیس ہم بستہ شود و اکثر حصہ جائداد بدست شرکار بیفتد۔ بہ مجرد ایں خیال الہامے  
 دیگر شد کہ بر پیش خیری عظیم الشان شامل بود۔ و آن اینست۔ (اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ  
 عَبْدًا) یعنی آیا اللہ تعالیٰ کفایت کننده کار ہائے بندہ خود نیست۔ چون در ایں الہام  
 از جانب حق جل و علا و عدہ تکفل مہات و انصرام ضروریات حضرت اقدس بود۔  
 حضرت اقدس فرمودند ایں الہام را بر مہر کفہ کنند۔ تا دیگر مردمان نیز ہراں شاہد باشند  
 بعض مسلماناں و بعض اہل منور ازیں معنی اطلاع دادند۔ یکے از ہندواں را کہ ہنوز ہم  
 بتقدیر حیات است در شہر امرتسر فرستادند تا آن تکین کنندہ را بیارو۔ بدین طور صد ہا  
 مردم ازیں آگاہ گشتند پس برائے وضاحت ایں الہام خدا تعالیٰ سامانے تہیا فرمود  
 کہ در خاندان حضرت تنارے برخواست۔ و بجهت حصول جائداد خاندانی و عویداران  
 بسیار بمقابلہ حضرت اقدس برپاشدند برادر بزرگ ایشاں منتظم جائداد بودند۔ ماہین  
 برادر بزرگوار و دیگر قرابتیاں خلاصے پیدا شد۔ حضرت اقدس با برادر بزرگ خود از  
 راہ خیر خواہی فرمودند کہ با ایں رشتہ داران کہ بمنادعت برخواستہ اند احسان باید کرد و اما  
 ایں مشورہ موافق مزاج شان نیفتاد۔ بالآخر نوبت بعد الت رسید۔ رشتہ داران مخالفت  
 برائے دعابہ حضرت اقدس التجا آوردند۔ چون حضرت ہمت بر دو عالم گاشتند معلوم شد  
 کہ رشتہ داراں و شرکار در تنازع ہانہی ہرند۔ و برادر حضرت اقدس مقدمہ را باکے دہد۔  
 انجام مچنساں واقع شد کہ حضرت فرمودہ بود و جائداد بقدر یک ثلث بلکہ زیادہ بشرکار

دمانیدہ شد وہ بہت حضرت اقدس و برادر بزرگوار ایشان حصہ قلبیہ از جا ماند اوباقی ماند۔ اگرچہ  
 جا ماند اسے کہ بجز حضرت اقدس رسیدہ بود برائے توانج زندگی ایشان کفایت میکرد مگر کاریگہ  
 در پیش بود داخل جا ماند برائے آن کتفائی کرد۔ در اس اواں حضرت اقدس برائے اشاعت  
 اسلام و حمایت دین متین در تصنیف کتاب عظیم نشان کہ براہین احمدیہ نام دار مشغول بودند  
 حق تعالیٰ برائے اس کتاب مقرر داشتہ بود کہ در دنیا سے مذہبی غوغائے عظیم برانگیزد و در  
 مل و نخل شتی حرکت غیر مترقب پیدا کند۔ و بہت اشاعت این کتاب رقم بشری با است  
 مسبب الاسباب دین حالت بیاس ابواب امید بکنود۔ و وہاں کے اس مردم را کہ با مذہب  
 چنداں سروکار سے نمیداشتند تحریک داد و برائے اشاعت این کتاب سامانے بہر سادہ  
 مگر اس کتاب ہنوز در چار جلد شائع شدہ بود کہ اعتراضات بیشتر افزونی گرفت۔ زیرا کہ  
 اگرچہ اس غرض حاصل شد کہ از ہر جانب کہ حضرت اقدس رخ حملہ را گردانیدن میخواستند  
 از اس جانب رخ حملہ برگشت مگر برخلاف خود حضرت اقدس خوش مردم از حد گذشت  
 و مسلمانان و ہندواں و سکھماں جملہ بہ اتفاق یکے بیکے بزوات حضرت اقدس حملہ آوردند  
 و بر الہامات حضرت تمسخر و استہزاء آغاز کردند۔ و از اس غرض ایشان اس بود کہ تا بر<sup>عظمت</sup>  
 الہامات صدمہ وارد شود و اس اثر کہ از فیض تصنیفات حضرت در دہا سے مردم پیدا  
 شدہ زائل گردد و ایشان را بمقابلہ اسلام شکست حاصل نشود۔ مگر علاوہ از مخالفان  
 مذاہب غیر از مسلمانان نیز بعض حسود بر مخالفت حضرت ایستادند۔ گویا در وقت  
 واحد از ہر چار طرف بر حضرت اقدس حملہ با آغاز گردیدند و اندازہ اس امر با خیالے آسانی  
 توان برمی گرفت کہ شخصیکہ خویش و بیگناہ ذات او حملہ لا آوردند پیش روئے و سے  
 چہ قدر کہ وہاں مشکلات حاصل میگردد۔ پس برائے اعتراضات مردم و برائے قیام



شان اسلام ضرورت شدید بجانب مال کثیر پیش آمد۔ و حضرت و اہم البرکات بکھت  
 آن نیز سامان ہر گونہ عطا فرمود۔ من بعد تغیر سے سوم آغاز گردید یعنی حق تعالیٰ گنت کہ مسیح خود  
 نوقی۔ و سچ اول وفات یافتہ است۔ چون این دعویٰ را حضرت اقدس حکیم الہی پروردانہ  
 کسانیکہ تا این وقت با ایشان دم از موت میزدند بہ مجرد شنیدن این دعویٰ ہمہ روئے  
 بر تافتند۔ و شرمہ قلیلہ کہ تعدادشان بہ چہل نفوس میرسید و رسکب بیعت در آندہ  
 گویا ازین دعویٰ نمودن دروازہ جنگ عالمیان بر روئے حضرت کشادہ شد۔ آنانکہ قبل  
 ازین دم از اعانت میزدند در مخالفت حضرت ایستادہ گشتند۔ درین حالت اخراجات  
 ضروریہ روئے نیز اید نہاد۔ اول خرچ اشاعت جوابات اعتراضات مخالفان۔ دوم  
 خرچ اظہار دلائل بر دعویٰ مسیح موخوہ بودن۔ سوم خرچ اشہارات مختصرہ تا مردم را  
 ازین دعویٰ اطلاسے بہم رسد۔ این اخراجات بکھت نازک ساختن حالت کفایت  
 میکرد۔ مگر حق تعالیٰ بر لے اظہار قدرت کاملہ خود ابواب اخراجات مزید را نیز مفتوح  
 ساخت یعنی حق تعالیٰ حکم داد کہ در قادیان بکھت جہانان ماہمانخانہ عام تعمیر کنند و  
 اعلان نمایند کہ مردم را باند کہ بکھت تحصیل معلومات وینی و تکمیل ایمان خود را بقادیان  
 برسانند و جہان ما شوند تا اگر شکے یا شبہتہ در دل دارند رفع گردد۔ ظاہر است کہ  
 درین حالت نازک جد گشتن ہمہ معاونان و وسعت پذیرفتن جماعت و افزایش  
 کار و بار اشاعت و گرانباری تعمیر جہانخانہ و صرف کثیر بکھت مدارات جہانان موجب  
 ترقی مشکلات میگردد۔ و نظام کار و بار شخصے را کہ معیشت قلیل دارد در ہم و بر ہم سازد  
 مگر حضرت کردگار در دل آن چند نفوس کہ با حضرت اقدس بودند کہ از انجملہ یک نفس  
 نیز خود را مالدار نمی توانست گفت و چہتے کثیر در ایشان غراب و مساکین بودند چہرہ اخص

بیا فرید کہ ہر گونہ تکلیف بر جان و مال و اہل و عیال خود تحمل نمودن را بر خود گوارا کردند۔  
لیکن نتوان و نکاسل را در راہ دین بطبع خود راہ ندادند۔ و حقیقت ہمت ایشان این  
ہمہ کار و بار سرانجام نمیداد بلکہ وعدہ اَلَيْسَ اللهُ بِكَانٍ عَبْدًا کہ از پردہ غیب تصرف خود  
آشکارا میکرد۔

این آں زمانہ بود کہ مردم از چہار طرف بر جماعت احمدیہ سختیہا بکار می بردند بولویان  
فتاویٰ کفر میزدند کہ پیروان جماعت احمدیہ گردن زدنی و سوغتئی ہستند۔ تا ہنما کئے  
شان را غارت نمودن و مال و منال ایشان را غصب کردن و زنان ایشان را  
بغیر حصول طلاق بہ نکاح دیگران دادن محض جائز نیست بلکہ موجب ثواب کثیر است  
و شریراں و بدکرداراں کہ بر لے اظہار خبیثت طبع خود ہمیشہ بچو بہانہ ہا را ہی جویند  
آغاز از نکاح این اعمال ناشائستہ با فخر و مباہلات میکرد و مردم ایشان را از  
خانمان آوارہ می ساختند و از مناصب و ملازمت بے جرم و خطا معزول می نمودند  
و بر املاک ایشان جبراً و قہراً قبض و تصرف میکردند چنانچہ خیلے احمدیان ازین محصہ ہا  
صورت خلاصی ندیدہ بر ہجرت نمودن از خانمان مجبور شدہ بودند۔ انہاں جا کہ محض قادیان  
و ہجرت نمودن دران دارالامان مطمح نظر ایشان بود ازین جہت بحالت ورود آں از وطن  
جلاشدگان اخراجات هماننداری ہمانخانہ قادیان یو ما قیوما می افزود۔ و دیر اوقات  
نقد و جماعت نایک دو ہزار نفوس فرودہ بود۔ مگر ہر یکے از ایشان شکار حملہ ہائے خانان  
گشتہ بود۔ از یک دو ہزار نفر کہ با وجود آنکہ شب و روز خود را محض ابتغای لوجہ اللہ و اعلا  
کلمۃ اللہ با قاریب و اجانب در مباحثات و مناظرات مصروف و مشغول میداشتند۔  
بغرض اشاعت دین متین نقد و مال ہم رسانیدن و یا نہ بار ہماننداری کسانیکہ در قادیان

بجهت تعلیم دین جمع آیند بطور ع خاطر برداشت نمودن و نیز بار اخراجات برادران مظلوم  
 و مهاجرین بلا اجبار و اگر اه بلکه برضا و رغبت بر سر خود نهادن امری بود پس حیرت انگیز  
 و عبرت خیز شکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ضد ما مردم هر دو وقت بردستر خوان جامعیت کم سیری شد  
 و هم برائے رفع حوائج بعض غریبا انتظام نمودن ناگزیری افشاء از کثرت مهاجرین و  
 افزایش همانان هر روزه علاوه هما نخانه از هر خانه کار همان خانه گرفت می شد در خانه حضرت  
 اقدس هر حجره یک همان خانه مستقل بود که در آن همانی یا مهاجرے یا اهل بیت خود  
 سکونت میداشتند. الغرض بازار برداشت خجسته افزون بود. هر صبح از افق میبیدید  
 با خود ابتلائی تازه فراغ می آورد. و هر شام که می رسید با خود واقعات و ذمه و اینها  
 جدیده نمایان می ساخت مگر نسیم **الْبَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا** همه افکار و غموم و هموم را  
 چون گردوغبار دور میکرد. و آن ابر که در ابتدا تهدید بر برکندن بنیاد سلسله عالمیه  
 می داد و چشم زدن باران رحمت الهی می بارید و در وقت بلاییدن هزتا زبان او نعمت  
 همیت افزائی **الْبَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا** می سرود. در خیال من میرسد که مردم  
 افغانستان در ذمین خود نقشه صعودی همائی آن زمان را بوجه احسن تصور توانند نمود.  
 چرا که در ایام گذشته جماعتی از مهاجران هند در آن سرزمین رسیدند بود و در افغانستان  
 که حکومت منتظم و با قاعده قائم است در انتظام کار مهاجران مشغول بود و با وجود اینکه  
 بعضی مردم از میان ایشان اخراجات خود را خود برداشت می نمودند و تعداد و میزان  
 نیز از همانان افزون تر بود زیرا که یک کر و ژباستندگان سرزمین کابل میزبان  
 دو ملک همانان بودند مگر با اینهمه چه قدر وقت که پیشین نیامد ازین اندازه توان  
 برگرفت که هر گاه بر جماعتی که از روز به روز زیادتر باشد وقت بار صد تا همانان و غریبا و

ہماجرین دریافت۔ و باوجود تکفل ہمانان آن جماعتے بے سر و سامان را بحیث اشاعت  
اسلام ہم خرج کردن مال لابد باشد و آن ہم در وقتیکہ در خانہ کسے خود شاہ تازعاً  
و فسادات برپا بود۔ قیاس باید کرد کہ گردن باریک آن درویشاں و مسکیناں چہ قدر  
زیر این بار گراں خم گشته باشد۔

و باز این ضروریات سلسلہ نبرائے یک دور و زیا یک دو ماہ یا یک دو سال  
بود۔ بلکہ ہر سال کار اشاعت اسلام ترقی می کرد۔ و حضرت حق سبحانہ بحیث این کار و بار  
بفضل خود تکفل می نمود۔ در ۱۸۹۸ء حضرت اقدس تعلیم دینی اطفال جماعت را مد نظر  
داشتہ مدرسہ اعلیٰ جاری فرمودند۔ ازین جهت اخراجات بہ نسبت سابق زیادہ تر افزود  
باز یک جریدہ زبان انگریزی و یک جریدہ زبان اردو در ہر ماہ در بارہ اشاعت اسلام  
شائع کردند۔ بناؤ علیہ در ضروریات اخراجات زیادہ تر ترقی شد۔ مگر اللہ تعالیٰ انصرام  
کل ہمام ہر وقت می نمود تا اینکہ درین جزو زمان علاوہ سکول انگریزی مدرسہ دارالعلم  
دینیات و مدرسہ زنانہ و چند مدارس ابتدائییہ جاری است۔ و جماعت مبلغین ہندوستان  
و جماعت مبلغین ہاریشس و سیلون و انگلستان و امریکہ و افریقہ و بحیث انسداد  
فقتہ ارتداد را چوتانہ برپا گشت۔ و دیگر صیغہائے بسیار مثل صیغہ تالیف و اشاعت  
وصیغہ تعلیم و تربیت و صیغہ انتظام عام و دارالقضا۔ و افتاء وغیرہ در قادیان قائم شد  
و تخمیناً سہ ہر سال چار لک روپیہ بخرج میرسد و این بخرج یوماً فیوماً درازد یاد است  
اللہم زد فرزد و لا تنقص۔ این ہمہ برکات و فیوض را خدا تعالیٰ حسب وعدہ اَلَيْسَ اللّٰهُ  
بِكَافٍ عَبْدًا ہم میرساند۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

این جماعت ما جماعت غربا است۔ زیرا کہ سنت الہی است کہ در ابتدا غربا و مساکین

در سلسله داخل می شوند که حالت شان را دیده متمولین همی گویند ما مثلک آتیکاف  
 اَلَا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَادُوْا لَنَا بِاَدْبِی الرَّاٰی . و درین صورت حکمت الهی مقتضی آن  
 می باشد که هیچکس نگوید که این سلسله بد من برپا گشته و ترقی کرده است و تا مخالفان  
 نادان نیز همچو قسم اعتراض نکنند پس ازین جنین جماعت مساکین تحمل این قدر بار مصارف  
 بر دوشتمن بے نصرت الهی صورت نماند . این جماعت همچنان حاصل سرکاری را داد  
 میکنند همچنانکه دیگران میکنند و معامله زمین نیز همچو دیگران داخل خزانه عامه دولت  
 انگلیس میکنند و بار مصارف شاهراه و مستشفاه و مدارس را نیز همچو سائر مردم  
 میکشند . الغرض آن همه اخراجات که بر دیگر رعایا است بر افراد این جماعت نیز است  
 و در اشاعت دین و کار و بار و قیام اسلام اموال خود را بطوع و رغبت صرف می نمایند  
 و از عرصه سی و پنج سال الی یومنا هذا این بار مردان را بر دوش خود برداشته اند . لکن  
 درین زمانه به نسبت زمانه سابق بعض اکابر رجال و متمولین و مسرزمین درین جماعت  
 شریک شده اند . الحمد للہ علی ذلک لیکن همان قدر در مصارف اضافه شده است  
 آیا این امر باعث حیرت نیست که سائر مردم دنیا با وجود مالدار کثیر بودن و با آنکه نسبت  
 پیر و ان جماعت احمدیه زیاده نوانگر اند پیوسته شکایت ضعیف معیشت خود میکنند حتی که  
 زکوٰۃ هم بخوشی ادا نمی نمایند . اما مردم این جماعت سر هر سال با وجود ادائے فريضه زکوٰۃ  
 و صدقات لکو کمار و پیر در راه خدا تبلیغ اسلام صرف میکنند . و کجول الله و قوته بر این امر  
 نیز آماده اند که اگر ایشان را الفت آید که همه اثاثه خود را در راه دین ایشار کنی بے هیچ درنگ  
 بطوع خاطر صرف نمایند و برابر و سے شان گرو نیفتند . آخر انسان دانشمند را باید که بخورد  
 که این جوهر ایشار و این قدر قوت انفاق فی سبیل الله در طالع ایشان از کجا پیدا شده

لا یریب الہنام اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدًا در دلبانی ایشان این قوت مافوق العادی  
 کرامت فرموده است. در نه آن کدام طاقت است که در وقتیکه سبج موجود را فشر  
 مصارف ضروری متعلق ذات خود را منگبیر بود و وعده سرانجام دادن این گونه مصارف  
 روز افزون داد و بعد از وعده دادن انجا از آن فرمود. آخر ملیونہ نام دم کہ خود را مسلمان  
 میگویند و در این زمانہ موجود هستند. یہ ماہ نامہ پند کہ چہ قدر مال و دولت در اشاعت اسلام  
 صرف میکنند. اگر اندازہ نقد و جماعت ما زیادہ از زیادہ کردہ آید معلوم خواهد شد کہ اگر  
 آن قدر مال کہ این جماعت بر اشاعت اسلام خرچ میکنند. دیگر مسلمانان ہندوستان  
 نیز صرف کنند یا پند کہ یہ آن چہ سالیہ ہشت کروڑ زیادہ کروڑ روپیہ خرچ سالانہ باشد  
 بشرطیکہ حالت مالیہ ایشان مثل جماعت ما بود.

لیکن در میان ایشان خیلے و البیان ریاست و تاجران مالک کروڑ روپیہ  
 ہم موجود هستند. اگر بر حالت ایشان ہم نظر کردہ آید ہر سال پانزدہ شانزدہ کروڑ روپیہ  
 صرف مسلمانان ہندوستان ما بر اشاعت اسلام خرچ باید کرد. مگر آن ہمہ بمقابلہ چار  
 پنج لک روپیہ این جماعت یک دو لک روپیہ ہم صرف نمی کنند. و این فرق ازین  
 کہ در میان جماعت ما وعده اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدًا کار میکنند.

## پیش خبری دوازدهم

پیش خبری حضرت اقدس در بارہ ترقی جماعت است کہ بتوقع آمدہ  
 بر دوست و دشمن حجت ثابت شدہ

اکنوں از ان پیش خبریہا ہے پیش خبری یک پیش خبری دیگر را کہ در بارہ آن تعلیم است کہ

حضرت اقدس بجهت اشاعت آس بعثت یافته اند بیان میکنم۔ این پیشینجری نیز از آن قبیل است که لگو کہا مردم بران شاہد اند۔ و در آن وقت شائع کرده شده بود کہ هیچ مسلمان بجهت انصرام پذیرفتن آن ہرگز موجود نہ بود۔ الفاظ این پیشینجری این بود کہ دعوت ترا تا بکنار دنیا برسانم و گروہ ہواخوانانِ خالص و مخبانِ دلی ترا بیفزایم و در نفوسِ اموال ایشان برکت دہم۔ و جماعتِ احمدیوں را نشوونما دہم حتی کہ برکت و کثرت ایشان در نظر ما عجیب بنماید۔ یا تون من کل فح عمیق۔ یعنی مردم از اطراف و اکناف دنیا پیشینجری آہند تا در سلکِ جماعت تو داخل شوند۔ انا اعطیناک الکوثر یعنی ما در ہر چیز تو کثرت دہم کہ در آن جماعت نیز شامل است۔ حضرت اقدس را در بارہ کثرت ترقی و افزونی جماعت در زبانِ انگلیسی نیز الہام شدہ است و آن این است۔  
 (آئی ول گو یو الارچ پارٹی آف اسلام) یعنی من ترا یک جماعتِ عظیم مسلمانان عطا می کنم۔ ایضاً ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین یعنی ترا یک جماعت بزرگ از اولین و تیز از آخرین دادہ شود۔ و معنی این الہام این نیز ہوتواند شد کہ از امتِ انبیائے پیشین گروہ کثیر و از امتِ مسلمانان را کہ پسین ہنما ہستند نیز یک جماعتِ عظیم بر تو ایمان بیارند۔ ایضاً یا نبی اللہ کنت کا اعتراف کہ یعنی زمین آواز دہد کہ لے نبی اللہ من قدر ترا نشناختہ بودم۔ و دریں الہام از زمین مراد اہل زمین است۔ و ایضاً انا سررت الارض نا کہلہا من اطرافہا یعنی ما و اشرار این زمین گردیم و او را از اطراف او بخوریم۔

بعضے ازین الہامات آس وقت القا شدہ و شائع گشتہ است کہ ہنوز یک

منتفص ہم بر حضرت اقدس ایمان نیاوردہ بود و بعضے از آن در بعد القا شدہ در آن

وقتے کہ اگر سلسلہ احمدیہ قائم گشتہ بود مگر در حالت ابتدائی بود۔ در اس وقت چہیں  
 شائع کردن کہ ” وقتے برسہ کہ جماعت عظیمیہ بانوشا مل شود۔ ونہ محض اینکہ در ہندوستان  
 بلکہ در تمام ممالک روسے زمین مریدان توان انتشار یابند و پیروان ہر مذہب از مذہب خود  
 بر آمدہ داخل مذہب تو گردند و خدا بتعالی ایشان را افزایش عنایت کند۔ و مسیح  
 ملک از تبلیغ تو بیرون نماند۔ آیا این پیشخبر بہا سر سرست۔ آیا دماغ انسان بر بنا  
 قیاسات قبل از وقت این چنین خبر با بیان توان نمود۔ زمانہ حاضرہ زمانہ علمی است  
 و مردم مذاہب آبائی را کہ صد اقیان از یوم ولادت زمین شیشین شاہ کردہ شدہ  
 است گزارشتہ اند۔ درین زمانہ نہ نصاریٰ ہستند ونہ ہندواں ہندو۔ نہ  
 یہودیہاں بر یہودیت خود قائم اند ونہ پارسیان بر دین زرتشت ثابت اند۔ بلکہ مذہب  
 عقلی در لباس رسوم مذہبی در ہر سو سر خود بر آوردہ است۔ و اگر چہ نامش در ہر حصہ  
 ملک جدا تجویز کردہ اند۔ مگر شک نیست کہ خیالات مردم کل دنیا در امر مذہب متحد گشت  
 است۔ در ہرچہ زمانہ کہ مردم از تقلید انبیائے پیشین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین  
 مطلق العنان و خلیع العذار گشتہ بر جانب طبیعت و دہریت گرائیہ اند۔ حضرت اقدس  
 دعویٰ مامورین اللہ بودن و مسیح موعود بودن کردند۔ نظر بظاہر قبولیت آن ناممکن  
 الحصول و غیر معمول بود۔ علاوہ بریں حضرت اقدس بجز زبان عربی و فارسی و اردو  
 بزبان دیگر شناسائی نمیداشتند۔ و زاو یوم شاہ ملک ہند خاصہ پنجاب بود۔ ساکنان  
 این دیار را بوجہ کم علمی و جهالت شاہ سی سال قبل از زمانہ حال اہل عرب باشندگان  
 ایران خیلے بہ چشم حقارت می دیدند پس درین حالت کسے را از کجا امکان توقع این  
 امر بود کہ نصیحتے عرب و حکمائے ایران و علمائے افغانستان و عقلائے شام و قضا



مصر بر مردے ہندی نژاد ایمان آرنے۔ و کد ام دانشمند را امید بود کہ انگلیسی تعلیم یافتگان  
 ہند کہ بوجہ غلبہ خیالی دہریت قرآن کہیم را تصنیف نبی عرب قرار میدادند برد علوی حضرت  
 اقدس بسیک اجابت گویند و این امر را بادل و جان تسلیم نمایند کہ خدا بتعالی درین زمانہ  
 نیز بایندگان خود کلام می کند و طرفہ اینکه آن شخص کہ باو سے خدا بزبان انگریزی تکلام  
 می شود از زبان انگریزی کہ نداشتن آن نژاد ایشان بدترین گناہان است یک لفظ ہم  
 نمیداند۔ پس عقل بیچ دانشمند تجویز نمی توانست کردن کہ شخصے کہ از اس نہ مغربہ بکلی  
 نابلد و از علوم مغربہ نا آشنا و از رسوم و عادات مغرب نا واقف و از وطن مالوہ رگاہے  
 بیرون نہ رفته (حضرت اقدس از پنجاب بیرون ناصرت علیگڈہ تشریف برده اند) تا  
 اقصائے ملک یورپ و افریقہ و امریکا عقائد و خیالات خود را برساند و ماہران علوم  
 و فنون جدیدہ کہ جملہ ساکنان ایشان را از کرم و مور و ملح حقیر تر میداند سخن او را بہ سمع  
 رضا تلقی نمایند۔ و حرف اورا با گوش دل شنوده بصدق نیت بران ایمان آورند۔ این امر  
 در ذہن کد ام مرد زیک می آید کہ مردم افریقہ کہ از ملکات ایشان انقطاع پذیرفته در  
 صحاری و براری دور دست بر ہمتہ افتادہ از عقل و دانش بہرہ نداشتند عنقریب بر صدائے  
 او گوش نہند و ایمان آورده خلعت تہذیب در بر کشند۔ حالانکہ نہ شناسائے زبانے از  
 السنہ آن بر اعظم در سرزمین پنجاب یا ہندوستان یافتہ می شود کہ سخن حضرت را پیش  
 ایشان نرجحانی نماید۔ حاصل این ہمہ موانع از یک طرف بود و کلام خدا طرف دیگر۔ آخر ہماں  
 شد کہ خدا بتعالی ارشاد کرد و ہماں شخص تنزوی بزاویہ جمول کہ در تنگنائے صحن خانہ خود  
 چہل قدمی نمودہ الہامات خود را بر قطعات کاغذی نگاشت و خبر قبولیت خود بہ اہل عالم  
 میداد با وجو آنکہ در ان اوقات اورا بعض اہل وطن ہم نمی شناختند۔ با این ہمہ موانع

و مراحمات بنصرت و تائید رب السموات والارضین از جاگے خود برخواست و مثل ابرآذاری  
 برآمد و دور انظار مردم جگر و شیمان و حاسدان را چون غزال مشتبک ساخته برفضائے  
 عالم محیط بند و در ہندوستان بخرید و در افغانستان و خراسان و در عرب و ایران و مصر و سیلان  
 و بخارا و ترکستان بیارید و در مایشس و افریقہ مشرقی و جنوبی بیول رحمت الہی  
 رواں کرد و سرزمین افریقہ مغربی و ملکیت نایجیریا و گولڈ کوسٹ و سیرالیون و آسٹریا  
 را سیراب نمود و گلستان انگلستان و علاقہ ہائے جرمنی و روس و امریکارا شادان فرمود  
 امروز بیچ برا عظم دنیا نیست کہ در ان از مریدان حضرت اقدس جامعے نباشند  
 و بیچ نہ پیے نیست کہ از ان این مذہب حصہ وافر نگرفته است و خراج خود وصول نکند  
 در ہندو قوم چوسھی و ہندو ویدہ و پارسی و سکھ و یہود گر ویدگان حضرت اقدس  
 موجودند و مردم پورٹوگال و امریکا و افریقہ و ایشیا بر ذات ایشان ایمان آورده اند از  
 عیسائیاں و پارسیاں و سکھاں و ہنود ویدہ و یہود خیلے کساں اسلام پذیرفته شرف  
 بیعت حضرت اقدس حاصل کرده اند و از یورپین و امریکن و افریقین و ساکنان ایشیا براں  
 فرستادہ حق ایمان آورده اند آنچه از زبان وحی ترجمان حضرت اقدس برآمدہ اگر کلام خدا  
 نبود چگونه انجاز پذیرفت و صورت وقوع گرفت۔ آیا این امر عجیب نیست کہ ہاں یورپ  
 و امریکا کہ پیش ازین دین اسلام را میخورند حالاً اسلام بطریق مسیح موجود آن مالک  
 را میخورند و صد ہا مردم درین وقت در انگلستان و سمچین در امریکا اسلام آورده اند  
 و مساجد بر پا کرده اند و بعض افراد جرمن و روس و اٹلی بیعت این سلسلہ عالیہ را  
 قبول کرده اند ہماں اسلام کہ از دست مذاہب غیر شکست بر شکست میخورد حالاً  
 بد عالمے حضرت مسیح موجود و شمنان را در ہر میدان خاکمیا لہا داد است و جماعت مسلمین را

ترقیات بخشیدہ است۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

## دلیل یا زدہم

عشق حضرت مسیح موعود با ذات خدا و رسول او

بعد از بیان چند پیشخبری بلے حضرت اقدس علیہ السلام انکوں دلیل یا زدہم  
بر صداقت دعویٰ شاہ پیش میکنم کہ حق تعالیٰ در قرآن کریم فرمودہ است وَالَّذِينَ  
جَاهِدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی کسا یکہ در راہ ماسی می نمایند ما ایشان را  
را بہائے خود می نمایم۔ و براں را بہا رہبر ایشان می شویم۔ و ہمیں سنق با حضرت نبی کریم  
صلعم ارشاد کردہ است قُلْ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبَّبْكُمْ  
اللّٰهُ ط یعنی لے محمد ایشان را بفرمائے کہ اگر شمارا با خدا محبتے است پس اتباع من  
بکنید او تعالیٰ شانہ باشما آنچهان محبت کند کہ شما محبوب الہی گردیدہ ازیں ہر دو آئیے  
و انی ہدایہ معلوم می شود کہ محبت و عشق صادق بخدا بنوعالی و رسول او صلعم ہمیشہ ہمیں نتیجہ  
می بخشد کہ انسان و اہل بانقہ می شود و محبوب او میگردد۔

پس معیار کمال محبت صادقہ افراد ایں اُمت محمدیہ ہمیں است کہ دلہائے شاہ  
از باوہ محبت الہی سرشار نشوند و از اتباع سنت سنیہ بنویہ صلعم سرخوش گردند۔ بر ہمیں  
معیار صداقت دعویٰ حضرت اقدس چون نور مشید نصف النہار ظاہر و باہر و تثبیت و  
میرہن می شود۔

محبت ارسیت و مضمونش مضمون نیست کہ ما را بجاتب بیان کردن آن چنداں  
حاجت نیست۔ چرا کہ شعر لے ہر ملک و ہر زبان کیفیات آنرا از زمانہ نامعلوم بیان

کردہ اندوچلہ اہل مذاہب برائے ایمان آوردہ بنیاد وصول الی اللہ برابر اس قائم نموده اند  
 مگر اس بیان کہ حضرت ابن زین العالی در قرآن کریم در تشریح محبت کامل فرمودہ است از  
 موشگاہیہائے جملہ شعر لے نازک خیال بالا تراست یعنی قُلْ اِنْ كَانَ اَبَاؤُكُمْ  
 وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ اِنْقَرَفْتُمْ عَلَيْهَا  
 وَتِجَارَةٌ مَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا احَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ  
 وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرَ تَبْصُرًا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرٍ  
 وَاَللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (توبہ ۲۴) یعنی لے پیغمبر بگو اگر پدر اس  
 و پسر اس و برادر اس و زنان و رشتہ دار اس شما و ماہا ایکہ بدست آوردہ آید و تجارتیکہ  
 از بے رواجی اس می ترسید و خانہا ایکہ پسند میدارید از خدا و رسول او و جہاد در راہ  
 او محبوب تر باشند شمار ابا خدا ہیج محبت نیست پس منتظر باشید تا عذاب بر شما نازل  
 گردد و خدا بتعالی بے راہ روندگان را راہ حق نمی نماید یعنی علامت محبت کامل این است  
 کہ انسان ہمہ چیز را در راہ خدا تعالی قربان کند و اگر بر لے اس قربانی مستعد نیست  
 پس لاف و کزاف او بچیزے نمی آرد۔ ہر شخص با زبان خود دعویٰ می نماید کہ با خدا بتعالی  
 محبت می دارد و ہیج دعویٰ را مسلمانی نیست کہ بگوید کہ مرا با خدا و رسول محبت نیست  
 ولیکن باید دید کہ پر توہ این اقرار محبت بر اعمال و افعال و جوارح و اعضا و اقوال و  
 احوال و اوضاع و اطوار او اقتاد است یا نہ۔ خیلے کسان خود را در محبت رسول  
 کریم صلعم روح فداہ سرشار میداند و در لغتہا نظرہائے دل آویز میگویند و می خوانند  
 و می شنوند و ہو ہو میکنند و اشک از چشمہا میریزند مگر در اتبلاع احکام نبوی  
 تو چھے ندارند و در پیروی او امر و نواہی او نمیکوشند۔ دعویٰ محبت خدا می کنند۔

لیکن بہت وصول الی اللہ سعی نمی کنند۔ ماحی بہیم کہ اگر محبوب کے سناٹے او تشریف می آید  
عاشق ہمہ کار و بار خود گذارند۔ مصروف ملاقات او میگردد۔ و اگر تفریب ملاقات عزیز  
بہم می رسد از فرحت در پیرین خود نمی آید۔ و اگر شرف یاریابی خدمت حکام حاصل آید بر  
جان خود می نازد۔ مگر دم دعوی محبت الہی میکنند و لے گرد نماز نمی گردند و اگر کسی  
از انہا نماز میگذازد و گاہے میگذازد و گاہے از ان تساہل می و زرد۔ و اگر تساہل نمی  
وزرد بہ آن زودی و عجلت نماز را ادائی کند کہ معلوم نمی شود۔ سر را کے از سجدہ برداشت  
و کے باز در سجدہ گذاشت و سجدہ شال بچومرغ است کہ بر آواز نغمائی زندہ نشوع  
در نماز دارند نہ خصوصاً بچین حق تعالی جزئی روزه ذات خود را قرار داد است مگر  
مردم با وجود دعوی محبتش بر لے گرفتن دست و دامانش پیش نیر و ندوسی در حصول  
ترب مولی نمی کنند۔ دعوی محبت خدا میکنند و حق الناس را مثل رشیر مادر سے خوردند۔  
در رخ میگویند بہتان می بندند۔ دم از عشق الہی میزند لیکن توفیق تلاوت قرآن و تدبیر  
فی القرآن نمی یابند۔ آیا چنانکہ مردم با قرآن کریم سلوک می نمایند با خطوط و دوستان  
مثل آن سلوک می وزند یعنی آیا آن مکاتیب را در جامہ پیچیدہ میگذارند و سعی  
در فهم مطالب آن نمی کنند۔ اس حاصل محبت الہی کہ حقیقی است چیزے دیگر است و  
دعوی نمودن چیزے دیگر۔ محبت حقیقی ہیچ گاہ از عمل خالص و قربانی راہ خدا جدا نمی  
باشد و ما را این نوع محبت و اتق و این گونه عشق صادق درین جزو زمان جزو ذوات  
حضرت اقدس علیہ السلام و تبعانش درجے دیگر بہ نظر نمی آید۔ حالات زندگی و سوانح  
حیات حضرت اقدس ظاہر میکنند کہ از بد و طفولیت بہ محبت خدا و رسول شہر یوزند این  
عشق درگ و ریشہ آن مامورین اللہ طاری و ساری بود۔ از ایام خورد سالی پابندی احکام

شرعیہ ملحوظ خاطر مبارک بود۔ و علت گزینی را دوست میداشتند چون از تعلیم فارغ شدند والد حضرت مدوح اراده کردند که حضرت را در سلک ملازمت سرکار انگلیس متک سازند لیکن حضرت این امر را از دل ناپسند میداشتند و با وصف اینکه پدر بزرگوار بار بار اصرار می فرمودند اما حضرت اقدس تن به این کار در نمی داد زیرا که با و خدا بر جسم و جان ایشان غلبه کرده بود۔ چون ذات حضرت اقدس یک رکن خاندان ریاست نشان بود اگر اراده میکردند مثل برادر بزرگ خود که بعهده جلیله ممتاز بود یک منصب اعلیٰ حاصل می نمودند لیکن از جاه طلبی ابا فرمودند و این نیز نبود که در کار و بار و نوشت و خواند طبع شان کمالت میداشت زیرا که از آن بعد کار و کردار زندگی حضرت ثابت نمود که همچو ذات آن حضرت محنت پسند و جفا کش در سطح دنیا یافتن مشکل است۔

شخصه از قوم کھال که بزرگان شش با والد ماجد حضرت تعلقات دوستی میداشتند قریب منصبه قادیان سکونت میدارد۔ واقعه را بیان میکنند و با وجود اختلاف مذہب بمنور ہم چشمانش در حالت بیان این واقعه اشکبار می شود که بار سے والد حضرت اقدس مرا نزد ایشان فرستاد و فرمود که برو میرزا غلام احمد را بگو که همپای من نزد حکام بالادست برو تا من برائے منصب تحصیلداری او سفارش کنم۔ آن سکر وایت میکند که چون من به نزد یک ایشان رسیدم دیدم که در حجره تنها نشسته کتاب می خوانند چون پیغام رسانیدم که پدر بزرگوار شما برائے منصب تحصیلداری شما سنی میکند شما هر دو ایشان چرانمیرید۔ فرمودند از چنانچ من در خدمت حضرت والد با ادب تمام عرض باید کرد که من نوکری کسیکه کردنی بود کرده ام۔ اگر مرا از نوکری حکام دنیا معاف فرمایند برائے من بهتر باشد۔

در آن اوقات شغل حضرت اقدس تلاوت قرآن و مطالعہ احادیث نبویہ و مطالعہ  
مثنوی حضرت مولانا روم بود۔ جماعتی از مسکینان و یتیمان نزد ایشان می آمدند و ایشان  
نان خود را بر ایشان تقسیم می کردند و بسا اوقات نفس خود را بر فاقه میداشتند۔ و اگر اشتها  
غلبه می کرد به نخود بریان رغبت میکردند و عولت گزینی و خلوت پسندی بر طبع حضرت  
آن قدر غالب بود که بعض اوقات مردم خانه را فرستادند طعام بجهت ایشان  
فراموش می شد و ایشان نیز تقاضای می کردند۔

باری به این خیال که اگر از نگاه والد ماجد دور شوم شاید خیال ایشان در کار  
و بار دنیا داشتند رفع گردد۔ بفرمان والد ماجد به سوئے سیالکوٹ رفتن لیکن آنجا  
به تقاضای گذر اوقات بطور عارضی ضرورت ملازمت پیش آمد مگر این عهد  
و منصب در اوقات عبادت شان مایع نبود۔ و به غرض صیانت نفس خود از مذلت  
سوال این ملازمت قبول فرموده بودند۔ و نه ترقی دنیاوی و حصول جاه مقصود خاطر  
هرگز نبود۔ در تقرب آن توکری در وهله اول بر زمین مبارک ایشان منکشف شد  
که اسلام در سر نیچر اعدا بحالت نازک گرفتار است و ندامت دیگر در فکر غرق کردن  
کشتی اسلام حیلہ یائے فراوان بکار می برند و مسلمانان در خواب غفلت افتاده  
اند۔ و بسبب آن این بود که شہر سیالکوٹ مرکز تبلیغ پادریان است در چهار سو ق  
شہر قسیان کیش نصاری بر خلاف اسلام در دلهای مردم نسبت اسلام اشواک  
شکوک می انباشتند۔ و حضرت اقدس این نظارہ دلگداز را دیده حیران بودند که  
بچسب در مقابل ایشان نمی ایستد۔ این آن زمان بود که مردم می انگاشتند که عیسویت  
ندب حکومت و پادشاهی است۔ و خیلہ ازان می ترسیدند که از مناظرہ و مباحثه پادریان

نقصانے میرسد و علمائے محول یہ استثنائے شاذ و نادر از تزیید پادریان خوشے درول  
 میداشتند۔ و یہ کہ در مقابلہ ایشان می ایستاد در حمله اول مغلوب می شد۔ زیرا کہ از علوم قرآن  
 کہیم هیچ آگاہی نمیداشت۔ حضرت اقدس این حال پر اختلاف را دیده بر مقابلہ پادریان مگر  
 ہمت بر میان جان خود چست بر بست۔ و بزور ہر چه تمام تر مباحثات با ایشان شروع کردند  
 و باز در واژہ این مباحثات را برائے قوم آریہ و اقوام دیگر ہم و سبح تر فرمودند۔ بعد چندی  
 والد ماجد حضرت ایشان را پس طلب داشتند و بہ این خیال کہ حالاً ملازمت غیر مستقلہ  
 خوگرفتند شاید اکنون بر ملازمت مستقلہ تن در دهند باز در خیال ملازمت ایشان افتاد  
 مگر حضرت اقدس باز خواستگار معافی گشتند چون دیدند کہ والد بزرگوار در مصائب دنیویہ  
 مبتلا گشتند حسب فرمان شاہ این کار را بر ذمہ ہمت خود گرفتند کہ از جانب شاہ  
 پیروی مقدمات در عدالت نمایند۔ اللہ اللہ در پیروی مقدمات نیز بطور عجیب انابت  
 الی اللہ زیادہ تر ایشان ظاہر شد۔

بارے چنان اتفاق افتاد کہ برائے پیروی مقدمہ بحائب عدالت تشریف بردند۔  
 ہنوز پیشہی مقدمہ قدرے دیر بود کہ وقت نماز در رسید و با وجود منع مردم برائے نماز در  
 مسجد رفتند بعد رفتن ایشان حاکم عدالت ایشان را برائے پیروی مقدمہ طلبید۔ ایشان ہچتا  
 در عبادت الہی مشغول ماندند۔ و چون از نماز فارغ شدہ عدالت رسیدند حسب قانون  
 انگلیسی حاکم راجی بایست کہ مجبوراً فیصلہ بیک طرف بوجہ غیر حاضری حضرت برخلاف حضرت  
 کند۔ مگر حکم اچا کمین را کہ بر قلوب حکام حکمرانی میکند این امر پسندنیامد و توجہ خاطر حاکم  
 ازین جانب برگردانید و او برخلاف امید در حق والد حضرت اقدس فیصلہ داد۔ از صدور  
 این فیصلہ ہمہ حاضرین در حیرت افتادند۔



تخصیصیکه از ایام طفولیت دوست حضرت اقدس بود روایت دارد که من در لاهور ملازم  
بودم. حضرت اقدس بر لای پیروی مقدمه که مرا فخر آن در عدالت العالیه و اثر بود تشریف آوردند  
آن مقدمه بود که اگر بر خلاف حضرت فیصله می یافت بر جمیع حقوق والد و بالآخر بر حقوق  
ایشان از آن صدمه سخت وارد می شد. آن شخص بیان میکند که چون از پیروی مقدمه مرا جهت  
نمودن خلیفه هاشم و بنشاش بودند از خوش بودن ایشان فهمیدم که یقیناً فیصله مقدمه از  
عدالت در حق ایشان صادر شده است. من بر کامیاب شدن در مقدمه مبارکباد عرض  
کردم فرمودند که مقدمه را که ما بایستی داده ایم. اما خوشنودی ما ازین جهت است که اکنون  
چند روزی بفرغت ششسته موقع یا و خدا بدست افتند.

چون از پیروی مقدمات تنگ آمدند مکتوبی بخدمت والد مرا جد نوشتند و ازین  
قسم کار یا فریخت دست دادن را آرزو کردند. آن مکتوب را درین مقام درج میکنم  
تا معلوم شود که حضرت اقدس از آغاز جوانی از دنیا چه قدر تنفر پیدا داشتند و در یاد خدا  
اوقات خود گذاردن را چه با بپند میفرمودند. این مکتوب را حسب رسم و رواج آنوقت  
در زبان فارسی نوشته اند که در ذیل مندرج است.

حضرت والد مخدوم من سلامت - مرا هم علما نانه و قواعد دیوانه بجا  
آورده معروف خدمت والا میکنند. چونکه درین ایام برای العین می بینم و  
بچشم سر مشاهده میکنم که در همه ممالک و بلاد هر سال چنان و بایستی می افتد که  
دوستان را از دوستان و خویشانشان را از خویشانشان جدا میکنند و هیچ سال  
نمی بینم که این ناسره عظیم و چنین حادثه ایلم در آن سال شو ز قیامت نبغند  
نظر بر آن دل از دنیا سروده است و در روز خوف جان زرد و اکثر این

دومصرعہ رشیح مصلح الدین سعدی شیرازی بیاد می آید۔ و اشک حسرت  
ریختہ می شود ۵

مکن تکبیر بر عمر ناپائدار | مباحث این از بازمی روزگار  
و نیز این دومصرعہ ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحیت دل می شود۔ ۵  
بدنیائے دُول بند لے جواں | کہ وقت اجل میرسد ناگہاں  
لہذا میخوانیم کہ قبضہ عمر در گوشہ تہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچنیم و بیاد او بیجانہ تعالیٰ  
مشغول شوم۔ مگر گذشتہ را عذر سے و وفات را تدارک سے شود ۵  
عمر بگذشت و نماز است بجز کلمے چند | بہ کہ در یاد کسے صبح گنم شامے چند  
کہ دنیا را اساسے حکم نیست و زندگانی را اعتبار سے نے۔ و الکیس من خاف علی نفسہ  
من آفتہ غیرو۔ والسلام۔

ہمدیں زمان و الدراجہ حضرت اقدس وفات یافتند و ایشان را از جملہ کاروبار  
دُنیای فطع تعلق دست داد و مطالعہ و بیانات در روزہ داری و شب بیداری مشغول  
گشتند و در اخبارات و روزنامات جواب اعتراضات مخالفان اسلام می دادند۔  
ظاہر است کہ مردم بجهت فلو سے ستیز یا میکنند مگر حضرت اقدس تمام جائداد و ترکہ  
پدیری و اثاث البیت خود را بہ برادر بزرگ خود سپردند۔ طعام از خانہ برادر بزرگ صبح  
و شام می آمد و اگر ضرورتے محسوس می شد۔ بلبوس را نیز بوقت ضرورت می فرستادند و حضرت  
اقدس نہ از جائداد حصہ خود را میگرفتند و نہ کاروبار آں میکردند۔ مردم را تلقین نماز و روزہ  
میفرمودند۔ و بجز در دست شان بیچ نبود۔ طعامیکہ از خانہ برادر بزرگ می آمد برغراب و  
مساکین ویتامی تقسیم میکردند۔ و بعض اوقات بجهت سترتی بقدر دوسہ تول طعام

تداول میگردند و باقی را بنده درویشان می فرمودند و در بعض اوقات بقدر دوسه توله هم  
 باقی نمی ماند و خود را بر فاقه میداشتند نه این بود که جائد اوقلیل بود در آن زمان مداخل  
 یک قریه در میان هر دو برادران مشترک با المناصفه و مداخل جاگیر و خیره مزید بر آن بود  
 درین ایام حالت ضعف اسلام را مشاهده نموده پیشین حتی جل و علا به تضرع و  
 اتهمال دعا فرمودند از بارگاه محمدیت ایمان یافته کتاب بر این احمدیه تصنیف فرمودند  
 و نسبت آن اعلان نمودند که درین کتاب سه صد دلائل بر صداقت اسلام نوشته ایم  
 این کتاب در اثبات هستی ذات باری تعالی عزه اسم و رد اعتراضات مخالفین که  
 نسبت سید المرسلین صلعم کرده اند یک حریره کاری ثابت شد کتاب هر چند نا تمام ماند  
 ولیکن در حالت موجوده خود از دوست و دشمن خراج تحسین حاصل گرد است و  
 علمائے نامور بر آن تقریبات نگاشته اند که این کتاب از عرصه یک هزار سال نظیر  
 خود خود است نظر بر اکابر قدمائے مصنفین که در بهترین ایام اسلام بودند داشته  
 این تقریظ مطلب خود را خود شرح می کند علاوه برین هر رساله و اخبار که نفاذ می یافت  
 در آن حقیقت و عظمت دین اسلام را عیاں میفرمودند و جواب اعتراضات دشمنان  
 اسلام را میدادند حتی که همه اقوام ملک پنجاب مخالف ذات حضرت اقدس گشتند  
 مگر حضرت اقدس بقدر یک قره به آن اعتقاد فرمودند

این آن زمانه بود که از یک جانب عیسائیان بر ذات اظهر و اقدس سیدنا  
 و سید المرسلین علیه الصلوٰة والسلام سب و شتم می کردند و از جانب دیگر قوم آریه گنده  
 و ماننی اختیار کرده بودند و علمائے اسلام از مناقشات باهمی بر یکدیگر فتاوی کفر میدادند  
 و بارغ اسلام پائمال حملائے اعدا می شد مگر علمار از بحبث رفع الیدین و آمین با بھر

وقرات فاتحه خلف امام و در نماز دست بر سینه بستن و یا زیر ناف نهادن فراموش  
 نبود. و چنین حالت حضرت اقدس از جانب اسلام مردم میدان و ارسینه سپر کرده ایستادند  
 و در ترویج اعمال صالحه بین المسلمین سعی فرمودند. و توجیه حضرت اقدس کلی ازین مباحثات  
 بر کمال بود که استدلال احکام صحیح است یا حجت الهیست. بلکه برین امر همه تن  
 قوت خود را صرف کردند که هر مسئله را که راست دانند. آزار است دانند مگر که امام کار  
 که بر لئ دین مفید باشد کرده نشان بدهند. عامل باشید و الحاد و اباحت را گذاشته  
 بر احکام شریعت عمل نمایند.

با پیژنت دیانند بانی نهیب آری به سماج و با لیکه رام. جیونداس. مرلی و هر اندر  
 بجهت کردند. و تا آن وقت عقب مخالفان دین را نمی گذاشتند که از بدگویی و گنده خونی  
 بازمی ماندند یا اینکه خدا بیتیالی آنان را هلاک میکرد. و همچنین با منادان فحش گو  
 مسیحیان مقابله می کردند. گاهی با آتم عیسائی و گاهی با فتح مسیح و گاهی با مارتن و  
 گاهی با اول و گاهی با رانث و طالب سح مباحثات می نمودند. و برین هم اکتفا نمودند  
 لاند و لاخصی اشتہارات در زبان انگلیسی ترجمه کرده بجانب ملک یورپ و امریکه روان  
 میکردند. و با هر که می شنیدند که بجانب اسلام میلان پیدا کند بر خط و کتابت و اشتہارات و  
 اعلانات دعوت اسلام میدادند. چنانچه سترویب اولین مسلمان ملک امریکه نتیجه  
 کوشش رائے آن وقت حضرت اقدس بود که در آن زمان از توجیه حضرت اقدس مشرف  
 به اسلام گشته بود. این شخص خبیله معزز است و از جانب سلطنت متحدہ امریکه یک دفعه بر  
 عہدہ سفارت ممتاز گشته بود. حضرت اقدس میلان طبع او را بجانب اسلام دیده باشی  
 خط و کتابت آغاز کردند. آخر آن سلیم الطبع اسلام را قبول کرد و از عہدہ سفارت دست  
 بردار

شده الغرض بحیثیت اشاعت توحید و اثبات صداقت نبوت رسول کریم صلعم در دل  
 حضرت اقدس شغفے بود کہ برائے یک لمحہ از ان غافل نمی ماندند۔ بعد از ان وقتیکہ بفرمان  
 خدائے رؤف و رحیم دعوی خود را متلذذ نمودند از ان کار حضرت زیادہ وسیع تر گردید۔ بیچ  
 دشمن اسلام سر بر نیاورد کہ بحیثیت سرکوبی او یا حریمہ گراں دلائل و برہان ایستادہ نشدند  
 چون حالات ڈوئی کا ذوق امریکہ کہ ذکرش در صدر گذشت و دشمنی او با اسلام  
 بگوش حضرت اقدس رسید۔ ازینجا نشسته ماورائے بحر عظیم مقابلہ او نمودند۔ و همچنین  
 چون پگٹ در لندن دعوی خدائی کرد بسرعت تمام بروے نعرہ زدند تا خاموشی در گوشہ  
 گدنامی خرید۔ اسکاصل بر روئے زمین ہر کجا کہ دشمن اسلام پیدا شد با سیف و سنان  
 دلائل و برہان سرش را بشکستند و عقب اورانگہ اشتند تا آنکہ از شرارت خود باز نیام  
 یا ہلاک نشد۔

ہفتاد و چار سال در دنیا عمر یافتند۔ از وقت ہوش قبول کردن تا وقت جان  
 گذاشتن مدت العمر شب و روز در صداقت اسلام مشغول ماندند۔ بعض اوقات ماہ مادر کا  
 تصنیف چنان منہمک می ماندند کہ از مصروفیت کار اشاعت وین نسبت ایشان در  
 اوقات این امر معلوم کردن مشکل بود کہ کہ ام وقت سر بیابین نہادہ استراحت میفرمودند  
 یا خدا و رسول محبت میباشند کہ کار اسلام را کار خود میدانستند۔ اگر کسی خدمت اسلام  
 میکرد و خیلے ممنون او می گشتند۔ اکثر حصہ شب بیدار ماندہ مصروف نگاشتن مضامین  
 دینی می بودند۔ و اگر شخصی یک دو روز نوشتہ کتاب را مقابلہ می کرد۔ یا کاغذات  
 مطبوعہ اولین یعنی پروت را تصحیح میکرد۔ و اگر او را درین معائنہ اتفاق محنت کسی  
 یک شب یا یک روز پیش می آمد یا وسے اہمات شکر و امتنان می نمودند کہ گویا آنکس

خدمت ذات ایشان را بجا آورده ایشان را ممنون احسان گردانیده است - و هرگز این خیال نمی کردند که کار خدمت اسلام کرد است و فرض خود را ادا ساخته است با وجود پیرانه سالی و ضعف و بیماری زاید از هشتاد و کتب در عربی و فارسی دارد و تصنیف فرمودند و صد ها اشتهار بر لئے اشاعت اسلام نوشتند و صد ها تقریرات در مجامع علماء و فضلاء دیار و امصار نمودند - و روزانه طالبان دین را تعلیم محاسن اسلام میدادند - و ایستقدر در کار دین اهتمام میداشتند که بارها اطباء بحیثت قدرے استراحت نمودن تقاضای کردند مگر حضرت ایشان در جواب میگفتند که راحت و آرام ما دین است که اشاعت اسلام نائیم - و سر کوبی مخالفان دین کنیم - الحاصل تا روز وفات عادت شریف بهمین بود و آن روز که بخوار رحمت الهی پیوستند آن روز را پیور خدمت اسلام صرف کردند - چنانچه در صبحیکه ازین جهان رحلت فرمودند شام روز گذشته در تصنیف کتاب مشغول بودند که در آن هندواں را بجانب اسلام دعوت میدادند - ازین طرز عمل که بالا مذکور شد ظاهری شود که در اظهار جلال خدایتعالی و اثبات صداقت نبی کریم صلی الله علیه و سلم تا یکدام حدسوز و گداز و جوش در دل حضرت اقدس موجزن بود -

قبل ازین نگاشتنه ام که محض الفاظ که بر زبان انسان جاری می شود بحیثت اثبات محبت حقیقی هرگز معیار نیست - الا کسی که از حرکات و سکنات و اعمال و افعال خود عشق حقیقی را ثابت کند - آرسے کلام او بر لئے اظهار جذبات دلی او ذریعہ قویست زیرا که جذبات دل یک عاشق صادق از خدمات غیر معمولی او هم بیشتر می باشد و بسبب راستبازی او دل دیگران را نیز زخمی می کند - پس از

منظومات حضرت اقدس و دو نظم را کہ بیکے در عشقِ شاہدِ حقیقی است و دویم در محبتِ رسولِ کریمِ فدائے ابی و امی نوشته در این جا درج می کنم۔

کہ کیش بانی و بنا ساز است  
 نے بجارش و خیل ہمرازیست  
 و از جہاں برتر است و ممتازیست  
 لم یزل لایزال فرد و بصیر  
 خالق و رازق و کریم و رحیم  
 ہادی و ہلیم علوم یقیس  
 برتر از احتیاج آل و عیال  
 رہ نیابد بد و فنا و زوال  
 نہ ز چیزیت اد نہ چوں چیزے  
 نے توان گفتن اینکہ دور از ماست  
 نتوان گفت زیر اوست دگر  
 ذات او برتر است ز ان و سواس  
 و ز حدود و قیود آزاد است  
 نے کسے در صفات او انباز  
 کثرت شاں گواہ وحدت او  
 گشتے این جملہ خلق زیر و زبر

ہر دم از کاخ عالم آوازیست  
 نہ کس او را شریک و انبازیست  
 این جہاں را عمارت انداز یست  
 وحدہ لا شریک حی و قتیر  
 کار سازِ جہان و پاک فتیر  
 رہنماؤ معلّم رہ دین  
 منتصف با ہمہ صفات کمال  
 بریکے حال ہست در ہمہ حال  
 نیست از حکم او بروں چیزے  
 نتوان گفت لاس اشیاست  
 ذات او گرچہ ہست بالا تر  
 ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس  
 ذات بے چون و چندان افتاد است  
 نے وجودے بذات او انباز  
 ہمہ پیدا ز دست قدرت او  
 گر شریکیش بدے ز خلق دگر

ہرچہ از وصفِ خاکی و خاک است  
 بند بر پائے ہر وجود نہاد  
 آدمی بندہست و نقش بند  
 ہمچنین بندہ آفتاب و قمر  
 ماہ را نیست طاقتِ این کار  
 نیز خورشید را نہ یارے  
 آب ہم بندہست زینکہ دمام  
 آتش نیز بندہست او  
 گر بر آری بہ پیش او فریاد  
 پائے اشجار در زمین بند است  
 این ہمہ بستگانِ آں یک ذات  
 لے خداوندِ خلق و عالمیاں  
 چہ ہیبت است شان و شوکت تو  
 حمد را با تو نسبت از آغاز  
 تو و جیدی و بے نظیر و قدیم  
 کس نظیر تو نیست در دو جہاں  
 زور تو غالب است بر ہمہ چیز  
 ترست ایمن کند تر ترس و خطر  
 خلق جوئند پناہ و سایہ کس

ذاتِ بیچوں او ازاں پاک است  
 خود ز ہر قید و بندہست آزاد  
 در دو صد حرص و آزر بہ کند  
 بند در سیرگاہِ خویش و مقر  
 کہ بتابد بروزِ چوں احرار  
 کہ نہد بر سرِ شب پائے  
 بند در سرویست نے خود کام  
 در چنیں سوزشے گلندہ او  
 گر میش کم نہ گردد اے اُستاد  
 سخت در پیا سلسل افگند است  
 بر وجودش دلائل و آیات  
 خلق و عالم ز قدرت حیراں  
 چہ عجیب است کار و صنعت تو  
 نے دراں کس شریک نے انبار  
 متنثرہ ز ہر قسیم و سہیم  
 بر دو عالم توئی خدائے یگان  
 ہمہ چیزے بہ جنب تو ناچیز  
 ہر کہ عارف ترست ترساں تر  
 واں پناہ ہمہ تو ہستی و بس



هست یادت کلید هر کارے  
 هر که نالد بدرگهت پند نیاز  
 لطف تو ترک طالبان نکند  
 هر که با ذات تو سرے دارد  
 زینکه چون کار بر تو بگذارد  
 ذات پاکت بس است یاریکے  
 هر که پوشیده بانو در سازد  
 هر که گیرد درت بصدق و حضور  
 هر که راهت گرفت کارش شد  
 هر که راه تو جست یافته است  
 وانکه از ظل قربت تو رسید  
 اے خداوند من گناهم بخش  
 روشنی بخش در دل و جانم  
 دستانی و دلربائی کن  
 در دو عالم مرا عزیز توئی

خاطرے بے تو خاطر آزارے  
 بخت گم کرده را بیاید باز  
 کس بکار رهت نریاں نہ کند  
 پشت بر روے دیگرے دارد  
 رو به اغیار از چہ رو آرد  
 دل یکے۔ جاں یکے۔ نگار یکے  
 رحمت آشکار بنوازد  
 از در و بام او بسیار نور  
 صدامیدے بروز کارش شد  
 تافت آن رو که سر تافته است  
 بر در هر که رفت ذلت دید  
 سوئے درگاه خویش را هم بخش  
 پاک کن از گناہ پنهانم  
 به نگاهے گره کشائی کن  
 و آنچه میخواهم از تو نیز توئی

عجب نوریت در جان محمد  
 ز ظلمت ها ولے آنکه شود صاف  
 عجب دارم دل آن ناکساں را

عجب لطیفت در کان محمد  
 که گردد از محبتان محمد  
 که روتابند از خوان محمد

ندانم مایه سیخ نفس در دو عالم  
 خدازان سینه بزار است صد بار  
 خدا خود سوزد آن کرم دنی را  
 اگر خواهی نجات از مستی نفس  
 اگر خواهی که حق گوید شنایت  
 اگر خواهی دلیل عاشقش باش  
 سرے دارم فدائے خاک احمد  
 بگیسوی رسول الله که هستم  
 دیرین راه گر کشندم در بسوزند  
 بکار دین ترسم از جهانے  
 بیسه سهل است از دنیا بریدن  
 فدا شد در رهش هر ذره من  
 دگر استاد را نامے ندانم  
 بدیگر دلبرے کارے ندارم  
 مرا آن گوشه چشمے بباند  
 دل زارم به پیلویم مجوید  
 من آن خوش مرغ از مرغان قدسم  
 تو جان ما منور کردی از عشق  
 در یغا گر وهم صد جاں دیرین راه

که دارد شوکت و شان محمد  
 که هست از کینه داران محمد  
 که باشد از عدوان محمد  
 بیا در ذیل مستان محمد  
 بشو از دل ثنا خوان محمد  
 محمد هست برمان محمد  
 دلم هر وقت قربان محمد  
 نثار رومی تابان محمد  
 نتایم زو ز ایوان محمد  
 که دارم رنگ ایمان محمد  
 بیاد حسن و احسان محمد  
 که دیدم حسن پیمان محمد  
 که خواندم در دبستان محمد  
 که هستم گشته آن محمد  
 نخواهم جز گلستان محمد  
 که بستیم بدامان محمد  
 که دارد جا به بستان محمد  
 فدایت جانم لے جان محمد  
 نباشد نیز شایان محمد

کہ ناید کس بمیدان محمد  
 بترس از تیغ بران محمد  
 بجو در آل و اعوان محمد  
 ہم از نور نمایان محمد  
 بیا بشکر ز غلبان محمد

چہ ہیبت آبادند این جوان را  
 الای دشمن نادان و بے راه  
 رہ مولی کہ گم کردند مردم  
 الای مُسکد از شان محمد  
 کرامت گر چہ بے نام و نشان است

### در مدح قرآن کریم

بر غنچہ ہائے دلہا یاد صبا و زبیدہ  
 ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ  
 ویں پوسنے کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ  
 فد ہلال نازک زان نازکی خمیدہ  
 شہد یست آسمانی از وحی حق چکبیدہ  
 ہر یوم شب پرستی در گنج خود خزیدہ  
 اَلَا کسے کہ باشد بارویش آرسیدہ  
 و آں بے خبر ز عالم کیس عالمے ندیدہ  
 بد قسمت آنکہ ازوے خود دگر دویدہ  
 آنرا بشرید انم کز ہر شرے رسیدہ  
 تو نور آں خدائی کیس خلق آفریدہ  
 زیرا کہ زان فضاں برس نورت ہارسیدہ

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ  
 این روشنی و لمعان شمس الفتحی اندارد  
 یوسف بقعر چاہے مجوس مانند تنہا  
 از مشرق معانی صدا دقالتق آورد  
 کیفیت علومش دانی چہ شان دارد  
 آں نیر صداقت چون رو بعالم آورد  
 روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدنیبا  
 آنکس کہ عالمش شد خون موافق  
 باران فضل رحمن آمد بمقدم او  
 میل بدی نباشد الا رگے ز شیطان  
 لے کان دلربائی دامن کہ از کجائی  
 میل مانند باکس محبوب من قوی بس

باید که ارباب دانش و عیش و برین امر تامل کامل نمایند که این چنین شخص که  
 از همدالی اللحد هر ساعت و هر لمح عمر خود را در یاد الهی و اظهار بسلال عظمت رسالت پناهی  
 و در اشاعت قرآن و در محبت اسوه حسنه نبی رؤف و رحیم و اطاعت دین متین و استحکام  
 شرع مبین و اشاعت اسلام صرف کرده باشد و خویش و بیگانه را بفرض حفاظت  
 عزت خدا و رسول دشمن جان خود گردانیده باشد و هر ذره وجود خود را در خدمت دین  
 اسلام فنا نموده باشد آیا این چنین شخصی با این چنین عظیم الشان شخصی  
 مضل یا ضال یا مفسد یا دجال بودن ممکن است؟ اگر این حال و این اقوال و  
 این اوضاع و این اعمال مفسدانه است و اگر این عشق خدا و رسول علامت کفر  
 است و اگر این چنین محبت خدا و رسول کفر و ضلالت است خدا کند که این کفر و  
 ضلالت بکلی نصیب من گردد.

خلاق زمین و آسمان گواه است. کلام او گواه است و رسول خدا گواه است  
 و عقل سلیم گواه است که این چنین شخصی زینهار هیچگاه کافر و کاذب و ضال و مضل  
 نتواند بود. اگر با اینقدر عشق و محبت الهی و با اینقدر زهد و طهارت و تقوی و با این  
 ریاضت و عبادت و با اینقدر عشق خدا و رسول صلعم و با اینقدر اطاعت و انقیاد  
 شریعت اسلام و با این قدر اشاعت احکام الهی و با اینقدر مجاهده و سعی بی‌پایان  
 دین متین و با اینقدر پابندی فریض و سنن و نوافل و با این صلوة و صیام و  
 خضوع و خشوع و با این عصمت و عفت و با این محاسن و فضائل و با این جوش  
 و غیرت اسلامی از جوش اولین و آخرین افروز تر بود. شخصی کذاب و دجال و  
 مغتری علی اللهی تواند شد پس بر سطح زمین و پرده عالم هیچکس مستحق هدایت نشده

است و آئینہ ہم نخواہد شد۔

## دلیل دوازدهم

قوت اجیائے حضرت مسیح موعود

دریں دلیل قوت اجیائے حضرت مسیح موعود را پیش میکنم۔ و این دلیل نیز مثل دلائل سابقہ مجموعہ ہزار ہا اولہ برابر ہیں است۔ این وقت خیال مسلمانان همچو عیسائیاں این است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردگان جسمانی را زنده میگردانند و چنان قبل ازین تو مشتمل شدہ است۔ مگر این خیال ہرگز مطابق تعلیم قرآن نیست۔ بلکہ این عقیدہ حسب نصوص صریحہ منتج شرک و ضائع کنندہ دین و ایمان است لاریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل دیگر انبیائے کرام علیہم السلام مردگان روحانی را زنده می ساخت و کلام خدا بر این مدعا گواہ است۔ و متکبران متکبر کلام خداست بیلگہ مردگان روحانی بودند و در نفس الامر بجهت اجیاء این جنین مردگان انبیا از جانب خدا شرف بعثت می یابند۔ از جناب آدم علیہ السلام تا آنحضرت صلعم جملہ انبیا بجهت ہمیں غرض و مدعا تشریف آورده بودند کہ مردگان روحانی را زنده فرمایند و معیار سے از معیار شناخت صداقت انبیائے اولوالعزم کیے این است کہ مردگان بردست ایشان زنده گی جاویدی یابند۔ و اگر این معجزہ از کسی ظاہر نشود دعوت لاریب شکوک است۔ و آنکس کہ مردگان این قسم را حیات می بخشد بالیقین او فرستادہ بارگاہ ربوبی است۔ زیرا کہ این اجیاء بجز اذن الہی کسی را بیسر نمی آید و ہر کسی را کہ اذن اللہ حاصل شدہ بے ریب و گمان راستباز صادق است۔

اے شاہ والا جاہ! این نشان عظیم الشان را حق تعالیٰ بدست حضرت  
 مسیح موعود بہ این کثرت ظاہر فرمودہ است کہ بعد از رسول کریم صلعم از تاریخ ہیج پیغمبر  
 و سوانح حیات ہیج رسولے بہ این صراحت و وضاحت ثابت کردن از قبیل محاللات  
 است۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

حضرت ایشان وقتے در دنیا شرف بعثت پذیرفتہ اند کہ در آن وقت نہ محض  
 موت روحانی بر مسلماناں طاری گشتہ بود بلکہ در اجساد آل مردگان روحانی بوجہ  
 گذشتن مدت مدید و عرصہ بعید فساد عظیم سراپت کردہ بود۔ و مثل حیفا سائے کہ نہ در  
 ایشان تفریق اتصال و متن و تعفن راہ یافتہ بود۔ این موت روحانیہ اشاں بدرجہا  
 بدتر از موت جسمانیہ ایشاں و سخت تر از موت جمیع امتہائے گذشتہ بود۔ زیرا کہ  
 جلد انبیائے کرام امتہائے خود را ازین موت حسرتناک ترسانیدہ اند۔ و جلد  
 انبیائے کرام امتہائے خود را از ظہور دجال ترسانیدہ اند۔ چنانچہ رسول کریم صلعم  
 فرمود است۔ انہ لم یکن نبی بعد نوح الا قد انسذ الدجال قوم  
 وافی انسذ رتکھ۔ (ترمذی ابواب الفتن) یعنی بعد نوح علیہ السلام ہیج پیغمبرے  
 نگذشتہ کہ قوم خود را از دجال نہ ترسانیدہ باشد و من ہم شمارا انرا می ترسانم پس  
 از مردگان فتنہ دجالی زیادہ تر لقمہ ہنگ اجل کدام کس باشد۔ و زندہ ساختن این  
 مردگان بگور کفر و اکاد فرورفتہ را کہ از حد احیاء و امید زندگانی دور تر رفتہ بودند بحق  
 شکل ترین کارے بود۔ مگر حضرت اقدس این خدمت را انجام دادند و بوجہ نیکی بہ  
 اتمام رسانیدند۔ و ہزار ہا و لکو کہ مردگان را زندہ فرمودند۔ و جامعے برپا نمودند کہ  
 نظیرش با ستثنائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر کدام جامعے نشان دلون

محال است۔

تعلقات حضرت موسیٰ علیہ السلام با قوم بنی اسرائیل تعلقات سیاسی نیز بوده است باز ہم چند قوم بنی اسرائیل بر موسیٰ علیہ السلام ایمان نیاورد و بود۔ بلکہ خبیله ہونے محض بہ لحاظ سیاسیات بر اتباع و انقیاد او مجبور گشتہ بودند۔ چنانچہ حق تعالیٰ در حق ایشان فرماید: وَمَا آمَنَ بِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ۔ یعنی اطاعت حقیقی موسیٰ علیہ السلام مجزاً بعض نوجوانان قبیلہ او دیگر افراد قوم بنی اسرائیل نکرہ بودند۔ ایں حالتِ شان متعلق زمانِ قیامِ مصر بود و لیکن از آنجا برآمدہ اکثر حصہ قوم از تہ دل قائل صداقت و سے علیہ السلام نبودند۔ اکثر ہیود و عنود بمرتبہ و مقام و درجہ نبوت و علیہ السلام از تہ دل قائل نبودند۔ ہاں البتہ سیاستہ با و سے ہمراہ بودند۔ چنانچہ حق تعالیٰ مبیفر ماید کہ بعض کسان از قوم موسیٰ بعد خروج از مصر با حضرت موسیٰ گفتند: يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَسْرِيَ اللَّهُ جَسْرًا ۖ فَآخِذْ بِذُنُوبِ الصَّٰعِقَةِ ۖ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔ یعنی ما ہرگز سخن ترا باور نمی کنیم تا آنکہ خدا بتیغ را بچشم سرتہ بینیم۔ پس عذاب الہی شمارا بگرفت در حالیکہ شما می دیدید۔ و همچنین از قرآن کریم و اناجیل و توارخ مستفاد می شود کہ بر جناب عیسیٰ علیہ السلام خیلے کم کسان ایمان آورده اند۔ و ازاں میاں آناںکہ فخلص بودند و حیات روحانی یافتند خیلے کمتر بودند۔ لیکن از آنجا کہ حضرت اقدس علیہ السلام بر لے اہولے فیوض روحانیہ رسول کریم صلعم و اشاعت برکات مصطفویہ نازل شدہ بودند و مقام بلند ننبی علیائے مسیح محمدی بودن از بارگاہ رب العباد یافتہ بودند بنا بر ایں حق تعالیٰ بردست ایشان بسیار مردگان را زندہ گردانید۔ و آنچنان مردگان را زندہ گردانیدند کہ اگر بر ایشان آب جیتا

از چشمہ محمدی پاشیدہ نمی آید مگر امید زندگی شان نبود۔

آیا این امر عجیب نیست کہ درین زمانہ بحالیکہ از ہر چہا طرف ہجوم بدعات سیئہ و رسوم دنیا طلبی و نفرت از دین حق و بے اعتنائی از کلام الہی و ہنک شریعت و ترک اعمال صالحہ و بے توجہی از دعا و عدم غیرت دینی۔ و کثرت زنا و فواحش بنظری آید۔ حضرت اقدس جامعے پیدا کرد است کہ با وجود کہ تعلیم علوم جدیدہ بر خدا و رسول و ملائکہ و کلام اللہ و معجزات و دعا و حشر و مشر و بعت بعد الموت و بر جنت و نار یقین کامل می دارند۔ و بقدر وسع بر شریعت غزایا بندی می درزند۔ حتی کہ فرے از افراد این جماعت بعد توجہ بسیار بہ مشکل دستیاب گرد کہ در ادائے صلوات متہناوت باشد و این چنین ضعف عمل نتیجہ حالت ابتدائی آنکس خواهد بود و انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ رفع شود۔

و آیا این امر حیرت افزا نیست کہ چون طلبائے علوم جدیدہ و دولادگان تعلیم یورپ از دین کلی تفرمیدارند و دین و مذہب را محض یک ذریعہ اجتماع ملی و سیاسی میدانند۔ از میان ایشان حضرت اقدس جامعے فراہم آوردست کہ سجدہ گاہ ایشان از آب اشک تضرع ترمیگرد و سینہائے شان از فرط گریہ و بجا چوں دیگر بر آتش نہادہ می جوشند۔ و جملہ ترقیات سیاسیہ و حصول جاہ را بر شاعت اسلام و اعلائے کلمتہ اللہ قربان کردہ دین را بر دنیا مقدم میدارند۔ از میان ایشان اکثر افراد پوجہ فارغ تحصیل بودن زبان انگلیسی دستگاہ آن میدارند کہ برائے خود از دولت انگلیس مناصب جلیلہ حاصل کنند و افتخارات جاہ و مال و منال نمایند۔ مگر دین حق را ناتوان دیدہ و ضرورت جہاد علمی را محسوس نمودہ تمام جذبات نفس و متنبیاتی



بشری را پشت پازوه بر لے انجام دادن خدمت دین مگر ہمت استوار بنستہ اندر شکر اللہ  
 سعیم۔ و بر قوت لایموت قناعت و زریذ فاقہ را بشکر سیری پسند نموده اند۔ ہر زبان ایشان  
 نام خدا و نام رسول جاری است۔ اعمال شان عظمت توحید باری و اظہار صداقت رسالت  
 سرور کو بن است صلعم۔ *سَيِّئًا مَعْتَبَرِيْ وَجُوْهٍ هَمَّ مِنْ اَثَرِ السَّجُوْدِ۔* انوار حرمت  
 الہی از چہرہ ہائے شان ہویدا است و در محبت و عشق خدا و رسول دیرین دارنا پائدار  
 زندگی بسر میکنند۔ و صد ہائے خوش آئیند آزادی در گوشہ ہائے شان میرسد و ما غمنا  
 شان از خیالات جریت قاصر نیست و نہ این است کہ البصار ایشان بہ جانب نظارت  
 جد و جہد ناظر نیست۔ نے نے۔ بلکہ ہر جہ و دیگران خواندہ ایشان نیز خواندہ اند۔ و ہر جہ  
 دیگران شنیدہ ایشان نیز شنیدہ اند۔ و آنچه دیگران دیدہ ایشان نیز دیدہ اند۔ لیکن  
 چون بظرف غائر ملاحظہ نمودند دیدند کہ مسلمانان دیرین وقت بجانب آزادی چندان احتیاج  
 ندارند چندانکہ بغلامی۔ فتنہ و جالی اگر کدام نقصانے بہ اسلام رسانیدہ است بذریعہ  
 آن وسیع انتظام است کہ او بر لے بیچکنی اسلام اختیار کردہ بود۔ ہذا ہر یکے ترقی  
 اسلام را دیرین امر مخصر دیدہ کہ ہمہ ربانی بودہ زیر یک راہست مجتمع گردند کہ کوچک و بزرگ  
 عالم و جاہل امیر و فقیر ہر یک ہگی طاقت و قوت خود را در یکجا جمع آورند۔ و ہر یکے دستہا  
 بدارند تا مقابلہ کفر و فساد ممکن گردند پس ہنگام حکم خدا و مفاد اسلام را بر خیالات خود ترجیح  
 دادند و دین را بر دنیا مقدم داشتند و از اثرات زمانہ متاثر نگشتند۔ و رفقہ اطاعت  
 شیخ خود در رقبہ ہائے خود بطوع و رغبت انداختند و بدو خوشی مستعد و آادہ گشتند کہ  
 بہبودی اسلام را بدو نظر داشتہ بدان جانب کہ آن دست کہ زیر سایہ وسعہ مجمع گشتہ  
 اند انگشت اشارہ جنباند۔ بغیر آوردن عذر سے و پیش کرد چیلتہ بدان سوئے بروئے



لاشتر بود مرده ولیکن از دست مسیح موعود و اوجیبات خورده۔ بانیم جانے کہ دارد در ز نیست  
چند روزہ حیات جاودانی یافتہ باتن ناتواں یکہ و تہنا گردن گرداں و گردن گردن کشتاں  
مردم خیز امریکار از زیر طوق اسلام آوردن آرزو میدارند۔ زیرا کہ میدانند کہ یک جان زندہ  
برلیو ہنہام دگان بچو کہ گراں است۔

ہچنین بنظر غائر تامل باید کرد کہ آخر آناں کیستند و کیانند کہ در انگلستان تبلیغ  
دین و ایمان مشغولند۔ آرسے ہاں معدودے چند اند کہ مسیح محمدی ایشان را بہ یک نیم گاہ  
مقتول کردہ حیات جاودانی بخشیدست۔ این سر بازان اسلام میدانند کہ اگر نظر بظاہر حیات  
از وجہ نظام مادی انگلستان کل ہندوستان را مطیع و منقاد خود ساختہ است مگر یقین  
میدارند کہ انگلستان با وجود فتح ظاہری از توجید خدائے ذوالجلال دور مانده در دست  
تشلیت جان عزیز و جانیت در باختہ است۔ اگر چہ ہمیش خمراب تنومندی خورد است  
ولیکن رُوح حیات دل مُردہ اش بگی افسردہ است۔ این جو امر داں ازاں آب حیواں  
کہ از دست مسیح موعود خورده اند خہما و خیکہما پر کردہ با خود بُردہ اند تا مر دگان تشلیت را  
جرعہ آب حیات توجید بچشاندند۔ و ازین اجبار اموات بر جان بنی نوع انسان منت  
ہند۔ جاہ و شمت و اقبال و دولت و سطوت و شوکت انگلستان بلکہ کل یورپ در  
دل ایشان ہر لیسے پیدائی کند و بیچ خوفے در جان ایشان نمی اندازد زیرا کہ میدانند  
بجنگ زندہ نمی پردازد۔ بناؤ علیہ ازین حرب روحانی ملول نمی گردند۔

سواحل افریقہ مغربی کہ در ان عیسویت پادراز کردہ بود و لکو کہا باشندگان آن سر  
زمین را از مثلث تشلیت مست و خراب و لایعقل ساختہ در چاہ صلاحت سرگون انداختہ  
بود و قیساں کیش عیسوی برلے پرستاری یک انسان ضعیف البیان آن با دیہ گردان

کم خریدی را ایک جا فرامی آوردند۔ و آل سادہ لوحال گروہ بنی آدم را صبح ثلاثہ غسال  
 نہر مہلاہل شرک و کفر و تشلیت سرنشار و لمبریز میدادند۔ خدا را انصاف۔ آخر آن کد ام مرد  
 پردل جگر و راست کہ خود را یکہ و تنہا بر لے اعلان نام خدا لے کیتا در آن میدان ریگ  
 تپاں رسانیدہ است و مشت استخوان و جان ناتواں ہفت توپ و تفنگ مشرکان  
 گردانیدہ است۔ بلے این ہماں کس است کہ از دم جان بخش روح پرورد مسیح موعود حیات  
 جاودانی یافتہ است۔ و بغرض حفاظت اسلام از اعوہ و اقربا و احباب و اصحاب از  
 یاران و برادران بریدہ و جانب خانمان ندیدہ (در حالیکہ مسلمانان بر موت اسلام صبر و  
 شکیب و رزیدہ بودند۔ زیرا کہ آثار فنا و زوال از ناصیہ حال اسلام دیدہ بودند) آن  
 مرد ناتواں بادل قوی در آن عرصہ ریگ رواں و سرزمین درندگان بے یار و مددگار  
 خود را رسانیدہ و خلقے کثیر را از پنجہ تشلیت رسانیدہ۔ کثر اللہ امثالہ۔

باز آن کد ام ہیولان است کہ وطن را خیر باد گفتہ عنان توجہ بجانب مارشس  
 متعطف گردانید۔ و از دنیا جدا افتادگان و از ہستی خود بے خبر شدگان را زندگان  
 بخشید۔ و کد ام شخص سراندریپ یا لنگار کہ مشہور تاریخی جزیرہ است۔ بہ دم  
 جان بخش خود بیار ساخت۔ و کد ام کس اہل روس و افغانستان را آب حیات بخشیدہ  
 جان عزیز خود را بر لے زندہ نمودن ابتائے وطن در باخت۔ این ہمہ ہا ہماں کسانند کہ  
 از دم مسیح موعود زندگی یافتہ اند۔

آیا این علامت زندگانی نیست کہ از جہل ملیون مسلمانان ہندوستان احدے  
 بہ نظر نمی آید کہ بر لے اشاعت اسلام از چار دیوار خانہ خود پاسے بیرون نہادہ باشند۔  
 مگر از فتنہ قلبیہ خاکساران جماعت احمدیہ صد ہا ہزار دل بر مرگ نہادہ اند و در میدان

تبلیغ ایستاده اند و آں مردہ دلائل را بہ آبِ حیاتِ اسلام زندہ ساختہ اند کہ نسبت  
 ایشان بہ گزخیال کردہ نمی شد کہ گاہے نامِ اسلام ہم بشنوند و یا بر لے سجدہ پشت خود را  
 خم کنند۔ اگر ایشان جیانتے تازہ نیافتہ اند چگونہ نقشہ دنیار تبدیل نمودہ اند و بہت  
 مقابلہ یک جہان چگونہ دست خود را دراز کردہ اند۔ و ایشان را کدام چیز بریں امر مجبور  
 کرد است کہ وطن و آرا مگاہ خود را گذاشتہ سفر را کہ صورت مقدر دارد پر لے خود گزیدہ  
 اند و روئے این ہمہ مصائب و نوائب دیدہ اند۔ دست و رو بر سینہ ما بخورد و همچوں  
 راندگان و در ماندگان و آوارگان و بیچارگان شہر بہ شہر و کوچہ بہ کوچہ و در بدر می گردند۔  
 آیا پدر و مادر و زن و فرزند و خواہر و دختر و خویش و برادر ندارند۔ آیا در وطن یا بے و  
 دوستدکے و کارے و با بے ندارند کہ محنت سفر را بر راحتِ حضر اختیار کردہ اند  
 آخر چہ چیز دل ایشان را از دنیا برداشتہ است و بجانب دین مائل ساختہ است  
 آیا ہمیں نیست کہ خود روح زندگی یافتہ اند و قدر حیاتِ جاودانی شناختہ اند و  
 حال در شکر یہ آں مردگان دنیار پر لے حی لایموت کہ ستر شئمہ زندگیت زندہ ساختہ  
 اند۔ بلے ہستی او تعالی در ایشان گنجید و ہستی ایشان در وسے ناپدید گردید۔ فتنبارک اللہ  
 احسن الخالقین۔

ذکر قوتِ زندگی بخشِ حضرت مسیح موعود کہ در میان آوردہ ام اگر تا شیر آں را  
 واضح نکنم آں زندگی کہ معیارِ صحیح حیات است البتہ مشتقبہ بماند۔ و آں این است کہ  
 حضرت اقدس بقوتِ احیائے خود آنچنان روح زندگی در دلِ مریدانِ خود میدست  
 کہ خیلے کساں بذریعہ آں نہ محض خود زندہ شدہ اند بلکہ قوتِ احیاء موتی در نفس ایشان  
 پیدا گردید است۔ اگر این قوتِ لطیفیلِ حضرت دیگران را بیشتر نمی شد در دلِ مردم

ہائے اس شبہ پیدائی شد کہ وضع و ترکیب دماغی حضرت اقدس چنان واقع شدہ است  
 کہ برآں پروہ از علوم غیر متعارفہ کشادہ می شود و نظارہ نالیکہ در وقت خود ظہوری پذیرد  
 پیش نظر ایشان قبل از وقت تجلی میگردد ازین جهت در توجہ حضرت قوتے و  
 تاثیر سے پیدا شدہ است کہ تمثیلات ایشان برنگ دعا انجام می پذیرد۔ و جملہ  
 تصورات شال صورت واقعہ میگردد۔ مگر این سخن درست نیست۔ زیرا کہ حضرت اقدس  
 آن خزانه را با خود بگور نہ برده اند بلکہ آن قوت را باہر کہ تعلق صحیح بر آن حضرت  
 میدارد علی قدر مرتبہ سپردہ اند۔ در نتیجہ تعلق و محبت کہ با حضرت اقدس باشد  
 حق تعالی باران علوم حقہ بر دل او می بارد۔

دیرین وقت این جماعت از فیض یافتگان حضرت اقدس بسیار نفوس متبرکہ  
 میدار و کہ بفضل الہی در شرح مطالب قرآن زبان ایشان در افشا نہیا میکند۔ و بیا  
 ایشان تاثیر سے میدار و کہ رشتہائے اولام و ظنون فاسدہ و شکوک و شبہات لاطائلہ  
 را قطع می نماید۔ قرآن مجید کہ برائے مردم لفافہ سبعمہر بود برائے ما کتابے است مبین  
 صورت نامے حق ایقین مشکلات و معضلاتش برائے ما آسان است و رموز  
 پنهانش بر ما عیان است۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل  
 العظیم۔ بیخ خیالے یا ندھیے یا اعتقادے نیست کہ خلاف اسلام باشد و ما آرا  
 بحول اللہ و قوتہ محض بر تیغ قرآن پارہ پارہ نکرده باشیم۔ و بیخ آیتے نیست کہ بر آن  
 اعتراض قدیم و جدید بذریعہ بیخ علیے پیش کردہ آید و از وحی خفی الہی آگاہی یافتہ ما  
 جوایش را از کلام الہی بر نیاوردہ باشیم۔

الہام الہی و کشف صادقہ از جانب رب العزت صرف بر ذات حضرت اقدس

محدود و منحصر نبود بلکہ با بسیاحت از زندگی یا فتنگان آن سرچشمہ حیات حق تعالی انعام  
 فرمودہ است و میفرماید: وخیلے رویائے صالحہ کہ بروقت خود صورت و توجہ یافتہ  
 ایمان شاں و ایمان احباب شاں را تا زنگی می بخشد حق تعالی با ایشان تکلم می نماید و  
 بر دل ایشان ابوابِ رضامندی خود میکشاید۔ و راه خوشنودی خود با ایشان می نماید  
 تا در رقتن بر آہ تقویٰ مدوے بیابند و دل ایشان قوت گیرد و حوصلہ شاں ترقی پذیرد۔  
 در باب استجابت ادعیه و نصرت الہیہ نیز فیض حضرت اقدس جاری است  
 و در حیات پذیر فتنگان آن چشمہ آب حیوان پس روح زندگی بخش ساری است۔  
 حضرت و اہم البرکات اکثر دعوات افراد این جماعت را نسبت دیگران بیشتر  
 قبول میکند۔ و نصرت خود بر ایشان نازل می سازد و ہلاکت بر دشمنان ایشان می  
 اندازد۔ و ابواب استجابت دعوات بر روی ایشان می کشاید و ثمرات محنت  
 ایشان عطای فرماید۔ و ایشان را تنہائی گزارد۔ و برائے ایشان غیرت خود در کار  
 می آرد۔ احوال حضرت اقدس ہر روز در گاہ را زنده میکرد۔ و نہ صرف زنده میکرد بلکہ  
 روح زندگی بخش در ایشان میدید تا دیگران را زنده کنند۔ این معجزہ بغیر از انبیائے  
 کرام علیہم السلام کہ محبوبان الہی اند۔ دیگر کسی ظاہر نتواند کرد۔ و بالیقین این ہمہ  
 فیض از درگاہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلعم حاصل کردہ بودند و کار و بار  
 شاں جملہ کار و بار نبی امی فداہ ابی و امی بود۔ کما قال علیہ السلام۔ کل سرکۃ  
 من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علمہ و تعلمہ۔  
 (الہام حضرت شیخ موعوظی)

## تتمہ

بخیاں میں میرے کہ برائے اثبات صداقت حضرت مسیح موعود میں دو ازادہ  
 دلائل کہ درج کتاب کردہ ام کفایت میکند۔ وہ ہر کسے کہ بہ نیت دریا فتن حق بریں  
 دلائل غور و فکر نماید لاریب دروازہ حق البتین بر رویے او کشادہ گردد کہ حضرت اقدس  
 مسیح ربانی و مامور بزادانی و مرسل حقانی بود۔ و نیز اینکه حالادرا انتظار بعثت مسیح و  
 بودن امر بیت فضول و سراسر غیر معقول و نسنو عقلاناً مقبول۔ مرد عاقل را باید کہ چو  
 نشنہ کالال برائے حصول ایمان بسوسے این سر شپشہ آب حیوان از سر قدم ساخته  
 بدود۔ و دریں سلک مرصع کہ دست مسیح موعود علیہ السلام ساخته است منسلک  
 بودن را موجب صلاح و فلاح خود بشمرد۔

برائے آن مرد فہیم و دارائے عقل سلیم کہ خود را مسلمان میگویند کہ ام شہادت  
 صادق از شہادت خدا و رسول زیادہ در کار است۔ چنانکہ در صدہ گذارش یافته خدا  
 و رسول خدا و دیگر انبیاء کہ کلام ایشان محفوظ است بر صدق دعوی مسیح موعود شہادت  
 ادا فرمودہ اند۔

عقل سلیم و فطرت مستقیم نیز تقاضا میکند کہ دریں زمانہ پر آشوب مصلحے می باید۔  
 تا زنگ شکوک و اوام از آئینہ خاطر مردم بزداید۔ و خیر صادق صلحہ ہر علامتیکہ  
 برائے مسیح موعود بیان فرمود است جملہ دریں دور حاضرہ چہرہ خود نمود است۔ خود چہ  
 منبع برکات حضرت اقدس شاہد دعوی خود است۔ زیرا کہ آن دشمنان دین متین کہ برائے  
 ایشان ضرورت مسیح موعود بود دریں جزو زمان در میدان دنیا موجود اند۔ و ہر رنگے کہ



شکست آن عدلے ملت مفتر بود از دست مسیح موعود صورت ظهور یافت۔ در  
گروه مسلمانان مفاسد بہ حدے رسیدہ است کہ در حالت موجودہ بدون قرآن زیاد  
از اس صورت امکان ندارد و الحمد للہ کہ بذریعہ آن مامور خدا اصلاح آن نیز بطریق  
احسن بوقوع انجامید۔

حضرت و اہب البرکات تعالیٰ شانہ با ذات مسیح موعود در تمامت عمر شاہ  
آن سلوک مرعی داشتہ کہ با رسولان و محبوبان خود میداشت۔ تا در ہر میدان علم فتح  
بنام او فریاد داشت و از ہر شر و فسادش نگاہداشت۔ و با معاندان و حاسدانہاں  
طریق سلوک نمود کہ با عدلے مرسلان و ماموران ہمیشہ مناسب پنداشت۔ قانون  
قدرت خود را نیز در خدمتش متعین داشت و زمین و آسمان را بر تائید و نصرتش  
برگذاشت۔ ابواب علوم القرآن بر رویش کشاد و ذریع اشاعت آن نیز جہتاً  
میشش نہاد۔ تا آنکہ کسانے کہ معدن علم و فضل دانستندی شدند ہر را دعوت مقابله  
داد۔ و ہیکس رو بر رویش نموانست ایستاد۔ کلامش بر نگہ اعجاز غالب قائل  
آمد۔ و وعدہ لَا یَمَسُّکَ إِلَّا الْمُطَہَّرُونَ۔ بر دعوی او شاہد صادق آمد۔ ابواب  
غیب بر رویش کشود۔ و بر ہزار باب امور غیبی اطلاعش نمودہ۔ تا بروقت خود صورت  
ظہور یافتہ موجب اظہار جلال الہی گردید۔ سنت الہی است کہ علام الغیوب بحجرت  
رسولان خود ہیکس را بکثرت بر امور غیبیہ اطلاع نمئی بخشد۔ و نخواہد بخشید۔

آنکہ ہمہ عمر خود را در محبت خدا و رسول صرف نماید ہرگز او تعالیٰ چنان محب صادق  
را از در گاہ خود نمیراند۔ ہل جزاء الا احسان۔ حضرت اقدس شہ  
انبیاء یک جماعت مقدس بحبیت اسلام کار کن پدید آور و کہ با خدا تعالیٰ تعلق خاص

دارد۔ واور انجانب اللہ قابلیت احیاء موتی و کشود امور روحانی عطا شدہ ہر یکے  
 از ایشان بردین خدا فدا و از علائق دنیا جدا است۔ جملہ بحیثیت اسلام غمخوار و از ماسوا  
 آں بیزار اند پس با وجود موجود بودن اینقدر شواہد قویہ دعوی مدعی صادق را قبول  
 نکردن و برگزفتن او ایمان نیاوردن عندئذ درست و پسندیدہ نیست۔ فی الحقیقت  
 از ان مرد بلخ خود عالی ہمت کہ با اسلام و خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت میدارد  
 و بر مفاوئذ نفس خود فوائد اسلام را مقدم می شناسد۔ ہرگز این توقع نمی توان داشت  
 کہ بعد دیدن و شنیدن و فهمیدن اینچنین تفصیل و توضیح پنیہ در گوش کردہ خاموش  
 نشیند۔ و چشم خود از دیدن صداقت بستہ از قبول امر حق تہمل گزیند۔ اگر این برای این  
 دلائل کہ من بیان کردہ ام صداقت مسیح موعود را ثابت نمی کند پس من نمی دانم کہ باز آں  
 کدام اولہ و براہین است کہ بذریعہ آں نبوت انبیائے گذشتہ ثابت می شود۔ و آں  
 کدام دلائل و براہین است کہ بواسطہ آں بر انبیاء ایمان توان آورد۔

بہ استغنائے رسول کریم صلعم اگر زیادہ ازین بر صداقت نبوت سایر انبیاء  
 دلائل یافتہ نمی شود بلکہ کم ازین یافتہ می شود پس چه سبب است کہ بر آہنا ایمان  
 آورده شود و بر مسیح موعود آورده نہ شود۔ اگر ایمان آوردن موقوف بر آں سخنہاست  
 کہ انسان از ما دور پدری نشود بلکہ بعقبتی و تدقیق حرف حق را قبول داشتن ایمان است  
 پس لامحالہ از دو امریکہ را تسلیم باید کرد یا ہمہ انبیاء را انکار باید کرد یا دعوی مسیح موعود  
 را نیز قبول باید نمود۔ و اسے شاہ ذی جاہ من از ذات آں فرمانروائے فہیم و ذکی امید  
 دارم کہ طریق موخر الذکر را قبول نمایند و بر آں فرستادہ خدا ایمان بیارند کہ آں را خدا  
 عزوجل بر اسے انہا را صداقت قرآن کریم و نبی رؤف و رحیم و غلبہ دین اسلام و مگر گوی

ادیانِ باطلہ و یارمیِ مسلمانانِ دینِ جزو زمانِ مامور فرمودہ است ایمان بنیلاند نہ زیر  
کہ رضائے خدائے بے بہمتار قبول داشتن و بر راہ او قدم برداشتن موجب برکات  
لا تعد ولا تحصى است۔ و خلافِ رضائے حق ایشادہ شدن و از او امر حق روئے  
بزناقتن ہیچ گاہ با برکت نمی باشد۔

حالتِ اسلامِ دینِ وقت قابلِ رحم است و ممکن نیست کہ ہر کہ با دینِ خدا  
مجتہد را سخ دار دول او شاد تو اند شد تا وقتیکہ سامانِ کامیاب شدنِ اسلامِ ہتیا  
نجد و تا وقتیکہ اسلام را از ہر قسمِ خطراتِ محفوظ نہ بیند۔ دشمنانِ دینِ در عداوتِ اسلام  
از حد تجاوز کردہ اند و در شہمِ ایشان ہیچ حسن و خوبیِ اسلام نمودار نیست بلکہ آن را از  
سرتاپا مجموعہِ عیوب می شمارند و تقویمِ پارینہ اش می انگارند و آنکانکہ خود را محبانِ اسلام  
می گویانند یا از اسلامِ بنجیدہ اند۔ یا حالتِ زار او را قابلِ توجہ ندیدہ اند۔

اقرارِ اسلامِ بر زبانِ ایشان است۔ لیکن از حلقِ فرودفتنشِ خلافِ امکان  
است۔ عنانِ توجہ شان کجلی بر اقبالِ دنیا موقوف است۔ و بسوئے سیاسیات  
معطوف۔ اگر قطعہ زبانی از دست بگذارند زمین را بر آسمان بردارند لیکن اگر ہزار ہا  
بلکہ بلینہا مسلمانان از اسلام بہ مذہبِ عیسوی یا مذہبِ ہنود روئے ارادت آرند  
ایشان پروائے آن ندارند۔ بچیتِ حصولِ حطامِ دنیا در فراہم آوردنِ فدائیاں جانان  
کو تا ہی رواندازند۔ مگر برائے اشاعتِ دین از انجملہ یک کس از دروازہ خانہ سر بر نمی آرد  
اگر کسے منکرِ خلافتِ سلطانِ ٹرکی باشد حقنِ ایشان را آتش فراگیرد۔ لیکن اگر  
کسے رسالتِ سید المرسلین را رواندازد گرجیت احدے در حرکت نمی آید۔ ہیہات  
ہیہات۔ این حالتِ بدروزہ افزوں است و کار دینِ مسلمانان و از گوں۔

حالت ہندوستان بہ اینجا رسیدہ است کہ تبلیغ در پیروان مذاہب باطلہ سخن دور از کار است۔ اگر کسی در روز آں حملہا کہ مذاہب باطلہ بر اسلام می کنند مشغول می شود مسلمانان گلوبش میگیرند کہ این کار نزدیک ایشان دور از مصلحت و بعبید از اقتضائے روزگار است۔ الغرض اسلام گویا خس و خاشاک است کہ از صحن خانہ مارفتہ بیرون در روز آں دور انداختہ شدہ است۔ و نام اسلام را صرف بر آں حصول فوائد سیاسی باقی نگہداشتہ اند و بس۔ بر لے دفع نمودن این حالت و نگہداشتن اسلام از این مصیبت محض یک سبیل باقیماندہ است کہ حضرت مسیح موعود را قبول کردہ و پادشش خود را وابستہ آید زیرا کہ بغیر سایہ دامن عافیتش هیچ راہ ترقی کشاہ نیست حال اچھا و تیغ و سنان ما دامیکہ بنا لے ایمان استوار نہ گردد و مفہوم صحیح اسلام آشکارا نہ گردد و سودے ندارد دست ہنگام مقتضی بچل اند نشود سعی در ترقی مسلمانان هیچ بہبود ندارد بلکہ اصلاً باب ترقی بر روی ایشان نکشاید و سماں رفاہ پدیدار نیاید۔

تاریخ نگاران یورپ بر ذات اہم و اقدس رسول کریم روحانہ افتادہ اعتراض میکنند کہ لغو بانقد من ذلک اشاعت اسلام بزور حسام بے نیام کردہ است ورنہ دلائل مؤثرہ کہ دلہا را بخورد و کشتہ موجود نبود۔ آہ آہ! اقوال و افعال مسلمانان نیز تا لبید سخن ایشان می نمود۔ اکنون رب العزت میخواہد کہ آن اعتراض را از نبی کریم خود صلعم دور کند بنا بر این اثر منتشس یکے را مسیح موعود ساختہ فرستاد است تا بہ شمشیر دلائل و براین عالمے را مسخر کردہ اسلام را بر ادیان باطلہ غلبہ دہد تا بر ہر مخالف و موافق ظاہر و باطن گرد و کہ ہر کابیکہ خادم بہ اتمام رساند سید بوجہ احسن آنرا سرانجام رساندن می توانست حال بجز این راہ رہے دیگر برائے اعانت اسلام نیست۔ خدا متعالی میخواہد کہ دشمنان

رسول کریم صلعم را در غلامی و حکم برادری رسول کریم صلعم در آرد. و طریق آن صرف یک همین است که آن اسلام درست و راست را که حضرت مسیح موعود علیه السلام آورده است به آن صحیح طریقے کہ حضرت ایشان بتیقین فرموده اند یہ آن ایمانِ خالص کہ حضرت در دہما پیدا نموده پیش روئے جہانیاں گذاشته آید تا براہِ گم کردگانِ بادیہ ضلالت را بشہرستانِ ہدایت آورده شود. اگر مشیتِ ایزدی تقاضاے کر دہد کہ بذریعہ دیگر اسلام را ترقی و غلبہ دہد پس ہمہ را ہما کے ماسبق را مسدود می نمود. و جملہ آلاتِ حرب و ادواتِ ضربِ محترعاتِ این زمانہ در دستِ مسلمانان می بود. بلکہ موجود آن تمام اسباب و سامان ہائے جنگی ایشان می بودند نہ دانایانِ یورپ و امریکا. و ظاہر است کہ درین زمانہ بجائے ایجاد نمودنِ آن آلات و ادواتِ مسلمانان علم استعمالِ آن اشیاء نیز نمی دانند و این عدم آگہی مسلمانان دلیلے است قوی کہ خدا تعالی بذریعہ جہاد باسیف اسلام را قوی کردن ارادہ ندارد. بلکہ میخواہد کہ با دلائلِ نیرہ و براین موثرہ رعبِ اسلام در دلِ عالم بیندازد و مذاہبِ باطلہ را مغلوب سازد.

پس از مسیح موعود دو را بیتا دن ستمے بلند در راہ ترقی اسلام بنیاد نہادن و دشمنانِ دین را موقعِ حملہ دادن است کہ بر رسولِ کریم حملہ ماکنند و بر عزت و ناموسش طعنہ نمایند کہ تحملِ آن بیچ مسلمانے غیر تمند را یا را نیست و دیدن و شنیدنِ آن یک مرد با ایمان را گوارا نیست. رسولِ کریم قرعہ عیدنی باک یا رسول اللہ فرمود است کہ آن امت چگونہ ہلاک تواند شد کہ از یک طرفش جمالِ من چہرہ کشود و از طرفِ دیگرش مسیح موعود روئے خود خواہد نمود. ازین حدیث شریف و پیشین خبری شیف ظاہر و باہر میشود کہ ایمانِ ہماں جو انحراف محفوظ تواند بود کہ در میانِ این ہردو رکنِ کلین اقامت نخواہد نمود پس بعد نزولِ مسیح موعود

ہر کس کہ بروے ایمان نئی آرد خدا بیتی عالی اور در حفاظت خود نمی دارد و ہر کہ در ریش مزاجتے  
ورزد و در تحقیقت دشمن اسلام است۔ و ترقی اسلام پسند نمی آید ورنہ در اقامت آن رکن  
متین کہ سقیب اسلام بہ آن محفوظ مینواند بود چگونہ مزاجتے تواند نمود۔  
انجینیں شخصے کہ بزیر شمشیر قہر ای بایستاد کاش کہ ادرش نمی زاد خاک بودے تا ایں  
روزیدش رونہ نمودے۔

لے یاد شاہ بلند پایے گاہ ایغیلے و عدایے خداوندی بالہشت مسیح موعود آ  
است۔ نیز ریغے آن اسلام را زندگی نو داده تو اہد شدہ بچنانکہ در سختہ بہ بارانے کہ بروقت خود  
ببار و ٹر نیکیو بیامی آرد اسلام از بختش شادابی پذیرد و ہر کہ بروے ایمان آرد زندگی نو  
از سر گیرد۔ خدایے غیور تا دیر صبر نمود مگر از ایں پس خاموش نخواہد بود۔ و زیادہ از ایں ہمت  
نخواہد داد کہ بندہ ضعیف را باوے شریک و انباز انگاشتہ آید و فرزندش ساختہ  
بالائے آسمان بردہ۔ زندہ کن مردہ۔ و خلق کنندہ جسم و جان پنداشتہ آید۔

بلے مہربان است مگر غیور نیز۔ از دیر باز انتظار کرد کہ کلام وقت مسلمانان بجا  
کلام پاکش رو آرند مگر افسوس کہ مسلمانان کلام پاکش را پس پشت انداختند۔ ایشان بجا  
لغویات دیگر مشغول گشتند و قدر کلام خدا نکرند و ایں آیت از ذہن شان فراموش شد کہ  
یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مہجوراً پس خدا نیز از ایشان روئے  
گیرد و آیند۔ حال چارہ غیر از ایں نیست کہ دست در دست مسیح محمدی دادہ اعتراف تصور خود  
نمایند و در ریغے اطاعت او در آیند تا دامن ایں مسیحا بگیرند و اقرار کنند کہ در آیندہ از  
کتاب خدا روئے نگردانند و تلافی مافات کنند۔ لایب حق تعالی رفے بر ایشان نخواہد آورد۔  
آہ۔ آہ۔ مردمان دُنیا بدینیا گرویدند و با خدا محبت نورزیدند۔ خدا نیز از ایشان دُنیا

را باز گرفت و در ذلت مبتلا نمود. خود را مسلمان گفته محبوب خدا را زیر زمین سپردند و عیسی  
 ابن مریم را زنده بر فلک بردند. خدا نیز ایشان را باز بین برابر کرد و عیسیائیان را  
 بر سر حکمران ساخت. این حالت ظاہریہ مسلمانان مبتدل نخواهد شد تا اعتقاد باطن  
 خود را درست نہ کنند. مذاہب ظاہری امروز سو سے نہ بد چرا کہ این ہمہ تنبہای نتیجہ غضب  
 الہی است تا مسلمانان با خدا صلح نکنند روز بروز دلیل تر شده خواهند رفت. پس  
 مبارک است آنکہ بر لے صلح و رضا جوئی خدا ہی دود تا از ذلتها نگاه داشته شود و  
 نصرت خداوندی باو سے پیش از پیش دست خدا در جملہ کارهایش از دستش پیش بود  
 لے بادشاہ ذمی جاہ! بعثت مسیح موعود کار سرسری نیست بلکه یک امر عظیم و  
 واقعه عظیم است. مسیح موعود آں کسے است کہ رسول اکرم صلی علیہ وسلم پوسے سلام فرستادہ است  
 و فرمودہ کہ اگر جمعی ہنہائے بسیار تا خدمت و سے رسیدن ممکن باشد باز ہم مسلمانان  
 را قدم منزل گاہش باید نهاد. در بارہ بعثت یا فتن او در تمام مذاہب دنیا پیشتر  
 یافتہ می شود. و مسیح نبی نگذشت است کہ نسبت تشریف آوری سے اطلاع ندادہ است  
 پس بر لے کیسکہ ہرنہی از انبیا خیر سے داد است و امت ہرنہی چشم بر رایش نہادہ چہ  
 عظیم الشان و رفیع المکان خواهد بود. و چہ قدر مبارک است آں بیدار بخت کہ زمان او  
 را یافته بسوئے بولشتابد. و از بر کائناتش بہرہ دریا بد.

لے بادشاہ بلند پایے گاہ! مسلمان و ماموران الہی ہر روز نمی آیند علی الخصوص  
 انجینیں رسول عظیم الشان کہ مسیح موعود است. از طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بر آں  
 احد سے اینقدر بشارات مروی نیست چہ چیزے کہ بر لے مسیح موعود مروی اند پس ما را نیز  
 ازیں برتر آید و دیگر انسانے را امید نباید داشت. زیرا کہ او بر لے امت محمدیہ علم خاتم الخلق

برافراشته است بعد از وی حالاً انتظار زمانه قیامت باید کشید پس یک روز از روز طالع  
 زمانه اش را آن تاثیر است که دُنیا و اقیانوس در جنب آن خفیر است۔ آن مرد خدا خیلے خوش  
 نصیب است کہ قدر چینی بزرگوار نگاه دارد۔ ویرے ایمان آورده خوشنودی خدا بدست آورد۔  
 زیرا کہ اینچنین فرد کامل مقصد آفرینش خود را حاصل نمود و حق تعالی بر وی راز عمودیت کثرت  
 لے بادشاہ عالیجاہ اچوں مامورے از جانب جناب احدیت می آید جماعت او بر  
 یک حالت نمی ماند۔ از غربا و مساکین آغاز میگردد تا بادشاہان و سلاطین ترقی پذیرد۔ ویر یازد  
 آن وقت می رسد کہ جماعت پیر و اشراف بر مالک روز زمین متصرف شود۔ پس این حال ہمیشہ  
 نخواهد ماند کہ جماعت ما جماعت غربا و مساکین باشد بلکہ ہر شب دو چند و ہر روز چہا ر چند  
 ترقی می پذیرد۔ طاقتہائے جملہ بادشاہان روز زمین متحد شدہ رفتار ترقیش مسدود نخواہد  
 نمود۔ آن روز قریب است کہ این جماعت تمام ملل و نحل را قلمہ خود نماید و از جملہ مذاہب گنجے  
 سبقت ریابد چنانکہ اہام حضرت اقدس است و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین  
 کفروا الی یوم القیامت۔ یعنی تبعان ترا بر منکران تو تا قیامت فوقیت خواہم داد۔ و نیز  
 خدا تعالی با حضرت اینشان فرمودہ است کہ "خدا تعالی آن کساں را کہ در بیعت تو داخل  
 تباشند ہمارہ کم خواہد کرد۔ و چنین خواہد بود کہ بادشاہان جہان از این جماعت باشند۔ و این  
 گروہ مغلوب نگردد۔ بلکہ ہمیشہ غالب ماند و ہرگز مغنوح نباشند بلکہ فاتح باشند۔ چنانچہ  
 اہام حضرت اقدس است کہ سلاطین زمان از پوشاک تو برکت جویند مگر ہر کسے را وقتے  
 می باشد کہ در وقتے یک انسان را وارثت عورت می سازد و وقتے می آید کہ ہماں کار  
 بپیشیرے نیز زد۔ کسا جیکہ در صدر اسلام سبقت و رزیدند۔ تا این زمان سزاواران  
 است مرحومہ ہمیدہ می شوند۔ اما کسانیکہ بعد از ان در وقت غلبہ اسلام ایمان آوردند



تعدادشان از شمار افزون است و لیکن نامهای شان نامعلوم است. پس هر یک که درین وقت که این جماعت نظر بظاهر حالت ضعیف و انسترمی شود ایمان آورده داخل شود و نزد باری تعالی عزت اسم در زمره السابقون الاولون نوشته شود و وارثانعام خاص گردد و در پیش در صفحات تاریخ ترقی اسلام به آب زرم قوم شود. و برکات عظیم شامل حالش بود اگر چه از وقت حال حصه بسیار گذشت است مگر ابواب عزت هنوز کشاده است و سالان تقرب الی الله همیتیا و آماده است.

پس آں بادشاه و الادب نگاه را به این جانب منوچهر می سازم که قدر این وقت بشناسند که بنما اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بریکم فامتنا بر زبان رانده برین ندا که آنرا خود ذات رب العباد بلند کرد است بلیک اجابت گویند تا ذات مجمع صفات آن شهریار کامکار مقبول بارگاه رب العزت گردد.

من حرف راست بصدای بلند میگویم که اکنون وصل خدا بیرون از دایره احمد ممکن نیست هر کسی که در دل خود نگاه کند معلوم نماید که در دلش بر خدا و سخنان خدا استجواب و ثوقی نیست چنانکه بر امور قطعیه و یقینییه می باشد و نه در دل خود آن نور دریا بد که بغیر آن و بدار حق تعالی میسر شدن محال است. این نور و این یقین و این وثوق بغیر از جماعت احمدیه در هیچ جماعتی یا گروهی یافته شدن دشوار است. زیرا که مشیت الهی همین است که کافران را بر یک مرکز جمع کند.

آیا هر که بیروت خود و نظری دارد بر چنین زندگانی خوش تواند بود که در دوری از خدا بسر شود و در آن از انوار ربانی بهره نیابد. پس آن نور را حاصل کردن واجب است و بجانب آن یقین شافتن لازم که محض در سلسله احمدیت حاصل می شود و بغیر آن

زندگانی بے لطف و بے مزه است۔ بناءً علیہ بر دیگران سبقت بورزید تا در نسل آیند  
 نام آن ذی جاہ با ادب و احترام بر زبانها جاری بنامند۔ و در ہر زمانہ بر اہم مبارک رحمت  
 فرستندگان رحمت فرستند۔

لا یریب متمسکان سلسلہ الہیہ و مختصان جبل الیقین وین میں از بس گرانبار میگوند  
 مگر بارایشان باعث بیخ و ملال نمی باشد۔ کثرت و زخمہ محنت خود بر سر کشد و ازاں بیخ  
 تکلیف محسوس نمی کند۔ مادر کہ فرزند خود را در آغوش یا بر دوش می برد و ازاں گرانباری بخاطر  
 او نرسد۔ در دین خدا سعی کار کردن بر مومنان رنجے نرساند بلکہ مومن آن رنج را مایہ صمد  
 گنج می پندارد پس ازاں ذمہ واریہاے کہ از قبول حق بر انسان عایدی میشود و لتنگ  
 نباید شد و احسان الہی را یاد کرده و عنایات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را پیش نظر  
 داشته باید اسلام کہ برداشتن آن فرض ہر مسلمان است بر دوش باید کشید حتی جل و علائق  
 بادشاہ را از فضل نامتناہی خود بر لے حکمرانی خلق برداشت است مگر در کشیدن بار احکام  
 اسلام با دیگر افراد مسلمانان مساوی داشت است یعنی چنانکہ خدمت اسلام بر دیگر  
 مسلمانان فرض است بیچنان بران بادشاہ ہم فرض است۔ و چنانکہ بر ما موران الہی  
 دیگران را ایمان آوردن واجب است بر ذات ہما یوں صفات شہر بار افغانستان  
 نیز واجب است۔ پس احکام بار بیتی را و آنچه او تعالی دریں وقت بر کافہ مسلمانان  
 انعام خود مبذول داشته بخوشنودی تمام قبول باید نمود۔ و در سلسلہ کہ جناب الہی از فضل  
 نامتناہی قائم کرده داخل شدہ از فیوضات و برکات کہ پارہ ازاں حصہ از تمام ممالک  
 دُنیا گران قیمت و وسیع تر است حصہ خود را حاصل باید نمود۔ جناب سرور عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم فرمود است من فارق الجماعۃ شبرا اخیلس متا۔ پس از جماعتی کہ خدا بیجا

آزاد برائے اصلاح عالم قائم کرده جدا ماندن مقام خوف است خصوصاً بجهت  
 پادشاهان که بر ایشان ذمه داری به نسبت آحاد اعمال دو بالاست اول از نفس خود  
 شاں و دیگر از رعایائے خود۔ خیلے از کم خردان در کار دیں ہم بر افعال اقوال  
 پادشاهان نگران باشند کہ الناس علی دین ملوک کھم پس بہ نزدیک خدا تعالی  
 ذمہ دار رعایا پادشاهان ہی باشند۔ چوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جان جہان  
 خدائیش با در بجانب قیصر نامہ خود فرستاد اورا بجانب اس امر توجہ دہانیدہ  
 بر جلد قبول کردن حق ترغیب دہے بودند و نوشتند کہ فان تولیت فلیک اثم  
 الا دیسی بیان۔ یعنی اگر دعوت اسلام را قبول نکنی۔ گناہ مرزبانان آں سر زمین  
 بر تو باشد ۛ

پس اے شہر یار کامگار باید کہ سخن حق را قبول کردہ از راہ رعایائے خود  
 سد ممانعت را کہ اکنون در راہ حائل است از راہ کرم بردارند تا گناہ رعایا بذات  
 شہر یار منعم نشود۔ بلکہ از نیکبہائے ایشان حصہ کثیر بذات والا عاید گردد۔ زیرا کہ  
 ہر پادشاہیکہ انکار حق می کند۔ برائے دیگران چو سدے مانع خیر میگردد و شریک گناہ  
 ایشان قرار دہے می شود۔ و بچنان آں پادشاہ کہ حق را قبول می کند۔ برائے دیگران راہ  
 راہ کشادہ شریک ثواب شاں گردانیدہ می شود۔ دنیا روزے چہ عاقبت کا  
 با خداوند معلوم نیست کہ مدت حیات چہذاست۔ آخر راہ رفتن در پیش است  
 و پیش خدا تعالی ایستادن ناگزیر است۔ آنجا بر عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ دیگر هیچ بکار  
 نیاید۔ من کان یحو القاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشترک بعبادت  
 ربہ احدًا۔ امیر و فقیر و برنا و پیر از دنیا ہی دست میاروند۔ زہاد شاہ یا خود

چیزے برداشت نہ فقیر لٹیزے۔ رفیق طریق بغیر ان ایمان صحیح کسے نیست۔ و  
 زا دراہ بجز اعمال صالحہ چیزے نیست۔ ہر ما مور خدا ایمان بیارید تا در ان خدا  
 در آید و ندائے آسمانی و صدائے ربانی را قبول نماید تا از مسلماتی جاوید بہرہ یا بہید  
 من آں حق را کہ از خدا تعالی بر من بود۔ ادا کردم و پیغام خدا را بہ آں شہریار  
 تا جہاں رسانیدم۔ *مَنْ شَاءَ فَلْيُكْرِمْ مَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ* تسلیم و عدم  
 تسلیم و قبول و عدم قبول کا یہ آں شہریار است۔ ہاں میں امید فرور میدارم کہ آں  
 والا جاہ بر تحریر فقیر خود و انرا کار بند چون آں مطابق قرآن حدیث یا بندہ  
 در ایمان آوردن ہر ما مور نہ مانہ و ریع نمایند و خدا کند کہ بچنین باشد۔

## وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

جمہا اقسام کتب و زتا مید سلسلہ حقہ احمدیہ فرایم کردہ

عبد العظیم پوپر پیر احمدیہ بک پو قادیان

دارالامان